یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ہیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں۔

منجانب:

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان

Presented by www.ziyaraat.net/

۷۸۶
۱۱۰-۹۲
یا صاحب الزماں ادرکنی

Knowledge for All
SABIL-E-SAKINA

یا عباس

DVD Version

لبیک یا حسینؑ

سبیل سکینہ سلام اللہ علیہا

خصوصی تعاون: نذر عباس
رضوان رضوی

اسلامی کتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری ۔

www.ziaraat.com

SABIL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.page.tl
sabeelesakina@gmail.com

NOT FOR COMMERCIAL

Presented by www.ziyaraat.net/

تاریخ اسلام

تالیف: طالب حسین کرپالوی

(جلد اوّل)

[illegible] دارالتبلیغ
[illegible] لاہور فون: 5421822

Presented by www.ziyaraat.net/

جلد (۱)

تاریخ اسلام

تالیف: طالب حسین کرپالوی

اسلامیہ دار التبلیغ
202 علی ٹاؤن رائے ونڈ روڈ لاہور
فون نمبر 5421822

سبیل سکینہ سلام اللہ علیہا

Presented by www.ziyaraat.net/

اسم کتاب	تاریخ اسلام
جلد	اول
ناشر	اسلامیہ دارالتبلیغ
کمپوزنگ	حق برادرز کمپیوٹر سنٹر لاہور
مطبع	معراج دین پرنٹرز۔ لاہور
بار	اول
تاریخ اشاعت	یکم دسمبر ۱۹۹۳ء
ہدیہ	[redacted]

سبیل سکینہ سلام اللہ علیہا

پیرایہ آغاز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حقیقت کی جستجو کرنے کا جذبہ ہی تاریخ اور قصہ خوانی میں فرق پیدا کرتا ہے۔ تاریخ تہذیب و تمدن کا ایک ایسا آئینہ ہے جس میں انسانیت کے خدو خال' معاشرے کی خوبی و خامی اور ثقافت کے اثرات بڑی وضاحت سے اجاگر ہو جاتے ہیں۔ تہذیب انسانی نے مسلسل ترقی کا جو سفر طے کیا اور یہ قافلہ رنگ و بو ارتقاء کی جن منزلوں اور وادیوں سے گذرا جب اس سفرنامہ کی روئیداد کو لفظی جامہ پہنا دیا جاتا ہے تو اس کا نام "تاریخ" رکھ دیا جاتا ہے۔ مگر بیتی داستانوں کو دہرا دینا "تاریخ" نہیں ہے۔ بلکہ یہ ماضی کی بازیافت کا فن ہے۔ کچھ مخصوص افراد کے حالات کو قلمبند کر کے عہد گذشتہ کو زندہ نہیں کیا جا سکتا ہے بلکہ اس کے لئے ضروری ہے کہ واقعات کے علل و اسباب اور نتائج و اثرات کو گہری نگاہ اور بالغ نظری سے دیکھا جائے اور اجتماعی زندگی یا سوشل لائف کی ان قدروں کا جائزہ لیا جائے جو اقوام و ملل کے عروج و زوال سے گہرا تعلق رکھتی ہیں۔ مورخ کا کام صرف اتنا ہی نہیں کہ وہ اپنے پیشرو تاریخ نویسوں کے بیانات کو اپنی زبان میں مختلف انداز کے ساتھ سپرد قلم کر دے بلکہ اسے سیاسی معاشی اور جغرافیائی حالات کے فکری تجزیے کے آئینہ میں وقوعات اور ان کی اثر اندازیوں کی ایک ایسی تصویر پیش کرنا پڑتی ہے جو گذرے زمانے کے ہر پہلو کا احاطہ کئے ہو' کیونکہ تاریخ کا دیگر معاشرتی علوم سے بہت گہرا تعلق ہے اس لئے مورخ کے لئے ضروری ہے کہ وہ تمام معاشرتی علوم اور مدنیات و شہریت سے تاریخ کے گہرے تعلق کو پیش نظر رکھے۔

اگر ہم تاریخ نگاری کے فن کا جائزہ لیں تو معلوم ہو گا کہ شروع میں تاریخ کا مفہوم یہ تھا کہ کچھ ممتاز لوگوں کے سوانح حیات تحریر کر دیئے جائیں۔ کسی ملک کی تاریخ یوں لکھی جاتی تھی کہ وہاں کے فرمانرواؤں کے یکے بعد دیگرے تذکرہ کر دیا جاتا تھا۔ اور حالات و واقعات اور ان کے علل و نتائج کے باہمی تعلق اور سماجی زندگی کی تصویر کشی کو بالکل نظر انداز کر دیا جاتا تھا تاہم رفتہ رفتہ یہ انداز متروک ہو تا گیا اور تاریخ اجتماعی زندگی کی داستان بنتی چلی گئی۔

تاریخ کے بارے میں بے شمار نظریات ہیں۔ ہر مورخ نے اپنا "نظریہ تاریخ" جداگانہ طور پر بیان کیا ہے لیکن بنیادی طور پر یہ حقیقت پس پردہ یا عیاں ضرور کار فرما نظر آتی ہے کہ اگر تاریخ سچائی کے رخ سے نقاب نہیں اٹھاتی تو وہ افسانہ نویسی یا داستان طرازی ہوگی علم تاریخ سے ہر دور میں دلچسپی لی گئی ہے۔ اس کی

Presented by www.ziyaraat.net/

سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ انسان کو ہمیشہ اپنے ماضی سے لگاؤ رہا ہے۔ وہ اپنے پیچھے پھیلے ہوئے لامتناہی راستوں کی طرف مڑ کر دیکھنا پسند کرتا ہے۔ کیونکہ ہر گزرا ہوا لمحہ اور اس سے وابستہ یادیں صرف پیاری ہی نہیں لگتی ہیں بلکہ متاع حیات کا درجہ رکھتی ہیں۔ ماضی کا مطالعہ حال کو سمجھنے اور مستقبل کو سنوارنے میں بڑا مددگار ہوتا ہے۔ گذرے ہوئے زمانے کو فراموش کر کے حال و مستقبل کو ساز گار بنانا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن بھی ہے۔ لہٰذا۔

ہر شہری کے لیے ضروری ہے کہ وہ گزشتہ ادوار کی تاریخ کو سامنے رکھے اور اس کے گہرے مطالعہ کے بعد کسی نتیجے پر پہنچے۔ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں ہم تاریخ اس کے جاری شعور کی نشو و نما میں بہت زیادہ حصہ لے گا۔ ایک شہری اور تاریخ کے درمیان استاد شاگرد کا رشتہ ہوتا ہے۔ تاریخ بہت کچھ سکھاتی ہے۔ یہ قوموں کے عروج و زوال کی داستان بھی ہوتی ہے۔ اور انسانیت کے کاروان کی روداد سفر بھی یہ ثقافتی اور تہذیبی عوامل کو بے نقاب کر کے گزشتہ موجودہ اور آئندہ کے انفرادی و اجتماعی تعلقات کو مضبوط و مربوط کرتی ہے۔

مسلمانوں کی تاریخ کو بھی فاضل مورخوں نے اپنے اپنے انداز سے بیان کیا ہے۔ لیکن متقدمین کا قلم اکثر مجبور و مقہور رہا ہے۔ مسلمانوں کی تاریخ نویسی کی خود اپنی ایک المناک تاریخ ہے جس کا تجزیہ متاخرین عصری تقاضوں کی روشنی میں کرتے رہے ہیں معاصرین کر رہے ہیں اور یہ سلسلہ تحقیق مستقبل میں جاری رہے گا۔ مستشرقین نے بھی اپنی مخصوص فکری پالیسی کے ماتحت تاریخ اسلام پر خامہ فرسائی کی ہے۔ مسلمان مورخوں نے اکثر تاریخ نویسی کی لازمی ذمہ داری "حق گوئی" کا احساس کرنے میں کوتاہی برتی ہے اور اس نظر اندازی کی دو بڑی وجوہ ہیں ایک مذہبی تعصب اور دوسری سیاسی دباؤ۔ کہا گیا ہے کہ قلم کے بجائے مسلمانوں کی تاریخ نوک تلوار سے رقم کی گئی ہے۔ حق پوشی اور باطل نوائی سے سچ و جھوٹ کو اس طرح خلط ملط کر دیا گیا ہے کہ متاخرین کے لیے تحقیق حق و باطل کے مراحل سخت دشوار بن گئے ہیں۔ لیکن جوئندہ یابندہ۔ محققین کا جذبہ حق جوئی بہرحال نتیجہ خیز ثابت ہوا ہے۔

ہم نے سیرت نگاری کی جانب قدم بڑھایا اور مناقب امیر المومنین علیہ السلام پر ۴۰ جلدوں میں سے ۶ جلدیں ہدیہ قارئین کر چکے ہیں نیز سیرت النبی کے سلسلہ کی ۳۰ جلدوں میں سے ۲۰ جلدیں پیش خدمت کرنے کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔ اس کاوش کو کرم فرماؤں نے پسندیدگی کی نظر سے دیکھا ہے اور ہماری حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے ترغیب دلائی ہے کہ ہم سیرت کے ساتھ تاریخ کے شعبہ کی جانب بھی توجہ دیں کیونکہ اردو زبان میں تاریخ جیسے اہم مضمون پر ہمارے مکتب فکر کی طرف سے کیا گیا کام آٹے میں نمک سے

بھی کم ہے۔ جناب علامہ ذاکر حسین فاروقی صاحب، علامہ سید علی نقی صاحب، علامہ بشیر الملت مولانا محمد بشیر انصاری صاحب، جناب علامہ سید نجم الحسن صاحب کراروی۔ علامہ محمد لطیف انصاری صاحب۔ اور بعض دیگر زعمائے ملت نے اس سلسلے میں سعی مشکور تو ضرور فرمائی ہے۔ مگر اسے صرف ابتدائی اقدام ہی قرار دیا جا سکتا ہے۔ اسی لئے قارئین کے اصرار اور پر زور مطالبے پر ہم نے عصری ضرورت محسوس کرتے ہوئے اس کام کا بیڑا بھی اٹھا لیا ہے کہ ملت جعفری کو اردو زبان میں ایسی تاریخ اسلام ہدیہ کی جائے جو تاریخ بین کی غیر جانبدارانہ تحقیق کو جلا بخشنے کے ساتھ ساتھ روایتاً" اور درایتاً" اس کی تسلی اور تشفی کر سکے۔

اسلام چونکہ دین فطرت ہے اس لیے تاریخ اسلام کا آغاز اس وقت سے ہوگا جب سے فطرت ہے۔ چنانچہ کرہ ارض پر ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام کی تشریف آوری کے لمحہ ہی سے اسلام کی زمینی تاریخ شروع ہوتی ہے۔ لہٰذا ہماری پیشکش کی پہلی جلد انبیاء سابقین علیہم السلام کے مقدس واقعات اور قصص پر مشتمل ہے۔ ہم نے کوشش کی ہے کہ اس موضوع کی مناسبت کے جملہ تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنے معزز قارئین کے معیار پر پورا اتر سکیں۔

گر قبول افتد زہے عزو شرف

ہم نے کوشش کی ہے کہ اس موضوع کی مناسبت کے جملہ تقاضوں کو ملحوظ ہوئے اپنے معزز قارئین کے معیار پر پورا اتر سکیں گر قبول افتد زہے عزو شرف۔

بہرصورت آپ کرم فرماؤں کی آراء میں معیاری تنقید اور مفید تبصرے و مشورے ہی ہماری رہنمائی کی ضرورت ہیں ہمیں امید ہے کہ آپ حسب معمول ہماری حوصلہ افزائی جاری رکھیں گے۔ رب الکریم آپ کی توفیقات میں برکت جاری رکھے۔ اور ہماری اس سعی کو قبول و منظور فرمائے۔ آمین۔

طالب حسین کرپالوی

۱۵-۹-۹۳

Presented by www.ziyaraat.net/

میثاق انبیاء

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَاۤ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّ حِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَ لَتَنْصُرُنَّہٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ ؕ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْہَدُوْا وَ اَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰہِدِیْنَ ☆ (پارہ ۳ سورۂ آل عمران رکوع ۹)

اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا کہ جو میں تم کو کتاب دوں اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول جو تمہاری کتابوں کی تصدیق فرما دے تو تم ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا' کیوں تم نے اقرار کر لیا اور اس پر بھاری ذمہ لے لیا۔ سب نے عرض کیا کہ ہم نے اقرار فرمایا کہ تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں خود تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔

اس آیت کریمہ میں اس عہد و پیمان کا ذکر فرمایا گیا ہے جو میثاق کے دن حضرات انبیاء سے لیا گیا تھا۔ مگر اس سے حضور علیہ السلام کی وہ عظمت ثابت ہوتی ہے جس کا اندازہ ناممکن ہے۔

عہد کا قصہ تو یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام جنت سے ہندوستان کولمبو پہاڑ پر بھیجے گئے اور حضرت حوا عرب میں جدہ میں اتاری گئیں تین سو برس کے بعد حضور علیہ السلام کے نام کی برکت سے توبہ قبول ہوئی۔ تب نعمان پہاڑ پر ان کی پشت سے ان کی ساری اولاد کی روحیں نکالی گئیں اور ان روحوں سے تین طرح کے عہد لیے گئے۔ ایک تو تمام مخلوق سے اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ یعنی کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں' سب نے عرض کیا کہ ہاں۔ دوسرا علماء سے عہد لیا گیا کہ تم احکام الٰہیہ کی تبلیغ کرنا' تیسرا انبیاء کرام سے جس کا اس آیت میں ذکر ہے' اس عہد کا اس طرح ذکر کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے گروہ انبیاء سے اس روز ارشاد فرمایا تھا کہ اے گروہ انبیاء جب میں تم کو کتاب عطا فرماؤں اور نبوت کا تاج تمہارے سر پر رکھ دوں اور اپنے بندوں کو تمہارے امتی اور تابعدار بنا دوں' پھر جبکہ تمہاری نبوت کا آفتاب پوری طرح چمک رہا ہو اور تمہارے نام کا ڈنکہ بج رہا ہو۔ اگر عین اسی حالت میں ہمارا یہ نبی آخر الزماں دنیا میں جلوہ گر ہو جائے تو تمہارا فرض ہو گا کہ تم مع اپنی امتوں کے اس محبوب آخر الزماں کے امتی بن جانا۔ اس محبوب کے آتے ہی تمہارا دین منسوخ ہو گا' تمہاری کتاب منسوخ ہو گی' تم کو ان کا خدمت گار اور معاون بننا ہو گا۔ کہو کیا یہ تم کو منظور ہے؟ تمام انبیاء نے بخوشی منظور کیا۔ اقرار کرانے پر بھی عہد ختم نہ فرمایا گیا۔ اچھا اس پر ایک دوسرے کے گواہ بن جاؤ۔ یعنی حضرت آدم حضرت نوح وغیرہ پر گواہ ہوں۔ اور وہ حضرت آدم علیہ السلام پر ہیں۔ اللہ جانتا ہے کہ اس میں کیا راز ہے کہ اپنی ربوبیت کا اقرار کرایا تو گواہی کی پابندی نہ ہوئی سب نے

فقط بلیٰ یعنی ہاں کہہ دیا بات ختم نہیں ہوئی۔ مگر یہاں اقرار بھی کرایا' گواہی بھی لی اور اس سارے واقعہ پر شاہی گواہی بھی' رب تعالیٰ کے علم میں تھا کہ کوئی نبی حضور علیہ السلام کا زمانہ نہ پائے گا۔ پھر بھی اقرار لے لیا کہ اگر یہ پیغمبر آ جاتے تو ہم ان کے امتی بن جاتے۔ کم از کم ہر نبی کا اس پر ایمان رہے۔ نیز ان کی امتیں اس واقعہ کو سن کر اگر حضور علیہ السلام کا زمانہ پاویں تو ایمان لاویں۔ نیز شب معراج میں سارے انبیاء کرام نے اس اقرار نامے کو ثابت کر دیا کہ سب نے مقتدی بن کر بیت المقدس کی زمین پاک میں امام الحرمین علیہ السلام کے پیچھے نماز ادا کی۔

نماز اسریٰ میں تھا یہ ہی سر عیاں ہوں معنی اول و آخر
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت پہلے کر گئے

سبحان اللہ وہ نماز بھی کس لطف کی نماز ہوئی ہو گی جس میں انبیاء مقتدی سید الانبیاء امام' ملائکہ نقیب سفر آسمان کی تیاری گویا کہ نماز سفر اس دھوم سے ہو رہی ہے۔ نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس ہی اقرار نامہ کی تعمیل کے لیے آخر زمانہ میں حضور علیہ السلام کے امتی ہو کر زمین پر آویں گے اور دین رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت و امداد فرمائیں گے۔ اس امت کو دشمنوں سے بچائیں گے۔ **صلوٰۃ اللہ و سلامہ علیھم اجمعین** یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ حضور علیہ السلام کی موجودگی میں تمام پیغمبروں کے دین کیوں منسوخ کر دیے گئے۔ دنیا کا قاعدہ ہے کہ ہر چیز اپنی اصل پر پہنچ کر ٹھہر جاتی ہے بلکہ اپنے آپ کو اس اصل میں گم کر دیتی ہے۔ رات بھر تارے جگمگاتے ہیں۔ مگر جہاں سورج نکلا سب چھپ گئے۔ ستاروں میں سورج ہی کا نور تھا۔ تمام دریا سمندر کی طرف بھاگے جاتے ہیں۔ کیونکہ ہر دریا سمندر سے بنا ہے۔ سمندر سے بادل آیا پہاڑوں پر بارش بن کر یا برف بن کر گرا' اس سے دریا بنا' اپنی اصل کی طرف بھاگا۔ ایسا بھاگا کہ جس پل نے' درخت نے' کسی عمارت نے اس کو روکنا چاہا اس کو بھی گرا دیا' مگر جہاں سمندر کے قریب پہنچا شور بھی جاتا رہا' روانی میں بھی کمی ہو گئی اور جب سمندر سے ملا تو اس طرح فنا ہو گیا کہ گویا تھا ہی نہیں اور زبان حال سے کہا کہ

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی تا کس نہ گوید بعد ازاں من دیگرم تو دیگری

میثاق اس سخت تاکیدی عہد و پیمان کو کہتے ہیں کہ جس سے وہ اقرار کرایا جائے کہ وہ اسے توڑ نہ سکے۔ **لما** میں لام توطیہ قسم کے لیے ہیں اور ما شرطیہ ہے یا صولہ **لتومنن بہ و لتنصرنہ** دونوں مستقبل کے صیغے' رانون تاکید ثقیلہ شرط اور قسم کے جواب میں واقع ہے۔ اس آیت کا ترجمہ یہ ہوا۔ اے انسان! یا اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت کو یاد کرو۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں سے عہد و اقرار لیا کہ جو کچھ میں تمہیں کتاب اور حکمت سے بذریعہ وحی عطا کروں' پھر تمہارے پاس ایسا رسول آئے جو ان سب کی تصدیق کرے جو تمہارے پاس ہے یعنی کتاب' حکمت اور نبوت۔ تو تمہیں ضرور اس پر ایمان لانا ہو

Presented by www.ziyaraat.net/

گا۔ اور اس کی امداد بھی کرنی ہو گی۔

تفسیر فتح البیان و جامع البیان اور ابن کثیر میں اس آیت کی دو تفسیریں مذکور ہیں۔ پہلی یہ کہ اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں سے ان کے زمانہ میں عہد و پیمان لیا۔ مثلاً" ایک نبی سے یوں اقرار کرایا۔ کہ اگر تیری زندگی میں کوئی ایسا رسول پیدا ہو جائے جو تیری نبوت کی تصدیق کرے تو اس کی رسالت پر اعتقاد رکھنا' اور اس کی امداد و اتباع کرنا تمہارا فرض ہے۔ یہ عہد و میثاق حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسٰی علیہ السلام تک ختم ہوا' اگر حضرت عیسٰی علیہ السلام کی موجودگی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہو جاتے' تو ان کا فرض تھا کہ آپ کی نبوت پر اعتقاد رکھتے ہوئے آپ کی امداد و اتباع بھی کرتے لیکن قرب قیامت سے پہلے جب آپ آسمان سے نازل ہوں گے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کرکے اس میثاق کو پورا کر دیں گے۔

دوسری تفسیر بالسناد صحیح حضرت علیؓ اور ابن عباسؓ اور طاؤس تابعی سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر زمانہ میں ہر نبی سے یہ میثاق اور اقرار لیا کہ اگر تیری زندگی میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور ہو جائے تو ان کی نبوت پر اعتقاد رکھنا' آپؐ کی امداد و اتباع کرنا تیرا فرض ہے۔ اگرچہ یہ دونوں تفسیریں بہ خیال حافظ ابن کثیر باہم مخالفت و متضاد نہیں ہیں آیت اپنی جامعیت کے اعتبار سے دونوں کو شامل ہے۔ مگر تاہم جامع البیان اور ابن کثیر میں حضرت علیؓ اور ابن عباسؓ کی تفسیر کو ترجیح دی گئی ہے۔ کہ ہر نبی سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں میثاق لیا گیا' نیز ابن کثیر سے اس کی ترجیح کے متعلق چند احادیث بھی نقل کی گئی ہیں۔ ان میں ایک مندرجہ ذیل ہے۔

مسند ابو یعلیٰ میں حضرت جابرؓ سے باسناد صحیح مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو فرمایا کہ تم اہل کتاب یعنی یہود اور عیسائیوں سے کسی مسئلہ کا سوال نہ کیا کرو' کہ وہ خود گمراہ ہیں' تمہیں کس طرح ہدایت دے سکتے ہیں۔ اگر وہ تمہیں کوئی مسئلہ بتائیں اور وہ مسئلہ باطل ہو۔ اور تم اپنی لاعلمی کی وجہ سے اس کی تصدیق کر بیٹھو' یا وہ سچ ہو تم اس کی تکذیب کرو' یعنی جھوٹا سمجھو' تو ان دونوں صورتوں میں نقصان ہے۔ **واللہ انہ لو کان موسی حیا بین اظہر کم ما حل لہ الا ان یتبعنی** یعنی خدا کی قسم تحقیق شان یہ ہے کہ اگر حضرت موسٰی علیہ السلام تمہارے درمیان زندہ اور موجود ہوں۔ تو ان کو میری تابعداری کے سوا زندگی بسر کرنا حلال نہیں۔ اگر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے انبیاء کے زمانے میں ان کی زندگی میں موجود ہوتے تو ان پر فرض تھا کہ آپؐ کی تابعداری میں زندگی بسر کرتے' یا اگر تمام انبیاء آپ کی زندگی میں زندہ ہو کر آ جاتے۔ تو باوجود نبی مرسل ہونے کے ان کی گنجائش نہ تھی کہ آپؐ کی امداد اور تابعداری کے سوا زندگی بسر کرتے۔

ناظرین! یہ آپؐ کی کیسی شاندار فضیلت ہے کہ کسی نبی کو آپؐ کی اتباع کے سوا چارہ نہیں' اور ایک دفعہ یہ

امر واقع میں بھی آ گیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ معراج کی رات بیت المقدس میں تمام انبیاء جمع ہو گئے۔ ان میں تین کا نام بھی بتایا۔ حضرت موسٰی علیہ السلام' حضرت ابراہیم علیہ السلام' حضرت عیسٰی علیہ السلام۔ چونکہ یہ اولوالعزم نبی تھے اس لیے ان کا نام بیان کر دیا۔ پس نماز کا وقت ہو گیا اور میں ان سب کا پیش امام ہوا۔ (مسلم مشکواۃ باب المعراج) یہ امر مسلمہ ہے کہ امام بہ نسبت مقتدیوں کے بڑا بلند مرتبہ رکھتا ہے۔ انبیاء علیہم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ کر اس امر کا اقرار کر لیا۔ کہ آپؐ ان میں سے بلند پایہ اور عالی درجہ ہیں۔ اس نماز میں انبیاء کے میثاق کی تصدیق ہو گئی۔

جاننا چاہیے کہ جو میثاق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں انبیاء کرام سے لیا گیا۔ اس کی ترجیح کی دلیل نفس آیت میں بھی مذکور ہے۔ مثلاً" النبیین جمع کا صیغہ ہے۔ جو سب نبیوں کو شامل ہے۔ اور فعلوں کے ساتھ کم ضمیر متصل منصوب یعنی مفعول کی ضمیریں جمع کی ہیں' پھر دو مستقبلؔ کے صیغے جمع کیے ہیں۔ ان سب سے یہ واضح ہوا کہ تمام نبیوں کا میثاق اللہ نے جمع کرکے ذکر کر دیا ہے۔ پھر حرف ثم سے جو تراخی کے لیے ہوتا ہے۔ یعنی اس سے پہلے معطوف علیہ کی تحقیق ہو جائے تو پھر علت کے بعد معطوف کے تحقیق کی نوبت آتی ہے۔ وہ ان سب کے بعد آنے والا ہے۔ اور میثاق میں شامل نہیں۔ بلکہ اس سے الگ ہے۔ رہا یہ سوال کہ رسول اسم نکرہ غیر معین ہے۔ یعنی کوئی رسول' تو اس کا جواب یہ ہے کہ رسول کی صفت مُصَدِّقٌ تصدیق کرنے والا آئی ہے۔ نحویوں کے نزدیک جب نکرہ کی صفت آ جائے تو نکرہ مخصوصہ ہو جاتا ہے۔ اور اس کی تنکیر زائل ہو جاتی ہے۔ یعنی معرفہ کے قائم مقام ہو کر اس کی طرح مبتدا بننے کے لائق ہو جاتا ہے۔

جاننا چاہیے کہ ہر نبی نے اپنے سے پیشتر کے نبی کی تصدیق کی جیسا کہ آیت سے ثابت ہے۔ لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چونکہ سب نبیوں سے آخری نبی تھے۔ اس لیے آپؐ نے تمام نبیوں کی تصدیق کر دی۔ پس تصدیق کرنے میں بھی تمام نبیوں سے آپؐ ہی کا مرتبہ بڑا اور بلند ہوا۔

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خدائے ذوالجلال نے مجھ سے فرمایا: کہ اے محمدؐ میں نے انبیاء اور رسولوں سے اپنی ربوبیت' تیری نبوت اور علی کی ولایت و وصایت پر میثاق و عہد لیا ہے۔

تاریخ مدینہ دمشق ابن عساکر جلد ۱ ص ۱۲۹ سطر ۹۔ کفایتہ الطالب ص ۱۷۹۔ میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۱۷۴ سطر ۸۔ لسان المیزان جلد ۲ ص ۱۲۴ سطر ۱۲۔ ینابیع المودت ص ۶۸ سطر ۲۔ تحفہ اثناء عشریہ ص ۱۶۷۔ شرح زرقانی جلد ۵ ص ۳۴۳-۳۔ کشف الغمہ جلد ۲ ص ۳-۴۳۔ مدارج النبوۃ جلد ۱ ص ۱۲۶۔ جواہر البحار جلد ۱ ص ۷ ۲۴

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ خدائے ذوالجلال نے عالم ذر میں ہمارے شیعوں سے ہماری

Presented by www.ziyaraat.net/

ولایت کا عہد لیا اور اپنی ربوبیت اور حضرت رسول خداؐ کی نبوت کا۔

اصول کافی جلد ۲ ص ۳۲۱ سطر ۴۔ ص ۳۱۸ سطر ۱۰۔۷۔ مراۃ العقول جلد ۵ ص ۱۲۶ سطر ۵ ص ۱۶۰ سطر ۵۔ اصول کافی ص ۱۷۴ جلد ۱ سطر ۱۳۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ خدائے ذوالجلال نے روز الست ذریت حضرت آدم سے اپنی ربوبیت، حضرت محمد کی نبوت اور ہماری ولایت کا عہد لیا۔

اصول کافی جلد ۱ ص ۳۳۱ سطر ۹۔ ص ۱۰۳ سطر ۱۔ ص ۳۵۵ سطر ۶۔ ص ۳۳۱ سطر ۱۰۔ مراۃ العقول ص ۱۰۵ جلد ۵ سطر ۱۔

خدا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو منانے کے لیے امت حضرت محمد مصطفیٰؐ کی ارواح کو پکارا۔ اے امت محمد میں نے جو تمہارے لیے مقرر کیا ہے وہ یہ ہے کہ میری رحمت میرے غضب پر اور میرا عفو میرے عذاب پر مقدم اور سبق کرنے والا ہے۔ میں نے تمہاری دعاؤں کو دعا کرنے سے پہلے قبول کیا اور قبل از سوال تم پر بخشش کی کہ تم میں جو کوئی یہ شہادت دیتا ہو مجھ سے ملاقات کرے گا۔ کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ واحد اور لاشریک ہے۔ اور محمدؐ بے شک اس کا بندہ اور رسول ہے۔ اس کے اقوال سب سچ اور اس کے احوال واقعی اور حقیقی ہیں۔ اور علی بن ابی طالب اس کا بھائی اور اس کے بعد اس کا وصی اور ولی۔ اس کی متابعت ویسی ہی لازم اور ضروری ہے جیسی محمد کی۔

تفسیر امام حسن عسکری ص ۱۶ سطر ۹۔ آثار حیدری ص ۲۸ سطر ۹۔ تفسیر عیاشی جلد ۱ ص ۸۰۔ ص ۴۱ جلد ۲۔ الوافی جلد ۲ ص ۱۱۸ سطر ۲۳۔ ۳۱۔ فضائل الشیعہ ص ۳۳ سطر ۲۔ علل الشرائع ص ۱۱۸ سطر ۴۔ تفسیر کوفی جلد ۱ ص ۱۰۶ سطر ۲۵۔ تفسیر صافی ص ۲۴۷ جلد ۱ سطر ۱۴۔ بحار الانوار جلد ۲۴ ص ۲۲۰ سطر ۱۶۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا نے مکان کو خلق کیا تو اس پر لکھا **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی امیر المومنین و وصیہ بہ ایدتہ و نصرتہ**۔ خدا نے عرش کو خلق کیا تو اس کے کنارے پر لکھا، پھر آسمانوں کو خلق فرمایا تو اس کے اطراف پر ایسا ہی لکھا۔ پھر خدا نے جنت و نار کو خلق فرمایا اور اس پر ایسا ہی لکھا۔ پھر خدا نے ملائکہ کو خلق فرمایا اور انہیں آسمان میں ٹھہرایا۔ پھر ان سے اپنے رب ہونے۔ محمدؐ کے نبی اور علی کے ولی ہونے کا میثاق لیا۔

بحار الانوار جلد ۲۵ ص ۱۷ سطر ۱۹۔ ص ۱۸ سطر ۸۔ ص ۲۷۱ سطر ۱۸۔ ص ۲۷۲ سطر ۸۔ ص ۲۷۹ سطر ۳۔ بصائر الدرجات ص ۲۱۔ کنز جامع الفوائد ص ۵۵۔ حیاۃ القلوب جلد ۲ ص ۶ سطر ۲۰۔ تفسیر البرہان جلد ۱ ص ۲۹۲ سطر ۷۔ ۱۴۔ ۱۹۔ ۳۱۔ ص ۲۹۵ سطر ۸۔ ۱۲۔ ۱۵۶۔ جلد ۴ ص ۱۴۸ سطر ۱۴۔ جلد ۲ ص ۵۰۔ جلد ۴ ص ۷ سطر ۴۔ مقدمہ تفسیر البرہان ص ۲۵ سطر ۱۴۔ ص ۲۶ سطر ۱۱۔ ص ۲۷ سطر ۳۔ مدینۃ المعاجز ص ۷ سطر ۱۶۔ تفسیر نور الثقلین جلد ۲ ص ۹۳ سطر ۱۶۔ ص ۹۵ سطر ۱۰۔ ص ۹۷ سطر ۱۳۔ جلد ۱ ص ۳۵۸ سطر ۹۔ ص ۳۵۹ سطر ۱۸۔ جلد ۲ ص ۹۴ سطر آخر۔

تفسیر نمونہ جلد ۲ ص ۴۸۸ سطر ۶۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم اور ان کی ذریت سے جس کو اس نے انہیں کی پشت سے نکالا تھا سوال کیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں اور یہ محمدؐ اللہ کا رسول، علی امیر المومنین اور ان کے بعد ان کے وصی میرے حکم کو نافذ کرنے والا اور القائمؑ مہدی نے میرے دشمنوں سے بدلہ لیا۔ اور اس کی وجہ سے میری عبادت کی جائے گی خوشی سے یا ناخوشی سے سب نے جواب دیا اقرار کیا کہ ہم نے اور گواہ ہوئے۔

فرمود خدا تعالیٰ آدم راو ذریتی راکہ بر آور دہ بود از پشت او آیا نیستم پرودگار شما و این محمد رسول خدا و علی امیر المومنین امر من و آنکہ مہدی انتقام گیرد بدست ولی از دشمنان من و عبادت کردہ شوم بسبب او بخوشی و ناخوشی ہمہ گفتند اقرار کردیم و شاہد شدیم۔

(۸) عاصمی، احمد بن محمد زین الفتی فی تفسیر سورہ اھل اتی۔

نافع اور ابن عمر کہتے ہیں کہ ایک دن ہم بطواء مکہ میں رسول اکرمؐ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں جبرائیل روح الامین تشریف لائے اور کہا رب عرش آپ کو سلام کہتا ہے اور کہتا ہے کہ جب انبیاء کا میثاق لیا گیا تو صلب آدم میں تیرے متعلق بھی میثاق لیا گیا تھا تو انبیاء کا اور تیرا وصی علی اوصیاء کا سردار ہے۔ اور اللہ کہتا ہے کہ اے محمد تیری عزت کی قسم اگر تو مجھ سے کہے کہ میں زمین و آسمانوں کو اپنے مقام سے ہٹا دوں تو تیری عزت و کرامت کی وجہ سے ایسا ضرور کر دوں گا۔

عن نافع ابن عمر قال: بینما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جالس ذات یوم ببطحا مکۃ اذ ھبط علیہ جبرئیل الروح الامین قال: یا محمد ان رب العرش یقراء علیک السلام و یقول: لما اخذ میثاق النبیین اخذ میثاقک فی صلب ادم فجعلک سید الانبیاء و جعل وصیک سید الاوصیاء علی بن ابی طالب و یقول: یا محمد و عزتی لو سالتنی ان ازیل السماوات و الارض لازلتھا لکرامت علی☆

لسان المیزان جلد ۱ ص ۴۸۰ سطر آخر۔ تحفہ اثناء عشریہ ص ۱۶۷ سطر ۱۹۔ ینابیع المودت ص ۳۹۷ سطر ۵۔ الاعتدال جلد ۲ ص ۱۷۴ سطر ۸۔ کفایۃ الطالب ص ۱۷۹۔ تاریخ دمشق ترجمہ علی جلد ۱ ص ۱۲۹ سطر ۱۹۔

کتاب الواحدہ میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب امیر المومنین نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ واحدہ و تنہا اور یکتائی میں منفرد ہے اس نے ایک کلمہ فرمایا جو نور ہو گیا پھر اس نور سے اس نے جناب محمد مصطفیٰؐ کو اور مجھے اور میری اولاد کو پیدا کیا پھر اس نے ایک کلمہ فرمایا جو روح بن گیا۔ اور اسے خدائے تعالیٰ نے اس نور میں اور اس نور کو ہمارے جسموں میں جگہ دی بس ہم روح اللہ ہیں اور ہم ہی کلمۃ اللہ ہیں۔ مخلوق خدا۔ خدا کو نہیں دیکھ سکتی مگر ہماری وجہ سے اس کی ذات صفات کو سمجھ سکتی ہے پس اس وقت جبکہ نہ سورج تھا اور نہ چاند رات تھی اور نہ دن اور نہ کوئی آنکھ تھی جو پلک جھپکاتی ہم ایک سبز سائبان کے نیچے خدا تعالیٰ کے عبادت اور اس کی تقدیس و تسبیح کیا کرتے تھے یہ اس سے پہلے کا ذکر ہے کہ

Presented by www.ziyaraat.net/

اس نے اپنی مخلوق کو پیدا کیا اور جب مخلوق کو پیدا کیا تو اس نے انبیاء سے ہم پر ایمان لانے کا اور ہماری نصرت کا پختہ عہد لے لیا تو خدائے تعالیٰ اس کے قول (واخذ اللہ میثاق ---- ولتنصرنہ) اس میں لتومنن بہ سے مراد لتومنن بمحمد یعنی تم سب محمدؐ مصطفیٰ پر ضرور بالضرور ایمان لانا اور لتنصرنہ سے مراد ہے لتنصرن وصیہ یعنی تم سب وصی محمدؐ مصطفیٰ کی مدد بالضرور کرنا چنانچہ عنقریب وہ سب کے سب میری مدد کریں گے اور خدائے تعالیٰ نے خود میرا عہد جناب محمد مصطفیٰ کے عہد کے ساتھ اس طرح لیا کہ ہم ایک دوسرے کی مدد کرتے رہے۔ چنانچہ میں نے آنحضرتؐ کی مدد کی ان کے حضور میں جہاد کیے ان کے دشمنوں کو قتل کیا اور میں نے خالصتاً" لوجہ اللہ اس عہد و پیمان کو جو مجھ سے نصرت جناب رسول خدا کے بارے میں لیا گیا تھا پورا کر دیا۔ مگر انبیاء اور رسولوں میں سے کسی کو یہ موقعہ نہیں ملا کہ وہ میری مدد کرتے اس لیے خدا تعالیٰ نے ان کو میرے ظاہر ہونے سے پہلے اٹھا لیا۔ لیکن عنقریب وہ میری مدد کریں گے اور مشرق سے لے کر مغرب تک میری حکومت ہو گی اور اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام سے لے کے خاتم النبیین تک ہر نبی اور رسول کو مبعوث فرمائے گا اور میری مدد کے لیے کل جن اور آدمیوں کو خواہ وہ زندہ یا مردہ ہو چکے ہیں تو ان کو حکم خدا سے زندہ کرکے ان سب کو اپنی تلوار سے مارے گا۔

اصول کافی جلد ۲ ص ۳۱۸ سطر ۸۔۱۰۔ ص ۳۲۱ سطر ۲۔۹ جلد ا ص ۱۰۳ سطر ا۔ ص ۳۵۵ سطر ۶ جلد ص ۳۲۱ سطر ۱۰۔ مراۃ العقول جلد ۵ ص ۲۶ سطر ۵۔ ص ۲۰ سطر ۵ ص ۱۰۵ سطر ا۔ تفسیر امام حسن عسکری ص ۱۶ سطر ۹۔ تفسیر عیاشی جلد ا ص ۱۸۰ سطر ۶۔۱۱۔ جلد ۲ ص ۴۱۔ الوافی جلد ۲ ص ۱۱۸ سطر ۲۳۔۳۱۔ ص ۱۱۹ سطر ۳۔ فضائل الشیعہ ص ۳۳ سطر ۲۔ علل الشرائع ص ۱۱۸ سطر ۴۔ تفسیر قمی جلد ا ص ۱۰۶ سطر ۲۰۔ ص ۲۴۶ سطر ۲۔ تفسیر صافی جلد ا ص ۲۷۴ سطر ۱۴۔۲۔ بحار الانوار جلد ۲ ص ۲۲۰ سطر ۲۔ جلد ۲۵ ص ۱۷ سطر ۱۹۔ ص ۱۸ سطر ۸۔۱۴ جلد ۲۶ ص ۲۷۱ سطر ۸۔ امالی شیخ طوس ص ۴۲ ص ۴۳۔ ص ۱۳۶ بصائر الدرجات ص ۲۱۔ ص ۱۵۱۔ بحار الانوار جلد ۲۶ ص ۲۷۹ سطر ۳۔ ص ۲۷۲ سطر ۸۔ ص ۲۷۶ سطر ۱۱۔ ص ۲۸۰ سطر ۲۔ ص ۲۸۲ سطر ۲۔ ص ۲۸۴ سطر ۱۹۔ ص ۲۸۸ سطر ۱۰۔ ص ۲۹۱ سطر ۱۔ ص ۳۰۹ سطر ۱۹۔ ص ۲۹۴ سطر ۸۔ ص ۲۹۴ سطر ۱۹ ص ۲۹۷ سطر ا۔
کنز جامع الفوائد ص ۵۵۔ حیاۃ القلوب جلد ۲ ص ۶ سطر ۲۰۔ البرہان جلد ا ص ۲۹۴ سطر ۷۔۱۳۔۱۹۔ آخر۔ ص ۲۹۵ سطر ۸۔۱۲۔۲۔۱۲۔ مقدمہ البرہان ص ۲۵ سطر ۱۴۔۲۶۔ ص ۲۴ سطر ۱۱۔۱۴۔ ص ۲۷ سطر ۳۔ ص ۲۴ سطر ۲۷۔ مدینۃ المعاجز ص ۷ سطر ۲۔۳۸۔ ص ۹ سطر ۷۔ نور الثقلین جلد ۲ ص ۹۳ سطر ۲۔ ص ۹۵ سطر ۱۰۔ ص ۹۷ سطر ۱۳۔ جلد ا ص ۳۵۸ سطر ۹۔ آخر۔ ص ۳۵۹ سطر ۱۸۔ جلد ۲ ص ۹۴ سطر آخر۔

استدلالات از میثاق

آیات و روایات میثاق سے واضح ہوا کہ جب ارواح انبیاء سے رسالت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا اقرار لیا جا رہا تھا تو اس وقت حضور اکرمؐ وجود نوری میں موجود تھے اور نہ صرف وجود نوری تھا بلکہ آپ اس وقت سید المرسلین تھے اور آپ ہی کے وسیلے میں انبیاء کو نبوت ملی۔ تو جو ہستی قبل از خلقت دو عالم نبی ہو اور جس کی نبوت کا انبیاء سے اقرار لیا گیا ہو اس کے بارے میں یہ کہنا کہ آپ چالیس سال تک جاہل رہے تھے اور غار حرا میں آپ سے جب حضرت جبرائیل نے کہا کہ پڑھو تو آپ نے فرمایا کہ مجھے پڑھنا نہیں آتا کچھ زیب نہیں دیتا حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جھولے میں یہ دعویٰ فرمایا کہ انی عبداللہ اتنی الکتب و جعلنی نبیا میں اللہ کا عبد ہوں۔ اللہ نے مجھے کتاب دی ہے اور مجھے نبی بنایا (مریم ۳۰) اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام عالم طفلی میں نبوت کے مدعی اور کتاب کے عالم ہو سکتے ہیں تو فخر حضرت عیسیٰ چالیس سال تک غیر نبی اور جاہل کیسے رہ سکتے ہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ امت مسلمہ نے مقام نبوت کو ان حضرات سے لیا جو خود تمیں' چالیس سال کے بعد اسلام لائے چونکہ انہوں نے حضور اکرم کا یہی زمانہ پایا لہذا انہوں نے یہی کہہ دیا کہ نبی اکرم چالیس سال کے بعد نبی بنے۔ اگر امت مسلمہ ان حضرات سے نبوت لیتی جو قبل از خلقت دو عالم حضور اکرم کے ساتھ تھے تو کبھی بھی ایسے ضعیف اعتقادات نہ رکھتے۔ اگر مقام نبوت ان سے لیتے تو وہ امت مسلمہ کو سمجھاتے کہ دیکھو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم صفا اور مروہ کی پہاڑیوں میں نبی نہیں بنے بلکہ یہ تو اس وقت بھی نبی تھے جب حضرت آدم علیہ السلام مٹی اور پانی کی منزلیں طے کر رہے تھے۔ سنو یہ علم لدنی کے مالک ہیں۔ یہ فرشتوں کے استاد ہیں۔ ان کی وجہ سے حضرت آدم نے ملائکہ کو علمی میدان میں شکست دی۔ دیکھو میں انہی کا شاگرد ہوں۔ مجھ سے پوچھو جو کچھ پوچھنا ہے جمادات کے متعلق پوچھو۔ حیوانات کے متعلق دریافت کرو۔ پوری دنیا کے انسانوں کے مسائل پوچھو۔ انبیاء اور ان کی امتوں کے حالات پوچھو۔ فرشتوں کی معروفیات اور شمس اور قمر کی حرکت کے متعلق دریافت کرو۔ میں نے براہین الطالب کی پہلی جلد خلقت نورانیہ میں متعدد کتب کی عبارات سے واضح کیا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے پیدا ہوتے ہیں آسمانی کتب کی تلاوت فرمائی۔ تو جس ہستی کا شاگرد عالم طفلی میں آسمانی کتاب کی تلاوت کر رہا ہو اس کے استاد کے متعلق یہ کہنا کہ حضور ارمؐ نے فرمایا کہ مجھے پڑھنا نہیں آتا مقام نبوت سے جہالت کی دلیل ہے۔ تو حضور بات ہو رہی تھی کہ تمام انبیاء علیہم السلام نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نبوت کا اقرار یوم میثاق کیا۔ اب اس سلسلے میں ہم قرآن مجید کی آیت کے لفظوں پر غور کرتے ہیں۔

سبیل سکینہ سلام اللہ علیہا

Presented by www.ziyaraat.net/

مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ اس سے واضح ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام نبیوں کی کتب اور صحف کے مصدق تھے۔ اب تصدیق وہ کر سکتا ہے جس نے یا تو چیز کو آنکھوں سے دیکھا ہو یا کانوں سے سنا ہو یا خود پڑھا ہو۔ جس نے بھیجی ہو اس کی معرفت رکھتا ہو۔ جیسے بھیجی گئی ہے اسے پہچانتا ہو۔ یعنی جب تک وہ یہ معلومات نہیں رکھے گا تصدیق نہیں کر سکتا۔ لہٰذا رسول خدا اس وقت تک تصدیق نہیں کر سکتے جب تک خدا کو جانتے نہ ہوں۔ جن انبیاء کی طرف کتب آئیں ان کو پہچانتے نہ ہوں۔ اور تمام کتب کا تمام علم ان کے پاس نہ ہو۔ تو قارئین مصدق کتب سماویہ کے متعلق یہ کہنا کہ وہ خود اپنی کتاب کا علم نہیں رکھتا تھا کس قدر جہالت کی دلیل ہے۔

آیات اور روایات میثاق سے واضح ہو گیا کہ حضور اکرمؐ سب نبیوں کے سردار اور ان کی کتب کے عالم ہیں۔ اگر نور کے ایک حصے کو یہ کمال حاصل ہے کہ وہ انبیاء سابقہ کی کتب و صحائف کا عالم ہے تو اس نور کے دوسرے حصے کا ضرور یہ اعلان ہونا چاہیے کہ اگر میرے لیے مسند بچھا دی جائے تو میں اس پر بیٹھ جاؤں تو میں توارت والوں کے لیے ان کی تورات کے مطابق انجیل والوں کے لیے ان کی انجیل کے مطابق اور زبور والوں کے لیے ان کی زبور کے مطابق اور قرآن والوں کے لیے ان کے قرآن کے مطابق فیصلہ کروں۔ (مناقب خوارزمی ص۵۵۔ مقتل خوارزمی ص۴۴۔ الفاضل ص۳۔ شرح مقاصد ص۲۲۰ جلد۲۔ مطالب السول ص۲۶۔ ینابیع ص۵۷ سطر آخر۔ کوکب دری ص۲۹۸۔ مودۃ القربیٰ ص۱۲۱ سطر۳۔

لتنصرنہ۔ اس جملے میں تمام انبیاء علیہم السلام کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی نصرت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اب یہ بات طے ہے کہ حضور اکرمؐ کے ظاہری زمانے میں کوئی بھی نبی نہیں تھا سب آپ سے پہلے تشریف لائے اور اپنے فریضے کی ادائیگی کرتے ہوئے واپس تشریف لے گئے۔ اب یہ بات دو حال سے خالی نہیں یا تو نعوذ باللہ خدا نے سچ نہیں فرمایا وہ وقت تلاش کیا جائے جس وقت یہ انبیاء آئے یا آئیں گے اور حضرت محمدؐ مصطفیٰ کی نصرت کریں گے۔ واقعی یہ مشکل مقام ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم رسول اللہؐ کے در پر جائیں اور ان کے نور کے شرکاء آئمہ علیہم السلام سے دریافت کریں اور جب ان سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ واقعی انبیاء نے حضور اکرمؐ کا ظاہری زمانہ نہیں پایا۔ لہٰذا قیامت سے پہلے یہ سارے نبی دوبارہ زمین پر تشریف لائیں گے اور حضور اکرمؐ کے وصی کی اعانت کر کے خدا کے وعدے کو پورا کریں گے۔

اقررتم۔ اس جملے سے واضح ہوا کہ انبیاء کرام نے خدا کی توحید، حضور اکرمؐ کی نبوت اور حضرت علی کی ولایت کا اقرار کیا۔ لہٰذا ماننا پڑے گا کہ اگر انبیاء یہ تینوں اقرار نہ کرتے تو وہ نبی نہ بنتے نہ رسول تو جب ان تین اجزاء کے اقرار کے بغیر انبیاء کی نبوت نہیں رہ سکتی تو ہمارا ایمان کیسے رہے گا۔ لہٰذا ایمان اسی کا مکمل ہو گا جو پہلے کلمے میں ان تینوں اجزاء کا اقرار کرتا ہو گا۔

یوم میثاق خدا کی توحید، حضرت محمد مصطفیٰؐ کی نبوت اور حضرت علی کی ولایت کا ارواح انبیاء نے اقرار کیا لہٰذا تسلیم کرنا پڑے گا کہ خدا کے ساتھ اس وقت حضور اکرمؐ اور علی علیہ السلام موجود تھے۔

ان روایات سے واضح ہوا کہ تمام انبیاء نے حضرت علی کی ولایت کا اقرار کیا۔ لہٰذا جب حضرت علی ان سے افضل۔ تو جب حضرت علی انبیاء سے افضل ہیں تو امت رسول سے افضل کیوں نہ ہوں گے۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ اگر تمام انبیاء حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا سردار نہ مانتے تو نہ وہ نبی نہ رہتے۔ بس جس نبی کا کلمہ نہ پڑھنے سے ایک لاکھ تیئس ہزار نو سو ننانوے پیغمبر پیغمبر نہیں رہتے اگر وہی نبی غدیر خم میں من کنت مولاہ فعلی مولاہ کا اعلان نہیں کرتا تو اس کی تمام تبلیغ رائیگاں جا رہی ہے۔

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّکَ مِنْ بَنِیْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوْا بَلٰی شَهِدْنَا اَنْ تَقُوْلُوْا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِنَّا کُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِیْنَ☆ (پارہ ۹ رکوع ۱۲ الاعراف ۱۷۲)

اور جب لیا پروردگار نے تیرے لیے بیٹوں آدم کے سے پیٹھوں ان کی سے اولاد ان کی کو اور گواہ کیا ان کو اوپر جانوں ان کے کیا نہیں ہوں میں رب تمہارا کہا انہوں نے البتہ تو ہے شاہد ہوئے ہم ایسا نہ ہو کہ کہو تم دن قیامت کے تحقیق تھے ہم اس سے غافل۔

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ سے کسی نے پوچھا۔ یا رسول اللہؐ نبوت آپ کے لیے کب لازم کی گئی فرمایا اس وقت سے پہلے جبکہ خدا نے آدم کو پیدا کیا۔ اور روح ان کے جسم میں پھونکی۔ اور خدا قرآن میں فرماتا ہے اے محمد اس وقت کو یاد کر جبکہ تیرے پروردگار نے بنی آدم سے ان کی اولاد کو ان کی پشتوں سے نکال کر عہد لیا اور ان کو ان کے نفسوں پر گواہ کیا۔ اور ان سے کہا کہ کیا میں تمہارا پرورگار نہیں ہوں۔ تو روحوں نے عرض کیا۔ ہاں تو ہمارا پروردگار ہے۔ تب اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا میں تمہارا پرودگار ہوں اور محمد تمہارا پیغمبر اور علی تمہارا امیر اور حاکم ہے۔

عن ابی ہریرۃ قال قیل یا رسول اللہ متی و جبت لک النبوۃ قال قبل ان یخلق اللہ ادم و نفخ الروح فیہ و قال و اذا اخذ ربک فیہ و قال ادم من ظہور ہم ذریتہم و اشہد ہم علی انفسہم الست بربکم قالت الارواح بلی فقال اللہ انا ربکم و محمد نبیکم و علی امیر کم۔

مناقب ابن مغازلی ص۱۷۱ سطر۵۔ المنتقیٰ ص۶۸۰ سطر۱۴۔ منہاج السنہ جلد۴ ص۷۸ سطر۶۔ مودۃ القربیٰ ص۴۳ سطر۱۲۔ کوکب دری ص۱۸۹ سطر۵۔ ینابیع المودۃ ص۱۹۷ سطر۲۱۔ ص۲۰۶ سطر۴۔ ارجح المطالب ص۱۷ ص۱۰۔ تفسیر عیاشی جلد۲ ص۴۱۔ تفسیر قمی جلد۱ ص۲۴۷ سطر۳-۸۔ بحار الانوار جلد۲۶ ص۲۶۸ سطر۱۔ ص۲۹۳ سطر۱۵۔ ص۲۷۸ سطر۳۔ ص۲۸۰ سطر۲۔ بصائر الدرجات ص۲۱۔ تفسیر فرات الکوفی ص۴۸ سطر۱۶۔ ص۴۹ سطر۵۔ تفسیر البرہان جلد۲ ص۴۶ سطر۱۱۔ جلد۲ ص۲۷۔ ص۴۸ سطر۲۶۔ ص۵۰ سطر۳۱۔ ص۵۱ سطر۱۸۔

سیدہ سکینہ سلام اللہ علیہا

Presented by www.ziyaraat.net/

مد۔لتہ المعاجز ص۷ سطر۲۵۔ ص۸۔ سطر۳۔ ۷ ص۹ سطر۲۔ تفسیر صافی جلد۱ ص۸۹ سطر آخر۔

اس آیت اور روایت سے واضح ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبل از خلقت آدم نبی تھے۔ اور یہ بھی واضح ہوا کہ خدا نے اپنی توحید کے ساتھ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا بھی نبی آدم سے اقرار لیا۔ انبیاء تو ایک لاکھ چوبیس ہزار تھے لیکن ان میں سے صرف حضور اکرمؐ کی نبوت کے لیے اقرار لینے سے واضح ہوتا ہے کہ بقیہ تمام نبی حضور اکرمؐ کے طفیلی ہیں۔

كَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَاءِ☆ اس کا عرش پانی پر تھا۔ (ھود ۷)

داؤد رقی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قول خدا (**وکان عرشہ علی الماء**) کے بارے میں دریافت کیا۔ آپ نے مجھ سے پوچھا کہ اس بارے میں لوگ کیا کہتے ہیں میں نے کہا لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ عرش پانی پر تھا اور اس کے اوپر خدا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ لوگ غلط کہتے ہیں جس نے یہ گمان کیا کہ اس نے خدا کو محمول بنا دیا اور اسے مخلوقیت کی صفت سے متصف کر دیا اور اس سے یہ لازم آئے گا کہ جو چیز اللہ کو اٹھائے ہوئے ہے وہ اللہ سے زیادہ قوی ہے۔ میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان جاؤں آپ اس کی وضاحت اور وجہ فرما دیں۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ نے اپنا دین اور علم پانی پر رکھا اس سے پہلے کہ خدا زمین و آسمان، جن و انس اور شمس و قمر کو خلق کرتا۔ پھر خدا نے جب چاہا کہ مخلوق کو پیدا کرے تو ان کو اپنے سامنے پھیلا دیا اور ان سب سے پوچھا کہ تمہارا رب کون ہے؟ تو جس نے سب سے پہلے اقرار کیا وہ حضور اکرم۔ حضرت علی اور آئمہ طاہرین علیہم السلام تھے۔ انہوں نے کہا کہ تو ہمارا رب ہے۔ لہٰذا اللہ نے علم اور دین ان کے حوالے کر دیا۔ پھر ملائکہ نے فرمایا کہ یہ میرے علم اور دین کے حامل اور خازن ہیں اور میری مخلوق میں میرے امین ہیں۔ انہی کے بارے میں سب مخلوق سے سوال کیا جائے گا۔ پھر نبی آدم سے کہا گیا کہ تم اللہ کے رب اور ان کی اطاعت کے فرض ہونے کا اقرار کرو تو سب نے کہا اے رب ہم نے اقرار کیا۔ (بحار الانوار جلد۲۶ ص۲۷۷ سطر۷)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بالدلائل ثابت کر دیا کہ اللہ کی ذات محدود ہے نہ محمول۔ یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ جو فلسفۂ توحید آل محمد علیہم السلام نے پیش فرمایا ہے اس سے دوسرے لوگ عاری تھے۔ نہج البلاغہ ہو کہ صحیفہ کاملہ غرضیکہ علوم آل محمد کی آپ جو بھی کتاب اٹھائیں گے۔ ... توحید کا آپ بے کراں سمندر پائیں گے۔ خلفاء ثلاثہ اور آئمہ اربعہ ان علوم سے محروم تھے۔ جو ... توحید کے بظاہر ٹھیکے دار ہیں ان کے ہاں نظریہ توحید سب سے زیادہ کمزور ہے۔ ان کا خدا صاحب زمان بھی ہے اور صاحب مکان بھی۔ محدود بھی ہے اور محمول بھی۔ کبھی ان کا خدا کرسی پر بیٹھتا ہے اور کبھی ... کی

ٹانگیں جہنم میں نظر آتی ہیں۔ (نعوذ باللہ من ذلک) بندہ نے اپنی تالیف فلسفہ توحید کی پندرہ جلدوں میں علوم آل محمد کی روشنی میں معرفت توحید پیش کی ہے۔ اور ابھی بھی یہ جلدیں اس موضوع کا مقدمہ ہیں۔ اس موضوع پر مکمل کتاب لکھنے کے لیے علم کامل چاہیے۔ جبکہ ہم نہ انسان کامل ہیں اور نہ ہمارا علم کامل ہے۔ اکلیم امامت کے چھٹے تاجدار نے واضح فرمایا کہ اس آیت میں **کان عرشہ علی الماء** سے مراد خدا کی ذات نہیں بلکہ دین و علم خدا ہے۔

اور یہ بھی واضح فرما دیا کہ خدا نے پہلے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خلق فرمایا اور سب سے پہلے انہوں نے خدا کی توحید کا اقرار کیا۔ اور اللہ نے اپنا علم اور دین ان کے حوالے کر دیا لیکن ان کے نام لیوا عجیب عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضور اکرمؐ نعوذ باللہ چالیس سال تک جاہل رہے۔ انہیں علم تک نہ تھا کہ وہ نبی بننے والے ہیں۔

يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَ يَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا☆ (پارہ۲۹ رکوع۱۹ سورۃ الدھر)

پورا کرتے ہیں منت کو اور ڈرتے ہیں اس دن سے کہ ہے برائی اس کی پھیل جانے والی۔

(۱) کلینی، محمد بن یعقوب المتوفی ۳۲۸ھ اصول کافی ص۳۷۰ سطر۱۶ جلد۱ الطہران۔

عن ابی الحسن الماضی قال: قلت: قولہ: (یوفون بالنذر)؟ قال: یوفون للہ بالنذر الذی اخذ علیھم فی المیثاق من ولایتنا☆

ابو الحسن ماضی کہتے ہیں کہ میں نے کہا اس سے کیا مراد ہے۔ وہ نذر کو وفا کرتے ہیں۔ فرمایا نذر سے وہ مراد ہے جو روز میثاق ہماری ولایت کے متعلق تھی۔

اصول کافی جلد۱ ص۳۶۰ سطر۱۶۔ مراۃ العقول جلد۵ ص۱۰ سطر۵۔ الوافی جلد۲ ص۲۰۶ سطر۲۴۔ البرھان جلد۴ ص۴۱۴ سطر آخر۔ ۴۱۵ سطر۲۔ نور الثقلین جلد۵ ص۴۷۷ سطر آخر۔ ص۴۷۸ سطر۱۔

اس آیت کی تفسیری روایت سے واضح ہوا کہ نذر سے مراد حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولایت ہے اور جو ولایت حضرت محمد مصطفیٰؐ کا اقرار کرتے اور اس پر قائم رہتے ہیں وہی لوگ قابل تعریف ہیں۔

ولایت حضور اکرمؐ کا اقرار تو یوم میثاق تمام ارواح نے کیا تھا لیکن قابل تعریف وہی لوگ ہیں جو یوم میثاق کیے ہوئے اقرار پر قائم ہیں۔ اور اپنے عہد کو پورا فرما رہے ہیں۔

وَاسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ☆ (پارہ۲۵ رکوع۱۰ الزخرف ۴۵)

اور سوال کر ان سے کہ بھیجا ہم نے پہلے تجھ سے پیغمبروں ہمارے سے کیا مقرر کیے ہیں ہم نے سوائے اللہ کے معبود اور کہ عبادت کیے جاویں۔

سیدہ سکینہ سلام اللہ علیہا

Presented by www.ziyaraat.net/

(۱) نیشاپوری، حسن بن محمد تفسیر غرائب القرآن ص۵۸ سطر۳ جلد۲۵ میمنہ مصر۔

ثعلبی نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ تحقیق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس ایک فرشتہ آیا اور اس نے کہا اے احمد جنہیں ہم نے تم سے پہلے رسول بنا کر بھیجا ذرا ان سے پوچھو کہ وہ کس چیز پر مبعوث ہوئے کہا تیری اور علی کی ولایت پر۔

روی الثعلبی عن ابن مسعود ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: اتانی ملک فقال یا محمد: سل من ارسلنا من قبلک من رسلنا علاما بعثوا قال علی ولایت و ولایۃ علی بن ابی طالب

حضرت عبداللہ بن مسعود روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا جب میں معراج کے موقعہ پر آسمان کی طرف گیا۔ جب میں جبرائیل کے ساتھ چوتھے آسمان پر پہنچا تو میں نے وہاں ایک سرخ یاقوت کا بنا ہوا مکان دیکھا۔ جبرائیل نے کہا یہ بیت المعمور ہے۔ اے محمد اٹھو اور اس میں نماز ادا کرو۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو میرے پیچھے ایک صف میں جمع کر دیا۔ میں نے ان کے ساتھ نماز ادا کی۔ میں جب نماز کا سلام کہہ چکا تو میرے پاس اللہ کی جانب سے ایک پیغام پہنچا۔ اے محمدؐ تمہارا رب تمہیں سلام کہتا ہے اور تمہیں یہ حکم دیتا ہے کہ ان رسولوں سے دریافت کرو کہ یہ تم سے پہلے کس بات پر رسول بنا کر بھیجے گئے تھے۔ میں نے کہا اے رسولوں کا گروہ مجھ سے پہلے میرے رب نے تم کو کس بات کے لیے بھیجا تھا۔ رسولوں نے کہا اے محمد تمہاری نبوت اور علی بن ابی طالب کی ولایت کی خاطر اور اسی کی طرف اللہ تعالیٰ کا یہ قول دلالت کرتا ہے۔ (وسئل من ارسلنا من قبلک من رسلنا الخ) نیز اس واقعہ کو دیلمی نے ابن عباس سے روایت کیا ہے۔

اثبات الوصیۃ ص۱۱۷ سطر۱۳۔ مناقب خوارزمی ص۲۲۱ سطر۲۔ ذیل اللبالی ص۶۰۔ معرفت علوم الحدیث ص۹۶۔ ینابیع المودت ص۱۹۷ سطر۸۔ ص۶۷ سطر۲۰۔ مفتاح النجاص ص۴۱۔ شواھد التنزیل جلد ۳ ص۱۵۶ سطر۵۔

حضرت امام جعفر صادق نے فرمایا ایک آدمی امیر المومنین کے پاس آیا جبکہ آپ مسجد کوفہ میں تھے وہ تلوار سنبھالے ہوئے تھا۔ اس نے کہا اے امیر المومنین قرآن میں ایک آیت ہے جس نے میرے دل کو فاسد کر دیا ہے۔ اور میرے دین کے بارے میں مجھے شک میں ڈال دیا ہے۔ آپ نے فرمایا وہ کون سی آیت ہے۔ اس نے کہا اللہ تعالیٰ کا یہ قول (و اسئل من ارسلنا من قبلک من رسلنا) کیا اس زمانہ میں کوئی نبی تھا جس سے سوال کیا گیا تھا۔ حضرت علی نے جواب دیتے ہوئے معراج کا ذکر فرمایا اور کہا پھر حضور اکرمؐ کے لیے براق لائی گئی اور آسمان کی طرف بلند ہوئے اور پھر آپ کو بیت المعمور کی طرف لے جایا گیا۔ پھرؐ نبی کریم نے وضو کیا اور جبرائیل نے وضو کیا نبی کے وضو کی طرح جبرائیل نے اذان دی اور دونوں کھڑے ہو گئے اور نبی کریم سے کہا۔ آگے بڑھیئے اور نماز بلند آواز سے پڑھیے کیونکہ آپ کے پیچھے اتنے ملائکہ ہیں کہ ان کی تعداد اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پہلی صف میں آپ کے باپ آدم ہیں اور نوحؑ ابراہیمؑ ہودؑ موسیٰؑ

اور تمام نبی جن کو اللہ نے ابتدائے خلق زمین و آسمان سے لے کر آپ کی بعثت تک بھیجا۔ نبی کریم آگے بڑھے۔ ان کو بغیر خوف و جھجھک کے دو رکعت نماز پڑھائی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کی طرف وحی کی۔ (و اسئل من ارسلنا الخ) نبی کریم ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تم کس کی شہادت دیتے ہو انہوں نے کہا ہم شہادت دیتے ہیں۔ کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا کوئی شریک نہیں اور تو اس کا رسول ہے اور علی مومنوں کے امیر اور آپ کے وصی ہیں اور ہر ایک نبی نے رحلت کے وقت اپنا وصی اپنے خاندان سے بنایا سوائے عیسیٰ کے۔ اس کا کوئی خاندان نہیں اور ان کے وصی شمعون الصفا بن حمون عمامہ تھے اور ہم شہادت دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول اور نبیوں کے سردار ہیں اور علی بن ابی طالب وصیوں کے سردار ہیں۔ تم دونوں کی شہادت پر ہم سے عہد لیا گیا اس آدمی نے کہا۔ اے امیر المومنین آپ نے میرے دل کو زندہ کر دیا اور میری مشکل رفع کر دی۔

بحار الانوار جلد۲۶ ص۲۸۶ سطر۱۔ ص۳۰۷ سطر۱۔۱۰۔ ص۳۱۸ سطر۶۔ الیقین ص۱۴۷۔ الیفاح دفائن النواصب ص۴۹۔ المختصر ص۱۲۵۔ حیاۃ القلوب ۲۸۱ جلد۲ سطر۷۔ البرہان جلد ۴ ص۱۴۸ سطر۱۷۔ ص۱۴۷ سطر۱۸۔۲۵۔ ص۱۹۸ سطر۱۱۔ مقدمہ البرہان ص۲۸ سطر۴۔ تفسیر صافی جلد۲ ص۵۳۲ سطر۷۔ نور الثقلین ص۶۰۵ سطر آخر۔

اس آیت سے واضح ہوا کہ انبیاء کرام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے اقرار کی وجہ سے بھیجے گئے۔

اس روایت سے واضح ہے کہ امتوں کے امام انبیاء تھے اور انبیاء کی امامت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کرائی۔

صِبۡغَةَ اللّٰهِ وَمَنۡ اَحۡسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبۡغَةً وَّنَحۡنُ لَهٗ عٰبِدُوۡنَ☆

کہہ دو کہ ہم نے خدا کا رنگ اختیار کر لیا ہے اور خدا سے بہتر رنگ کس کا ہو سکتا ہے۔ اور ہم اسی کی عبادت کرنے والے ہیں۔

فرمایا ابو عبداللہ علیہ السلام نے اس آیت کے بارے میں یہ آیت اللہ کی زینت ہے اور اللہ سے بہتر (ایمان کی) زینت دینے والا کون ہے۔ کہ اللہ نے زینت دی ہے مومنین کو ولایت کے ساتھ روز میثاق عالم ذر میں۔

بن کھثر عن ابی عبداللہ علیہ السلام فی قولہ عزوجل (صبغتہ اللہ و من احسن من اللہ صبغتہ) قال: صبغ المومنین بالولایتہ فی المیثاق

اصول کافی جلد۱ ص۳۵۰ سطر۵۔ مراۃ العقول جلد۵ ص۶۷ سطر۶۔ الوافی جلد۲ ص۲۰۸ سطر۱۷۔ نور الثقلین ص۱۳۲ سطر۶۔

Presented by www.ziyaraat.net/

اس آیت میں صبغہ سے مراد ایمان کی زینت ہے۔ اور ایمان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے اقرار کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس لیے خدا نے یوم میثاق مومنین کو اس زینت سے مزین فرما دیا تھا۔

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ الْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَ اَشْفَقْنَ وَ حَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا☆ (پارہ ۲۲ رکوع ۶ الاحزاب ۷۲)

ہم نے امانت کو آسمانوں اور زمین پر پیش کیا تو انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اس کو اٹھا لیا۔ بے شک وہ ظالم اور جاہل تھے۔

(۹) مجلسی' محمد باقر المتوفی ۱۱۱۱ھ حیات القلوب جلد۱ ص۷۷ سطر۱۸۔

بسند دیگر آنحضرت سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے خلقت اجسام سے دو ہزار سال پہلے ارواح کو پیدا کیا اور حضرت محمد و علی و فاطمہ و حسن و حسین اور باقی آئمہ کی ارواح کو جو بعد ان کے ہوں گے تمام ارواح سے بلند تر اور شریف تر قرار دیا۔ پھر ان کی ارواح کو آسمانوں اور زمینوں اور پہاڑوں سے فرمایا کہ یہ لوگ میرے دوست اور میرے اولیاء اور خلائق پر میری حجت اور میری مخلوقات کے پیشوا ہیں۔ میں نے کسی مخلوق کو نہیں پیدا کیا جو ان سے زیادہ میرا دوست ہو۔ ان کے لیے اور ان کے دوستوں کے لیے بہشت پیدا ہوا ہے اور ان کے دشمنوں اور مخالفوں کے لیے آتش جہنم مخلوق ہوئی ہے جو کوئی اس منزلت کا دعویٰ کرے جو میری درگاہ میں ان کے لیے مخصوص ہے یا اس مقام کی خواہش کرے جو میری عظمت سے ان کو حاصل ہے اس پر ایسا عذاب نازل کروں گا کہ اہل عالم سے کسی پر نازل نہ کیا ہو اور اس کو مشرکوں کے ہمراہ پائیں ترین درکات جہنم میں ڈالوں گا اور جو شخص ان کی ولایت و امامت کا اقرار اور ان کی منزلت کی جو میری درگاہ میں ہے اور ان کے مقام کی جو میری عظمت ہے ان کو حاصل ہے۔ خواہش اور آرزو نہ کرے اس کو ان کے ہمراہ باغہائے بہشت میں ساکن کروں گا۔ مجھ سے بہشت میں جو کچھ طلب کریں گے۔ ان کے لیے حاصل ہے۔ اپنی کرامت کے لیے مباح کر کے اپنے ہمسایہ میں ان کو ساکن کروں گا اپنے گناہ گار بندوں اور کنیزوں کا ان کو شفیع قرار دوں گا۔ خلق میں ان کی ولایت میری ایک امانت ہے تم میں سے اس امانت اور اس کی سنگینی و گرانی کو کون اٹھا سکتا ہے۔ اور کون دعویٰ کرتا ہے کہ یہ درجہ و مرتبہ اس کے لیے مخصوص ہے اور میرے برگزیدگان خلق کے لیے نہیں ہے۔ پس آسمانوں اور زمینوں اور پہاڑوں نے اس امانت کے اٹھانے سے انکار کیا۔

معانی الاخبار ص۱۰۸ سطر۱۰ ص۱۱۰ سطر۱۲۔۱۸۔ صافی شرح کافی جلد۱ ص۲۰۶ سطر۱۶۔ مراۃ العقول جلد۵ ص۳ سطر۱۔ غایۃ المرام ص۳۹۶۔ بحار الانوار جلد۳۶ ص۲۶۰ سطر۱۷۔ عیون الاخبار الرضا جلد۱ ص۳۰۶ سطر۱ تفسیر قمی جلد۲ ص۱۹۸ سطر۴۔ حیاۃ القلوب جلد۱ ص۷۷ سطر۱۸ تفسیر صافی جلد۲ ص۳۶۹ سطر۱۲۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۸۔

ص۳۷۰ سطر۶۔ البرہان جلد۳ ص۳۴۰ سطر۳۴۔۲۷۔ ص۳۴۱ سطر۱۹۔ آخر۔ ص۳۴۲ سطر۲۔۶۔۸۔۱۱۔ ص۴۴۲ سطر۲۳۔ مقدمہ البرہان ص۲۶ سطر۲۱۔ المیزان جلد۱۶ ص۳۵۴ سطر۸۔ نور الثقلین ص۳۱۰ سطر۲۔ ص۳۱۲ سطر۱۰۔ ص۳۱۴ سطر۲۔ آخر۔

(۱) قرآن مجید کی آیت اور آئمہ علیہم السلام کی حدیث سے واضح ہوا کہ خدا نے خلقت اجسام سے کئی ہزار سال پہلے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کو خلق فرمایا۔

(۲) یہ کہ خدا نے حضرت محمد مصطفیٰؐ کی روح کو سب ارواح سے افضل قرار دیا۔

(۳) یہ کہ نور حضرت محمد مصطفیٰؐ سے تمام مخلوق کو جگمگا دیا۔

(۴) یہ کہ خدا کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب حضرت محمد مصطفیٰؐ کی ذات ہے۔

(۵) یہ کہ ابھی مخلوق خلق نہ ہوئی تھی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہادی ہونے کا اعلان ہو چکا تھا۔

(۶) یہ کہ ان کی برابری کا خیال کرنے والا اللہ کے نزدیک مستوجب عذاب ہو گا۔

(۷) یہ کہ یہ ہستیاں یوم محشر گناہ گاروں کی شفاعت کرائیں گی۔

(۸) یہ کہ ولایت حضرت محمد مصطفیٰؐ کے اٹھانے سے آسمانوں اور زمینوں نے انکار کر دیا مگر مخلصین انسانوں نے اٹھا لیا۔

وَ لَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِیَ وَ لَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا☆ (پ۱۶ طہ آیت ۱۱۵)

اور البتہ تحقیق عہد لیا تھا ہم نے طرف آدم کی پہلے اس سے بھول گیا اور نہ پایا ہم نے اس کے قصد خلاف کا۔

الکلینی' محمد بن یعقوب المتوفی ۳۲۸ھ اصول کافی جلد۱ ص۳۳۴ سطر۱۳۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے آیہ ولقد عہدنا الخ کے متعلق فرمایا کہ یہ وہ عہد تھا جو محمد اور ان کے بعد والے آئمہ کے متعلق تھا جسے آدم نے ترک کیا اور ان میں عزم نہ پایا گیا۔ (یعنی محمد و آل محمد کے توسل کو ترک کیا بعد میں ان کے توسل سے دعا مانگی) اور اولوالعزم اس لیے انبیاء کو کہا کہ انہوں نے حضرت رسول خداؐ اور ان کے اوصیاء اور امام مہدی اور ان کی سیرت کے متعلق جو عہد کیا تھا اس پر قائم رہے اور اس کا اقرار کیا۔

عدة من اصحابنا' عن احمد بن محمد' عن علی بن الحکم' عن مفضل بن صالح' عن جابر عن ابی جعفره علیه السلام فی قول الله عزوجل (ولقد عهدنا ----- عزما) قال: عهدنا الیه فی محمد و الائمته من بعده' فترک ولم یکن له عزم انهم هکذا او انما سمی اولو العزم اولی العزم لانه عهد الیهم فی محمد و الاوصیاء من بعده و المهدی و سیرته و اجمع عزمهم ان ذلک کذلک و لا قرار به

سبیل سکینہ سلام اللہ علیہا

Presented by www.ziyaraat.net/

اصول کافی جلدا ص۳۳۴ سطر۱۳۔ ص۳۴۴ سطر۱۷۔ الوافی جلد۲ ص۲۰۷ سطر۱۹۔ مراۃ العقول جلد۵ ص۲۶ سطر۱۔ تفسیر صافی جلد۲ ص۸۰ سطر۵۔ بحار الانوار جلد۲۶ ص۲۷۸ سطر۱۰۔ ص۲۶۹ سطر۱۳۔
بصائر الدرجات ص۲۱۔ مدینۃ المعاجز ص۷ سطر۱۶۔ البرہان ص۷ سطر۱۶۔ البرہان جلد۴ ص۴۶ سطر۱۸۔ نور الثقلین جلد۲ ص۴۰۰ سطر۹۔ ۱۵۔۱۷۔ آخر۔ ص۹۶ سطر آخر۔

اس حدیث سے واضح ہوا کہ انبیاء حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے اقرار کی وجہ سے اولوالعزم پیغمبر کہلائے۔

اس حدیث سے یہ بھی واضح ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں اپنا عہد بھول گئے تھے۔ لیکن جب یاد آیا تو اسی وسیلے سے حاجات پوری ہوئیں۔

هُوَ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّ مِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ☆

وہی تو ہے جس نے تمہیں پیدا کیا پھر کوئی تم میں کافر ہے اور کوئی مومن۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اس کو دیکھتا ہے۔ (پ۲۸ رکوع۱۵ التغابن ۲)

(۱) کلینی، محمد بن یعقوب المتوفی ۳۲۸ھ اصول کافی جلدا ص۳۵۳ سطر۱۵ طہران

محمد بن یحیی، عن احمد بن محمد، عن ابن محبوب، عن الحسین بن نعیم الصحاف قال: سالت ابا عبداللہ علیہ السلام عن قول اللہ عزوجل (فمنکم مومن و منکم کافر) فقال: عرف اللہ ایمانھم بولا یتنا و کفر ھم بھا، یوم اخذ علیھم المیثاق فی صلب ادم و ھم ذر

راوی کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے متعلق پوچھا تم میں سے کچھ مومن ہیں اور کچھ کافر۔ فرمایا خدا نے معرفت کرائی ان کے ایمان کی ہماری ولایت اور اس سے انکار کرنے والوں کی۔ جس روز ان سے عہد لیا تھا۔ جبکہ وہ صلب آدم سے بصورت ذرہ تھے۔

اصول کافی جلدا ص۳۵۳ سطر۱۵۔۱۳۔ مراۃ العقول جلد۵ ص۱۰ سطر۱۔ ص۹۱ سطر۳۔ صافی شرح کافی جلد۲ ص۲۰۶ سطر۲۲۔ بحار الانوار جلد۶ ص۲۷۱ سطر۹۔ تفسیر صافی جلد۲ ص۷۰۶ سطر۱۲۔ مقدمہ البرہان ص۲۷ سطر۱۱۔ البرہان ص۳۴۰ سطر۲۲۔۲۶۔ نور الثقلین جلد۵ ص۳۳۸ سطر۱۱۔ سطر آخر۔

اس آیت کے متعلق روایت ہے کہ کفر و ایمان کا معیار محبت حضرت محمد مصطفیٰؐ ہے۔ اور محبت معرفت کامل کی متقاضی ہے۔ اور معرفت کامل کے لیے ضروری ہے کہ ہم حضور اکرمؐ کو تمام نقائص سے مبرا اور منزہ تسلیم کریں۔ لیکن ان کے نام لیوا وہ تمام تر عیوب ان کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ جو ان کی طرف اگر منسوب کیے جائیں تو کفر سے کم کا فتویٰ صادر نہ فرمائیں گے۔

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِىْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ☆ (پ۲۱ رکوع۷ سورہ الروم ۳۰)

تو تم ایک طرف کے ہو کر دین پر سیدھا منہ کیے چلے جاؤ خدا کی فطرت کو جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا

سبیل سکینہ سلام اللہ علیہا

ہے۔

(۱) صدوق، ابن بابویہ ۳۸۰ کتاب التوحید ص۳۲۹ سطر۱۸ مکتبۃ الصدوق طہران۔

حدثنا محمد بن الحسن بن احمد بن الولید رحمہ اللہ قال: حدثنا محمد بن الحسن الصفار، عن علی بن حسان الواسطی، عن الحسن بن یونس، عن عبدالرحمن بن کثیر مولی بن جعفر، عن ابی عبداللہ علیہ السلام فی قولہ اللہ عزوجل (فطرۃ اللہ ---- علیھا) قال: التوحید و محمد رسول اللہ و علی امر المومنین۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے خدا کے اس قول فطرۃ اللہ الخ کے بارے میں فرمایا کہ فطرۃ اللہ سے مراد ہے خدا کی توحید، محمدؐ کی رسالت اور علی کی امارت۔

(۲) قمی، علی بن ابراہیم تفسیر جلد۲ ص۱۵۵ سطر۲ مطبعۃ النجف بیروت۔

حدثنا الحسین بن علی بن زکریا قال: حدثنا الھیثم بن عبداللہ الرمانی قال حدثنا علی بن موسی الرضا علیہ السلام عن ابیہ جدہ محمد بن علی بن الحسین علیھم السلام فی قولہ (فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیھا) قال ھو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی امیر المومنین ولی اللہ

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اس آیت میں فطرۃ اللہ الخ سے مراد ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علیہ امیرالمومنین ولی اللہ۔

کتاب التوحید ۳۲۹ ص۱۸۔ تفسیر قمی جلد۲ ص۱۵۵ سطر۲۔ تفسیر صافی جلد۲ ص۳۰۰ سطر۱۵۔۱۷۔ بحار الانوار جلد۲۶ ص۲۷۷ سطر۴۔ مقدمہ البرہان ص۲۳ سطر۲۰۔ البرہان جلد۳ ص۲۶۲ سطر۶۔۱۸۔۳۱۔ ص۲۶۳ سطر۴۔ تفسیر آصفی ص۱۲۵ جلد۲۱۔ المیزان جلد۱۶ ص۱۸۶ سطر آخر۔ عمدۃ البیان جلد۳ ص۲۲۲ سطر۲۳۔ نور الثقلین جلد۴ ص۱۸۳ سطر۱۶۔ آخر۔ ص۱۸۴ سطر۷۔ تفسیر جامع جلد۵۔ ص۲۶۰ سطر۹۔ ص۲۶۱ سطر۱۲۔

اس آیت اور روایت سے واضح ہوا کہ اللہ کی فطرت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت پر اقرار کرنا ہے۔ تو جو اس اقرار پر قائم رہے وہ فطرت پر قائم رہے اور جو اس کا انکار کر بیٹھے وہ فطرت کے منکر ہو گئے۔

اسلام دین فطرت ہے۔ اور اسلام کا دارومدار حضرت محمد مصطفیٰ کی رسالت کے اقرار پر ہے۔ لہٰذا جو اس کے اقرار پر قائم رہا وہ دین فطرت پر قائم رہا اور جو انکار کر بیٹھا وہ دین فطرت سے پھسل گیا۔

انبیاء نبوت مصطفیٰؐ کے ساتھ مبعوث ہوئے۔

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا: کہ خدائے ذوالجلال نے کوئی رسول ایسا نہیں بھیجا جو نبوت حضرت محمد اور وصایت حضرت علی کا اقرار نہ کرتا ہو۔

اصول کافی جلدا ص۳۶۳ سطر۱۔ ۱۵۔ ص۳۶۲ سطر۱۰۔ مراۃ العقول جلد۵ ص۱۶۴ سطر۳۔۷۔ امالی شیخ مفید

Presented by www.ziyaraat.net/

ص۸۴ سطر۸۔ البرہان جلد۴ ص۱۴۸ سطر۸۔۱۱۔ مقدمہ البرہان ص۲۵ سطر۱۸۔۲۰۔۲۲

اس سے واضح ہوا کہ تمام انبیاء نبوت حضرت محمد مصطفیٰؐ کے اقرار کی وجہ سے ہوئے اگر وہ انکار کر دیتے تو وہ قطعاً" نبی نہ بنتے۔

و اذ اخذ نا من النبیین میثاقھم و منک و من نوح و ابراھیم و موسی و عیسی ابن مریم و اخذنا منھم میثاقا غلیظا لیسئل الصادقین عن صدقھم و اعد للکافرین عذابا الیما☆ (الاحزاب رکوع۱)

اور جب ہم نے تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے حلفیہ وعدہ لیا۔ یعنی آپ سے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور نوح علیہ السلام سے اور ابراہیم علیہ السلام سے اور موسیٰ علیہ السلام سے اور عیسیٰ بن مریم علیہما السلام سے اور ان سے زبردست حلفیہ وعدہ لیا۔ تاکہ صادقین کو اللہ تعالیٰ ان کے صدق کے متعلق سوال کرے۔ اور کفار کے لیے اللہ تعالیٰ نے دردناک عذاب تیار فرمایا ہے۔

قرآن کا ترجمہ و تفسیر حضورؐ کی حدیث میں ہے:

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قولہ تعالی و اذا اخذنا من النبیین میثاقھ قال کنت اول النبیین فی الخلق و اخر ھم فی البعث۔ (رواہ ابو نعیم فی دلائل النبوۃ صفحہ۱۱۔۱۲۔ ذکرہ السیوطی و قال اخرجہ ابن ابی حاتم فی تفسیرہ و ابو نعیم فی الدلائل و زاد فی اخر فبدابہ قبلھم (خصائص الکبریٰ جلد۱ صفحہ۳)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس فرمان خداوندی **و اذ اخذ نا من النبیین میثاقھم** کی تفسیر میں فرمایا کہ میں تمام انبیاء علیہم السلام سے پیدائش میں مقدم ہوں، اول ہوں، اور مبعوث ہونے میں آخر ہوں۔ امام سیوطی نے اتنا اور ذکر کیا ہے۔ پس اس لیے رب کریم نے انبیاء سے پہلے حضورؐ سے شروع کیا۔ (یعنی پہلے منک فرمایا) بعد میں و من نوح و ابراہیم و موسیٰ الخ فرمایا۔

جواہر البحار جلد۱ صفحہ ۱۲ **ناقلا عن الشفا۔ نسیم الریاض للخفاجی الحنفی المصری** جلد۲ صفحہ ۲۲۴ و **شرح شفا العلی القدری الحنفی علی ھاشمہ** جلد۲ صفحہ ۲۴۴۔ **مرقاۃ شرح مشکوۃ للملا علی القاری** الحنفی جلد۵ صفحہ ۳۶۷ (شفا شریف) جلد۱ صفحہ۲۰۰۔۲۰۱۔ **رواہ بن ابی حاتم و الدیلمی و ابو نعیم و غیرھم عن ابی ہریرۃ مرفوعا بلفظ کنت اول النبیین فی الخلق و اخر ھم فی البعث زرقانی شرح مویت اللدینہ جلد۵ صفحہ ۲۴۲ شفا شریف جلد۱ صفحہ ۳۷ نقلہ عن قتادۃ مرفوعا۔ نسیم الریاض شرح شفا جلد۱ صفحہ۲۵۰ و شرح شفا للعلی القاری جلد۱ صفحہ ۲۵۰ جواہر البحار ابو نعیم جلد۱ صفحہ۶۸ جواہر البحار جلد۱ صفحہ۲۸۱۔ از خصائص الکبریٰ سیوطی**

قاضی ثناء اللہ پانی پتی ارقام فرماتے ہیں:۔

و قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الذکر تعظیما و اشعارا بما اخبر عنہ صلی اللہ علیہ وسلم حیث قال

کنت اول الناس فی الخلق و اخر ھم فی البعث رواہ سعد عن قتادۃ مرسلا و رواہ البغوی متصلا عن قتادۃ عن الحسن عن ابی ہریرۃ و قال قال قتادۃ و ذلک قول اللہ عزوجل و اذ اخذ نا من النبیین میثاقھم و منک و من نوح الایتہ فبداء بہ صلی اللہ علیہ وسلم قبلھم و روی ابن سعد و ابو نعیم فی الحلیتہ عن میسرۃ الفجر بن سعد عن ابی الجدعاء و الطبرانی فی الکبیر عن ابن عباس بلفظ کنت نبیاء و ادم بین الروح و الجسد (تفسیر مظہری جلد۷ صفحہ۳۱۰) **قولہ صلی اللہ علیہ وسلم کنت نبیا و ادم بین الروح و الجسد۔** (الحدیقہ الندیہ شرح طریقہ محمدیہ لامام عبدالغنی النابلسی الحنفی ج۱ ص۳۰)

حضور کی تعظیم کے لیے اس آیت میں حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کا ذکر پہلے کیا۔ اور اس بات کی طرف اشارہ کرنے کے لیے جس کی حضورؐ نے خبر دی کہ میں پیدا ہونے کے لحاظ سے تمام لوگوں سے اول ہوں اور تشریف لانے کے اعتبار سے آخر ہوں۔ اس حدیث کو سعد نے قتادہ سے مرسلاً" روایت کیا اور بغوی نے قتادہ سے اور قتادہ نے حسن اور حسن نے ابو ہریرہ سے متصلاً" روایت کیا ہے اور کہا کہ قتادہ نے فرمایا کہ اسی کا بیان اللہ تعالیٰ کے اس قول **و اذ اخذنا من النبیین میثاقھم و من و منوح الا یتہ** میں ہے کہ انبیاء کرام سے پہلے حضورؐ کا ذکر کیا۔ اور ابن سعد اور ابو نعیم نے حلیہ سے میسرہ سے اور میسرہ ابو الجدعا سے اور طبرانی کبیر میں ابن عباس سے بایں الفاظ راوی ہے کہ میں (اس وقت بھی) نبی تھا جبکہ آدم علیہ السلام روح اور جسد کے درمیان تھے۔

علم الائمہ ناصر الشریعتہ محی السنتہ علامہ خازن رحمتہ اللہ علیہ اسی آیت کے ماتحت ارقام فرماتے ہیں:۔

و قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الذکر تشریفا لہ و تفضیلا و لماروی البغوی باسناد الثعلبی عن ابی ہریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کنت اول النبیین فی الخلق و اخر ھم فی البعث قال قتادۃ و ذلک قول اللہ و اذ اخذنا من النبیین میثاقھم و من و من نوح فبدابہ صلی اللہ علیہ وسلم (تفسیر خازن جلد۳ صفحہ ۴۵۳)

اس آیت میں حضورؐ کا ذکر پہلے کیا۔ حضور کی تعظیم اور فضیلت کے لیے اور اس وجہ سے جس کو امام بغوی نے باسناد ثعلبی ابو ہریرہ سے روایت کیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں پیدائش میں انبیاء سے اول ہوں اور تشریف آوری میں ان سے آخر ہوں۔ حضرت قتادہ نے فرمایا اسی کا بیان اللہ تعالیٰ کے اس قول مبارک میں ہے۔ **و اذ اخذنا الخ** اسی لیے پہلے حضور کا ذکر کیا۔

ابن تیمیہ گمارہ کا پورا پورا متبع شاگرد ابن کثیر لکھتا ہے:۔

خیال رہے کہ ابن کثیر کے حوالے اتمام حجت کے لیے پیش کرتا ہوں۔ فریق آخر اس کو بہت مانتا ہے۔

قال ابن ابی حاتم حدثنا ابو ذرعتہ الدمشقی حدثنا محمد بن بکار حدثنا سعید بن بشیر حدثنی قتادۃ عن الحسن عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قولہ اللہ تعالی (و اذ اخذنا من

Presented by www.ziyaraat.net/

النبیین میثاقھم و منک و من نوح) الایتہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم کنت اول النبیین فی الخلق و اخرھم فی البعث فبداء بی قبلھم و قد رواہ سعید ابن ابی عروبتہ عن قتادۃ بہ موسلا و ھو اشبہ۔ و رواہ بعضھم عن قتادۃ موقوفا و اللہ اعلم تفسیر ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۴۶۹)

ابن ابو حاتم۔ ابو ذرعۃ محمد بن بکار۔ سعید بن بشیر۔ قتادۃ۔ حسن ابو ہریرہ حضور سے اللہ تعالیٰ کے اس قول و اذ اخذنا الایتہ میں راوی ہیں کہ حضور نے فرمایا کہ میں خلقا" اول انبیاء ہوں اور .عثا" ان سے آخر ہوں۔ اسی لیے میرا ذکر ان سے پہلے کیا۔ اور اس حدیث کو سعید بن ابی عروبہ نے قتادہ سے مرسلا" روایت کیا ہے۔ وہ بہت مشابہ ہے اور بعض نے اسے قتادہ سے موقوفا" روایت کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

اسی آیت کے ماتحت امام سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے درج ذیل احادیث نقل فرمائیں:۔

۱۔ و اخرج ابن مردویہ عن ابن عباس رضی اللہ عنھما قال قیل یا رسول اللہ متی اخذ میثاقک قال و ادم بین الروح و الجسد

۱۔ ابن مردویہ ابن عباس سے مخرج کہ ابن عباس نے فرمایا۔ عرض کیا گیا۔ یا رسول اللہ آپ کا میثاق کب لیا گیا۔ فرمایا جب کہ آدم روح اور جسد کے درمیان تھے۔

(عن ابی ہریرۃ قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متی و جبت لک النبوۃ قال بین خلق ادم و نفخ الروح فیہ۔ جواہر امام ابو نعیم جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۱۷)

۲۔ و اخرج ابن سعد قال قال رجل للنبی صلی اللہ علیہ وسلم متی استنبئت قال و ادم بین الروح و الجسد حین اخذ منی المیثاق۔

۲۔ ابن سعد نے اخراج کیا۔ کہا کہ ایک مرد نے حضورؐ سے کہا کہ کب آپ سے خبر طلب کی گئی۔ فرمایا کہ جب مجھ سے وعدہ لیا گیا۔ تو آدم علیہ السلام روح اور جسد کے درمیان تھے۔

۳۔ و اخرج البزار و الطبرانی فی الاوسط و ابو نعیم فی الدلائل عن ابن عباس رضی اللہ عنھما قال قیل یا رسول اللہ متی کنت نبیا قال و ادم بین الروح و الجسد۔

۳۔ بزار اور طبرانی اوسط میں اور ابو نعیم دلائل میں ابن عباس سے راوی و مخرج کہ ابن عباس نے فرمایا۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ آپ کب نبی تھے۔ فرمایا کہ (میں اس وقت بھی نبی تھا) جب کہ آدم علیہ السلام روح اور جسد کے درمیان تھے۔ (یعنی پیدا نہ ہوئے تھے۔)

۴۔ و اخرج احمد و البخاری فی تاریخہ و الطبرانی و الحاکم و صححہ و ابو نعیم و البیہقی معالی الدلائل عن میسرہ الفخر رضی اللہ عنہ قال قلت یا رسول اللہ متی کنت نبیا قال و ادم بین الروح الجسد

۴۔ امام احمد اور بخاری تاریخ میں اور طبرانی اور حاکم بافادہ صحت اور ابو نعیم اور بیہقی دونوں دلائل میں میسرہ سے راوی ہیں۔ کہا کہ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ آپ کب نبی تھے۔ فرمایا اس وقت کہ آدم روح

اور جسد کے درمیان تھے۔

۵۔ واخرج الحاکم و ابو نعیم و البیہقی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قیل النبی صلی اللہ علیہ وسلم و متی و جبت لک النبوۃ قال بین خلق ادم و نفخ الروح فیہ

۵۔ حاکم ابو نعیم بیہقی حضرت ابو ہریرہ سے راوی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں۔ حضور سے عرض کی گئی۔ کب سے آپ کے لیے نبوت ثابت ہے۔ فرمایا کہ ابھی آدم علیہ السلام کی پیدائش مکمل نہ ہوئی تھی (کہ میرے لیے نبوت ثابت ہے)

۶۔ و اخرج ابو نعیم عن الصنابحی قال قال عمر رضی اللہ عنہ متی جعلت نبیا قال و ادم منجدل فی الطین

۶۔ ابو نعیم صنابحی سے راوی۔ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر نے کہا آپ کب سے نبی ہیں۔ فرمایا (اس وقت سے) کہ آدم علیہ السلام گارے میں خلط ملط تھے۔

۷۔ و اخرج ابن سعد عن ابی الجدعاء رضی اللہ عنہ قال قلت یا رسول اللہ متی جعلت نبیا قال و ادم بین الروح و الجسد

یعنی ابن سعد ابی الجدعاء سے مخرج ہیں انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کی (یا رسول اللہ) آپ کب سے نبی ہیں۔ فرمایا آدم کی خلقت سے پہلے۔

۸۔ و اخرج ابن سعد عن مطرف بن عبداللہ بن الشخیر رضی اللہ عنہ ان رجلا سئال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ متی کنت نبیا قال و ادم بین الروح و الطین

۸۔ یعنی ابن سعد مطرف سے مخرج کہ ایک مرد نے حضورؐ سے سوال کیا۔ آپ کو نبوت کب سے ملی۔ فرمایا جب آدم علیہ السلام روح اور گارے کے درمیان تھے۔

۹۔ و اخرج ابن ابی شیبہ عن قتادۃ رضی اللہ عنہ تعالیٰ عنہ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا قرا و اذ اخذنا من النبیین میثاقھم و منک و من نوح قال بدی بی فی الخیر و کنت اخرھم فی البعث

یعنی ابن ابی شیبہ قتادۃ سے راوی ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب و اذ اخذنا الخ پڑھتے۔ فرماتے بھلائی میں مجھ سے ابتداء کی گئی اور میں ان انبیاء سے تشریف لانے میں آخر ہوں۔

۱۰۔ و اخرج ابن جریر عن قتادۃ رضی اللہ عنہ و اذ اخذنا من النبیین میثاقھم و منک و من نوح قال ذکر لنا ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول کنت اول الانبیاء فی الخلق و اخرھم فی البعث

ابن جریر قتادہ سے راوی ہے و اذ اخذنا الایتہ فرمایا کہ ہمارے لیے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ حضور فرمایا کرتے تھے کہ میں پیدائش میں اول انبیاء ہوں اور بعثت میں آخر ہوں۔

۱۱۔ و اخرج الحسن بن سفیان و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ و ابو نعیم فی الدلائل و الدیلمی و ابن عساکر من طریق قتادۃ عن الحسن عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قول اللہ

Presented by www.ziyaraat.net/

تعالیٰ و اذ اخذنا من النبیین میثاقھم الایۃ قال کنت اول النبیین فی الخلق و اخر ھم فی البعث فبدی بہ قبلھم (تفسیر در منثور جلد ۵ صفحہ ۱۸۴)، مطالع المسرت صفحہ ۲۲۰۔۱۲۱

حسن بن ابی سفیان، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، ابو نعیم ولائل میں، دیلمی اور ابن عساکر بطریق قتادہ حسن سے وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے اس قول **و اذ اخذنا ---- الایۃ** میں راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں خلقت میں اول انبیاء ہوں۔ اور بعثت میں ان سے آخر ہوں۔ اسی لیے ان سے پہلے میرا ذکر ہوا۔

۱۲۔ **قال علیہ الصلواۃ و السلام کنت او لھم خلقاء و اخر ھم بعثا** (تفسیر روح البیان جلد ۵ صفحہ ۶۶۱)

ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول صلی اللہ علیہ وسلم فی قو لہ تعالیٰ و اذ اخذنا من النبیین میثاقھم قال کنت اول النبیین فی الخلق و اخر ھم فی البعث☆ (ولائل النبوۃ صفحہ ۶۔ خصائص کبریٰ ص ۳۔ در منثور جلد ۵ ص ۱۸۴

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمان خداوندی **و اذ اخذنا من النبیین میثاقھم** کہ میں تمام انبیاء علیہ السلام سے پیدائش میں مقدم ہوں، اول ہوں۔ اور مبعوث ہونے میں آخر ہوں۔

تو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان سے معلوم ہوا کہ آپ حضرت آدم علیہ السلام سے مقدم ہیں۔

ابی ہریرۃ قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنت اول النبیین فی الخلق و اخر ھم البعث

اللہ تعالیٰ نے رسولوں سے ان پانچوں کو ہی ذکر سے خاص فرمایا اس لیے کہ یہ پانچوں اصحاب کتاب ہیں۔ اور اصحاب شریعت ہیں۔ اولوالعزم رسولوں سے ہیں۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر سب نبیوں سے مقدم فرمایا۔ اس لیے کہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرفوع حدیث باسندہ موجود ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں پیدائش میں تمام نبیوں کا اول ہوں۔ اور بعثت میں ان کا آخر ہوں۔ (معالم التنزیل جلد ۵ ص ۱۹۲)

اس آیۃ کریمہ میں مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رب العزت نے تمام انبیاء علیہم السلام سے ذکر میں مقدم فرمایا تاکہ آپ کا تقدم ذاتی تمام انبیاء علیہم السلام سے ثابت ہو جائے۔ مفسرین نے بھی آیۃ قرآن کا ترجمہ مرفوع حدیث مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا کہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمام انبیاء علیہم السلام سے حتیٰ کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے بھی میری پیدائش مقدم ہے۔ اور ظہور اولاد آدم علیہ السلام میں ہے۔

بشارات انبیاء

اگرچہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کی بشارتوں کو احاطہ تحریر میں لانا ناممکن ہے۔ لیکن ان بے حد و حساب بشارتوں میں سے ہم چند ایک کا بیان کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ یہ بشارتیں صحیح روایات سے ثابت ہو چکی ہیں۔ صحف آدم علیہ السلام میں بہت سی ایسی بشارتیں ملتی ہیں جن کے متعلق ماہران فنون تاریخ و سیر اور احادیث و اخبار کے محققین نے یوں تحقیق کی ہے کہ حضرت جلال احدیت جل ذکرہ نے نو صحائف آدم صفی اللہ علیہ السلام میں اس انداز سے ذکر فرمایا جس میں حضور کے کمال اوصاف حسن و جمال کی تعریف اور نعت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی بیان کی گئی۔ فرمایا کہ میں وہ خدا ہوں جو ذوالجلال و الاکرام کے اوصاف سے متصف ہوں ساکنان حرم مکہ اور مسجد حرام میرے ہی بندے ہیں اور میرے ہی عبادت گذار ہیں۔ اس گھر کے زائرین میرے مہمان ہیں۔ اس خطہ زمین کو اہل آسمان و اہل زمین سے زیارت کرنے والوں کو معمور کرتا ہوں۔ مشتاقان شوق کے سلسلے لبیک کہتے ہوئے آسمانوں کے اکناف اور زمینوں کے گوشوں سے کشاں کشاں چلے آتے ہیں۔ میرے گھر میں زائر ژولیدہ مو اور گرد آلودہ چہروں کے ساتھ برہنہ پا کفن بردوش کائنات ارضی کے گوشے گوشے سے جمع ہوتے رہتے ہیں۔ کبھی مجنوں کی طرح یہ لوگ کوہ و بیابان میں سرگرداں رہتے ہیں۔ اور کبھی لیلیٰ کی طرح حرم کے خلوت کدوں میں جاگزیں ہوتے رہتے ہیں۔ یہ عاشق افتاں خیزاں۔ آنکھوں سے آنسو بہاتے اور اپنے مطلوب کی تلاش میں **لبیک و حدک لا شریک لک** کے نعرے بلند کرتے ہوئے جمع ہوتے رہتے ہیں۔ ان کے نعروں کی گونج آسمانوں کی پہنائیوں کو معمور کر دیتی ہے۔ ان کی تسبیح کے آوازے زمین کی گہرائیوں سے لے کر آسمان کی بلندیوں کو چھوتے رہے ہیں۔

اے آدم! جو شخص میرے اس گھر کی زیارت سے مشرف ہو گا اسے میری زیارت نصیب ہو گی۔ اور وہ میرے ہی خوان احسان پر مہمان ہو گا اور میرے ہی کرم و احسان سے محظوظ ہو گا اور اسے میں اپنے وصال سے مشرف فرماؤں گا۔ ایک وقت آئے گا کہ تیری اولاد میں سے ایک سلیم القلب اور کریم النفس انسان آئے گا جس کا نام ابراہیم ہو گا وہ میرے گھر کی تعمیر کرے گا۔ اسے ظاہری عمارت کی شکل دے گا۔ آب زمزم کا چشمہ اسی حرم کی حدود میں ظاہر ہو گا۔ میں ابراہیم کو حرم کے تمام مناسک اور شعائر سکھا دوں گا پھر دنیا کے ہر گوشے سے روٴسا اور مخصوص لوگوں کو اس سرزمین میں آباد کروں گا۔ یہ لوگ میرے گھر کا احترام کریں گے اور اس کی عزت و توقیر میں اضافہ کرتے رہیں گے۔ حتیٰ کہ یہ سلسلہ تیرے فرزند ارجمند تک جو تیری اولاد سے افضل ترین ہو گا پہنچے گا۔ اس کا نام نامی محمد ہو گا۔ وہ حسن و جمال میں بدر کامل ہو گا اور اوصاف و کمال میں انسانوں کا امام اور پیشوا ہو گا۔ اس شہر کی امامت اور پیشوائی اسی پیغمبر اور عالی ہمت

Presented by www.ziyaraat.net/

ہستی کو بخشی جائے گی وہ اس گھر کے احترام کو زندہ کرے گا اور قیامت تک اسے میری عبادت گاہ اور زیارت گاہ بنا دے گا وہ برگزیدہ پیغمبر خاتم الانبیاء ہو گا۔ رسول آخر الزماں ہو گا۔ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم۔
حضرت عبدالرحمن بن زید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ. حضرت آدم علیہ السلام نے یہ گفتگو سننے کے بعد کہا۔

صلوا علیہ ما طلع الشمس و القمر	صلوا علیہ ما ظہر البدر و الہلال
مقصود افرینش و مخدوم کائنات	سردفتر مودت و دیباء کمال
آں باذشاہ تحت لعرک کہ ملک او	باہیچ بادشاہ پندیرفتہ انتقال
گیسوئے او ست ایت والیل را سواد	رخسار سورہ والشمس و امقال
از عین احمد ست کہ اعیاں پدید شد	وال است ہم بدین الف و حاو میم و دال

مندرجہ بالا عبارت حضرت آدم علیہ السلام کے صحیفہ کا اقتباس ہے جسے عجمی زبان میں ترجمہ کیا گیا دوسری وہ روایات جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے اوصاف و کمالات کے متعلق انبیاء کرام کے صحائف اور آسمانی کتابوں میں عبرانی یا سریانی زبان میں ملتے ہیں۔ وہ زبان عربی میں منتقل ہو چکے ہیں۔ ہم حضرت نوح کے صحائف سے لی گئی عربی عبارت پیش کرتے ہیں اسی طرح دوسری کتابوں میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے اوصاف جن الفاظ میں بیان کیے گئے ہیں ذیل میں درج کرتے ہیں۔

اقا ذکر انحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم فی صحف نوح علیہ السلام عبدا من السماء جزیل العطاء دائم البکاء دائم الذکر رؤوف القلب طویل الحزن عظیم الرجاء قلیل المن کثیر الحیاء کثیر الوفاء کاتم السرا فالی صحف ابراہیم علیہ السلام عبد کان الوفا حکیما رئوفا قائما فی امر اللہ کریما مصادقا موقنا ہو عنداللہ مستمرا فی عبادۃ اللہ ملتمسا برضاء اللہ و دوداء و انیا اما فی التوراۃ عبد قاطع الشہوات و غافر العثیرات و کاتم المصیبات صوام النہار خاشعا منیبا قوام اللیا خاضعا قریبا زاہد فی السربین اہلہ غریبا اما فی الزبور عبد شریف الہمتہ حبیب الفقراء لیطفتہ لعطیتہ طبیب الا غنیام جمیل العشرۃ تقی لا تقباء یقرب الغیر لشدۃ افتقارہ و یشکر الیسر لقلتہ اعتذارہ و یرحم الا سیر برئویتہ اضطرارہ یسلم عن غیر ضحک امی غیر کاتب و لا قاری و متواضع عن غیر عجزمتو اصل لا حزان دائم الکفر من غیر حزن اما فی الانجیل عبد باسط الکفین بطی الغب بنول السلام رزین العقل سخی النفس سریع الحلم شریف الضمیر صبیح الوجہ طیب الکلام طویل الصمت طلق الوجہ صبیب الا نام عظیم الخطر قلیل الضحک قلیل التنعم قلیل الملام کثیر الفکر کثیر التبسم لطیف الطبع ملیح القول واسع الخلق صبورا النظر و ود بعض روایات عبد لیس ماکول و لا نجیل ولا حریص و لا ختول ولا خداع و لا سباب و لا طماع و لا

طعان و لا عیاب و لا عجول و لا غیاظ و لا غدار و لا فحاش و لا کسول و لا نصاف و لا مانو و لا ہلوع

توراۃ میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کا تذکرہ

بندہ نے سیرت النبی کی تیسری جلد میں توراۃ شریف کی عبارات مع تحقیقی استدلالات بالتفصیل تحریر کر دی ہیں۔ آپ وہاں سے ملاحظہ فرمائیں یہاں صرف معارج النبوت کی عبارت پر اکتفا کیا جائے گا۔
کعب الاحبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے توراۃ میں پڑھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نہ تو درشت خو ہوں گے اور نہ ہی سخت دل۔ بازار میں بلند آواز سے کسی کو نہ بلائیں گے۔ بدی کا بدلہ بدی میں نہ دیں گے بلکہ جرائم کو قلم عفو سے معاف فرما دیا کریں گے۔ آپ کی امت بے پناہ اوصاف کی مالک ہو گی وہ اللہ کی تکبیر اور تذکیر بلند کرتے رہیں گے۔ ان کے آزار نیم پنڈلی تک ہوں گے۔ وہ چہار اندام (یعنی ہاتھ' پاؤں' منہ اور مسح) کا وضو کریں گے۔ ان کے منادی یعنی موذن فضا میں ازانیں دیں گے۔ بلند عمارتوں اور میناروں پر کھڑے ہو کر خدا کی تکبیر کہیں گے۔ ان کے اوصاف جنگ اور نماز میں ایک جیسے ہوں گے۔ وہ رات کے وقت اللہ کی تسبیح کرنے کھڑے ہوں گے۔ نبی آخر الزماں مکہ میں پیدا ہوں گے۔ مدینہ میں جائیں گے آپ کی حکومت مدینہ سے لے کر شام تک وسیع ہو گی۔ معلوم ہونا چاہیے یہ میرا بندہ محمد ہو گا جس کا نام متوکل ہو گا اسے اس وقت تک دنیا سے نہیں اٹھاؤں گا جب تک تمام ٹیڑھے راستے اس کے دین مستقیم پر نہ آ جائیں گے اور باطل دین اس کے دین حق سے سیدھے نہ ہو جائیں گے۔ یہ اس طرح ہو گا وہ تمام مخلوقات کو دین توحید کی طرف دعوت دے گا۔ اس کی دعوت کی برکات سے بے نور آنکھوں کو روشنی۔ بے بہرہ کانوں کو قوت سماعت اور محجوب دلوں کو بصیرت عطا کروں گا۔ لوگوں کے معاملات میں سے حجاب کے سارے اندھیرے اٹھ جائیں گے۔

بنور رسول اشرقت الدنیا	فی نورہ کل یحیی و یذہب

شد آن مہ منظر انجم مواکب	غبار مرکبش کحل کواکب
بطلعت شمسہ ایوان افلاک	بہمت ماہ شاور روال لولک

ہم نے سیرت النبی کی تیسری جلد میں زبور کی بھی کافی آیات مع استدلالات تحریر کی ہیں یہاں صرف معارج النبوت کی عبارت تحریر کرتے ہیں۔

Presented by www.ziyaraat.net/

زبور میں یوں لکھا ہے۔ جامعہ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقت کو خطاب ہوا **فانت الرحمتہ علی شفیتک من اجل فلک بارک اللہ علیک الی اخرہ** یہ خطاب اس موضوع کی دلیل ہے کہ اس کی رحمت کے سمندروں کا شریں پانی اور اس کے فضل و کرم کے ٹھنڈے چشمے تیرے لب و دندان کے مرہون منت ہیں۔ اے سید الانبیاء۔ اے سند اصفیاء ازل سے ابد تک تیرے یہ چشمے اور یہ سمندر موجزن ہیں۔ یہ تیرے وہ الفاظ ہیں جو ابدار موتیوں کی طرح تیرے لطف و عنایت کے ترجمان ہیں۔ میں خیر و برکت کی ساری اصناف کا مالک ہوں۔ میں ہزار ہا احوال و آمال تیرے تابع کر رہا ہوں۔ چنانچہ تیغ ہمت کو نیام عزم سے باہر نکال لیں اور مردانگی کے بازو کی وقت سے زمانہ کے منکرین کی بدبختیوں کے سر قلم کر دے اور اپنی فصیح البیان زبان کو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء سے کبھی خاموش نہ رکھیں مجھے اپنی ذات کی قسم ہے کہ تیری حمد و ثناء دنیا بھر کے تعریف کرنے والوں کی تعریفوں پر حاوی ہو گی۔ آپ اعلائے کلمتہ اللہ میں کوشاں رہیں آپ کا بازوئے نبوت ناموس شریعت کی قوت سے مضبوط ہو گیا ہے۔ دنیا بھر کے شہنشاہوں کی گردنیں اور زمانے بھر کے سرکشوں کے سر آپ کے قبضہ اقتدار اور اختیار کے سامنے خم ہوجائیں گے۔

ظفرت بخفر لا ینال المرسل   بعز علاک العرش و الفرش لاقط

ظہور رسول اللہ اضحی من الضحی   فنحن بہ الا عداء طراء نغابط

اے از تو کشادہ لطف معبود   بر خلق در خزائن جود
از دولت تو وجود دارو   ہر چیز کہ گشتہ است موجود
ہم مدح تو بود ذکر موسیٰ   ہم نعمت تو بودہ درود داؤد
بازار محامد صفاتت   ہر نکتہ نمودہ در منضود

انجیل میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تذکرہ

ہم نے سیرت النبی کی پہلی جلد میں انجیل مقدس کی کافی آیات مع استدلالات تحریر کی ہیں۔ یہاں صرف معارج النبوت جلد ۲ صفحہ۲۱ کی ایک عبارت پر اکتفا کیا جائے گا۔

انجیل میں خطاب

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل میں خطاب ہوا۔ اے بتول کے بیٹے! اور **مبشرا برسول** کی بشارت دینے

والے مبشر سنو! اور دل کے کانوں سے سنو! اور اس پر ایمان و یقین کے ساتھ عمل کرو! میں تمہارا خداوند تمہیں خطاب کر رہا ہوں کہ تمہارے وجود کے درخت کو بہار فطرت کے ساتھ میں قدرت کی نہر کے کنارے پر ازدواجی تعلقات اور انسانی امتزاجی کے تکلفات کے بغیر ہی کائنات ارضی میں لگایا ہے اور تمہاری ذات کے بوستان کے پودے کو نبوت کے درجہ کمال تک پہنچایا ہے۔ میرے آستانہ عبودیت میں معتکف ہو جاؤ! اور میری واحدانیت اور فردانیت کا اعتراف کرو۔ انجیل کے احکام کو قبول کرو۔ اپنے متبعین (حواریوں) کو میری خداوندی اور الوہیت سے واقف کرو اور پھر محمدؐ عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق بشارت سناؤ۔ وہ عربی النسل۔ ہاشمی النسب اولاد عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام موعود انبیاء ہو گا۔ مقصد اصفیاء ہو گا۔ اس کے اوصاف و کمالات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ اونٹ کی سواری کرے گا۔ اگرچہ اس کی کئی ایک منکوحات (ازواج مطہرات) ہوں گی لیکن سلسلہ نسب صرف ایک ہی زوجہ سے جاری ہو گا۔ قیامت کے دن جنت الفردوس میں تمہاری ماں مریم کا رفیق ہو گا۔ حضرت خدیجتہ الکبریٰ سے حضور سرور کائناتؐ کی ایک دختر نیک اختر ہو گی جو خاتون جنت ہوگی اور بانوئے حجلہ کرامت ہو گی۔ اس کے صدف عصمت اور درج عفت کے دو موتی پرورش پائیں گے جو گوشوارہ عرض اور مرکز دائرہ فرش ہوں گے۔ یہ دونوں زندگی بھر قواعد دین و اسلام کو جاری کریں گے۔ عاقبت الامر جرعہ شہادت نوش کریں گے۔ انہیں انہی کی قوم شہید کرے گی جو دین کے معاملات میں افراط و تفریط میں مبتلا ہو جائیں گے۔ اس کا قبلہ بیت الحرام ہو گا۔ حج کے موقع پر احرام باندھے گا۔ حقیقت میں زمین و آسمان کا مرکز۔ جمیع مذنبین کا شفیع اور **و ما ارسلناک الا رحمتہ للعلمین** کے منشور کا دیباچہ ہو گا۔ وہ صاحب مقام محمود ہو گا۔ حوض کوثر کا مالک ہو گا۔ سجادہ اخلاص بقدم اختصاص بچھائے گا۔ زبان بے زبان قرآن آیات سے مزین ہو گی۔ ذکر خداوندی ورد زبان ہو گا۔ جب آنکھیں خواب آلود ہوں گی۔ دل بیدار ہو گا۔ غافل نہیں ہو گا۔ مقام شفاعت پر تباہ حال گناہ گاروں کی خبر گیری کرے گا۔ قیامت کی صبح کو۔ ارباب کرامت کی ہزاروں زبانیں نفسی نفسی کی آوازوں سے ہانپ رہی ہوں گی۔ مگر صرف اسی کو زبان معجز لسان امتی امتی کی صدائے شفاعت سے معمور ہو گی۔ صور اسرافیل کی دہشتناک آواز **ان اللہ یبعث من فی القبور** کا مقدمہ ہو گی۔ اس دن تمام چھوٹے بڑے **یوم یوخذ بالنواصی** کے ڈر سے سہمے ہوئے اسی دن دامن شفاعت میں پناہ پائیں گے ایک اور روایت میں یوں آیا ہے کہ اس خطاب کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا۔ عیسیٰ! تم بھی نبوت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کرو۔ ان پر ایمان لاؤ اور اپنے آپ کو ان کا امتی کہو جو شخص بھی ان کا زمانہ پائے ان پر ایمان لائے۔ اگر میرے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہوتے تو نہ دنیا ہوتی نہ آدم نہ بہشت نہ دوزخ کو پیدا کیا جاتا۔ یہ دنیا و عقبیٰ کبھی ظہور میں نہ آتے۔

تا شے نیست صبح ہستی زاد   آفتابے چو او ندار د یاد!

Presented by www.ziyaraat.net/

فیض فضل خداست دایہ او — فر پر ہائے سایہ او

اوست نقد ۔لنہ خزانہ جود — ہمہ عالم طفیل او مقصود

یہ تھا اوصاف کمال محمدیؐ اور نعت جلال و جمال احمدیؐ کا ترجمہ جو توریت اور انجیل میں بر سبیل تعظیم و تکریم آیا ہے۔ سید الابرار کے فضائل اور کمالات میں ہزاروں دوسری روایات دوسری آسمانی کتابوں میں صحائف میں جا بجا ملتی ہیں۔ ہم اس موقعہ پر صرف انہیں پر اکتفا کرتے ہیں۔

عقبہ کل النبین یترب — و لا مرسل الا لا حمد یخطب

بتوراۃ موسی نعتہ و صفاتہ — و انجیل عیسی فی المدایح یطنب

توئی شاہ ایوان ختم الرسل — توئی ماہ تاباں ہادی السبل

بہ پیش تو آدم چو خاکے براہ — زشرم تو یوسف چو آبے بچاہ

نجات از تو بود آنکہ نوح نجی! — ز ظلمت بنور تو شدید ملتجی!

زبور تجلی ست یک لمعروید — کہ موسی در آمد بگفت و شنید

مسیح از کف ساختے مر ہمش — کہ تامردہ جان یافتے از دمش

توئی شاہ داین جملہ خیل تواند — تو مقصود وا ۔لنہا طفیل تواند

وہب بن منبہ کی روایت:

وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ میں نے آسمانی کتابوں کے مطالعہ کے دوران پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس پیغمبر صاحب کتاب کو خطاب فرمایا۔ اے پیغمبر اٹھو! اور اپنی امت کے مجمع میں اعلان کرو۔ اے آسمان بگوش ہوش سن لے۔ اے زمین تم خاموش ہو کر سنو! کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ بنی اسرائیل کا حال بیان کرے میں نے ان کو اپنی گوناگوں نعمتوں سے پرورش دی۔ اپنی مہربانیوں سے نوازا اور تمام خلائق سے بڑھ کر ان پر انعام و اکرام کیے۔ یہ لوگ بھیڑ بکریوں کی طرح بکھرے ہوئے تھے۔ تمام کو جمع کیا اور خطرات سے محفوظ کیا مگر انہوں نے اس نعمت کا شکریہ ادا نہ کیا بلکہ یہ آپس میں لڑتے رہے ان لوگوں پر افسوس ہے میں نے جس دن آسمان و زمین کو پیدا کیا ہر چیز کا ایک ایک وقت مقرر کر دیا۔ اگر بنی اسرائیل کو علم غیب ہے تو انہیں کہو کہ یہ بتائیں کہ حضورؐ کی پشت کب ہو گی اور آپ کا دین دنیا کے دوسرے دینوں پر کب غالب ہو گا۔ دوسرے دین کب منسوخ ہوں گے۔ اس کے معاونین اور انصار کون لوگ ہوں گے۔ سن لو! میں اپنا امی رسول بھیجوں گا۔ وہ بڑے تسکین و وقار سے آئے گا بازاروں میں اونچی

آوازیں نہیں لگائے گا۔ بے ہودہ باتوں سے اجتناب کرے گا۔ نیکیوں میں سبقت کرے گا۔ ایسے میں پسندیدہ اوصاف سے اعلیٰ اخلاق سے آراستہ کروں گا۔ اس کی زبان لوگوں کے لیے تسکین دل و جان بناؤں گا۔ اس کا ضمیر تقویٰ کا معدن ہو گا۔ اس کی سیرت عدل و انصاف کا آئینہ دار ہو گی۔ اس کی ملت اسلام پر ہو گی۔ اسے دنیا بھر کی قوموں میں ممتاز مقام دوں گا۔ فقر سے غنا جہالت سے ہدایت تک پہنچاؤں گا۔ حضورؐ کی برکت سے ان کے متفرق دلوں کو یکجا کروں گا۔ ان کی مختلف طبیعتوں کو شیر و شکر بنا دوں گا۔ اس کی امت کو اخلاص و اطاعت کی وجہ سے بہترین امت بنا دوں گا۔ مسجدوں میں نمازیں پڑھیں گے۔ بسا اوقات تسبیح و تحمید و تمجید میں مصروف رہیں گے۔ اللہ کی رضا پر اپنے مال و دولت' اولاد' ثروت سے دست بردار ہوں گے۔ اللہ کی راہ میں کفار سے جہاد کریں گے۔ ان کی صفیں نماز اور جہاد میں یکساں طور پر مربوط و منصوص ہوں گی وہ ارکان نماز پوری طرح ادا کریں گے۔ جہاں کہیں جائیں گے اللہ تعالیٰ کی بزرگی اور کمال کا اقرار کریں گے۔ راتوں کو نمازیں ادا کریں گے دن کو اس کے احکام کی اتباع کریں گے۔ دن کی روشنی میں میدان جنگ میں دشمنوں کے مقابلے میں شیر غراں کی طرح آئیں گے۔ رات کے وقت اپنے اللہ کے حضور میں گڑگڑا کر التجائیں کریں گے۔ یہ مقام میرے فضل و کرم کی عطا ہے میں جسے چاہوں دوں گا کیونکہ میں مالک فضل عظیم اور کرم عمیم ہوں۔

ظہور قدسی کی بشارتیں

اس فصل میں وہ بشارتیں درج کی گئی ہیں جن کا تعلق ملائکہ اور انبیاء علیہم السلام سے ہے۔ ایسی بشارتیں حد و حساب سے باہر ہیں۔ لیکن ہم صرف پندرہ بشارتوں کو بیان کریں گے۔ یہ بشارتیں معتبر کتابوں سے لی گئی ہیں ہر ایک واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمال رتبہ اور اعلی درجہ کا اظہار کرتا ہے۔

واقعہ جبرائیل امین علیہ السلام:

تاریخ المذکرین اور ثمار الفرادیس میں یہ واقعہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی زبانی درج ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے جبرائیل علیہ السلام نے کہا **یا محمد** جس دن اللہ تعالیٰ نے مجھے خلعت وجود عطا فرمایا تو مجھے اٹھارہ ہزار سال عرش مجید کے نیچے ساکن ہونے کا حکم دیا پھر مجھے پوچھا من خلقک (جبرائیل تجھے کس نے پیدا کیا ہے) میں نے کہا اے پروردگار **من انت الواحد القہار العزیز الجبار المعبود فی اللیل و النہار و انا العبد الذلیل الخاضع المنقا و بعد ازل** پھر مجھے پورے اٹھارہ

Presented by www.ziyaraat.net/

ہزار سال کوئی خطاب نہ کیا گیا۔ پھر دریافت فرمایا من خلقک و من انا (جبرائیل تجھے کس نے پیدا کیا اور میں کون ہوں؟) میں نے کہا اے پروردگار انت خالقی و رازقی و محیی و ممیتی و باعثی و وارثی و انا العبد الضعیف المساکین المستکین پھر اٹھارہ ہزار سال مجھے خطاب سے نہ نوازا گیا۔ پھر مجھے خطاب ہوا اور مجھے پوچھا گیا "میں کون ہوں اور تم کون ہو؟" میں نے عرض کی انت اللہ الخالق الباری و انا العبد العابد الخاضع الخاشع پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جبرائیل تم نے صحیح کہا۔ میں نے جرأت کرتے ہوئے عرض کی۔ اے اللہ مجھے پیدا کرنے سے پہلے تو نے کوئی اور مخلوق بھی پیدا فرمائی ہے۔ حکم ہوا سامنے دیکھو میں نے اس نور کے دائیں بائیں جنوب و شمال میں نور کا ہالہ دیکھا۔ میں نے دریافت کیا یا اللہ۔ یہ نور کون ہے اس کی ضیاؤں سے میری آنکھیں چندھیائی جا رہی ہیں۔ فرمایا یہ نور اس شخص کا ہے جس کی خاطر میں نے تجھے پیدا کیا ہے۔ تمام فرشتوں اور دوسری مخلوقات کو صرف اسی کی برکت سے پیدا کروں گا۔ اور اس کے وجودگرامی کو ان سب پر مشرف و مکرم بنا دیا ہے۔ عرش، کرسی، لوح و قلم، بہشت، دوزخ اسی ہستی کے طفیل عالم وجود میں آئیں گے۔ حبیبی و صفی و نبیی و سیرتی و خلقی محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم

بشارت حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام:

ریاض الذاکرین نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا ان ادم لما نظر الی ساق العرش رای مکتوبا علیہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ من اذنب فلا مغفرۃ و لا توبتہ الا بالصلوٰۃ علی محمد عبدہ و رسولہ (سب سے پہلی بار جب حضرت آدم نے عرش اعلیٰ پر نگاہ ڈالی تو لکھا پایا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ جو گناہ کا مرتکب ہو گا اس کا گناہ اس وقت تک معاف نہ کیا جائے گا جب تک وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود نہ پڑھ لے۔) میں نے پوچھا یا اللہ۔ محمدؐ کون ہیں۔ فرمایا یہ آپ کی اولاد میں سے ایک نامور فرزند ہیں۔ ان کے نام کا پہلا حرف میم میرے صفت ملک سے اخذ ہے۔ دوسرا حرف "ح" میرے حلم سے لیا گیا ہے۔ دوسری میم میرے مجد و کرم سے لی گئی ہے اور دال میرے دین کی علامت ہے۔ میں اپنے ملک حکم و مجد اور دین اسلام کی قسم کھاتا ہوں۔ آپ کی اتباع سے میرے نبی پر درود پڑھے گا۔ میں اسے جنت میں داخل کروں گا۔ جب تک سید برگزیدہ اور نور دو دیدہ کی اتباع نہ کی جائے گی اور اس پر درود نہ پڑھے گا بہشت میں داخل نہ ہونے دوں گا۔

اے مظہر اسم قل ہو الحق — نام تو زنام اوست مشتق
تو سایہ نور کردگاری — کز روز اول بزرگواری
چوں مظہر ملک و حلکم و مجدی — بر تخت وصال اہل وجدی

ہر کس کہ قدم نہد براہت — در پردہ در آید از پناہت
بکشائے کف امید داری — تا حاجت عالمے بر آری

بشارت اول حضرت آدم علیہ السلام:

شرح تعرف میں یہ واقعہ لکھا ہے کہ سیدنا آدم نے پایہ عرش پر کلمہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ دیکھا تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رتبہ ذہن و قلب میں مرتسم ہو گیا۔ بہشت میں داخل ہوئے تو مشرق و مغرب۔ درودیوار۔ اشجار و ازہار غرضیکہ ہر طرف اسم محمد کی جلوہ فرمائیاں ہیں۔ ایک دن حضرت شیث علیہ السلام سے اسی موضوع پر گفتگو کر رہے تھے۔ کہ میں نے کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی جو نام محمد سے آراستہ نہ ہو حتیٰ کہ عرش و کرسی۔ لوح و قلم۔ مدارج جنان منازل رضوان کو اسم محمد سے مزین پاتا ہوں۔ حضرت شیث علیہ السلام نے اپنے والد مکرم سے پوچھا۔ آیا کہ اب آپ بلند مرتبت ہیں یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ حضرت آدم علیہ السلام خاموش رہے مگر تیسری بار دریافت کرنے پر فرمایا۔ بیٹا محمد رسول اللہ کی تعریف میں میری ایک بات ہی یاد رکھ لو جو مجھے اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے۔ لولاک لما خلقت الافلاک و لا الدنیا ولاالاخرۃ و لا السموات و لا الارض و لا العرش و لا الکرسی ولا اللوح و لا القلم و لا الجنتہ و لا النار لولا محمد و اخلقت یا ادم۔ اے آدم یہ اجرام علویہ اور اجرام سفلیہ تو تمہاری خاطر بنائے گئے ہیں مگر تم میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہو۔

بشارت چہارم۔ حضرت آدم علیہ السلام:

سیرگازرونی میں کعب الاحبار کے حوالے سے یہ روایت لکھی گئی ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کے وجود منور کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مصباح نور سے ضیا بخشی گئی تو سرکار دو عالم کا نور حضرت آدم علیہ السلام کی جبیں پرنور سے درخشاں ہونے لگا۔ حضرت آدم علیہ السلام اس نور بصیرت سے چیونٹی کے قدموں کی آواز سن سکتے ہیں۔ آپ نے بارگاہ رب العزت میں عرض کیا۔ یا اللہ یہ زمزمہ کیا ہے۔ فرمایا۔ یہ نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسبیح کا زمزمہ ہے۔ جو تمہارے خمیر میں ملایا گیا تھا۔ وہ تمہارا فرزند ہو گا اور تم اس کے باپ۔

اے خوشا حال آنچناں فرزند — کہ پدر را بادست استظہار

اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ نور محمدی کو اپنے مقام سے اٹھ کر مغفرت و

سیدہ سکینہ سلام اللہ علیہا

Presented by www.ziyaraat.net/

غفران کے دریا کی طرح رواں کیا گیا۔ پھر یہ نور پوری تابانیوں کے ساتھ پانچ سو سال کی مسافت طے کر کے حضرت آدم کے پاس پہنچا۔ خواب سے بیدار ہوئے تو اس نور کی شعاعوں کو دیکھنے سے آنکھیں چندھیا گئیں اور آنکھوں کا نور بے نور ہونے لگا۔ پوچھا یا اللہ۔ یہ کیسا نور ہے جو ہر روشنی کو خیرہ کرتا جاتا ہے۔ حکم ہوا یہ نور محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہے۔ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم کہ میں اس کے رتبہ کو اعلیٰ علیین سے بلند تر کردوں گا۔ اس کی امت سے اپنے بہشت کو بھر دوں گا۔ اس کا کلام ساری دنیا سے افصح ہو گا۔ اس پر قرآن نازل کروں گا جو کبھی متروک نہ ہو گا اس کے بعد ہر پیغمبر کے لیے ایک ایک کرسی بچھا دی گئی۔ ان کرسیوں سے سب سے اونچی کرسی سے نور کی ضیاء نکلتی اور ہر نبی اپنے لیے مخصوص کرسی پر براجمان ہوتا جاتا۔ جب سرکار دو عالم کی کرسی پر نور کی بارشیں ہونے لگیں تو حضرت آدم نے دیکھا کہ ستر ہزار شعاعیں اس کرسی پر نور سے ابھر رہی ہیں۔ ملائکہ ملکوت ان انوار کی برکات سے نوازے جا رہے ہیں۔ آپ کا اسم گرامی عرش اعظم کے پردوں پر منقش ہے۔ ہر طرف سے مشک و عنبر کی خوش کن خوشبو کے جھونکے آ رہے ہیں۔ آسمان و زمین کی حرکتیں مسرت و شادمانی کا گہوارہ بن گئیں ہیں۔ ہر مخلوق سے یہ آواز آ رہی ہے کہ یہ نور سرور پیغمبراں ہے۔ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔ آدم۔ تمہیں صدہا مبارک ہو کہ یہ نور مجسم تمہارے بیٹے ہوں گے۔ دربار خداوندی سے صدا آئی۔ یہ بندہ میرا پسندیدہ اور حبیب ہے۔ یہ دین حقیقت پر مبعوث ہو گا۔ شفاعت کبریٰ کے اختیارات کا مالک ہو گا اور میرے خاص بندوں میں سے ہو گا وہ دنیا والوں کے لیے نور ہو گا جو اس نور کی اتباع کرے گا بہشت میں جگہ پائے گا۔ آسمانوں پر اسے احمد کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ زمین پر محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ سمندروں میں ماحی کے نام سے مشہور ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے پوچھا۔ یا اللہ سمندروں میں آپ کا نام ماحی کیوں ہے۔ فرمایا آپ کے وجود سے کفر و شرک کی سیاہیاں محو ہو جائیں گی۔ آپ کا زمانہ قیامت کے قریب تر ہو گا وہ ذکر میں اول پیغمبراں ہو گا اور بعثت میں آخرین انبیاء ہو گا۔ کوئی پیغمبر آپ سے بلند رتبہ نہ ہو گا اور کوئی امت، امت محمدیہ سے اعلیٰ نہ ہو گی میرے حبیب کی امت ہمیشہ پاک ہو گی۔ اس کا نور آسمان و زمین کے درمیان ستاروں کے نور کی طرح درخشاں ہو گا۔

اسی طرح دوسری بار حضرت آدم علیہ السلام پر نور محمدی کو جلوہ گر کیا گیا. وہ ایسا دکھائی دیا کہ اسے نورانی خلعت اور شرف و مجد کے لباس سے مزین فرما دیا گیا ہے۔ وہ پیغام رسالت پہنچانے لگے اور اپنے ساتھیوں کو علم و حلم و رحمت و شفقت کا خوگر بناتے گئے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے آپ کی امت کے مہاجر و انصار۔ ابرار و اخیار پر اللہ کے انعامات کی بارشیں ہوتی دیکھیں۔ حضرت ابراہیم کو دائیں ہاتھ، حضرت اسماعیل کو بائیں جانب اور باقی انبیاء کو خدمت میں کھڑے پایا اور حضور کی تعظیم میں دست بستہ دیکھا تو انتہائے مسرت سے اتنے مسکرائے کہ مشرق و مغرب آپ کی مسکراہٹ کی نورانیت سے روشن ہو گئے۔

نہایت خوشی سے عرض کی۔ یا اللہ میرے لیے بس اتنا فخر ہی کافی ہے۔ کہ آپ میری اولاد میں سے ہیں۔ حضرت آدم نے یہ کہتے ہوئے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی فتح و نصرت کے لیے دعا کی اور آپ کے وجود پاک پر دست شفقت پھیرتے ہوئے اظہار افتخار کیا۔ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

بشارت پنجم حضرت آدم علیہ السلام:

حضرت عبدالرحمٰن بن زید انصاریؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ قیامت کے دن میں نسل انسانیت کا بہترین فرزند ہوں گا۔ مگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فضیلت میں مجھ سے بڑھ کر ہوں گے۔ فضیلت کی وجوہات میں سے ایک تو یہ ہے کہ آپ کی رفیقہ حیات حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا شیطان کے مقابلہ میں آپ کی مددگار ہیں جبکہ میری بیوی حوا شیطان کی مددگار بنی اور میری لغزش کا سبب بنی۔ دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کے شیطان (نفس) کو بھی مسلمان بنا دیا جبکہ میرا شیطان (نفس) اسی طرح کفر و عصیان پر قائم رہا۔ (حضرت آدم گمراہ نہیں ہوئے تھے۔)

بشارت ششم حضرت آدم علیہ السلام:

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اس آیت کریمہ کی تفسیر میں **فتلقی ادم من ربہ کلمات** فرماتے ہیں کہ حضرت آدم و حوا جنت کے تخت پر جلوہ فرما تھے اور اپنی ابدی زندگی پر نازاں تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے تاکہ حضرت آدم کو جنت کے منازل اور محلات کی سیر کرائے حضرت جبرائیل آپ کا ہاتھ پکڑے ایک ایسے محل کے سامنے آئے جس کی ایک اینٹ سونے اور ایک چاندی کی تھی۔ دروازے زرد اور اخضر کے بنے ہوئے تھے۔ محل کے اندر تخت بچھے ہوئے تھے جن پر یاقوت سرخ سے لکھا ہوا تھا۔ ہر تخت پر ایک نورانی محراب بنی ہوئی تھی۔ اس تخت پر ایک حسن و جمال کی پیکر جلوہ فرما تھے جس کے سر پر ایک نورانی تاج ضیاء پاشیاں کر رہا تھا کانوں میں موتی حلقہ گوش تھے۔ گردن میں نورانی حمائل آویزاں تھی۔ حضرت آدم اس ملیح و صبیح حسن کے پیکر کو دیکھ کر حیرت زدہ ہو گئے اور انگشت بدنداں ہو گئے۔ حوا کے حسن و جمال کو فراموش کرتے ہوئے کہنے لگا۔ اللہ یہ کون ہے؟ فرمایا یہ حضرت فاطمہ الزاہراء کی صورت ہے جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بیٹی ہوں گی۔ سر پر یہ نورانی تاج آپ کے والد کا سایہ نور ہے۔ یہ نورانی ہار آپ کے شوہر نامدار حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں۔ کانوں کے دو آویزے شہزادگان حسنین علیہما السلام ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے نظر اٹھا کر دیکھا تو پانچ دروازے نظر آئے۔ ہر دروازہ پر ایک

Presented by www.ziyaraat.net/

کتاب پڑی ہے جس پر کلمہ نور سے لکھا ہوا ہے **انا ال محمود و هذا محمد** دوسری پر **انا العلی و هذا علی** لکھا ہوا ہے تیسری کتاب پر **انا الفاطمہ و هذه الفاطمہ** لکھا ہوا ہے چوتھے پر **انا الحسن و هذا الحسن** لکھا دیکھا۔ پانچویں پر **منی لا حسان و هذا الحسین** لکھا ہوا پایا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت آدم کو کہا۔ ان اسماء گرامی اور کلمات نامی کو یاد کرلیں شاید ایک دن ان کی برکات سے آپ کے مسائل حل ہوں۔ جبکہ ایک وقت آیا کہ تین سو سال تک ایک ابتلا میں آکر مدتوں روتے رہے حتی کہ ندائے غیب سے یہ راہنمائی حاصل ہوئی تو آپ نے کہا **یا محمود یا علی الا علی و یا فاطم و یا محسن و یا منسک لا حسان اسلک بالجملته** اور پھر کہا بحق **محمد و علی و فاطمته و الحسن و الحسین ان تغفرلی و تقبل توبتی بالفور** جناب باری تعالیٰ سے آواز آئی اے آدم اگر ان پانچ ناموں کی وساطت سے اپنی ساری اولاد کے گناہوں سے مغفرت چاہتے ہو تو آج میں تمہاری یہ دعا بھی قبول کرلیتا ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ فرمایا **فتلقی ادم من ربه کلمت فتاب علیه**

بشارت حضرت شیث علیہ السلام:

خلاصتہ الحقائق میں لکھا ہے کہ جب حضرت آدم زمین پر نمودار ہوئے تو خدا تعالٰی نے وحی کے ذریعہ حضرت آدم علیہ السلام کو فرمایا کہ اپنے بیٹے شیث سے عہد لیں اور وصایا و مواثیق پر کاربند کریں۔ کہ وہ نور کامل السرور سید الانبیاء اور گوہر ازہر سند الاصفیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی صورت بھی ناراض نہ کریں اور یہ وصایابعدنسلا" جاری رہیں۔ چنانچہ جب تک حضرت شیث علیہ السلام زندہ رہے ان کی زبان پر درود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جاری رہا۔

بشارت حضرت نوح علیہ السلام:

حضرت نوح علیہ السلام کشتی بنانے میں مصروف تھے تو حکم ہوا اس کشتی کے ۱۲۴۰۰۰ (ایک لاکھ چوبیس ہزار) تختے بنائے جائیں اور ان پر تمام انبیاء کرام کی اسمائے گرامی تحریر کیے جائیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی مدد سے یہ اسمائے گرامی مرتسم کر دیئے گئے۔ جب دوسرے دن کام شروع کیا تو دیکھا کہ تمام اسماء محو ہو چکے ہیں۔ بڑے متفکر ہوئے۔ دوسرے دن لکھے تو ایسا ہی واقعہ دیکھا۔ تیسرے روز وحی آئی اور حکم ہوا کہ ان تمام اسماء انبیاء کا آغاز ہمارے نام نامی سے کرو اور ختم میرے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر کرو۔ اس طرح یہ کشتی اللہ کی پناہ میں رہی اور شیطان کے حملے ناکام ہو گئے۔ حضرت نوح اس

غیبی تعلیم کی روشنی میں انبیاء کرام کے اسماء گرامی کو لکھتے گئے۔ خدائے رب العٰلمین کے نام سے آغاز کیا جب آخرین اسم گرامی محمد رسول اللہ کندہ کیا گیا تو غیب سے آواز آئی **یا نوح الا ان قلمت سفینتک** (اب تمہاری کشتی مکمل ہو گئی ہے۔)

کشتی کے تمام تختے جوڑ دیے گئے تو آخر میں صرف چار تختوں کی جگہ باقی رہ گئی۔ حضرت جبرائیل سے مشورہ کیا کہ ان چار تختوں پر کن اسماء گرامی کو لکھا جائے۔ حضرت جبرائیل نے فرمایا اے شیخ الانبیاء سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چار دوست ہوں گے۔ ان تختوں پر ان کے نام لکھ دیے جائیں۔ یہ چار نام اسلام کے درخشاں ستارے ہیں۔ ان اسماء کی برکت سے آفات سماوی سے محفوظ رہا جا سکتا ہے۔ چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام کی یہ عظیم الشان کشتی انبیاء کرام کے اسماء گرامی سے معمور ہو گئی۔ ان پاکیزہ ناموں کی برکت سے اس تاریخی طوفان میں تباہ ہونے سے بچ گئی اسی طرح اگر انسان اللہ تعالیٰ کی محبت۔ انبیاء علیہم السلام کی تصدیق۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع سے آراستہ نہ ہو گا اور اس کے دل پر یہ اسماء نقش نہ ہوں گے تو طوفان برزخ سے اپنے آپ کو سلامت نہیں لے جا سکے گا۔

چہ غم خوریم کہ دردل غم خدا داریم — دردن سینہ ہمہ مہر مصطفےٰ داریم
بذیل رحمتش از مہراین نجستہ فریق — بروز حشر ہمہ دست التجا داریم

بشارت حضرت ابراہیم علیہ السلام:

حضرت ابو امامہؓ باہلی نے حضور علیہ السلام کی حدیث بیان کی ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بہشت کو خواب میں دیکھا۔ بہشت کی وسعت زمین و آسمان دونوں کی وسعت کے برابر ہے۔ آپ نے پوچھا۔ یہ مبارک جگہ اور پر امن مقام کس کی ملکیت ہے۔ آواز آئی **اعدت لمحمد صلی اللہ علیه واله وسلم و امته** (اے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی امت کے لیے تیار کیا گیا ہے۔) جنت کے باغوں کی جڑوں کی تلاش کی گئی تو وہ شہادت **لا الہ الا اللہ** بنائی گئی تھیں کونپلیں دیکھی گئیں تو **محمد رسول اللہ** سے بنی تھیں۔ پھلوں کو دیکھا گیا تو وہ **سبحان اللہ و الحمد للہ** سے بنائے گئے تھے۔ خواب سے بیدار ہوئے تو اپنی قوم کو بلا کر سارا واقعہ بیان کیا۔ قوم نے پوچھا کہ یا خلیل اللہ ہمیں محمد رسول اللہ اور ان کی امت کا پورا پورا تعارف کرائیں تاکہ ان کی جلالت اور قدر و منزلت کا ہمیں بھی علم ہو۔ چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کماحقہ شان مصطفیٰ بیان نہ کر سکے اللہ کے حضور میں سجدہ ریز ہوئے اور جلال و عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیان کی توفیق چاہی حضرت جبرائیل امین آئے اور کہا ابراہیم سر اٹھاؤ! غم نہ کرو

سبیل سکینہ سلام اللہ علیہا

Presented by www.ziyaraat.net/

حضرت جبرائیل نے خواب کا سارا واقعہ سنایا اور قوم کے اشتیاق کا اظہار کیا۔ چونکہ مجھے مناظر شمائل۔ محاسن اور فضائل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کماحقہ معلوم نہ تھے مجھے جواب میں تامل تھا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا۔ کمالات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکمل طور پر بیان کرنا تو میرے بھی اختیار سے باہر ہے۔ ہاں رب ذوالجلال سے دریافت کرتا ہوں۔ دربار خداوندی میں یہ مسئلہ پیش کیا گیا تو حکم ملا۔ جبرائیل! محمد میرے رسولؐ ہیں، نبی ہیں، وصی ہیں۔ میری مخلوق کے بہترین فرد ہیں۔ میں نے اپنے بندوں کی طرف بہترین انتخاب اور اعلیٰ ترین بعثت کیا ہے اور کائنات ارضی و سماوی سے بہتر ہیں۔ آپ کی امت سابق اواخر انبیاء کی امتوں سے بہترین ہے۔ اور کائنات ارضی و سماوی سے بہتر ہیں۔ مجھے اپنے مجد و کرم کی قسم ہے میں نے اپنے محبوب کو برگزیدہ خلق کیا اور اس کی امت کو آسمان و زمین کی پیدائش سے بیس ہزار سال پہلے پیدا فرمایا اور میدان حشر میں وہ تمام امتوں میں سے پہلے اور عمدہ صورت میں اٹھیں گے جرد اد مرد ا غرمحجتلین متوجمین ناعمین مبروورین بغطبهم الانبياء و امها قیامت کے دن وہ تمام برائیوں سے مبرا ہوں گے۔ تمام نوجوان ہوں گے۔ خوبصورت ہوں گے۔ ان کے ہاتھ پاؤں اور چہرے نوری ہوں گے یہ نور ان کے وضو کی ضیاؤں کی وجہ سے ہو گا۔ ان کے سروں پر تاج ہوں گے ان کی نعمتیں مقرر ہوں گی وہ خوش و خرم ہوں گے۔ ان کی حالت انبیاء معظم کی طرح ہو گی۔ تمام امتوں کے درجوں سے بڑھ کر درجہ ہو گا۔ وہ منبر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اردگرد ہوں گے۔ ان کی پیشانیوں پر قلم قدرت سے یہ کلمہ ثبت ہو گا۔ انی انا اللہ لا الہ الا انا اے جبرائیل یہ مختصر سی تعریف ہے جو تم نے رسول مقبول اور ان کی امت کے بارے میں سنی ہے۔ جبرائیل علیہ السلام واپس آئے اور حضرت ابراہیم نے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا یا رب اجعلنی من امتہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم "اے اللہ مجھے امت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بنا۔"

زہے طفلے کے عالم شد طفیلش — خلیل از سفرہ اندازان خیلش
مراد کن فکان مقصود کونین! — کمان ابروئے بزم قاب قوسین

بشارت حضرت یوسف علیہ السلام:

حضرت یوسف علیہ السلام کو چاہ کنعان میں بعض غیبی احوال واضح ہوئے۔ چنانچہ درجات جنت حور و قصور دیکھے۔ عرش مجید کو ملائکہ کی نوری جماعتوں کے ساتھ دیکھا۔ عرش کے اردگرد کے ماحول کو ملاحظہ کیا۔ بہت سے ملائکہ کو مشغول استغفار پایا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور

آپ کی امت کے تعلق کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے بتایا۔ حضور نبی الرحمۃ و شفیع الامۃ حضرت یوسف علیہ السلام نے نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے اس مصیبت سے نجات چاہی۔ اللہ تعالیٰ نے اس نام کی برکت سے کنویں میں ایسا درخت پیدا کیا جس کی شاخیں کناروں کو چھو رہی تھیں۔ میوے لگے پکے اور حضرت یوسف علیہ السلام کی صبر و قناعت کا ثمرہ بن کر خوراک بنے اور پھر حضور پر نور کی برکت سے اس چاہ قناعت سے نجات پائی اور حضرت کی دولت اور عزت و منزلت کے مقامات پر پہنچے۔

بشارت حضرت موسیٰ علیہ السلام

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ و ما کنت بجانب الطور اذ نادینا کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو تورات کی الواح عطا ہوئیں تو آپ مسرت و سرور میں وادی طور میں کھڑے ہو کر بارگاہ الٰہی میں عطا کرنے لگے۔ اے اللہ! تو نے مجھے اتنی بڑی نعمت سے نوازا ہے جو اس سے پہلے کسی کے حصے میں نہیں آئی۔ وحی آئی۔ "موسیٰ! میں نے اپنے بندوں کے دلوں پر نگاہ کی تو تمہارے دل سے متواضع مجھے کوئی بھی دل نہ ملا۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے تمہیں اپنی رسالت اور کلام سے سرفراز فرمایا۔ فخذ ما اتیتک و کن من الشاکرین۔ میں نے جو کچھ تمہیں عطا کیا ہے۔ لے لو۔ اور شکر گزار بن جاؤ۔" مزید فرمایا و مت علی التوحید و علی حب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور توحید اور حب محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر زندگی کا خاتمہ کر دو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دریافت کی۔ یا اللہ۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کون ہیں جن کی محبت تیری توحید کے ساتھ وابستہ ہے اور جس کا اسم گرامی موت کے وقت بھی ضرورت ہے۔ فرمایا موسیٰ! محمد رسول اللہ وہ ہیں جن کا نام نامی تمام مخلوق کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے ہی عرش عظیم کے کنگروں پر لکھ دیا تھا۔ فرمایا اے موسیٰ تم چاہتے ہو کہ میں تمہارے نزدیک اتنا رہوں جتنی تمہاری بات تمہاری زبان سے۔ تمہارا خیال دل سے۔ تمہارا روح بدن سے۔ تمہارا نور بصیرت آنکھ سے۔ تمہاری سماعت کان سے۔ تمہاری آنکھ کی سیاہی تمہاری آنکھوں کی سفیدی سے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔ یا اللہ میری آرزو اور میری تمنا تو یہی ہے کہ میں تیرے قریب تر رہوں۔ فرمایا۔ موسیٰ! پھر میرے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بے پناہ درود پاک پڑھا کرو۔ اور بنی اسرائیل کو یہ پیغام پہنچا دو کہ جو بھی میرے دربار میں آئے گا۔ اور اس کے دل میں جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا انکار ہو گا اسے دوزخ کے شعلوں کے حوالے کر دیا جائے گا اور اسے حجابات میں چھپا دیا جائے گا۔ وہ میرے دیدار کی دولت سے محروم رہ جائے گا اور مردود بنا دیا جائے گا۔ کوئی فرشتہ اس پر رحم نہیں کرے گا۔ کوئی نبی شفاعت نہیں کرے گا۔ فرشتے ان کے لیے جہنم کے دروازے

Presented by www.ziyaraat.net/

کھول دیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔ یا الٰہی مجھے بتایا جائے کہ محمد رسول اللہ کون ہیں جن کے درود کے بغیر تیرا تقرب مجھے نصیب نہیں ہو سکتا۔ فرمایا اے موسیٰ۔ اگر میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی امت کو پیدا نہ کرتا۔ تو میں جنت اور دوزخ' آفتاب و ماہتاب' لیل و نہار' ملائکہ مقربین' انبیاء مرسلین حتیٰ کہ تمہیں بھی پیدا نہ کرتا۔ اگر تم نبوت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اقرار نہیں کرو گے اور اس پر درود نہیں پڑھو گے تو تمہیں بھی آتش دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی۔ اے اللہ میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت پر ایمان لاتا ہوں اور ان کی رسالت و فضیلت کی گواہی دیتا ہوں اور وعدہ کرتا ہوں کہ بے پناہ درود پڑھوں گا مگر ایک سوال کرنے کی اجازت چاہتا ہوں مجھے اس سوال کا جواب ملنا چاہیے۔ کیا میں تیرا زیادہ محبوب ہوں یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ فرمایا۔ موسیٰ تم میرے کلیم ہو۔ محمدؐ میرے حبیب ہیں۔ کلیم وہ ہوتا ہے جو اللہ سے محبت کرے لیکن حبیب وہ ہوتا ہے جسے میں چاہوں۔ حضرت موسیٰ نے عرض کی کلیم اور حبیب میں کیا فرق ہے۔ فرمایا کلیم وہ ہے جو اللہ سے محبت کرے اور جو چیز اللہ کو پسند ہو اسے بجا لائے مگر حبیب وہ ہوتا ہے خدا اس سے محبت کرے اور جو وہ چاہے خدا وہ کرے۔ کلیم رات بھر قیام کرتا ہے اور دن بھر چالیس روزے رکھتا ہے۔ چالیس راتیں بیدار رہتا ہے پھر جا کر وادی سینا میں آ کر مجھ سے ہم کلام ہو سکتا ہے۔ حبیب وہ ہوتا ہے کہ اپنے بستر استراحت پر آرام فرما رہا ہو اور خدا جبرائیل علیہ السلام کو اس کے دروازے پر بھیجے اور آنکھ جھپکتے اوپر لے آئے اور اسے وہ مقام حاصل ہو کہ میری کسی مخلوق کو نصیب نہ ہوا۔ اے موسیٰ! میں نے تم سے اس وقت کلام کیا جب تم طور سینا پر تھے۔ مگر میں نے اپنے حبیب سے اس وقت گفتگو کی جب وہ **قاب قوسین او ادنیٰ** کے مقام پر تھا۔

یا علی السماء تکلم ربہ **و جبریل نائی و الحبیب مقرب**
بعزت سید نا علی کل انہ **و ما تنا فیما النبیون ترغب**

بشارت حضرت داوٗد علیہ السلام:

حضرت داوٗد علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں دعا کی۔ اے اللہ میں جب زبور کی تلاوت کرتا ہوں تو مجھے ایک نور نظر آتا ہے۔ میرا محراب خوشی سے جھومنے لگتا ہے۔ اور میرا قلب و جگر انتہائی راحت محسوس کرتا ہے۔ میرا حجرہ منور ہو جاتا ہے۔ اللہ! وہ نور کیسا ہے؟ فرمایا۔ یہ نور محمدی ہے۔ میں نے اسی نور کے طفیل دنیا۔ آخرت۔ آدم۔ حوا۔ جنت اور دوزخ کو پیدا فرمایا تھا۔ حضرت داوٗد نے بلند آواز میں نام محمد صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم لیا تو پرندے۔ جنگلی وحشی کوہ دشت و بیابان اور صحرا سے ایک گونج آئی کہ **صدقت یا داوٗد** اے داوٗد! آپ نے صحیح کہا۔ اسی مضمون کو کلام الٰہی سے بیان کیا۔ **و لقد اتینا داوٗد منا فضلا یا جبال او بی معہ و الطیر** اس دن کے بعد جب کبھی زبور کی تلاوت فرمانے لگتے تو **لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ** پڑھ لیتے۔

بشارت حضرت سلیمان علیہ السلام:

ایک دفعہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے لاؤ لشکر سمیت اصطخر سے یمن جا رہے تھے۔ یہ لشکر ہوا میں اڑتا جا رہا تھا کہ مدینہ پاک کی سرزمین کے نزدیک ہو کر گزرا تو فرمانے لگے۔ **ان ھذہ دار ھجرۃ نبی اخر الزمان طوبیٰ لمن امن بہ واتبعہ** یہ مقام نبی آخر الزماں کا دار الہجرت ہے۔ وہ بڑا خوش نصیب ہو گا جو آپ کی اتباع کرے اور آپ پر ایمان لائے گا۔ وادی مدینہ سے گذر کر جب آپ سرزمین مکہ میں پہنچے تو نیچے دیکھا کہ مشرکین مکہ ہزاروں بت خانے آباد کر رہے ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اس مقام سے خاموشی سے آگے بڑھ گئے تو کعبۃ اللہ بارگاہ رب العزت میں رویا اور عرض کی کہ اے اللہ۔ یہ تیرے پیغمبر جس کے پاس اولیاء اللہ کا ایک لشکر ہے اور تیرے نیک بندوں کا مجمع ہے۔ وادی مکہ سے گذر گئے اور قدم رنجہ نہیں فرمایا۔ نہ نماز ادا کی نہ تسبیح و ذکر کیا حالانکہ مشرکین اپنے بتوں کو پوج رہے ہیں۔ خداوند تعالیٰ نے فرمایا۔ اے کعبہ عنقریب وہ وقت آنے والا ہے کہ تیری سرزمین کو سجدہ کرنے والوں سے بھر دیا جائے گا اور اپنا آخرین کلام قرآن مجید اسی سرزمین پر نازل کروں گا اور اپنا عظیم اور پیارا نبی اسی شہر میں مبعوث کروں گا۔ وہ نبی مجھے سب سے زیادہ عزیز ہو گا۔ میں ایک ایسی جماعت بھیجوں گا جو تعمیر کعبہ میں مصروف ہو جائے گا اور پھر لوگ کعبۃ اللہ کا طواف کریں گے اور زیارت کو آیا کریں گے حتیٰ کہ اس خطہ پاک کو پرامن بنا دوں گا اور اس سرزمین سے بتوں کی الائش اور نجابت کو صاف کر دیا جائے گا اور شیاطین یہاں سے بھاگ جائیں گے اور مشرکین مکہ کا خاتمہ کر دیا جائے گا۔ اس واقعہ کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام اس وادی میں تشریف لائے اور کعبہ اللہ میں نماز و قیام فرمایا اور کعبہ کے پاس ہی پانچ ہزار اونٹ' پانچ ہزار گائے اور بیس ہزار دنبے قربان کیے اور اپنی قوم کے معززوں کو خطاب کرتے ہوئے بتایا یہ وہ مقام ہے جہاں نبی عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوں گے۔ اللہ کی نصرت اور تائید انہیں حاصل ہو گی۔ آپ کا حکم اور تازیانہ مخالفین پر نافذ ہو گا۔ آپ کی ہیبت اور شوکت سے مخالفت ایک ماہ کی راہ تک دور رہیں گے۔ دور و نزدیک کے لوگ اپنے بیگانے سب حکم حق پر ایمان لائیں گے۔ تنگ کرنے والوں کے تختے اور پیغام رسالت کی راہ میں کھڑے ہونے والی رکاوٹیں ان کے مقصد کے سامنے نہ ٹھہر سکیں گے۔

Presented by www.ziyaraat.net/

وہ کتنے خوش نصیب ہوں گے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے وقت موجود ہوں گے اور دولت ایمان سے مالا مال ہوں گے۔ حاضرین نے دریافت کیا۔ یا نبی اللہ! آپ کے اور نبی آخر الزمان کے درمیان کتنا عرصہ ہو گا۔ آپ نے بتایا تقریباً" ایک ہزار سال۔ یہ بشارت دینے کے بعد آپ وہاں سے روانہ ہوئے اور وادی نمل سے گذرتے ہوئے آگے بڑھے۔ (عرائس از ثعلبیؒ)

بشارت حضرت شعیب علیہ السلام

آپ نے اپنی قوم کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دو ایسے سوار دکھائے ہیں۔ ایک گدھے پر سوار تھا اور ایک اونٹ پر۔ گدھا سوار ماہتاب و آفتاب کے حسن کا مالک تھا اور یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے مگر شتر سوار آفتاب و ماہتاب کے حسن کو شرما رہا تھا یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔

بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام:

امام ثعلبی نے عرائس میں لکھا ہے کہ ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حوارین مچھلی کا شکار کر رہے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وہاں سے گذر ہوا۔ آپ نے پوچھا کیا کر رہے ہو۔ کہنے لگے مچھلی کا شکار کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ آؤ۔ میرے ساتھ مل کر انسانوں کا شکار کریں۔ انہوں نے پوچھا۔ اے نوجوان! تمہارا نام کیا ہے اور کیا کام کرتے ہو؟ آپ نے بتایا۔ میں عیسیٰ بن مریم ہوں اللہ کا بندہ ہوں اور اس کا رسول ہوں۔ انہوں نے دریافت کیا۔ کیا آپ سے بڑھ کر کسی اور رسول کو مرتبہ ملا۔ فرمایا۔ ہاں پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اگر میں ان کے نعلین پا میں کھڑا ہو سکوں تو میری خوش قسمتی ہے چنانچہ سارے حواری آپ پر ایمان لے آئے اور اتباع کرنے لگے۔ انہیں جہاں بھوک لگتی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مانگتے۔ آپ زمین پر ہاتھ مارتے اور ہر ایک کے لیے دو دو روٹیاں نکال کر دیتے اور بھوک دور کرتے۔ جب کوئی پیاسا ہوتا تو زمین سے صاف اور ٹھنڈا پانی نکال کر پیتے اور پیاس بجھاتے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حوارین ایک دوسرے سے مل کر رہتے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس معجزہ پر فخر کرتے اور کہا کرتے۔ اے ابن مریم! بھلا ہم سے بہتر اور کون ہو سکتا ہے جس وقت ہم چاہیں کھانا مل جاتا ہے۔ جب پانی کی ضرورت ہوتی ہے تو مل جاتا ہے۔ ہم آپ پر ایمان لائے اور اتباع کرتے ہیں۔ اس کھانے۔ پانی اور ایمان اور اتباع کی دولت سے ہمارے دل تمام دنیاوی آلائشوں سے پاک ہو گئے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بتایا۔ تم میں سے افضل وہ ہے جو اپنے ہاتھ سے کمائے اور اس محنت کی کمائی

سے کھائے اس کے بعد وہ کاشت کاری کرتے اور محنت سے روزی کما کر کھاتے۔

(۲) انجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے یہ الفاظ درج ہیں۔ "میں اپنے رب اور تمہارے رب کی طرف جا رہا ہوں۔ میں فار قلیط کے رب کی طرف جا رہا ہوں۔ وہ فار قلیط جو میری شہادت دے گا جس طرح میں اس کی حقانیت کی گواہی دے رہا ہوں۔ وہ تمہارے لیے تمام چیزوں کی وضاحت کرے گا۔" فار قلیط سے مراد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اس کے معنی احمد کی معنی سے بڑے قریب ہیں۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں یوں ہے کہ پہلی امتیں ہمیشہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام لیواؤں کی تکذیب کرتی رہتی تھیں۔ یہودی تو ہر معاملہ میں آپ پر الزام تراشی کیا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ حضور تشریف لائے تو عصمت مریم اور دیگر واقعات کی تصدیق فرمائی اور یہودیوں کے الزامات اور بہتانوں کو رد فرمایا۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا تھا کہ وہ اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائیں اور اپنی امت کو بھی ہدایت کر دو کہ وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائیں۔ اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہوتے تو حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا نہ کرتا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہوتے تو دوزخ اور بہشت کو پیدا نہ کیا جاتا جب میں نے عرش کو پانی پر نصب کیا تو وہ کانپنے لگا اور چکر کھانے لگا۔ میں نے **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** اس پر لکھ دیا تو اس کے برکات سے وہ ساکن ہو گیا۔ جب عرش معلّٰی کا اضطراب کلمہ پاک کی برکات سے تسکین پا سکتا ہے تو بندۂ مومن کا دل **اولئک کتب فی قلوبھم الایمان** کی روشنی میں خوف و قلق۔ خشیت و دہشت سے بھی سکون پائے گا۔ **الا بذکر اللہ تطمئن القلوب** اسی نکتہ کی تصدیق ہے۔

متقدمین حکماء اور علماء اقوام عالم کی شہادتیں

قدیم زمانہ کے مؤرخین۔ سیرت نگار اور تذکرہ نگار حضرات نے اپنی مشہور و معروف تصانیف سے اہل علم کی معلومات میں بے پناہ اضافہ کیا ہے۔ انہوں نے اپنی نگارشات کے موتی بکھیرے ہیں۔ رنگین عبارات کے دریا بہا دیے ہیں۔ ان واقعات میں بادشاہ کشور کشادہ صاحب قرآن و خسرو عالی رائے بادشاہ نشاں مسمی بہ حمیر بن دردع و ملقب بہ ملک تبع جو زمانہ قدیم کے بادشاہوں سے برتر سمجھا جاتا ہے۔ اور اپنی عقل و دیانت کی وجہ سے صدیوں ممتاز جہاں رہا ہے' کے حالات کو بڑی تفصیل سے بیان کیا گیا۔ چنانچہ محمد اسحاق اپنے مغازی میں لکھتے ہیں کہ تبع ان پانچ بادشاہوں میں سے ایک تھا جنہوں نے کائنات ارضی پر اپنا قبضہ کر رکھا تھا۔ اس کے پاس اس زمانہ میں بہت بڑا لشکر تھا جس کی تعداد ایک سو تینتیس ہزار سوار اور ایک سو

سبیل سکینہ سلام اللہ علیہا

Presented by www.ziyaraat.net/

تیرہ ہزار پیادہ سپاہی پر مشتمل تھی۔ یہ شخص رسم جہاں کشائی تدبیر جہان بانی۔ تعمیر ویرانی اور تسخیر ممالک کے تمام اصولوں کو جانتا تھا۔ اس کے دانشمند وزراء اور معروف اراکین سلطنت بڑے دانش مند زمانہ تھے ان کی تعداد ہزاروں تک پہنچی ہوئی تھی۔ یہ پر شکوہ لشکر ایک دفعہ مکہ مکرمہ کے نواح سے گذرا تو اہل مکہ نے ان کی طرف کوئی توجہ نہ دی اور ان کے استقبال و خاطر مدارات کی طرف خیال تک نہ کیا۔ اہل مکہ کے اس رویہ سے بادشاہ بڑا کبیدہ خاطر ہوا اور ان کے متکبرانہ رویہ پر بڑا غضبناک ہوا اس نے اپنے خاص وزیر سے علیٰحدگی میں مشورہ کیا اور اہل مکہ کے اس ناروا سلوک کی وجہ معلوم کی۔ تو وزیر نے بتایا۔ اے بادشاہ سلامت! آپ تو اقوام عالم کی خصوصیات کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ اہل عرب دراصل اپنی جہالت پر ہی نازاں ہیں چونکہ اس خطہ پاک کو ان طہر بیتی کا خطاب حاصل ہے وہ اسی پر فخرو تکبر میں کسی کو خاطر میں نہیں لاتے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ کعبتہ اللہ کو برباد و مسمار کر دیا جائے اور اہل مکہ کا قتل عام کیا جائے۔ یہ خیال آتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس کے سر میں شدید درد مسلط کر دیا۔ اس کے ناک، کان، منہ اور دانتوں سے خون بہنے لگا۔ حکماء و اطباء کے علاج کارگر نہ ہوئے اور یہ شدت تیز سے تیز تر ہوتی گئی۔ حتیٰ کہ اسی تکلیف سے موت کے کنارے جا پہنچا۔ بادشاہ نے وزیر کو بلا کر کہا میں مختلف ممالک کے چار ہزار حکماء سے علاج کرا چکا ہوں۔ لیکن بیماری دور نہیں ہوئی۔ بلکہ ان اطباء نے اپنے عجز کا اعتراف کر لیا ہے۔ بادشاہ کی بے بسی دیکھتے ہوئے ایک بہت دانا نے جو نگاہ بصیرت کا مالک تھا۔ کہا۔ اگر بادشاہ مجھے اپنے دل کا حال بلا کم و کاست بتا دے تو میں علاج کر سکتا ہوں اور میں جو بھی سوال کروں اس کا جواب سچ دے تو اسے صحت ہو سکتی ہے۔ بادشاہ نے دانا کی ساری شرطین مان کر علیٰحدہ کمرے میں بلایا۔ دانا بادشاہ سے مختلف سوالات کرتا رہا۔ جب بات یہاں تک آ پہنچی کہ بادشاہ کو کعبتہ اللہ کو مسمار کرنے اور اہل مکہ کے قتل عام کرنے کا ارادہ ظاہر کرنا پڑا۔ دانا نے فوراً" کہا کہ آپ کی بیماری کی جڑ تو یہی خیال ہے۔ اے بادشاہ وقت! یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ اس گھر کا مالک غیب و اسرار کا جاننے والا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اس ارادہ کو اپنے دل سے نکال دو تاکہ دین و دنیا کی نعمتیں آپ کے حصہ میں آئیں۔ بادشاہ نے اپنے خیالات بدلے۔ توبہ کی۔ کعبتہ اللہ اور اہل مکہ کے لیے نیک ارادے کا اظہار کرنے لگا۔ ابھی دانا کمرے سے باہر نہیں گیا تھا کہ بادشاہ شفایاب ہو گیا۔ چنانچہ بادشاہ اس واقعہ کے بعد اپنے دین سے تائب ہو کر دامن اسلام میں آ گیا اور ملت ابراہیمی میں شامل ہو گیا۔ کعبتہ اللہ کی تعظیم و اکرام کرنے لگا۔ علماء مکہ سے زیارت کے طریقے اور حج کے مناسک معلوم کیے۔ خانہ کعبہ کا طواف کیا اور اہل مکہ کی عظیم الشان دعوت کی۔ چنانچہ مکہ کے تمام امیر و غریب۔ ادنیٰ و اعلیٰ۔ اس ضیافت میں شریک ہوئے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ ضیافت میں پانی کی جگہ شہد خالص دیا جائے۔ سارا دن یہی کام کرتا۔ مجاوران کعبہ کا خصوصی احترام کرتا۔ غلاف کعبہ ریشم نایاب سے تیار کرایا گیا مگر خواب میں دیکھا کہ یہ ریشمی غلاف کعبتہ اللہ کے شایان شان نہیں ہو سکتا۔ کوئی

اور کپڑا مہیا کیا جائے۔ دوسرے دن خوشبو دار کپڑا تیار کیا گیا لیکن پھر بھی یہی خواب دیکھا کہ یہ کپڑا شایان شان نہیں۔ تیسرے روز سات پردوں والا غلاف تیار کیا گیا جس میں بردیمانی اور حریر استعمال ہوا تھا۔ اس خدمت کا صلہ یہ ملا کہ قیامت تک غلاف کعبہ کے لیے اعلیٰ سے اعلیٰ کپڑوں کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ چنانچہ وقت کے بادشاہ ہمیشہ کعبتہ اللہ کے لباس کو تیار کرنا اپنا فرض خیال کرتے ہیں۔

بادشاہ نے حکم دیا کہ بتوں کو کعبتہ اللہ سے ہٹا دیا جائے اور ناپاک عورتوں کا داخلہ بند کر دیا جائے اور کعبتہ اللہ کے در و دیوار کو قربانی کے خون سے آلودہ نہ کیا جائے۔ اس نے کعبتہ اللہ کا ایک بہت بڑا دروازہ بنوایا۔ اس پر مضبوط سا تالا لگا کر چابی مجاوران کعبہ کے حوالے کر دی۔ پھر وہاں سے مدینہ منورہ کا رخ کیا۔ ان دنوں مدینہ کے شہر کو چراغاں کیا گیا۔ روشنیوں سے شہر کو بقعہ نور بنا دیا گیا۔ ہر طرف پانی کے چشمے جاری ہو گئے۔ چار ہزار حکماء میں سے نہایت عقل مند حکیم جس کا نام شامول تھا۔ حکم دیا کہ اس شہر کے مستقبل کے متعلق ایک نقشہ تیار کیا جائے اور مجھے بتایا جائے کہ اس کی تعمیر و ترقی کے لیے کیا کرنا چاہیے۔ حکماء نے حساب لگا کر بتایا کہ ایک وقت آئے گا کہ اس شہر میں نبی آخر الزمان ہجرت کر کے قیام فرما ہوں گے۔ شامول کی ان باتوں کے بعد بادشاہ کے حکماء نے عہد کیا کہ ہم لوگ اس شہر کو بارونق بنا کر قیام کریں اور اس آخر الزمان نبی کا انتظار کریں اور عہد و مواثیق کیے کہ اگر ہماری موت کے بعد وہ نبی آخر الزماں تشریف لائیں تو ہماری اولاد اس کی اتباع کرے۔ بادشاہ کو خبر ہوئی تو اس نے اپنے وزیر اعظم عمیار یسا کو بلایا تاکہ ان لوگوں سے اس موضوع پر گفتگو کی جائے۔ ان علماء و حکماء نے بتایا کہ ہمارا علم یہی بتاتا ہے کہ یہ مبارک موضع اور متبرک شہر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت گاہ ہو گا۔ اس نبی آخر الزمان کا اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو گا۔ اس کے ہاتھ میں عصا ہو گا۔ اونٹنی پر سوار ہو گا۔ صاحب قرآن و قبلہ ہو گا۔ صاحب لواء اور منبر ہو گا اور لوگوں کو **لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ** پڑھائے گا۔ مکہ میں پیدا ہو گا۔ مدینہ میں ہجرت کر کے قیام کرے گا اور یہی شہر اس کا مدفن ہو گا۔ اب ہمارا فیصلہ تو یہی ہے کہ اسی شہر میں قیام کر لیں۔ ہو سکتا ہے کہ ہماری اولاد میں سے کسی کو اس نبی کی زیارت نصیب ہو تو وہ دولت ایمان و اتباع سے بہرہ ور ہو سکے۔ وزیر اعظیم ان کی گفتگو سن کر دل ہی دل میں کہنے لگا میں بھی اسی شہر میں قیام کروں گا مگر بادشاہ کے سامنے ان حضرات کی گفتگو بیان کی تو بادشاہ نے بھی یہی نیت کر لی لیکن ظاہری طور پر اس کا اظہار اس لیے نہ کر سکا کہ اس کے پاس ایک لشکر عظیم اور کثیر ہمراہی تھے۔ ہو سکتا ہے کہ ان میں مخالفت ہو جاتی۔ البتہ اس نے یہ حکم دیا کہ ان چار ہزار حکماء کے لیے علیٰحدہ علیٰحدہ مکانات تعمیر کر دیے جائیں اور ان مکانات میں ان حکماء کو خوبصورت کنیزیں دے دی جائیں تاکہ افزائش نسل کا سلسلہ جاری رہ سکے اور ہر ایک کے لیے زندگی کی تمام سہولتیں مہیا کر دی گئیں تاکہ کوئی دل برداشتہ ہو کر شہر چھوڑ کر نہ جائے۔ ایک نہایت نفیس کتاب میں ایک خط تحریر کیا جو آنحضرت صلی اللہ

Presented by www.ziyaraat.net/

علیہ وآلہ وسلم کے نام نامی اور اسم گرامی سے معنون تھا۔ اس کا مضمون یہ تھا۔

والی محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم بن عبداللہ خاتم النبیین و رسول رب العالمین من تبع بن حمیر بن دوع "اما بعد یا محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم فانی امنت بک لکتابک الذی انزل اللہ علیک و علی دینک و سنتک و امنت بربک و رب کل شئی ما جاء من ربک من شرائع الایمان و الاسلام و انا قبلت ذلک فان ادرکتک فیھا و نعمت و ان لم ادرکتک فاشفع لی یوم القیمۃ و تنسنی فانی من امتک الاولین و تابعتک مجیک و قبل ارسلی اللہ تعالی ایاک و انا علی ملتک و ملت ابیک ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام"

اس کے بعد اس پر سونے کی مہر ثبت کر دی کہتے ہیں کہ اس مہر پر کلمہ منقوش تھا۔ **للہ الامر من قبل و من بعد و یومئذ یفرح المومنون۔** خط کو شامول کے سپرد کیا اور اس کی حفاظت کی وصیت کی اور کہا کہ اگر تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضری سے شرفیاب ہو جاؤ اور اس پیغمبر کی بعثت کا زمانہ تمہیں میسر آ جائے تو اس مخلصانہ خط کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاص ملازمین کے سپرد کرنا وگرنہ اپنی اولاد کے سپرد کریں اور انہیں اس کی حفاظت کی تاکید کریں نسلاً "بعد نسلاً" اسی طرح کرتے رہیں یہاں تک کہ اس سید البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کیمیا اثر نگاہ رحمت کے سامنے پیش ہو۔ ان مہمات سے فارغ ہونے کے بعد تبع شہر حبیب کے باشندوں سے رخصت ہوا اور مدینہ سے کوچ کر کے ہندوستان کے سقلستان میں پہنچا۔ وہاں اس نے داعی اجل کو لبیک کہا اور وہیں سپرد خاک ہوا۔ کہتے ہیں کہ اس کے یوم وفات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یوم ولادت تک پورے ایک ہزار سال کا زمانہ تھا۔

پیش از رسیدن تو بہ پیش از ہزار سال تبع در آرزوئے تبع بودن تو بود!

وہ انصار جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمایت اور مدد کی۔ تبع کے ان چار ہزار حکماء کی اولاد سے تھے۔ جنہوں نے مدینہ میں قیام کیا اور تبع کا وہ خط ان کے بیٹوں اور بیٹوں سے اولاد تک منتقل ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ جو شامول کے اکیسویں بیٹے تھے تک پہنچا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدینہ منورہ کی طرف ہونے کی خبر پہنچی۔ اس نامہ نامی اور صحیفہ گرامی کو ایک معتبر شخص جس کی کنیت ابو یعلیٰ تھی کے ہاتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے استقبال کے لیے بھیجا۔ جب اس نے قبیلہ بنی سلیم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو ابو یعلی ہے اور تبع کا خط تیرے پاس ہے وہ شخص بڑا حیران ہوا حالانکہ وہ شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہچانتا نہیں تھا۔ اس نے کہا آپ کون ہیں۔ مجھے آپ کے چہرہ پر کوئی جادو اثر دکھائی نہیں دیتا۔ فرمایا۔ **انا محمد بن عبداللہ ہات الکتاب** میں محمد بن عبداللہ ہوں خط

دیجئے۔ ابو یعلی نے انتہائی اخفا سے خط پردہ میں لپٹا ہوا نکالا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کر دیا۔ جب آپ خط کے مضمون سے مطلع ہوئے تو زبان سے تین مرتبہ اس کلمہ کو یاد فرمایا۔ **مرحبا باخی الصالح۔** ابو یعلی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضری سے شرفیاب ہو چکا تو آپ نے اسی واپسی کا حکم فرمایا تاکہ اہل یثرب کو سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدوم میمنت لزوم سے آگاہ کرے۔ ابو یعلی جسے ملتا یہ خوش خبری سناتا۔ ہر شخص نے اسی اپنی حیثیت کے مطابق عطیات دیے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری پر فرحاں و نازاں تھے۔ اور زبان حال سے کہتے تھے۔

رسید آن شہر رسید آن شیر بیارا ئیدا یوان را فرو برید ساعد ہا برائے خوب کنعا را
ہلہ یاران کہ بخت آمد گہ ایثار خت آمد سلیمانے بتخت آمد برائے عزل شیطان را
بگو پیشش مناجاتت بگوا سرار حاجاتت سلیمان خود ہمہ اندر زبان جملہ مرغان را

مرثد بن کلال کا خواب:

ماہرین فن سیرت و تاریخ نے لکھا ہے کہ مرثد بن کلال صاحب جاہ جلال اور عظیم المرتبت بادشاہ تھا۔ ایک رات اس نے خوفناک خواب دیکھا جس کی دہشت سے اس کا آرام و راحت جاتا رہا۔ بیدار ہونے کے بعد اس کا دل و دماغ اس خواب کے نقوش سے بالکل خالی تھا یعنی اسے اپنا خواب بھول گیا اور نسیان کی وجہ سے اس کی تشویش خاطر میں مزید اضافہ ہوگیا اور انتہائی رنج سے اس نے سارا ماجرا اپنی ماں کو سنایا جو فن کہانت میں ید طولیٰ رکھتی تھی۔ خواب کی فراموشی کے باعث وہ بھی تعبیر سے قاصر رہی اس نے تمام کاہنوں کو جمع کر لیا۔ سب نے بیک زبان کہا کہ اگر خواب یاد ہوتا تو یقیناً" ہم اس کی تعبیر بتا سکتے تھے۔ جب عروس خواب کا چہرہ پردۂ حجابات میں مستور ہے تو اس کی تعبیر دینا اور اس مشکل عقدہ کو ناخن تدبیر سے سکون بے حد دشوار امر ہے۔ کاہن اعتراف عجز کے بعد منتشر ہو گئے۔ اور اس مسئلہ کے حل اور اس کی ماہیت کی دریافت کے لیے (جو مرثد کے لیے بے حد اہمیت کا حامل تھا) اس نے اپنی تمام تر توجہ مرکوز کر دی تھی حتیٰ کہ ایک روز نہایت انقباض اور پریشانی کی حالت میں شکار کو نکل کھڑا ہوا اور گھوڑا ایک ہرن کے تعاقب میں دوڑا دیا یہاں تک کہ اپنے خدام اور لشکر و حشم سے دور جا نکلا۔ زیادہ دھوپ، قلبی اضطراب اور تمازت آفتاب کے باعث بدحال ہو گیا وہ کسی سایہ کی تلاش میں تھا تاکہ قدرے استراحت کر سکے۔ اسی اثناء میں ایک پہاڑ کے دامن میں جا پہنچا۔ وہاں ایک دو گھروں پر اس کی نظر پڑی جو ایک غار کے پاس واقع تھے۔ اس نے دیکھا کہ ایک بڑھیا اس کے استقبال کے لیے چلی آ رہی ہے۔ اس نے چند دیر

Presented by www.ziyaraat.net/

وہاں اس سے ٹھہرنے کی درخواست کی۔ مرشدؑ کلال نے اس بڑھیا کی التماس پر وہاں نزول اجلال فرمایا اطمینان اور سکون سے بستر استراحت پر جا لیٹا۔ حتیٰ کہ نیند نے معاً" اسے اپنی آغوش میں لے لیا جب وہ خواب سے بیدار ہوا تو اس نے ایک دوشیزہ کو دیکھا جو حسن و جمال میں یکتائے روزگار تھی اور کمال عشوہ و ناز سے اس کے سرہانے جلوہ افروز تھی۔ موزوں شکل و شمائل اور حسن حشر ساماں کے ساتھ بیش بہار مختلف سنہری اور روپہری زیورات سے آراستہ و پیراستہ تھی اس کے رخساروں کے گرد ایسا ہالہ بنا ہوا تھا جس سے صباحت اور ملاحت کی تراوش ہوئی تھی۔ گویا وہ ایک ایسے آفتاب درخشندہ کی مثال تھی جس کے نقاب کے اندر سے ضیاپاشیاں ہو رہی تھیں اس کے خمیدہ ابرو اس کی پیشانی کے فلک پر قوس و قزح کی طرح دمک رہے تھے اس کے گھنگھریالے بال بنفشہ کی طرح اس کے چمنستان رخسار کے کنارے حلقہ کیے ہوئے تھے اور اس کا یاقوتی دہن ہنگام تبسم ہوا کے جھونکوں سے کھلے ہوئے انار کی طرح باصرہ نواز تھا۔ اس کی زلفوں کی کمندیں مجروح دلوں کے شکار کے لیے صیادوں کے دام کے مشابہ تھیں۔ اس کی زیبائی میں اضافہ کرنے والے چمکدار دانت سلک مروارید کی طرح اس کے دہن کے عقیق کی ڈبیہ میں ایسے لگتے تھے گویا فیروزہ رنگ آسمان کے برج میں پروین جگمگا رہے ہوں اور ناظر کے سرور و انبساط میں اضافہ کا باعث تھے۔

بمروارید دندا نہائے پر نور — صدف را اب دندان دادہ از دور
دو شکر چوں عقیق آب دارہ — دو گیسو چون کمند تاب دادہ
فسونگر کہ بر خود چشم خود را — زبان بستہ برابر و چشم بد را

مختصر یہ کہ یہ خوبرو دوشیزہ مرشد کی خواب گاہ میں آئی اور اس سے سلسلہ تکلم شروع کیا اور اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا اے شاہ نامدار خدا کرے آپ تمام تفکرات اور پریشانیوں سے محفوظ رہیں اور اپنی تمام آرزوؤں سے بہرہ ور ہوں کیا آپ کھانا تناول فرمائیں گے۔ مرشد کو اس انداز گفتگو سے اپنا بھولا ہوا خواب یاد آیا لیکن اسے اندیشہ ہوا کہ مبادا کوئی دشمن میری اس تنہائی کے سبب مجھ پر غالب آ جائے اور راج شاہی سے اس بہانے مجھے قعر مذلت و پستی میں پھینک دے۔ یہ سوچ کر اس نے بے اعتنائی کا مظاہر کیا اور کوئی جواب نہ دیا۔ اس دوشیزہ جو عقل و دانش اور فہم و فراست سے بہرہ وافر رکھتی تھی شاہ ذیجاہ کے خاطر عاطر کو زنگ اندیشہ سے دھو دیا۔ جب اس نے اسے ہر طرح مطمئن کر دیا تو بادشاہ کی ثناء اور تعریف شروع کر دی کہ اے بادشاہ ذیمرتبت! اور اے شہنشاہ عالم آرا تمام روئے زمین باہمہ فربہی و لاغری آپ کے تن نازنین پر فدا ہے اور آپ کے سراپردۂ عظمت و جلال پر نظر بد نہ لگے اور نہ کوئی آنچ آئے۔ اے بادشاہ

سلامت! کسی قسم کے اندیشہ کو خاطر میں نہ لایے اور کسی طرح کی سراسیمگی کا بار آزار اپنے دل نازک پر نہ اٹھائیے۔ ہمیں آپ کی عہد میمنت سے بڑی امیدیں وابستہ ہیں اور ہماری آرزوؤں کی کنگروں تک رسائی آپ کی اور محض آپ کی مرہون منت ہے۔ جب مرشد کا دل ہر قسم کے وسوسوں اور اندیشوں سے خالی ہو گیا تو دستر خوان چنا گیا جب وہ کھانے سے فارغ ہوا تو اس لڑکی نے خالص دودھ کا پیالہ پیش کیا تاکہ بادشاہ نوش جان کرے۔ بادشاہ اس حسینہ کی شیریں بیانی فصیح الکلامی اور اس کے رنگ ڈھنگ سے اس قدر متاثر ہوا کہ اس نے عزم مصمم کر لیا کہ قانون الٰہیہ کے مطابق اسے اپنے حریم ناز میں بازیاب کرے گا۔ اس نے اس سے پوچھا کہ اے پاکیزہ نہاد! تیرا نام کیا ہے۔ اس نے کہا میرا نام عقیرا ہے۔ بادشاہ نے اس سے دریافت کیا کہ تو نے جس کو بادشاہ کے نام سے یاد کیا اور گوئے دعا اس کے میدان ثناء میں پھینکا تو یقیناً" تو اس کا نام و نسب اور اسم و لقب بھی جانتی ہو گی اس نے جواب دیا بے شک ثابہ جہاں جواب بخت سلیمان تخت فلک صدر ملک قدر۔ سند عزوجل مرکز دائرۂ اقبال مرشد بن کلال کہ جس نے تمام عالی مرتبہ کاہنوں کو اس مشکل عقدہ کے حل کے لیے جو اس کے خاطر عاطر میں پنہاں تھا جمع کیا لیکن ان سے اس مسئلہ کا حل نہ ہوا اور کسی شخص نے اس کا راز دل آشکارا نہ کیا اور نہ ہی اس کے خدشے سے اسے نکالا بادشاہ نے سوال کیا۔ اے عقیرا کیا تو اس حقیقت پنہاں سے باخبر ہے اور ان اسرار نہانی سے پردہ اٹھا سکتی ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ اے بادشاہ سلامت! آپ نے ایک خواب دیکھا ہے خواب پریشان کن تھا میں اس خواب کی حقیقت اور اس کی تعبیر سے پوری طرح باخبر ہوں۔ مرشد یہ بات سن کر کھل اٹھا۔ جس طرح نسیم سحر کے چھو جانے سے پھول کھل اٹھتا ہے۔ انتہائی مسرت کے عالم میں اس نے کہا کہ اے عقیرا! اس عروس زیبا کے رخ سے نقاب اٹھا۔ عقیرا بولی! آپ نے یہ خواب دیکھا ہے کہ بگولوں پر بگولے اٹھ رہے ہیں اور آسمان کی طرف رواں دواں ہیں اور اس کے اندر آگ کے شعلے چمک رہے ہیں اور اس سے چاروں طرف دھواں پھیل رہا ہے۔ اس کے بعد آپ نے ایک نہر دیکھی جو چشمہ آفتاب سے زیادہ روشن اور آب دار موتی کی طرح رواں ہے۔ ہاتفان غیبی کی آواز آپ کی سماعت سے ٹکرا رہی ہے کہ وہ لوگ یہ پانی پینے کی دعوت دے رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ جو شخص بطور عدل و انصاف شفاف پانی سے ایک چلو بھر پانی پی لے وہ سیراب ہو جائے اور جو بر سبیل جور و جفا اس پانی کو نوش جام کرے وہ حرص و آزار کا شکار ہو جائے اور محرومی اور نقصان میں مبتلا ہو جائے۔

مرشد نے تعریف کی اور کہا بے شک مجھے جو خواب نظر آیا وہ یہی تھا۔ اب تو اس کی تعبیر بتا!

عقیرا نے تعبیر بتانی شروع کی کہ وہ بگولے جو اٹھ رہے تھے وہ ملوک اور سلاطین اور وہ دھواں جو فضا میں منتشر ہو رہا تھا وہ مخالفوں کی نمود ہے جو آگ کے شعلے چمک رہے تھے وہ دوست ہیں جو نور بکھیر رہے ہیں اور وہ جو پانی کی نہر بہہ رہی تھی اس سے مراد علم نافع اور شریعت شارح اور وہ ہستی پیغمبر شافع سے عبارت

Presented by www.ziyaraat.net/

ہے جس نے اس نہر سے اندازہ کے مطابق پانی پیا اور وہ مطیع خدا اور برگزیدہ ہے اور جس نے حیوانوں کی طرح پانی پیا وہ حرص و آز کا مظہر ہے جھگڑالو گناہگار کی طرف اشارہ ہے یعنی جو صاحب عدل و انصاف ہو گا اس کو تبتع کرے گا اور وہ گمراہی اور ضلالت کی وادی کی تشنگی سے محفوظ و مامون رہے گا اور جو افراط و تفریط کا مرتکب ہو گا اس کی مخالفت کرے گا جہالت و کسالت کے سمندر میں غرق ہو کر ہلاک ہو جائے گا۔

مرشد نے سوال کیا کہ یہ پیغمبر صلح و آشتی کے ساتھ مبعوث ہوں گے یا جنگ و جدل کے ساتھ؟ اس نے جواب دیا قسم ہے اس خدائے عزوجل کی کہ جس نے آسمان کو بلندی کے ساتھ تخلیق فرمایا اور آسمان سے زمین پر بارش نازل ہوئی کہ یہ پیغمبر برحق جو مخالفین حکم الہی کی خوں ریزی کی رسم کو بالکل ختم کر دیں اور شاہوں کی اولاد کو کنیز اور غلام بنا لیں گے۔

مرشد نے پوچھا اے عقیرا! یہ پیغمبر لوگوں کو کس بات کی دعوت دیں گے۔ بولی کہ نماز‘ روزہ‘ صلہ رحمی‘ بت شکنی‘ جوئے سے اور فال گیری احتساب اور تمام معاصی اور گناہوں سے پرہیز و احتراز کی دعوت دیں گے۔

پوچھا ان کا کس قبیلہ سے تعلق ہو گا؟

عقیرا بولی مضر بن نزار کی نسل سے ہوں گے اور ان کی اپنے قبیلہ سے زبردست جنگیں ہوں گی یہاں تک کہ ان کا بے دریغ کشت و خون ہو گا۔

مرشد بولا جب یہ پیغمبر اپنے خاندان کنبہ اور قبیلہ کو تباہ و برباد کر دیں گے تو ان کے استمداد اور معاونت کون کرے گا؟

عقیرا نے کہا اطراف و جوانب کے اشراف کو ان کی نگاہ بصیرت کحل توفیق و تحقیق سے روشن اور نور ایمان و معرفت سے منور ہو گی وہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوامر کو گوش نیوش سے سنیں گے اور جس چیز کی طرف رہنمائی کریں گے بدل و جان اسے تسلیم کریں گے اور آپ کے احکام پر "سمعنا و اطعنا" کا نعرہ لگائیں گے اس کے احسان کی بشارت پر ہزار جان سے فدا ہوں گے جب طرفین سے سوال و جواب کا خاتمہ ہو گیا اور گفتگو کی بساط لپیٹ دی گئی۔ ملک مرشد کو عقیرا کے ساتھ اسم مناکحت کا رجال دل و جان سے ابھرا اور وہ تفکر میں غرق ہو گیا عقیرا نے فراست سے سمجھ لیا اور یوں گویا ہوئی۔

اے بادشاہ ذی جاہ!

میرا منگیتر ایک مرد غیور اور بے باک ہے اور اس ضمن میں اصرار‘ نقصان اور ہلاکت کا موجب ہو گا۔ پھر بادشاہ سلامت خاوندی کے خیال سے درگذرے اور فوراً" گھوڑے پر سوار ہو کر اپنی لشکر و سپاہ سے جا ملے اور ایک سو اصیل اونٹ ہدیہ کے طور پر عقیرا کے پاس بھیجے اور اس داستان کو صفحہ روزگار پر قیامت تک کے لیے بطور یادگار چھوڑا۔

شاہ سیف بن ذی النیرن کی بشارت

محققین فن تاریخ وناقلان فن و آثار نے اپنے الفاظ و گوہربار کے ذریعے اس طرح اظہار خیال فرمایا کہ سیف بن ذی النیرن سلاطین یمن کے خانوادے سے تعلق رکھتا تھا۔ ایک مدت تک گردش روزگار کے باعث ملک دربار شاہی تاج و تخت سے محروم رہا اور اپنے ملک و وطن کو خیرباد کہہ کر دیار غیر میں جاپڑا اور دور زمانہ نے مصائب و آلام کے در اس پر وا کر دیے اس کی حکومت سے معزولی اور جلا وطنی کا سبب یہ تھا کہ جب ملک یمن میں ابرہہ کا قبضہ ہو گیا جیسا کہ **سورہ الم ترا** میں بیان ہوا اس نے اپنے اثر و تسلط کے بعد ظلم و ستم شروع کر دیا اور عدل و انصاف کا دروازہ حاجت مندوں پر بند کر دیا اور بادشاہ اور بے گناہوں کو اس پر پابند سلاسل کر دیا۔ اسی زمانے میں حمیر کے بادشاہوں میں ذی النیرن عقل و شعور اور شجاعت و تہور میں تمام بادشاہوں میں ممتاز تھا۔ اس کے حریم ناز میں ایک مہ لقا تھی کہ زہرہ کی مانند آسمان حسن پر فضل و کمال کے ترانے گاتی تھی اور آفتاب مشرق کی طرف اوج دلبری پر اپنا ایوان شرف تعمیر کرتی تھی اور بادشاہ کا اس حرم محترم سے ایک فرزند ارجمند تولد ہوا اس کا نام سیف تھا اور ابھی فرزند دلبر کی شیرخواری کا زمانہ بھی ختم نہ ہوا تھا کہ ابرہہ کا دست ہوس اس کی ماں پر جا پڑا نتیجہ یہ نکلا کہ غیور ذی النیرن نے اس کو چھوڑ دیا اور کمال حسرت اور غیرت سے وہاں سے چل کھڑا ہوا۔ وطن عزیز سے مفارقت اختیار کی اور بادیہ پیمائے عرصہ جہاں ہوا۔ سب سے پہلے روم گیا اور دربار قیصری میں فریادی ہوا چونکہ قیصر ابرہہ کی طرح عیسائی مذہب سے تعلق رکھتا تھا گویا ابرہہ کا ہم مسلک تھا لہٰذا اس کی طرف اس نے توجہ نہ کی ذی النیرن روم سے محروم لوٹا اور نوشیروان کی طرف ایران کا رخ کیا اور اپنی پردرد داستان اس کو سنائی۔ نوشیروان نے اس کے خاندان کی عظمت اور ابرہہ کی حرکت شنیعہ کے باعث اس سے اظہار ہمدردی کیا مگر چونکہ سرزمین ایران سے یمن تک پہنچنے میں سمندر حائل تھا یا دہشتناک جنگل و صحرا بنا بریں اسے اس کی امداد کی کوئی راہ سجھائی نہ دی فی الوقت ذی النیرن کو دس ہزار درہم انعام کے طور پر عطا کیے۔ ذی النیرن نے یہ رقم لے کر اپنی پگڑی میں ڈال لی اور اسے تقسیم کرتا ہوا جب اپنی قیام گاہ پر پہنچا تو اس کے پاس ایک حبہ بھی نہ بچا۔ جب نوشیروان نے یہ بات سنی تو کہا ذی النیرن دو دو دمان ارباب احسان سے تعلق رکھتا ہے اس کے اس اقدام میں کوئی نہ کوئی ضرور اثر ہے۔ جب اس کے بارے میں اس سے استفسار کیا تو ذی النیرن نے کہا معاذ اللہ۔ ان درموں کے لٹانے سے اظہار تحقیر مقصود نہیں تھا بلکہ اس سے غرض یہ تھی کہ شاہ عالی وقار کو یہ معلوم ہو جائے کہ ہم اس ملک سے ہیں کہ جس کی خاک سرتاپا زر و سیم ہے۔ ہم سونے اور چاندی کے لیے اس شرو الاتبار کے ہاں نہیں آئے بلکہ ہمارا منشا یہ تھا کہ لشکر و سپاہ سے ہم کو خوش

Presented by www.ziyaraat.net/

کرکے ہماری سلطنت میں ہمیں واپس بھیجا جاتا تاکہ ہم تیغ ابدار کے زخم دشمن کو لگا کر بھڑکتی ہوئی آتش دل کو فرو کر سکتے اور اپنی غصہ کی آندھی سے ابرہہ کے تاج و تخت کو خاک کے برابر کر دیتے۔ نوشیرواں نے اس کے عذر کو قبول کیا اور اس کی دل جوئی کی اور اصلاح کار کی طرف متوجہ ہوا۔ لیکن قضا نے اس کو مہلت نہ دی اور ذی الیزن کی دلی مراد بر نہ آئی اور اس نے عالم جاودانی کی طرف کوچ کیا۔ ذی الیزن کا لڑکا ابرہہ کے گھر پروان چڑھتا رہا اور اس کے ماں کے بطن سے ابرہہ کے دو اور لڑکے پیدا ہوئے ایک لکنوم دوسرا مروق۔ سیف بچپن سے یہ سمجھتا تھا کہ میں ابرہہ کا لڑکا ہوں اور یہ میرے حقیقی بھائی ہیں۔ چونکہ وہ ہربات میں ان پر فضیلت رکھتا تھا لہٰذا وہ ان کے سامنے کبھی نہ جھکتا۔ ایک روز اثناء گفتگو میں اس کے بھائی نے اس کی سرزنش کی اور کہا تو ہمارا غلام ہے تو کس منہ سے ہمارے ساتھ مقابلہ کی بات کرتا ہے۔ سیف اس بات پر بھڑک اٹھا۔ تلوار اٹھائی اور ماں کے پاس آیا اور کہا سچی سچی بات بتا کہ میرا باپ کون ہے۔ ورنہ میں تجھے بھی اور اپنے آپ کو بھی موت کے گھاٹ اتار دوں گا۔ اس کی ماں رو پڑی اور کہنے لگی۔ اے میری آنکھوں کے نور اور میرے دل کے سرور۔ تو شرافت و نسب میں تمام شاہزادوں سے اعلیٰ ہے اور تیرا باپ ذی الیزن تھا۔ شاہ یمن میں ہے۔ قدرتی حالات ایسے ہوئے کہ یہ بدقوم، پلید صورت، بدسیرت، بدنہاد ہم پر غالب آگئی اور آزادوں کو غلام اور شاہزادوں کو اسیر کر لیا اور تتربتر کر دیا۔ ابرہہ نے تیری ماں کو جبراً" قہراً" تیرے باپ سے چھینا اور اب تیرا باپ اسی غم میں دربدر کی ٹھوکریں کھاتا پھر رہا ہے۔ سیف نے کہا تمہیں معلوم ہے کہ اس نے کس ملک کی راہ لی۔ اس نے بتایا کہ میں نے سنا ہے کہ اس نے ایران کا رخ کیا ہے۔ اس کے بعد اس کا کوئی پتہ نہ چلا کہ وہاں سے وہ کہاں گیا اور اس کا کیا بنا۔ سیف نے کہا میں بھی رخصت ہوتا ہوں تاکہ ان حبشیوں سے نجات حاصل کر لے جو مجھے غلام کہتے ہیں۔ اس کے بعد اپنی ماں کو الوداع کہا اور حسب مقدور اسلحہ، سواری اور روپیہ پیسہ لے کر اپنے باپ اور اس انصاف پسند بادشاہ یعنی اپنی باپ کے خدام کے ساتھ جو باقی رہ گئے تھے روم کے سفر پر روانہ ہو گیا۔ جب قیصر کے دربار میں پہنچا تو قیصر نے ان کی کوئی پذیرائی نہ کی۔ روم سے محروم و مایوس ہو کر پھر وہ شاہ عادل نوشیرواں کے پاس آیا۔ جب اپنا حال بادشاہ سے بیان کیا تو اس نے پہچان لیا کہ یہ ذی الیزن کا بیٹا ہے۔ اس کی عقل و فہم اور پختہ راہی کا پتہ چلا تو اسی وقت حکم فرمایا کہ اس کو میرے پاس لایا جائے اور اس کی دل نواز باتیں سنیں تو اس کے باپ کے حق خدمت سے اور اس کے کمال عقل اور شرف حسب و نسب کے باعث سیف کو نوازا اور پوری عزت و اکرام سے پیش آیا۔ اور فی الفور دس ہزار روپے انعام دیے اس نے بھی باپ کی طرح سارے روپے لٹا دیے اور باپ ہی کی طرح اس کا جواب دیا۔ نوشیرواں کو جب اس کا پتہ چلا تو کہا اصل سے خطا نہیں ہوتی تب اسے یقین ہو گیا کہ یہ ذی الیزن ہی کا لڑکا ہے۔ پس نوشیرواں نے اراکین سلطنت سے مشورہ کیا کہ اس کا باپ ہمارے دربار میں آیا اور بے نیل

و مرام لوٹا اور آخر کار سفر آخرت اختیار کیا۔ اب اس کا بیٹا مظلوم اور سوگوار غم دیدہ اور ستم رسیدہ ہمارے پاس پہنچا ہے اس کے باپ کا ہم پر حق ہے اب بتاؤ کہ کیا کیا جائے کہ اسے اس کی سلطنت میں شاد کام بھجیں اور اسے اور اس کے خانوادے کو حبشہ کے ظلم و ستم سے نجات دلائیں۔ سب نے کہا ہمارے لشکر کا ولایت حبش تک پہنچنے کا راستہ بے حد دشوار گزار ہے۔ نوشیرواں نے قاضی القضاۃ کی طرف رخ کیا اور پوچھا کہ اس سلسلہ میں تمہاری کیا رائے ہے؟ اس نے جواب دیا کہ ایسے بہت سے جنگ باز اور بہادر سپاہی ہمارے پاس موجود ہیں کہ جنہیں قتل کا مستوجب قرار دیا گیا ہے اور جو شاہی حکم سے قید میں پڑے ہوئے ہیں اگر رائے عالی یوں ہو تو انہیں قید سے نکال کر اور اسلحہ جنگ دے کر انہیں شہزادے کے ساتھ بھیجا جائے اگر یہ دریا میں غرق ہو جائیں یا کسی جنگل میں ہلاک ہو جائیں تو وہ جس سزا کے مستحق تھے گویا وہ سزا ان کو مل گئی اگر ان کی سعی مشکور ہو گئی اور وہ کامیابی سے ہم کنار ہو جائیں تو یہ شہزادہ اپنے مستقر پر واپس ہو جائے گا اور یوں ان لوگوں کی یہ خدمت ان کے گناہوں اور تقصیرات کا کفارہ ہو جائے گی۔ نوشیرواں نے موبد موبدان (قاضی القضاۃ) کی رائے سے اتفاق کیا کہ ان تمام لوگوں جن کو پھانسی کا حکم ہو چکا ہے آزاد کر دیا جائے۔ چنانچہ ان سے ایک لشکر ترتیب دیا گیا اور ان کو مسلح کرکے سیف کے ہم رکاب یمن کی جانب بھیجا گیا ان میں سے ایک ایسا آدمی بھی تھا کہ جس کی عمر ایک سو سال سے متجاوز ہو چکی تھی اور آج تک سرزمین عجم میں اس کی کمان کوئی بھی زیر نہ کر سکا تھا اور وہ تیر اندازی اور معرکہ پردازی میں ایران کے دلیروں میں یگانہ تھا اور راستہ مارنے اور قافلوں کو لوٹنے کی وجہ سے ایک مدت سے نوشیرواں کی قید میں پڑا تھا۔ اسے ابہروز کامگار کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ عرب اسے دہروز کہا کرتے تھے نوشیرواں نے کہا بہروز اس لشکر کا سپہ سالار ہو گا لیکن سیف کی سرکردگی میں۔ القصہ سیف مداین کے لشکر کے ساتھ ساحل دریائے فارس جا پہنچا۔ وہاں کشتی میں بیٹھے اور مقدر نے ساتھ دیا چنانچہ سلامتی سے دریا پار کرکے عدن میں داخل ہوئے جب اس بات کا چرچا عدن میں ہوا کہ نوشیروں نے سیف کو نوازا ہے اور اسے اپنی فوج عطا کی ہے تو یہ سنتے ہی حمیر کے شاہزادے اور یمن کے عرب قبائل اس کی طرف دوڑ پڑے اور اس کی واپسی اور ملاقات سے بہت خوش ہوئے۔ ابرہہ کے مرنے کے بعد یمن کی سلطنت اس کے بیٹے مکتوم کے ہاتھ لگی اور اس کی وفات کے بعد اس کے بھائی مروق کو حکمرانی نصیب ہوئی جب اس نے فوج کی آمد کی خبر سنی تو اس سے بہت متاثر ہوا اور بہروز کے پاس ایک قاصد بھیجا اور اسے پیغام دیا کہ یہ لڑکا یعنی سیف آپ کو اور نوشیرواں کو دھوکہ دے کے مقابلہ پر اتر آیا ہے مجھے شرم آتی ہے کہ میں آپ سے مقابلہ کروں۔ اگر آپ واپس چلے جائیں تو زاد و راہ (یعنی اخراجات جنگ و سفر) حاضر ہیں اگر اس ملک میں آپ قیام کرنا چاہیں تو ہر طرح کے اسباب عیش و طرب آپ کے لیے حاصل ہوں گے جب قاصد نے بہروز کو یہ پیغام دیا تو اس نے ایک مہینہ کی مہلت طلب کی۔ مروق نے اس کی درخواست قبول کر لی اور اس ایک ماہ

Presented by www.ziyaraat.net/

میں کئی حمیری سیف سے آملے اور معیاد مقررہ کے بعد بات جنگ پر آٹھہری۔ مروق نے اپنے بیٹے کو دس ہزار سپاہیوں کے ساتھ سیف سے جنگ کرنے کے لیے بھیجا۔ بہروز نے بھی اپنے بیٹے کو ان کی نبرد آزمائی کے لیے مقرر کیا۔ اٹھارہ ہزار سپاہ باہم مقابل ہوئی۔ عجمیوں نے تیروں کی بوچھاڑ کر دی۔ مروق نے راہ فرار اختیار کی۔ مروق کا بیٹا اس جنگ میں مارا گیا۔ بہروز کا لڑکا ان کا تعاقب کرنے لگا وہ بھی اتفاق سے کسی دشمن کے ہاتھوں قتل ہو گیا۔ مروق نے اپنے بیٹے کے غم میں دوسرے روز تمام اہل حبشہ کو اکٹھا کیا۔ بہروز کے ساتھ جنگ کے لیے ایک لاکھ آزمودہ کار آدمی تیار ہو گئے۔ بہروز پانچ ہزار حمیری تیر اندازوں اور آٹھ سو عجمیوں کو لے کر مسروق کے مقابلہ کے لیے نکلا اس نے ایک کپڑا منگایا اور اپنے ابروؤں پر باندھ لیا اس طرح کہ اس سے اس کے ابرو چشم چھپ گئے۔ جب دونوں کے لشکر ایک دوسرے کے سامنے صف آراء ہوئے اور حمیری بادشاہ جو سیف کی حمایت میں آئے تھے انہیں بہروز نے اطراف میں معین کیا تاکہ وہ حبشہ کے لشکر کو مشغول رکھیں۔ اس کے بعد بہروز نے اپنی کمان کا چلہ چڑھایا اور مسروق جو بادشاہ حبشہ تھا قلب لشکر میں بہروز کے ساتھ مقابلہ میں ڈٹ گیا۔ اس کے سر پر تاج تھا اس تاج پر ماتھے کی سمت آفتاب کی مانند چمکدار یاقوت آویزاں تھے جن سے نگاہ خیرہ ہوتی تھی۔ بہروز کی کبرسنی کی وجہ سے بصارت کمزور تھی اور اسے دشمنوں کی صفیں جیسا کہ چاہیے تھا نظر نہ آتی تھیں پوچھا کہ حبشہ کا بادشاہ کس سواری پر فروکش ہے اسے بتایا گیا کہ وہ ہاتھی پر سوار ہے اس نے کہا اس لڑائی کا کوئی لطف نہیں کہ ہاتھی ایک عظیم المرتبت سواری ہے اس پر مروق ہاتھی سے اتر آیا اور گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ بہروز نے کہا اب بھی وہ بات نہیں کہ گھوڑا عزو شرف کی سواری ہے حتیٰ کہ مروق خچر پر سوار ہو گیا اب اس نے کہا وقت آگیا ہے کہ روئے زمین کو اس ناپاک خبیث حبشی سے پاک کر دیا جائے۔ خچر گدھے کی اولاد ہے اور گدھا ذلت اور بدبختی کا مرکب ہے اور جو شخص گھوڑے سے خچر پر آبیٹھے وہ سریر آرائے سلطنت نہیں ہو سکتا۔ (یا وہ حکومت کے لائق نہیں) اس نے حکم دیا کہ کمان کا رخ مروق کی طرف کر دیا جائے۔ بہروز نے کہا جب تیر اپنے مقام پر پہنچے اگر سپاہ حبشہ اپنی جگہ سے حرکت میں آجائیں اور لڑائی سے دست بردار ہو کر پراگندہ حال اور جان سے بے زار بادشاہ کے اردگرد جمع ہونے لگیں تو سمجھو کہ تیر نشانہ پر جا بیٹھا ورنہ بصورت دیگر فوراً" دوسرا تیر میرے حوالے کیا جائے جب بہروز نے تیر جو فتح مندی کا پیغام تھا چھوڑا اس کا تیر ایسا صحیح نشانے پر لگا کہ اس یاقوت کو جو مروق کے ماتھے پر لٹک رہا تھا۔ دو ٹکڑے کرتا ہوا اس کے بھیجے کے آر پار ہو گیا۔

عنان اجل از کمین کمان | در آمد بپرواز جولان کنان
زشتش چناں زد قدر برنشان | کہ احسنت گفتش قضاز آسمان

معاً" مروق خچر سے گر پڑا اور حبشہ کے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی۔ اچانک ایرانی حمیریوں اور حبشیوں میں ایک شور برپا ہو گیا۔ حبشی راہ فرار اختیار کر گئے اور ایرانیوں نے حبشہ کے لشکر کا تعاقب کرنا شروع کر دیا۔ حتی کہ ساری روئے زمین کو ان سیاہ فاموں کے خون سے لالہ زار بنا دیا اس کے بعد فتح و نصرت کے شادیانے بجاتے سیف ذوالیزن مظفر و منصور یمن کے قصر غمدان میں (کہ اس زر نشان رواق نیلگوں یعنی آسمان) کے نیچے اس عمارت کی نظیر نہیں تھی۔ سیف بکمال استحکام تخت نشین ہو گیا۔ بہروز نے مداین میں نوشیرواں کے ہاتھ فتح کی خوشخبری بھیجی۔ نوشیرواں نے بہروز کو لکھا کہ یمن کی سلطنت ذی الیزن کے حوالے کر کے ایران کی فوج کے ساتھ وطن لوٹ آئے بہروز نے تعمیل حکم کرتے ہوئے کئی قیمتی مشورے سیف کو دیے اور نوشیروان کی خدمت میں روان ہوا۔ یمن کی مکمل حکومت سیف کی زیر نگیں آگئی اطراف و اکناف کے تمام اکابر رؤسا اور شرفا تہنیت کے لیے سیف ذوالیزن شاہ یمن کے پاس آنے لگے حتیٰ کہ تمام قریش کے سردار مبارکباد دیتے ہوئے نہایت فرح و انبساط کے ساتھ دوڑے دوڑے ایوان عالی کے آستاں کی بوسی کے لیے اکٹھے ہو گئے اور بادشاہ حکومت پناہ کی ملازمت سے سرفراز ہونے لگے اور رؤسا قریش میں سے عبدالمطلب بن ہاشم و وہب بن عبد مناف و زہیر بن امیہ عبدالشمس و طلحہ بن خویلد عبداللہ بن جدعان اور ان کے علاوہ اور لوگ بھی ان سربلندوں میں مجمع میں جو سینہ ادب پر ہاتھ باندھے کھڑے تھے چلے آئے۔ عبدالمطلب نے تحائف اور ہدیے پیش کر کے اس دل پسند بادشاہ کو اس انداز سے تبریک دی کہ اس کے رفقاء کی ستائش بھی اس میں شامل تھی چنانچہ ساری انجمن سے غلغلاء تعریف اوج علیین تک جا پہنچا۔ اس طرح اس کے شرف و حسب و نسب کا بادشاہ کو پتہ چلا۔ اس نے کہا اہلاً" و سہلاً" عبدالمطلب تو تو میرا خواہر زادہ ہے اور ہمارے تلطف اور مہربانی کا مستحق ہے کیونکہ بادشاہ کی ماں بھی قبیلہ بنی نجار کے شرفاء میں سے تھی بادشاہ نے ان کی تشریف آوری پر بطور اظہار مسرت اشراف قریش کی ضیافت کی اور اعلیٰ و ارفع ماکولات و مشروبات سے ان کی تواضع کی حتیٰ کہ ایک مہینہ تک ان کو واپس جانے کی اجازت نہ ملی۔

سیف حضرت عبدالمطلب کو حضورؐ کی بعثت کی بشارت دیتے ہیں

مدت مذکور کے اختتام پر سیف ذی الیزن نے ایک روز عبدالمطلب کو اپنی خلوت خاص میں باریابی کا شرف عطا کیا اپنے مخفی خزانوں کے اسرار میں ایک راز پنہاں سے پردہ اٹھایا کہنے لگا ایک عرصہ ہوا غیبی امور میں سے ایک اہم بات اور امر مشیئت جس کے وقوعہ میں ذرہ برابر شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہمارے آئینہ ضمیر میں منعکس ہوا ہے لیکن اس کے اظہار سے میں اندیشہ ناک ہوں کہ کہیں اغیار اس سر خفی سے آگاہ نہ ہو جائیں اس لیے آشکارا اطوار پر میں اس کی تفصیل بیان نہیں کر سکتا تھا چونکہ آپ اس کے محرم ہیں اور

Presented by www.ziyaraat.net/

ان انوار کے مطلع ہیں لہٰذا آپ سے میں یہ راز بیان کرتا ہوں۔

سرے کہ مرا باتست باغیر توچوں گویم   تو دنی و من دانم اظہار نمیخوار ہم

اور یہ ایک ایسا راز ہے کہ جس سے اہل بصیرت اور ارباب راز ہی باخبر ہو سکتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ آشناؤں اور بیگانوں کے سامنے اس راز بستہ سے آپ بھی پردہ نہ اٹھائیں گے۔ اور اس عروس باپردہ پر نامحرموں کو راہ نہیں دیں گے جب تک کہ اس کے ظہور کا وقت نہ آئے۔ ویسے ضرورت کے موقع پر دلہن کا پردہ بھی نامناسب ہے۔ اے سرداران قریش! اور اے سرور و انبساط کے منبع آپ کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ اسرارِ خفی و رازہائے پنہانی میں سے ایک راز عنقریب پردۂ ظہور میں رونما ہو گا جو نہ صرف زندوں کے لیے بلکہ مردوں کے واسطے بھی فخر و مباہات کا موجب ہے اور اہل ارض کے ساکنوں کے لیے قوت اور قدرت میں اضافہ کا سبب ہو گا۔ مکہ شریف کے باشندوں کے لیے عام طور پر اور آپ کے لیے خاص طور پر عبدالمطلب کو اس سربستہ راز آشکارا ہونا جو اس کی سربلندی کا ذریعہ ہو گا نہایت مستحسن نظر آیا عبدالمطلب نے کہا اے سلطان رفیع الشان رعایا برایا کا نوازنا۔ آپ کی ذات والا صفات پر منحصر ہے لہٰذا ازراہ کرم اس مستور حقیقت کا اجمالی طور پر تذکرہ فرمائیں اور ارباب رحمت پر کرم کے دروازے وا فرمائیں۔

بدن کرم کہ تو واری امید واری ہست

بادشاہ نے فرمایا کہ اے صدر حرم اور اے سردار محترم! مکہ مکرمہ کے حرم کی چار دیواری میں ایک بزرگ مہمان خانہ عدم سے اپنا قدم کرم بارگاہ شہود میں رکھیں گے اور عرصہ جہاں کو اپنے وجود باجود میں منور فرمائیں گے۔ ان کی دیگر علامتوں میں ایک علامت یہ ہو گی کہ ان کے دونوں کندوں کے درمیان حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی کی طرح ایک خوب صورت تل ہو گا جو جن و انس کے لیے امن و مان کا ضامن ہو گا۔ اس کے نور کے ظہور کی وجہ سے ظلمت اور تاریکی کا خاتمہ ہو جائے گا اس سعید شخصیت کی وجہ سے آپ اور آپ کے بعد آنے والوں پر فخر و مباحات سے آسمانوں کی قبہ کے کنگرہ سے جا ٹکرائے گا اور قیامت تک نسلاً" بعد نسلاً" آپ کے اور آپ کی اولاد کے خاندان دیگر مخلوقات کے مقابل بزرگی و برتری قائم اور باقی رہے گی۔ عبدالمطلب نے کہا میری بزرگی اور مقام بلند کا کیا کہنا ہے کہ آپ کی محفل گرامی سے بہترین خلعت و اکرام اور عزت و احترام کا اعزاز لے کر لوٹ رہا ہوں وگرنہ مجلس عالی کا رعب داب اور شکوہ دائماً اور متواتر رہنا تو اس حقیقت کا اس سے پہلے اس طرح اعلان ہوتا کہ لوگوں کے لیے اس میں شکوک و شبہات کی قطعاً" گنجائش نہ ہوتی۔ بادشاہ نے کہا اے دودمان عرب کے بادشاہ اور اے آسمان ادب کے چاند اب وقت آگیا ہے کہ وہ سعادت ماب فرزند آدم کی طرح برگزیدہ شیث کی سی نسبت رکھنے والا ادریس کی سی پاکدامنی کا حامل نوح کا سا داعی دین الٰہی ملت ابرہیمی کا عبا پوش۔ اسماعیل کی مانند

راہ خدا میں اپنے آپ کو پیش کرنے والا۔ یعقوب کا سا محبت والا۔ یوسف کا سا خوبصورت۔ موسیٰ کی مانند اللہ سے کلام کرنے والا۔ داؤد کی سی طاقت لسانی اور سلیمان کی سی حشمت اور لقمان کی سی حکمت اور سکندر کی سی حکومت یحیی کی سی عصمت۔ عیسی کی سی طہارت اور لقمان کی سی حکمت اور سکندر کی سی حکومت۔ یحییٰ کی سی عصمت۔ عیسیٰ کی سی طہارت کا حامل رفیع الشان محمدؐ نام صلوات اللہ علیہ و علیہم اجمعین عالم ظہور میں قدم رنجہ فرمائے گا اور وہ یتیم و غریب ہو گا اور ان کے دادا اور چچا ان کی کفالت فرمائیں گے اس وقت تک کہ اللہ تعالیٰ ان کی بعثت کو آشکارا فرمائے گا اور مسند نبوت پر بٹھائے گا اور خلعت رسالت پہنائے گا۔ اور اسی نبی مبارک کے قدم کی وجہ سے اولیاء اللہ کی ولایت کے جاہ وج لال کا جھنڈا سربلند اور اعداء سب ناچیز ہو جائیں گے اور بتوں اور بت پرستوں کا بازار سرد ہو جائے گا وہ اللہ کی عبادت کریں گے امر بالمعروف اور منکرات سے منع فرمائیں گے اور اس سے خود بھی اجتناب کریں گے شیطان کے جہاں جہاں ہونے کا وہم و گمان ہے وہاں وہاں اس کے خلوت خانوں میں شبہ کاری کے لیے سنگ باری کریں گے اور باوجود اس کے کہ محبوبی میں ہوں گے عبادت الٰہی میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ فرمائیں گے۔ عبدالمطلب نے کہا آپ کی شاہانہ نوازشات سے امید ہے کہ اس حقیقت کی اپنے گوہر بار لفظوں میں صراحت اور تشریح فرمائیں گے۔ سیف بن ذی الیزن نے کہا خداوند کعبہ اور رب العزت کی قسم ہے کہ ہمارے ہاں یہ بات پایہ یقین کو پہنچ گئی ہے کہ ان کے حقیقی دادا آپ ہوں گے اور جو کچھ میں آپ سے کہہ رہا ہوں حق اور عین صداقت تصور فرمائیں کہ میں نے کتب آسمانی میں اسی طرح مطالعہ کیا ہے۔ عبدالمطلب فوراً" سجدۂ شکر بجا لائے۔ ملک ذی الیزن نے کہا سر اٹھایئے کہ ان اسرار سے کہ جن کا کچھ حصہ آپ پر ظاہر اور روشن ہو گیا اسے مخفی رکھیں عبدالمطلب نے سر سجدہ سے اٹھایا اور پایہ تخت شہریار سے علم تقریر بلند کیا کہ ملازمان شاہی پر یہ بات پوشیدہ نہ رہے کہ میرے ایک لڑکا تھا ان کا نام (حضرت) عبداللہ تھا جو جمال صورت اور کمال سیرت سے متصف تھا وہ میرے تمام بچوں میں سے مجھے زیادہ محبوب تھا اس نذر کی بنا پر جو میں نے مانی تھی قرعہ ذبح اس کے نام نکلا اس کا فدیہ سو اونٹ قرار پایا اس کی شان اہتمام میں آمنہ بنت وہب بن عبدمناف کو جو زیور عفت و جمال سے آراستہ تھی اس کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک کر دیا۔ آمنہ کے دوران حمل پسردل بندہ قرۃ العین عبداللہ عین عنفوان جوانی میں بساط زندگی کو لپیٹ کر تخت حیات سے تختہ ممات پر منتقل ہوئے یعنی راہی ملک بقا ہوئے اور مجھے غم جدائی اور آتش اشتیاق میں جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔

ایں چہ سوزست کہ آتش بدل افروخت مرا   کہ چوں زو شعلہ بے کبار فرو موخت مرا
دل کہ در عشق بتے داد بے تعلیم   نکتہ از ورق صبرنیا موخت مرا

اس حسرتناک واقعہ کے بعد آمنہؑ کے فرزند تولد ہوا اور وہ علامات جو حضور شہریار نے بیان فرمائیں ان کی

Presented by www.ziyaraat.net/

ذات میں موجود ہیں۔ ان کے خصائل حمیدہ اور کردار ستودہ کی بناء پر میں نے ان کا (حضرت) محمدؐ نام رکھا ہے اور ابھی کہ ایام طفیل کا دور ہے بزرگی کے انوار اور فضیلت کے آثار ان کے ناصیہ اقبال سے ظاہر ہیں جیسا کہ اہل شعور اور دانا حضرات اس کا مشاہدہ کرتے ہیں اور اسی بناء پر بیش از بیش ان کی تعظیم و توقیر کرتے ہیں اور اسی محبت کی وجہ سے جو مجھے اس بچہ سے ہے میں ان کو ان کے باپ عبداللہؓ کا قائم مقام سمجھتا ہوں۔ بلکہ عبداللہ کو زندہ تصور کرتا ہوں۔

زندہ است کہ دردیارش ۔۔۔۔ ماند خلفے بیادگارش!

عبدالمطلب کے اس واقعہ کے گوش گذار کرنے کے بعد بادشاہ نے اس وصیت میں بڑے مبالغہ سے کام لیا کہ عبدالمطلب اس صورت حال کو خاص و عام سے خصوصاً" حاسد یہودیوں سے پوشیدہ رکھا اور اپنی قوم سے بھی کسی کو اس سلسلہ میں محرم راز نہ بنانا یقین کرو کہ جب اس کی سرداری کا خطبہ منبر سعادت پر پڑھا جائے گا قریش اس کی مخالفت اور جھگڑے کے لیے اٹھ کھڑے ہوں گے اور اسے درمیان سے ہٹانے کے لیے اس کے درپے ہوں گے اور اسے اس کے کارنیک سے منع کرنے کی کوشش کریں گے حتیٰ کہ وہ مجبور ہو کے مکہ سے مدینہ کو ہجرت کر جائیں گے اور ان کا دین اس سرزمین میں غلبہ حاصل کرے گا اے کاش! میں اس وقت زندگی کے رہوار پر سوار ہو کر مناسب پر استوار ہوتا تو اپنے مسلح عساکر ان کے استحکام کے لیے مدینہ بھیجتا اور اس کے دین درست اور طریق مستقیم کی نصرت و حمایت میں کماحقہ جدوجہد کرتا لیکن میرا یہ غالب خیال ہے کہ اس شرف سے سعادت اندوز ہونا پردۂ غیب میں مستور ہے اور ان نقوش کی تحریر میرے صفحہ حیات سے بہت پرے ہے۔

یارب چہ آرزوست کہ روزے ہزار بار ۔۔۔۔ درکام عاشقاں شکست ست روزگار

گرصد ہزار وعدہ دبد مرترا سپہر ۔۔۔۔ زانہا یکے وفا نکند باتو روزگار

روایت ہے کہ حضور انور کی حفاظت کی وصیت تمام ہونے کے بعد عبدالمطلب اور ان کے ساتھ قریش کے ان دس روسا کو جو شاہ مظفر اور سپاہ لشکر کامران کی مبارکباد دینے آئے تھے شاہانہ انعام و اکرام سے سرفراز فرمایا یعنی ان میں سے ہر ایک کو دس غلام دس کنیزیں دو یمنی چادریں پانچ رطل سونا۔ دس رطل چاندی۔ ایک رطل مشک۔ آدھ سیر عنبر اور ایک سو اونٹ عطا فرمائے اور عبدالمطلب کو ان سب کے برابر انعام سے نوازا اور انہیں ان کے وطن محبوب اور مسکن معروف واجب الاحترام مکہ مکرمہ جانے کی اجازت دی۔ اس شرط پر کہ ہر سال آئیں اور تجدید ملاقات کریں اور کماحقہ ارباب محبت و غایات کے ورد فرمائیں لیکن آرزوؤں کے بر آنے سے پہلے قضائے الٰہی سے اسی سال یہ نیک خصائل اور حامل کردار حمیدہ سیف بن ذی الیزن شکار گاہ تمنا میں دام اجل کا شکار ہو گیا اور اسے دوبارہ عبدالمطلب کی ملاقات نصیب نہ ہوئی لیکن اس کی دل پسند باتیں عبدالمطلب کی خواب تعبیر کے لیے تقویت بخش ثابت ہوئیں جو اس نے

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ولادت سے قبل دیکھا تھا۔

چوتھا واقعہ عبدالمطلب کا خواب تھا جو مطالب اور مقاصد کے حصول کا ذریعہ تھا اور یہ واقعہ حالات عبدالمطلب کی فصل میں گذرا۔

ربیعہ بن النفر کا خواب اور اس کی تعبیر

محمد اسحاق اور ان کے علاوہ دوسرے علماء تواریخ نے نقل کیا ہے جب حمیروں کا دور حکومت ختم ہو گیا اور ربیعہ النفر تخت حکومت پر فائز ہوا اور یمن کی سلطنت پر اس کو کامل دسترس حاصل ہو گئی تو اس نے ایک رات خواب دیکھا کہ اس سے زیادہ عجیب خواب اس نے کبھی نہ دیکھا تھا۔ اس ہولناک خواب سے وہ سخت ہراساں ہوا اور اس سے دہشت زدہ ہو کر وہ جاگ پڑا اور اتفاقاً" اس خواب کو بھول گیا لیکن اس کا خوف و ہراس اس کے دل میں باقی رہ گیا بعضے کہتے ہیں کہ اس نے قصداً" اس خواب کو پوشیدہ رکھا تاکہ کاہنوں کی مہارت کا امتحان ہو سکے اور اس کا دل اس کی تعبیر سے تسلی پائے۔ اس نے حکم دیا کہ اطراف و اکناف سے ساحروں، منجموں اور کاہنوں کو بلایا جائے جب سب جمع ہو گئے تو کہا کہ میں نے ایک ڈراؤنا خواب دیکھا ہے اور وہ یاد نہیں رہا۔ اگر تم میں سے کوئی میرے خواب کی تعبیر بیان کرے تو بلند مراتب اور اعلیٰ انعامات سے مخصوص کیا جائے گا۔ سبھوں نے کہا اگر خواب آئینہ دل پر ظاہر ہوتا تو لازماً" ہم فوراً" اس کی تعبیر دیتے لیکن خواب کی فراموشی کی وجہ سے اس کی تعبیر ہمارے دائرہ اختیار سے باہر ہے۔ ربیعہ غضبناک ہو گیا اور کہا میں نے تم لوگوں کی تربیت ایسے ہی مشکل مسائل کے حل کے لیے کی ہے اگر یہ واقعہ اسی طرح مبہم رہا تو تمہیں عبرتناک سزا دی جائے گی۔ انہوں نے کہا اس قسم کی پیچیدگیوں کو صرف دو کاہنوں کی رائے سے سلجھایا جا سکتا ہے جو کہ اس قسم کے معاملوں کے حل کے لیے زیور کمال سے آراستہ ہیں اور فن کہانت میں یگانہ روزگار ہیں۔ علم نجوم اور اسرار غیبی کی خبریں دینے میں منفرد ہیں ایک کا نام ان میں سے سطیح ہے اور دوسرے کا شق ہے۔ بادشاہ نے قاصد بھیج کر ان دونوں کو بلایا کہ فوراً" اس کے حضور میں حاضر ہوں۔ پہلے سطیح کو تنہا بلایا اور کہا میں نے ایک خوفناک خواب دیکھا ہے اور پھر اسے بھول گیا ہوں مجھے وہ خواب اور اس کی تعبیر بتا! سطیح نے بڑے متقی انداز میں جیسا کہ عرب کے کاہنوں کی عادت ہوتی ہے پہلے اس کا خواب اسے بتایا کہ آپ نے خواب میں یہ دیکھا ہے کہ ایک جلی ہوئی سیاہ شے تاریکی سے نکل کر سرزمین یمن میں داخل ہوئی ہے اور جو بھی کاسہ سر نظر آیا اسے جلا کر خاکستر کر دیا اس نے کہا ٹھیک ہے میرا خواب یہی ہے اب اس کی تعبیر بیان کر۔ سطیح نے کہا مجھے سوگند ہے مدینہ سے یمن تک جو دو سنگستان (پتھریلی سرزمین یا پتھریلے پہاڑ) ہیں وہ ان میں جو متحرک اور ڈسنے والی مخلوق ہے ان کو پیدا

Presented by www.ziyaraat.net/

کرنے والے کی کہ تمہاری اس سرزمین میں حبشہ کے لوگ آئیں گے اور یمن کی حکومت پر قبضہ کر لیں گے اس نے کہا سطیح یہ ہمارے لیے بہت تشویشناک بات ہے اور اس واقعہ سے ہمارا دل سخت مضطرب ہوا۔ تو یہ بتا کہ کیا یہ حادثہ ہمارے عہد میں وقوع پذیر ہو گا یا ہمارے بعد' سطیح نے کہا اس کا وقوع آپ کے زمانہ میں نہیں ہو گا بلکہ آپ کے ستر سال بعد اس کی شروعات ہوں گی یعنی اس فتنہ کے ابتدائی آثار کا ظہور ہو گا۔ بادشاہ نے کہا حبشی یمن میں غلبہ پالیں گے تو کیا سلطنت یمن پر ان کا قبضہ دائمی ہو گا؟ کاہن نے کہا نہیں تھوڑے ہی عرصے میں وہ نیست و نابود اور نگوں سر ہو جائیں گے اور ان کا ملیا میٹ ہونا اور ان کی شکست و ریخت کا سہرا ذوالیزن کی اولاد کے سر ہو گا وہ ایک بادشاہ ہو گا خوش کام اور نجیب کہ ان کے بعد دولت اور مراد کے ساتھ تخت عدل و داد پر فائز ہو گا اور اس کا ظہور ملک عجم کے بادشاہ نوشیرواں کے تعاون سے ہو گا۔ ذوالیزن کا بیٹا ملک یمن سے شاہ عجم کے پاس جا کر استمداد کی درخواست کرے گا اور وہاں سے ایران کے پہلوانوں کو کہ جن کے نیزے پروین شکن اور ان کی تیریں جوزا گداز ہوں گی لے آئے گا اور حبشیوں کو کووں اور گدھوں کا لقمہ بنا دے گا۔ بادشاہ نے پوچھا کہ اے سطیح یہ بادشاہ ذوالیزن کی نسل اور حمیر کے خانوادے سے تعلق رکھتا ہے یہ سلطنت اس کی نسل میں دواماً" رہے گی۔ کہا نہیں اس کے ہاتھ سے بھی یہ سلطنت نکل جائے گی۔ پوچھا کہ ان تمام شرود و تن اور انقلابات روزگار کے بعد یہ ملک کس کے قبضہ اقتدار میں منتقل ہو گا اور حکومت کس کے ہاتھ جائے گی کہا **نبی ذکی و تاتیہ الوحی من العلی** اس پیغمبر کے ہاتھ لگے گی جو پاکی اور پارسائی میں سرتاج نسل آدم اور فخر عرب و عجم ہوں گے اور وہ اپنی فضیلت و شرف میں شامی' یمنی' عراقی اور حجر اسود کی ترکیب کا خلاصہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں گے۔ کردگار آفتاب و آسمان اور حامل زمین و زمان اور خالق مکین و مکان کی ان پر وحی نازل ہو گی۔ پوچھا کہ یہ پیغمبر کس نسل سے ہوں گے کہا کہ قریش کے غالب بن فہر بن مالک بن نظر کی نسل سے ہوں گے اور یہ ملک قیامت تک ان کی نسل میں رہے گا۔ ربیعہ چونکہ اس ملت موحدہ سے ناواقف از قیامت کے سے آنے سے بے خبر تھا لہٰذا اسے حیرت بالائے حیرت کا سامانا ہوا۔ اس نے اس نور کی وضاحت چاہی کہ کیا زمانہ کی کوئی انتہا بھی ہو گی اس نے کہا ہاں اے شاہ کامگار اس کا ایک دن خاتمہ بھی ہو گا اور ان شب و روز کے سرانجام کا ایک روز آئے گا ایسا دن جس دن آدم علیہ السلام کی اگلی پچھلی اولاد کو اکٹھا کیا جائے گا اور خطبہ **لمن الملک الیوم اللہ الواحد القہار** اٹھارہ ہزار جہانوں پر پڑھا جائے گا اور چاند اور سورج کو دنیا سے ناپید کر دیا جائے گا اور ان نیلگوں قبوں کے اجسام کے خول کو بے نیازی کے تیشہ نے منہدم کر دیا جائے گا۔ اور یہ سیمیں ستارے جو میخوں کی حودج لوح فلک پر گڑے ہوئے ہیں ان کو ایک ایک اکھیڑ دیا جائے گا اور بڑے بڑے کوہان رکھنے والے بختی اونٹوں یعنی پہاڑوں کو زمین کی بساط پر شطرنج کے ہاتھی کی طرح گھمایا اور پھرایا جائے گا اور جو آج شاہ شطرنج کی مانند عرصہ گیتی میں عدل و راستی کی راہ

پر گامزن ہوا اسے مرگ حقیقی کی مات سے بچا کر جنت کے آٹھ دروازوں میں سے جس دروازے سے وہ جانا چاہے گا جنت الفردوس میں لے جا کر بٹھا دیا جائے گا اور جو فرزیں کی طرح اس جہان بے بنیاد میں کج رفتار ہو گا اس کے لیے آگے بڑھتے ہوئے پیادے اس کے رخ زرد پر سرخ گھوڑے دوڑا دیں گے۔

ربیعہ نے کہا اے سطیح! تو مجھے سراسیمہ کرنے کے لیے یہ باتیں کر رہا ہے یا حقیقت میں ایسا ہو گا۔ سطیح نے قسم اٹھائی۔ "**و الشفق و الغسق و الفلق انبا تک بالحق**" یعنی شفق کی سرخی کی رات کی سیاہی اور دن کی سپید کی قسم کہ جو کچھ میں نے آپ سے کہا وہ حق و صداقت پر مبنی ہے اور البتہ اس کا وقوع ہو گا جب بادشاہ سطیح کے "مناظرہ و مباحثہ" سے فارغ ہوا تو شق بن صعب بجلی کو کہ وہ بھی ایک زبردست کاہن تھا خلوت میں طلب کیا اور اس سے بھی تعبیر پوچھی اس نے بھی لفظ بلفظ سطیح کی طرح تفصیل سے بیان کیا کہ اس نے بہتر اولاد آدم علیہ السلام اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر خاتمہ کلام کیا۔ چونکہ ربیعہ نے ان دونوں ماہران فن نجوم کو لفظاً" اور معناً" ایک دوسرے سے متفق پایا اور اسے شق بجلی نے قیامت کے ہولناک واقعات سے پہلی ہی آگاہ کر رکھا تھا اور ظلم و تشدد کی قیامت میں جو سزا ملے گی اور عدل و احسان کے ثواب و جزا کا اس سے تذکرہ کر دیا تھا اور بہشت اور دوزخ کی اس کو ڈراؤ اور بشارت دے چکا تھا لہٰذا ربیعہ یہ ساری باتیں سن کر بے حد گھبرایا اور زار زار رونے لگا اس کے بعد اس نے بت پرستی ترک کر دی اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے آیا اور رعایا برایا کے ساتھ ظلم و تعدی سے باز آیا اور شفقت اور انصاف کا ہاتھ رعایا کے سر پر رکھا اور اسے یقین ہو گیا کہ حبشی یمن میں ضرور آئیں گے اور ان کی شامت سے بدترین واقعات ظہور میں آئیں گے۔ تو اس نے مصلحت اس بات میں سمجھی کہ اپنے گھر والوں کو کسی دوسرے ملک میں منتقل کر دے چنانچہ دریائے فرات کے کنارے اپنے اہل و عیال کو منتقل کر دیا اور شاہ پور کے نزدیک زیر سایہ سرزمین حیرہ میں اقامت اختیار کر لی اور وہاں اس کی اولاد بادشاہت کے درجہ تک پہنچی ان میں سے ایک نعمان بن منذر تھا کہ جس کا باپ بہرام گور کا مربی تھا اس کے مرنے کے بعد بہرام نے اس کے لڑکے منذر کی خدمت بڑی مستعدی سے سرانجام دی حتی کہ بہرام صاحب تخت و تاج ہو گیا۔

بشارت سطیح اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک جماعت مکمل طور پر حقائق سے آگاہی حاصل کرنے کے لیے سطیح کو ایک روز مکہ لے آئی اور قبیلہ قریش میں سے ایک شخص تھے عقیل بن عباس جو اس کی زیارت کے لیے گئے اور اس کے ہاں جاتے ہوئے ایک سنہری تلوار اور رومی نیزہ سطیح کے لیے بطور تحفہ لیتے گئے اور

Presented by www.ziyaraat.net/

سیطح کا امتحان لینے کے لیے ہدیہ کو مخفی رکھا۔ سیطح نے جیسے ہی عقیل کو دیکھا تو فورا" ان کا ہاتھ پکڑا اور کہا دانائے اسرار نہاں اور ایفاء عہد کرنے والوں اور کعبہ کی قسم کہ آپ وہ شخص ہیں کہ ایک ہندی تلوار اور رومی نیزہ لے آئے ہیں انہوں نے اس کی تصدیق کی اور اس کی فہم و فراست کے کمال کا اعتراف کیا پھر اس نے ان سے پوچھا کہ آپ کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں کہا کہ میں بنی جمح کے قبیلہ کا ایک فرد ہوں اس پر سیطح نے رسم جاہلیت کے مطابق قسم کھائی اور کہا کہ آپ قبیلہ جمح سے نہیں بلکہ قبیلہ قصی بن کلاب سے نسبت رکھتے ہیں۔ انہوں نے اس کی بھی تصدیق کی اور کہا کہ اے سیطح تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ ایک عرصہ دراز سے تیری دانش و ذہانت اور علم کہانت کی مہارت کی ہم نے شہرت سن رکھی تھی اور ہمیں آرزو تھی کہ تیری خدمت میں حاضر ہوں اور تجھ سے مستقبل کے بارے میں نفع و نقصان پر مشتمل سوالات کریں استفسارات کریں چنانچہ تجھ سے درخواست ہے کہ ہمارے زمانے میں اور ہمارے بعد جو واقعات رونما ہوں گے انہیں بیان کر اور حکومتوں کے انقلاب اور اقوام و ملل کے تغیر و تبدیلی کے بارے میں پیش گوئی کر۔ سیطح نے کہا میں وہی کچھ بیان کروں گا جو خدائے تعالیٰ نے میرے دل میں القا فرمایا ہے آپ کو جاننا چاہیے کہ آپ کی مثال سرکش جانوروں کی سی ہے کہ آپ میں کسی قسم کا قاعدہ قانون نہیں اب وقت آگیا ہے کہ آپ کا کام تمام ہو اور آپ افسانہ بن جائیں۔ آج آپ یعنی اہل عرب اور اہل عجم بالکل ایک جیسے ہیں۔ فقدان بصیرت اور ضلالت و گمراہی میں آپ مبتلا ہیں۔ آپ میں علم ہے نہ شعور۔ لیکن آپ کی آنے والی نسلیں ایسی ہوں گی جو کہ علم و حکمت سے آراستہ ہوں گی اور فہم و ذکا سے پیراستہ بتوں کو توڑ پھینکیں گی حتیٰ کہ طلب غنیمت میں شہر روم تک جا پہنچیں گی اس سے پوچھا گیا کہ اے سیطح اچھی طرح سوچ سمجھ کر بتا بلکہ تحقیق کے ساتھ بتا۔ اس نے سوگند اٹھائی کہ آپ کی نسل میں ایک ایسی قوم پیدا ہو گی جو بت شکن ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے واحدانیت کی قائل ہو گی یعنی موحد ہو گی۔ اس سے سوال کیا گیا کہ قریش کے بہت سے قبیلے ہیں۔ اس جماعت کا سردار کس قبیلہ سے ہو گا۔ اس نے کہا بخدا اس کا سردار بنی عبد مناف میں سے ہو گا کہا ذرا وضاحت کرنا کہ وہ کس شہر سے اٹھے گا اس نے قسم کھا کر کہا کہ وہ پیغمبر شہر مکہ سے اٹھے گا اور بت پرستوں کے مسلک کا خاتمہ کر دے گا اور دین حق کو اقطاع عالم میں پھیلا دے گا اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے گا۔ (یعنی وہ اس دنیائے فانی سے رحلت فرما جائیں گے۔)

کتب تاریخ میں مرقوم ہے کہ سیطح بن زیب کے قبیلہ کا کاہن تھا اور ملک سبا کا باشندہ تھا اس کی ہیئت عجیب تھی اور وہ یوں کہ اس میں ہڈیاں، جوڑ اور بند نہ تھے اس کے ہاتھ کی ہڈیاں اور انگلیاں تھیں لیکن وہ کھڑے ہونے پر قادر نہیں تھا مگر اس وقت جب وہ غضبناک ہوتا اس وقت وہ کھڑا ہوتا اور بیٹھتا جب لوگ چاہتے کہ وہ اپنے کہانت کا مظاہرہ کرے اور غیبی حالات بیان کرے تو اسے خوب ہلاتے جلاتے جس طرح

چھاچھ کی مشک کو ہلایا جاتا ہے اس وقت اس کی سانس رک جاتی اور وہ غیبی امور کی خبر دینے لگ جاتا اس کے الفاظ فصیح و بلیغ ہوتے جب لوگ چاہتے کہ اس کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جائیں تو اسے فولڈ کر لیتے جس طرح کپڑوں کو تہہ کر لیتے ہیں اور صندوق میں رکھ کر اپنے ساتھ لے جاتے کہتے ہیں کہ اس کا چہرہ اس کے سینہ پر تھا یعنی اس کا سر تھا نہ گردن۔ اس کا سال ولادت سیل العرم تھا حضور کے زمانہ ولادت تک اس نے عمر پائی چنانچہ کچھ حال اس کا انشاء اللہ بیان کیا جائے گا۔ اس سیلاب سے جو "سیل العرم" کے نام سے مشہور ہے وہ دیوار جو بلقیس نے ملک سبا میں تعمیر کی تھی شکستہ ہو گئی اور اس کی وجہ سے تمام (ملک) اہل سبا میں تباہی مچ گئی اور ان کے گھر اور ان کی قیام گاہیں ان کے کفران نعمت کی وجہ سے منہدم ہو گئے اور یوں سیطح وہاں سے نکل کر شہر ع۔م میں ایک موضع مارب میں اقامت پذیر ہو گیا اور وہاں ولات باسعادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک زندہ رہا۔ وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیطح سے پوچھا گیا کہ تو نے علم کہانت کہاں سے سیکھا تو وہ بتایا کرتا تھا کہ ایک عورت موسیٰ علیہ السلام کے اللہ سے کلام کے ہنگام کوہ طور پر چوری سے غیب کی باتوں پر آگاہ ہو گئی اس نے مجھے ان راز ہائے سربستہ سے باخبر کیا اور میں وہ واقعات لوگوں سے بیان کر دیا کرتا ہوں۔

بخت نصر کا بھولا ہوا خواب اور اس کی تعبیر:

کعب احباء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ بخت نصر نے بنی اسرائیل میں بڑی خرابی کے بعد بہت سوں کو قتل، قید اور جلا وطن کیا۔ اس نے ایک دہشتناک خواب دیکھا اور اسے بھول گیا اس نے جادوگروں اور کاہنوں کو طلب کیا اور اپنے خواب کی تعبیر پوچھی۔ انہوں نے کہا۔ خواب کی تعبیر اس کے بیان کرنے کے بعد ہی ہو سکتی ہے چونکہ خواب اسے بھول چکا تھا اور خوف اور رعب کے اثرات ہی باقی رہ گئے تھے۔ خواب کی تحقیق اور تعبیر کا خواہش مند تھا۔ اس نے کاہنوں سے کہا۔ میں نے تمہاری تربیت اسی قسم کی مہم کے لیے کی ہے۔ اب تمہیں تین روز کی مہلت ہے اگر تم نے میرے خواب کی تعبیر بیان کر دی تو فبہا وگرنہ تم تمام کو قتل کر دوں گا۔ یہ خبر لوگوں میں مشہور ہو گئی۔ انہی دنوں دانیال علیہ السلام اس کی قید میں مقید تھے۔ داروغہ جیل سے کہا کیا تم میرا تذکرہ بادشاہ کے پاس کر سکتے ہو کیونکہ میں اس کا خواب بھی جانتا ہوں اور اس کی تعبیر سے واقف ہوں۔ داروغہ جیل نے یہ بات بخت نصر کو بتائی۔ اس نے دانیال علیہ السلام کو بلایا۔ جب وہ اس کے پاس آئے تو اسے سجدہ نہ کیا جیسا کہ سجدہ کرنے کی قوم کو عادت تھی۔ بخت نصر نے خلوت میں ان سے پوچھا کہ آپ نے مجھے سجدہ کیوں نہیں کیا۔ انہوں نے کہا۔ میرا خدا ہے جس نے مجھے خواب کی تعبیر اس شرط پر سکھائی ہے کہ اس کے علاوہ کسی کو سجدہ نہ کروں اس

Presented by www.ziyaraat.net/

خوف ہے کہ یہ علم مجھ سے ضائع نہ ہو جائے اور تمہارے خواب سے عہدہ برا نہ ہو سکوں اور میرا خون بہا دیا جائے میں نے سجدہ نہیں کیا۔ مجھے علم تھا کہ میرا سجدہ نہ کرنا آپ کے لیے اس رنج و اندوہ سے آسان ہو گا جس میں آپ مبتلا ہیں اور یہ سجدہ کا نہ کرنا آپ کے لیے بھی اختیار کیا ہے۔ بخت نصر نے کہا۔ میرے نزدیک کوئی شخص بھی آپ سے زیادہ قابل اعتماد نہیں کیوں کہ آپ نے اپنے خدا کے عہد کو پورا کیا اور میرے نزدیک بہترین شخص وہ ہے جو اپنے خدا تعالیٰ کے عہد کو پورا کرے۔ پھر پوچھا کہ آپ میرے خواب اور اس کی تعبیر کو جانتے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں۔ آپ نے ایک بڑا بت دیکھا ہے جس کا اوپر کا حصہ سونے کا ہے۔ درمیان حصہ چاندی اور سیرین تانبے کا۔ پنڈلیاں لوہے اور اس کے قدم مٹی کے تھے۔ اسی اثناء میں کہ آپ اسے دیکھ رہے تھے اور آپ کی نظر میں وہ بہت خوبصورت اور مرغوب دکھائی دیتا تھا کہ اچانک آسمان سے پتھر گرا اور اس بت کے سر پر لگا اور اسے ایسا پیس دیا گویا کہ وہ آٹا ہے۔ سونا۔ چاندی۔ تانبا۔ لوہا اور مٹی آپس میں ایسے مل گئے تھے کہ اگر تمام جن و انس بھی اکٹھے ہو جائیں تو انہیں جدا نہیں کر سکتے تھے اور اس کے اجزاء اس طرح متفرق ہو گئے تھے کہ اگر ہوا چلتی تو گمان ہوتا کہ کچھ بھی باقی نہ چھوڑتی۔ آپ اس پتھر کو دیکھ رہے تھے جو آسمان سے گرا تھا۔ آپ نے دیکھا وہ بڑھ رہا ہے اور بڑا ہو رہا ہے۔ یہاں تک کہ اس نے تمام روئے زمین کو ڈھانپ لیا ہے حتّٰی کہ زمین و آسمان اور پتھر کے سوا آپ کو کوئی چیز دکھائی نہیں دیتی تھی۔ بخت نصر نے کہا آپ نے سچ کہا وہ خواب جو میں نے دیکھا ہے یہی تھا۔ اس کی تعبیر بیان کیجئے۔ حضرت دانیال نے فرمایا۔ یہ بت سابقہ امتیں ہیں سونا یہ امت ہے جس میں آپ ہیں اور چاندی وہ امت ہے جو آپ کے بعد ہو گی جس کا مالک آپ کا بیٹا ہو گا۔ تانبا اور لوہا اہل روم اور فارس ہیں اور ٹھیکری اہل یمن ہیں جن کے بادشاہ روم اور فارس کے ہوتے ہیں لیکن وہ پتھر جس کے ذریعہ اس بت کو کوٹا گیا وہ پیغمبر ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہو گا۔ خدا تعالیٰ ایک پیغمبر عرب میں مبعوث فرمائے گا اور جو تمام ادیان کو باطل کر دے گا اور تمام روئے زمین کو گھیر لے گا۔ (معارج النبوت جلد ۳ ص ۷ اسطر ۱)

اے ناسخ کیش ہبل وے محرم سرازل
طاؤس باغ لم یزل عنقائے قاف کبریا
در باب کا فتادہ زرہ شد نامہ عمر سیاہ
پشتم زبار غم دوتاہ دست شفاعت برکشا

مشکل کشاء انبیاء

صدوق، ابن بابویہ　　جامع الاخبار ص۹ سطر ۱۴　　طبع　　ایران

حدثنا محمد بن علی ماجیلویہ قال حدثنی عمی محمد بن ابی القلسم عن احمد بن ہلال عن الفضل بن دکین عن معمر بن راشد قال سمعت ابا عبداللہ الصادق علیہ السلام یقول اتیٰ یہودی الی النبی فقام بین یدیہ یحد النظر الیہ فقال یا یہودی ما حاجتک فقال انت افضل ام موسی بن عمران النبی الذی کلمہ اللہ تعالی و انزل علیہ التوراتہ و العصا و فلق البحر و اظلہ بالغمام فقال لہ النبی انہ یکرہ للعبد ان یزکی نفسہ و لکنی اقول ان ادم لما اصاب الخطیئتہ کانت توبتہ ان قال اللھم انی اسئلک بحق محمد و ٰل محمد لما غفرت لی فغفر اللہ لہ و ان نوحا لما رکب فی السفینتہ و خاف الغرق قال اللھم انی اسئلک بحق محمد و ال محمد لما انجیتنی منہاں جعلہ اللہ علیہ بردا و سلاما و ان موسٰی لما القی عصاہ فاوجس فی نفسہ خیفتہ قال اللھم انی اسئلک بحق محمد و آل محمد لما امنتنی منہا فقال اللہ جل جلا لہ لا تخف انک انت الاعلیٰ یا یہودی ان موسٰی لو ادرکنی ثم لم یومن بی و بنبوتی ما نفعہ ایمانہ شیاء و لا نفعتہ النبوۃ یا یہودی و من ذریتی المہدی اذا خرج نزل عیسٰی بن مریم لنصرتہ فقلمہ و صلی خلفہ

جاڑا، حسین بخش　　انوار النجف جلد ۲ ص ۱۱۴　　سطر ۳　　دریا خاں

شیخ کلینی اور صدوق سے مروی ہے جیسا کہ تفسیر برہان میں مذکور ہے۔ نیز ابن بابویہ سے مسندا" معمر بن راشد سے منقول ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا ہے کہ ایک دفعہ ایک یہودی حضرت رسالتماب کی خدمت میں حاضر ہوا اور سامنے کھڑے ہو کر آنحضرتؐ پر نظر جما کر دیکھنے لگا۔ آنحضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ اے یہودی! کیا چاہتا ہے؟ اس نے جواب میں عرض کی حضور! مجھے فرمائیے کہ آپ افضل ہیں یا حضرت موسٰی بن عمران جن سے خدا نے کلام فرمایا اور اس پر تورات اور عصا کو نازل کیا اور اس کے لیے دریا کو شق کیا اور بادل کا سایہ کیا؟ حضورؐ نے فرمایا انسان کے لیے اچھا نہیں کہ اپنی تعریف کرے لیکن میں اتنا کہتا ہوں کہ جب حضرت آدم سے خطا سرزد ہوئی تو اس کی توبہ کے الفاظ یہ تھے۔ **اللھم انی اسئلک بحق محمد و آل محمد لما غفرت لی** پس خدا نے اس کو معاف کر دیا اور جب حضرت نوح کشتی پر سوار ہوئے اور غرق ہونے کا خطرہ لاحق ہوا تو یہ کلمات کہے **اللھم اسئلک بحق محمد و آل محمد ال محمد نجیتنی من الغرق** یعنی میرے اللہ میں تجھ سے بحق محمدؐ و آل محمدؐ سوال کرتا ہوں کہ مجھے غرق ہونے سے نجات دے پس اللہ نے اس کو نجات دی اور حضرت ابراہیم کو جب آگ میں پھینکا گیا تو انہوں نے وہی الفاظ دہرائے یعنی میرے اللہ میں تجھ سے محمدؐ و آل محمدؐ کے واسطے سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے اس سے

Presented by www.ziyaraat.net/

نجات دے پس اللہ نے آگ کو ٹھنڈا اور موجب سلامتی کر دیا اور جب حضرت موسیٰ نے اپنا عصا پھینکا اور دل میں ڈر محسوس کیا تو یہی کلمات کہے۔ اے اللہ میں تجھ سے بحق محمدؐ و آل محمدؐ سوال کرتا ہوں کہ مجھے بچا پس ارشاد قدرت ہوا **لا تخف انک انت الا علیٰ** پھر آپ نے فرمایا اے یہودی اگر موسیٰ مجھے پا لیتے اور میری نبوت پر ایمان نہ لاتے تو اس کو اپنا ایمان اور اپنی نبوت کچھ فائدہ نہ دیتی اے یہودی میری ذریت سے مہدی ہو گا۔ کہ جب وہ ظاہر ہو گا تو اس کی مدد کے لیے عیسیٰ بن مریم اتریں گے اور اس کو آگے کھڑا کرکے خود اس کی پیچھے نماز پڑھیں گے۔

یہ روایت مندرجہ ذیل کتب میں ایک متن کے ساتھ موجود ہے۔

مجلسی، محمد باقر ۱۱۱۱ھ بحار الانوار جلد۲۶ ص۲۱۴ سطر۱۲ موسسۃ الوفا بیروت ۱۹۸۳ء

" " " " ص۳۱۹ سطر۷ " " " " "

البحرانی، سید ہاشم ۱۱۰۶ھ البرہان جلد۱ ص۸۹ سطر۳ مطبع علمیہ قم

جاڑا، حسین بخش انوار النجف جلد۲ ص۱۱۴ سطر۳ دریا خان

مجلسی، محمد باقر المتوفی ۱۱۱۱ھ بحار الانوار جلد۲۶ ص۲۲۵ سطر۴ موسسۃ الوفا بیروت ۱۹۸۳ء

بالا سناد الی الصدوق عن النقاش عن ابن عقدۃ عن علی بن الحسن بن فضال عن ابیہ عن الرضا علیہ السلام قال: لما اشرف نوح علیہ السلام علی الغرق دعا اللہ بحقنا فدفع اللہ عنہ الغرق، و لمارمی ابراہیم فی النار دعا اللہ بحقنا فجعل اللہ النار علیہ برد او سلاما۔ و ان موسی علیہ السلام لم ضرب طریقا فی البحر، دعا اللہ بحقنا بیسا وان عیسی علیہ السلام لما اراد الیھود قتلہ، دعا اللہ بحقنا فنجی من القتل فرفعہ الیہ

امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب حضرت نوح غرق ہونے لگے تو اللہ کی بارگاہ میں ہمارے وسیلے سے دعا کی تو خدا نے ان کو غرق ہونے سے بچا لیا۔ جب حضرت ابراہیم کو آگ میں پھینکا گیا تو انہوں نے ہمارے واسطے سے خدا سے دعا کی کہ تو خدا نے ان پر آگ کو ٹھنڈک اور سلامتی بنا دیا۔ حضرت موسیٰ نے جب سمندر میں راستہ چاہا تو ہمارے حق کی خدا کی بارگاہ میں دعا کی تو خدا نے رستہ خشک کر دیا اور جب عیسیٰ کو یہودیوں نے قتل کرنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے ہمارے ذریعے خدا کی بارگاہ میں دعا کی تو خدا نے ان کو قتل ہونے سے بچا لیا اور اپنی طرف اٹھا لیا۔

مجلسی، محمد باقر بحار الانوار جلد۲۶ ص۳۳۲ سطر۲ موسسۃ الوفا بیروت ۱۹۸۳ء

عن شیخی محمد بن النجار من ثقات العلمتہ من کتابہ الذی جعلہ تذییلا علی تاریخ الخطیب عن محمد بن احمد بن بختیار عن محمد بن الحسن بن محمد الھمدانی عن الحسین بن الحسن بن زید عن الحسن بن احمد العلوی عن الحسن بن عبدالرحمان بن خلاد و بکر بن احمد بن مخلد و ابی عبداللہ الغالبی عن

محمد بن ہارون المنصوری عن احمد بن شاکر عن یحیی بن اکثم القاضی عن المامون عن عطیتہ العوفی عن ثابت البنانی عن انس بن مالک عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضور اکرمؐ کی ایک طویل حدیث جس میں خدا کا حضرت نوح کو ایک کشتی بنانے کا حکم فرمانا اور حضرت نوح کا حضرت جرائیل کی ہدایت کے مطابق سفینہ تیار کرنے کا مفصل بیان ہے۔ اس حدیث میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ حضرت نوح نے اس کشتی کے لیے پنجتن پاک کے اسماء پانچ مسمار بنائے جن کی وجہ سے یہ کشتی اس طوفان میں غرق ہونے سے محفوظ رہی۔

مجلسی محمد باقر متوفی ۱۱۱۱ھ بحار الانوار جلد۲۶ ص۵ سطر۱۴ موسسۃ الوفا بیروت ۱۹۸۳ء

عن محمد بن صدقتہ قال امیر المو منین علی علیہ السلام للجندب و سلمان الفارسی رضی اللہ عنہما۔ یا سلمان و جندب! قالا: لبیک یا امیر المومنین، قال علیہ السلام: انا الذی حملت نوحا فی السفینتہ بامر ربی، و انا الذی اخرجت یونس من بطن الحوت باذن ربی و انا الذی جاوزت بموسی بن عمران البحر بامر ربی و انا الذی اخرجت ابراہیم من النار باذن ربی، و انا الذی اجریت انہار ھا و فجرت عیونھا و غرست اشجار ھا باذن ربی

محمد بن صدقہ سے روایت ہے کہ حضرت علی نے حضرت ابوذر غفاری اور حضرت سلیمان فارسی سے فرمایا کہ میں نے اللہ کے اذن سے حضرت نوح کی کشتی کو نجات دی۔ میں نے اللہ کے اذن سے حضرت یونس کو مچھلی کے پیٹ سے برآمد کیا۔ میں نے اللہ کے حکم سے موسیٰ کو دریا سے گزارا۔ میں نے اللہ کے اذن سے حضرت ابراہیم کو نار نمرود سے نکالا۔ میں نے اللہ کے حکم سے دریاؤں اور چشموں کو جاری کیا اور درختوں کو اگایا۔

عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال: کان مما ناجی اللہ موسی علیہ السلام: انی لا اقبل الصلواۃ الا ممن تواضع لعظمتی و الزم قلبہ خوفی، و قطع نہارہ بذکری، و لم یبت مصرا علی خطیئتہ و عرف حق اولیائی و احبائی، فقال: موسی یارب تعنی باولیائک و احبائک ابراھیم و اسحاق و یعقوب؟ فقال ہم کذلک الا انی اردت بذلک من من اجلہ خلقت ادم و حوا و من من اجلہ خلقت الجنتہ و النار فقال: و من ھو یا رب؟ فقال: یا محمد و اھل بیتہ

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جن کو اللہ نے نجات دی ہے۔ ان میں موسیٰ علیہ السلام بھی ہیں خدا نے فرمایا کہ میں نماز صرف اس کی قبول کروں گا جس نے میری عظمت کی پاسداری کی اور میرا خوف اپنے دل میں رکھا اور دن میرے ذکر میں گزارا اور میری خطا پر اصرار کرتے ہوئے جس نے رات نہ گزاری ہو۔ اور میرے دوستوں اور محبوں کے حق کو جس نے پہچانا۔ موسیٰ نے کہا۔ اے میرے رب! کیا تیرے دوست اور محب ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب ہیں۔ خدا نے فرمایا ہاں وہ میرے دوست و محب ہیں۔

سبیل سکینہ سلام اللہ علیہا

Presented by www.ziyaraat.net/

لیکن میری مراد اس سے وہ ہستیاں ہیں۔ جن کے سبب سے میں نے حضرت آدم و حوا کو خلق کیا جن کے سبب سے جنت و دوزخ خلق کیے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا۔ میرے رب وہ کون لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ محمد و اہل بیت محمد علیہم السلام ہیں۔ (بحار الانوار جلد ۶ ص ۲۶۷ سطر ۴)

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام دریائے نیل کے پاس پہنچے تو گھبرانے لگے خدا نے فرمایا مت گھبراؤ میری توحید، محمد کی نبوت اور علی کی ولایت کا ذکر کرو دریا میں راستہ خود بخود بن جائے گا چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسی نسخے کو استعمال کیا اور فرمایا **اللھم بجاھھم جو زنا علی متن ھذا الماء** حضرت موسیٰ کا یہ کہنا تھا کہ راستہ خود بخود بن گیا اور حضرت موسیٰ اپنی قوم سمیت دریا سے یوں گزر رہے تھے جیسے دریا نہ تھا صحرا تھا۔
(بحار الانوار جلد ۶ ص ۹۴)

افضل الانبیاء

افضلیت بر حضرت آدم

معارج النبوت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ارکان ممالک رسالت اور اعیان معارک جلالت پر ہر حقیقت سے امتیازی حیثیت کے مالک ہیں لیکن حضرت آدم علیہ السلام پر حضور کی فضیلت کو بیس مقامات پر بیان کیا جاتا ہے۔

اول: حضرت آدم کو آب و گل سے پیدا فرمایا گیا، مگر حضور علیہ السلام کو اپنے نور سے بنایا اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل پانچ دلیلیں ذہن نشین کرنے کے لائق ہیں۔ (۱) حضرت آدم کے بدن کا سایہ تھا مگر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا وجود پاک بے سایہ تھا، معجزات کے باب میں اس موضوع پر تفصیلی گفتگو ہو گی۔ (۲) اندھیری رات میں حضورؐ کا جسد مبارک روشنی پھیلاتا تھا۔ آپ کو شب تاریک میں ایسے ہی پہچان لیا جاتا تھا جیسے دن کی روشنی میں۔ اور آپ اندھیرے میں ہر چیز کو ایسے ہی دیکھ سکتے تھے۔ جیسے آفتاب کی روشنی میں۔ (۳) آپ تمام آسمانوں کی بلندیوں سے ماوری اسی لیے چلے گئے کہ آپ کا جسم نور سے بنایا گیا تھا۔ اگر آب و گل سے ہوتا تو ایسا نہ ہو سکتا۔ (۴) آپ اپنے آگے یا پیچھے دیکھنے میں کوئی فرق محسوس نہ کرتے تھے۔ یہ بھی علامت ہے کہ آپ نور مجسم تھے۔ آب و گل سے تخلیق نہ تھے۔ (۵) آپ بیداری میں یکساں تھے **تنام عینہ و لا ینام قلبہ** (میری آنکھیں سوتی تھیں مگر دل بیدار رہتا۔)

دوم: اگرچہ حضرت آدم علیہ السلام کو ید قدرت نے خود بنایا تھا اور چالیس ہزار سال اپنی نگاہ خاص میں رکھا۔ **خمرت طینتہ ادم بیدی اربعین صباحا** (میں نے آدم کی طینت کو اپنے ہاتھ سے بنایا اور چالیس ہزار

سال اپنی نگاہ میں رکھا۔) لیکن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نور کو حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے تین لاکھ پچاس ہزار سال پہلے اپنے نور احدیت سے پیدا فرمایا۔

سوم: حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی کو جنت سے لیا گیا مگر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو آب رحمت سے ترتیب دیا گیا۔ **و ما ارسلنک الا رحمتہ للعالمین**

چہارم: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق فرمایا: **و نفخت فیہ من روحی** لیکن اپنے حبیب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے متعلق یوں فرمایا **و کذالک او حینا الیک روحا من امرنا** حضرت آدم کے روح پر بدن کا قالب بنا دیا گیا۔ مگر حضور کہ روح پاک پر نور کا حالہ استوار کیا گیا۔ تاکہ روح کی نشوونما صحیح ہو سکے۔

پنجم: حضرت آدم علیہ السلام کو اسماء کی تعلیم دی **علم ادم الاسماء** مگر حضور علیہ السلام کو اشیاء اور تفہیم و قائق کلام ملک العلام عطا فرمائی۔ **الرحمن علم القران**

ششم: حضرت آدم علیہ السلام قبلہ فرشتگان تھے۔ **اسجد و الادم** مگر ہمارے خواجہ دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو تمام فرشتوں کا مقتدا بنایا اور امام پیغمبراں مقرر فرمایا۔ تمام نے آپ کی متابعت کی۔ **سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا**

ہفتم: حضرت آدم علیہ السلام نے روز اول ایک سجدہ کیا مگر حضور علیہ السلام نے مقام محمود حوض مورود۔ محضر مشہود اور لقائے معبود کے مقامات پر سجدہ فرمایا۔

ہشتم: حضرت آدم علیہ السلام کا تخت فرشتوں کی گردنوں پر رکھا گیا اور تمام آپ کے تخت کے ماتحت کھڑے تھے مگر قیامت کے دن حضور علیہ السلام کے پاس وہ علم ہو گا کہ تمام اولیاء انبیاء مقربان جناب حق تعالیٰ اسی علام لواء کے سایہ میں ہوں گے۔ **آدم و من دونہ تحت لوائی** (آدم اور دوسرے میرے ہی جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔)

نہم: حضرت آدم علیہ السلام کو آسمانوں سے گذار کر بہشت میں لے جایا گیا مگر ہمارے خواجہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو آسمان اور بہشت میں مقام قیام عطا فرمایا اور آخرکار مقام مقدس میں قیام پذیر ہوئے۔ **دنی فتدلی لکان قاب قوسین او ادنیٰ**

دھم: شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام کو ورغلایا اور آپ لغزش کے مرتکب ہوئے۔ **فوسوس لھما الشیطن** سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو نصرت عطا ہوئی چنانچہ **اسلم الشیطان بیدی** میرے شیطان نفس نے میرے ہاتھ پاؤں پر اسلام قبول کیا۔

یازدھم: حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش ہوئی تو آپ کی شہرت چار دانگ عالم میں پھیل گئی۔ **عسی ادم ربہ فغوی** مگر آقائے دو عالم نہ تو کسی لغزش اور گناہ کے مرتکب ہوئے بلکہ آپ کی مغفرت و رحمت کی

سہیل سکینہ سلام اللہ علیہا

Presented by www.ziyaraat.net/

شہرت اقطار و اکناف عالم میں پھیل گئی۔ **لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک و ما تاخر** (ہمارے نزدیک حضرت آدم علیہ السلام نے کوئی غلطی نہیں فرمائی لہٰذا صاحب معارج النبوت کے یہ دلائل ہمارے نزدیک ناقابل تسلیم ہیں)

دوازدھم: حضرت آدم علیہ السلام کو پہلے عتاب ہوا پھر عفو **و عصی ادم ربہ فغوی ثم اجتبہ ربہ فتاب علیہ و ھدی** مگر سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہلے ہی عفو حاصل ہو گئی۔ **عفا اللہ عنک لم اذنت لھم**

سیزدھم: حضرت آدم علیہ السلام کو ایک ہی لغزش سے جنت سے باہر نکال دیا گیا لیکن سرکار دو عالم کی امت کو ہزاروں گناہوں اور لغزشوں کے باوجود بہشت میں جگہ دی گئی۔ **قل یا عبادی الذین اسرفو علی انفسھم لا تقنطوا من رحمتہ اللہ**

چہاردھم: حضرت آدم کو ایک ہی لغزش سے لباس سے محروم (عریاں) ہونا پڑا **ینزع عنھما لباسھما لیریھما سواتھما** مگر سید ابرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گنہگار غلاموں کو ہزاروں گناہوں کے ہوتے ہوئے رسوا نہیں کیا گیا۔ **ما اصابکم من مصیبتہ فبما کسبت ایدیکم و یعفوا عن کثیرا**

پانزدھم: حضرت آدم علیہ السلام ایک لغزش پر بائیس سال روتے رہے پھر جا کر توبہ قبول ہوئی مگر ہمارے خواجہ دو جہاں کی امت کے بائیس سالہ گناہ ایک ندامت اور توبہ سے معاف فرما دیئے گئے۔ **الندم توبتہ**

شانزدھم: حضرت آدم علیہ السلام سے ایک غلطی سرزد ہوئی تو آپ کو حرم کعبہ میں جا کر توبہ کرنے کو کہا گیا۔ پھر وہاں جا کر توبہ قبول ہوئی۔ مگر خواجہ کون و مکان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے آپ کی گنہگار امت کو ایسی ضرورت نہیں تھی وہ اپنے گھر بیٹھے اللہ سے توبہ کر سکتے ہیں۔ **متی قلت اساء ت اقول غفرت**

ھفدھم حضرت آدم علیہ السلام کو تمام انسانی قالبوں (بدنوں) کا باپ بنایا اور روز میثاق تمام بدنوں سے عہد لیا **و اخذ اخذ ربک من بنی ادم من ظھر ھم ذریتھم** ہمارے خواجہ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام روح کا باپ قرار دیا گیا۔

ھشدھم: حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ میں قالب روح پر غالب آگیا اور دنیا حضرت آدم کے طفیل عالم پاک سے عالم خاک کی طرف آئی **اھبطو امنھا جمعیا** مگر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روح کو بدن پر فوقیت دی اور یہ خاکی وجود (قالب) ولایت خاک سے ذات پاک تک رسائی حاصل کرنے لگا۔ **دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی**

نوزدھم: حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ میں ایک نورانی فرشتہ (ابلیس) مردود اور ظلمانی دیو بن گیا **استکبر و کان من الکافرین** مگر ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں دیو (نفس) بھی نورانی پیکر

بن گیا۔ **اسلم شیطانی علی یدی**

بیستم: حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کے وقت آتش حکمت کودیگدان خلقت میں رکھا گیا اور ایک جہاں جوش مارنے لگا اور کونین ایک نئے انداز سے ابھرے۔ حضرت آدم خمیر زمین سے تیار کیے گئے اور ابلیس آسمان کی راندہ درگاہ شخصیت بن گیا اب حضرت آدم کی خاکی طینت تو آسمان تک جا پہنچی **اسکن انت و زوجک الجنتہ** لیکن آسمان کی مخلوق کو زمین پر گرا دیا گیا **اخرج منھا فانک رجیم** پھر آدم علیہ السلام جن کی سرشت زمینی تھی بہشت میں ایک امتحان اور آزمائش سے دو چار ہوئے چونکہ خاکی پستی ایک غلطی کی مرتکب ہوئی تو حکم ہوا **قلنا ھبطوا منھا جمعیا** اسی حضرت آدم کے اندر جو روح اور خلاصہ تھا وہ عرش اعلیٰ سے بلند تر ہوتا گیا۔ **سبحان الذی اسری بعبدی لیلا** (معارج النبوت جلد ا ص ۴۹ لاہور)

افضلیت بر حضرت ادریس

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پانچ امتیازی فضیلتیں بیان کرنے پر اکتفا کریں گے جن کی وجہ سے آپ کو حضرت ادریس علیہ السلام پر فضیلت حاصل تھی۔

وجہ اول: حضرت ادریس علیہ السلام آسمان چہارم پر پہنچے تو آپ وہاں ہی قیام پذیر ہو گئے۔ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام آسمانوں سے اوپر تشریف لے گئے وہاں آپ کو قیام پذیر نہیں ہونا پڑا بلکہ آپ کے مراتب آسمانوں سے بھی بلند تر ہوتے گئے حتیٰ کہ آپ کو **قاب قوسین او ادنی** کا مقام حاصل ہوا۔

وجہ دوم: حضرت ادریس کو بہشت میں لایا گیا تو انہیں یہ مقام پسند آگیا پھر اس مقام کو چھوڑنے کو جی نہ چاہا۔ ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی بہشت میں تشریف لائے مگر **ما زاغ البصر و ما طغی** کی روشنی میں آپ نے ایک نگاہ غلط انداز سے بھی بہشت کی پرواہ نہ کی۔

وجہ سوم: حضرت ادریس علیہ السلام کو ستاروں کی سیر اور ان کی رفتار کی معرفت عطا کی گئی۔ مگر ہمارے آقا و مولا ان ستاروں پر قدم رکھ کر روندتے گئے۔

وجہ چہارم: حضرت ادریس علیہ السلام کو علم خیاطی دیا گیا مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم معرفت اور نور معرفت سے نوازا گیا۔

وجہ پنجم: حضرت ادریس علیہ السلام کو فن کتابت اور معرفت لوح و قلم دی گئی مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوح قلم سے آگے نکل گئے اور کتابت کی بجائے خطابت عطا کی گئی۔

Presented by www.ziyaraat.net/

افضلیت بر حضرت نوح

حضرت نوح علیہ السلام خدا کے برگزیدہ نبی ہیں مگر ہم یہاں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی چھ ایسی امتیازی خصوصیات نقل کرتے ہیں جن میں حضور کی فضیلت جھلکتی ہے۔

(۱) حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی دی جو پانی پر سیر کرتی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو براق دی گئی جس نے فضاؤں اور خلاؤں کو طے کر لیا۔

(۲) حضرت نوح علیہ السلام کو موج بلا میں کشتی وجہ سلامتی بنی۔ **بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرٖھَا وَ مُرْسٰھَا** آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو لطف الٰہی اور فضل خداوندی سفر معراج میں نگران رہا۔ **سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا**

(۳) حضرت نوح علیہ السلام کو ایسی کشتی ملی جس سے آپ اپنے الٰہ اور احباب سمیت سلامت رہے مگر ہمارے حضور کو دولت اتقان دی گئی جس کی وجہ سے آپ کی امت آتش دوزخ سے محفوظ رہی۔

(۴) حضرت نوح کی کشتی ان کے لیے وجہ نجات بنی مگر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ایمان وجہ بلندی درجات بنا

(۵) حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی پانی پر تیرتی رہی تو یہ بات باعث تعجب نہیں مگر تعجب کی بات یہ ہے کہ ہمارے آقائے دو عالم کے اشارے سے بھاری پتھر پانی پر تیرنے لگے۔ عکرمہ نے حضور سے ایمان لانے کی یہ شرط رکھی کہ دریا کے اس پار کا پتھر پانی پر تیرتا ہوا آ جائے تو میں مسلمان ہو جاؤں گا۔ چنانچہ آپ کے حکم سے بھاری پتھر پانی پر تیرتا ہوا آپ کے پاس آ گیا۔

(۶) حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کی نافرمانی سے تنگ آ کر کہا **رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَی الْاَرْضِ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ دَیَّارًا** مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنی قوم کے ظلم و ستم کے مقابلہ میں نجات و ہدایت کی دعا فرمائی **اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ** (اے اللہ! میری قوم کو ہدایت دے یہ بے چارے میرے مقام کو نہیں سمجھتے۔)

اشارۂ لطیف: حضور سرور کائنات رحمت عالمیان اپنے دشمنوں کے گناہوں کی عذر خواہی فرما رہے ہیں۔ وہ دشمن جو آپ کے دندان مبارک پتھروں سے شہید کرتے ہیں۔ آپ ان کے منہ رحمت خداوندی کی شکر سے بھرنے کے خواہاں ہیں۔ جب رحمت عالمیاں اپنے خون کے پیاسے دشمنوں کے ساتھ یہ سلوک فرماتے ہیں تو اپنے جان نثار دوستوں کے ساتھ کس شفقت کا برتاؤ ہو گا۔ اللہ اللہ

آنکہ زندانش بوستان باشد
ہیں کہ تابوستان چگونہ بود

آنکہ باد شمنان کرم و رزد
دانکہ بادوستان چگونہ بود

افضلیت بر حضرت ابراہیم

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی فضیلت کے ممتاز مقامات جو آپ کو حضرت خلیل صلواۃ اللہ و سلامہ علیہ پر تھے مختصراً بیان کرتے ہیں۔ ہم نے ہزاروں امتیازات میں سے صرف بیس کو بیان کرنے پر اکتفا کیا ہے۔

وجہ اول: اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلعت عطا فرمائی۔ **وَ اتَّخَذَ اللّٰہُ اِبْرٰھِیْمَ خَلِیْلًا** (حضرت ابراہیم کو اپنا خلیل بنایا) مگر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو مرتبہ محبوبی عطا فرمایا۔ **قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ** (آپ انہیں فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرنے کے خواہاں ہو تو میری اتباع کرو اللہ تمہیں اپنا محبوب بنا لے گا) یہ نکتہ لطیف بھی ذہن نشین کرنے کے قابل ہے۔ ایک طرف تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو اپنا خلیل کہا تو دوسری طرف اپنے حبیب کی اتباع کرنے والے غلاموں کو اپنا محبوب قرار دیا۔ خلیل کے لیے ضروری نہیں کہ حبیب بھی ہو۔ مگر جو حبیب ہوتا ہے وہ خلیل ضرور ہوتا ہے۔ جب ایک مقتدی (غلام) خلعت محبوبی زیب جان و تن کر لیتا ہے تو خود مقتدا (مالک) کا کیا مقام ہو گا۔

وجہ دوم: خلیل جو کچھ بھی کرتا ہے اللہ کی رضا جوئی کے لیے کرتا ہے۔ **یٰٓاِبْرٰھِیْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا** اے ابراہیم تو نے اپنے خواب کو سچا کر دکھایا۔ ادھر حبیب کی رضا جوئی کے لیے اللہ تعالیٰ خود کر رہا ہے۔ ظاہری دنیا میں **فَلَنُوَلِّیَنَّکَ قِبْلَۃً تَرْضٰھَا** آپ جس طرف رخ پھیریں گے اسے قبلہ بنا دیا جائے گا۔ آخرت کی دنیا میں **وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی** (آپ عنقریب دیکھ لیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو راضی کر دیا ہے۔

وجہ سوم: خلیل اللہ کو تمام عوام الناس کا امام بنا دیا۔ **اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا** (میں نے آپ کو سارے انسانوں کا امام (مقتدا) بنا دیا ہے۔) لیکن اپنے حبیب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو شب معراج میں انبیاء و مرسلین کا امام بنایا اور بیت المعمور میں تمام ملائکہ کا مقتدا بنایا۔

وجہ چہارم: حضرت خلیل اللہ کو قوت یقینی (عین الیقین) عطا فرمائی اور کہا اما الیک فلا حبیب کبریا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو وقت یقینی کا مقام دیا۔ **لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی المرسل** (میرے لیے اللہ کے نزدیک وہ اوقات ہیں جہاں نبی مرسل اور ملائکہ مقرب کو اجازت نہیں ہے۔)

وجہ پنجم: خلیل علیہ السلام کو آتش نمرود میں پھینکتے وقت ہوا کے درمیان حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا **ھل لک حاجتہ** (آپ کو کسی خدمت کی ضرورت ہے۔) مگر جب حبیب خدا کو وہاں لے جایا گیا جہاں

Presented by www.ziyaraat.net/

جبرائیل خود اعتراف کرتے ہیں **لود نوت انملتہ لا حترقت** (اگر ایک ذرہ اوپر گیا تو جل کر راکھ ہو جاؤں گا۔)

وجہ ششم: خلیل علیہ السلام کے لیے آتش نمرود کو برد سالم بنا دیا **یا نار کونی بردا و سلاما علی ابراہیم** (اے آگ حضرت ابراہیم کے لیے ٹھنڈی اور پر امن بن جا) دوسری طرف اپنے حبیب کی گنہگار امت کے لیے آتش دوزخ کو ٹھنڈا فرمایا۔ **جزیا مومن فلن نورک اطفا لھبی** (اے مومن گذر جاؤ۔ تمہارے نور نے تو میرے آتشیں شعلوں کو بجھا دیا ہے۔)

آتش نمرود اور آتش دوزخ:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آگ نمرود نے تیار کی تھی۔ اس میں تعجب نہیں کہ خلیل اللہ علیہ السلام کی قوت کے سامنے وہ ٹھنڈی ہو گئی۔ تعجب تو یہ ہے کہ غضب الٰہی کی آگ (جہنم(امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گنہگاروں کی آمد پر بجھی جا رہی ہے۔ آتش نمرود کو جب تک فرمان خداوندی نہ آیا کہ **یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَ سَلٰمًا** (اے آگ ٹھنڈی ہو جاؤ) اس وقت ٹھنڈی نہ ہوئی۔ مگر یہاں امت کے گنہگار قدم رکھتے ہیں تو کسی حکم کے بغیر آتش دوزخ بجھی جاتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں **ان المومنین اذا وضع قلمہ علی الصراط یخمد النار تحت قلمیتہ کما یجمد الا ھالتہ علی الطبق** (جب مومن پل صراط پر قدم رکھے گا تو اس کے قدموں کے نیچے آگ اس طرح بجھ جائے گا جس طرح سردیوں میں طبق پر چربی یخ بستہ ہو جاتی ہے۔)

وجہ ہفتم: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نگاہ آفتاب' ماہتاب اور ستاروں پر پڑی **فلما جن علیہ الیل را کوکبا** مگر ہمارے آقا و مولیٰ شب معراج کو آفتاب ماہتاب اور ستاروں کو اپنے قدموں سے روندتے گئے۔ **و ھو بالافق الا علی**

وجہ ہشتم: خلیل اللہ علیہ السلام دوست کے واسطے سے پہنچے۔ **و کنلک نری ابراہیم ملکوت السموات و الارض** اور اس طرح ہم نے حضرت ابراہیم کو آسمان و زمین کی سلطنتیں دکھائیں' مگر اپنے حبیب کو بلا واسطہ مقام قربت دیا **دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی**

وجہ نہم: حضرت خلیل علیہ السلام نے درخواست کی **لا تخزنی یوم القیمتہ** مگر حبیب خدا کو بغیر التجا کے فرما دیا **یوم لا یخزی اللہ النبی**

وجہ دہم: جب خلیل اللہ عاجز آ گئے تو آپ نے کہا **حسبی اللہ** لیکن جب حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رک گئے تو خود فرمایا **حسبک اللہ**

وجہ یازدہم: حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے کہا۔ میں اپنے رب کے پاس جا رہا ہوں۔ **انی ذاھب الی ربی سیھدین** میں اپنے رب کی طرف جا رہا ہوں۔ مگر اپنے حبیب پاک کو خود بلایا گیا **سبحان الذی اسری بعبدہ**

وجہ دوازدہم: خلیل اللہ علیہ السلام نے ہدایت چاہی **سیھدین** مگر حبیب خدا کو بلا درخواست ہدایت دی **و یھدیک صراطا مستقیم**

وجہ سیزدہم: خلیل اللہ علیہ السلام نے بارگاہ رب العزت میں التجا کی۔ یا الٰہی۔ یا الٰہی اپنے بندوں کو حکم دیں کہ مجھے اچھے الفاظ میں یاد کریں۔ **و اجعل لی لسان صدق فی الاخرین** مگر اپنے پیارے حبیب کو بتایا ابھی آپ اس ظاہری دنیا میں تشریف نہیں لائے تھے کہ ہم نے آپ کا ذکر بلند کر دیا **و رفعنا لک ذکرک** (ہم نے آپ کا ذکر بلند کر دیا)

وجہ چہاردہم: خلیل اللہ علیہ السلام کو ملکوت کی سیر کرائی گئی تو آپ نے گنہگاروں کی ہلاکت کی درخواست کی۔ **اللھم اھلکھم** (اے اللہ انہیں ہلاک کر دے) مگر حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شب معراج کو مقام محمود پر بھی گنہگاروں کی مغفرت اور بخشش کی التجا کی:۔ **و اعف عنا و اغفرلنا و ارحمنا** (اے اللہ معاف فرما اور اپنی رحمت نازل فرما)

وجہ پانزدہم: حضرت خلیل حج کعبہ اور بیابان میں منادی (اعلان کنندہ) تھے۔ **و اذن فی الناس بالحج** مگر حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایمان۔ احسان اور عرفان کے منادی (ترجمان) تھے۔ **ربنا اننا سمعنا منادیا ینادی للایمان**

وجہ شانزدہم: خلیل اللہ علیہ السلام نے فرمایا مجھے مطیع اور تابعدار انسانوں کی خدمت ملے **فمن تبعنی فانہ منی** (جو میری اتباع کرے گا وہ میرا ہو گا) مگر حبیب خدا نے کہا میں گناہگار کو اپنے نزدیک لانا چاہتا ہوں۔ **شفاعتی لا ھل الکبائر من امتی** (میری شفاعت امت کے سیاہ کاروں اور گنہگاروں کے لیے وقف ہے)

وجہ ہفدہم: خلیل اللہ کو خشمگیں خطاب سے پکارا گیا **اولم تو من** مگر حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا گیا **امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ و المومنون**

وجہ ہژدہم: حضرت خلیل علیہ السلام نے فرمایا مجھے ساری دنیا میں سے صرف اللہ ہی کافی ہے **فانھم عدولی الا رب العالمین** (یہ لوگ میرے دشمن ہیں صرف اللہ ہی میرا دوست ہے۔) مگر حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا مجھے ساری مخلوق میں سے میرا حبیب ہی پیارا ہے۔ **لولاک لما خلقت الا فلاک**

وجہ نوزدہم: حضور خلیل اللہ علیہ السلام نے اپنے بیٹے اسمٰعیل علیہ السلام کے لیے ایک دنبہ ذبح کیا۔ **و فدینہ بذبح عظیم** ہم نے اسے ذبح عظیم کا فدیہ مقرر کیا مگر اپنے حبیب کے والد مکرم کے لیے باوجودیکہ وہ

سبیل سکینہ سلام اللہ علیہا

Presented by www.ziyaraat.net/

نبی نہ تھے ایک سو اونٹ فدیہ دیا گیا۔

وجہ بستم: قیامت کے دن حضور کی امت کے ہر ایک شخص کو یہودی اور عیسائی لوگ تسلیم کریں گے اور کہیں گے **ھذا فداک من النار** جو دوست اپنے خلیل اپنے بیٹے کے لیے دنیا میں دنبہ بھیج سکتا ہے وہ اپنے محبوب کے بارگاہ کی آستان پر بیٹھنے والے فقیروں کے لیے کس طرح آتش دوزخ کو اجازت دے سکتا ہے کہ انہیں آزار پہنچائے۔

نار نمرودے بر ابراہیم گرشد گلستان	آتش دوزخ برین امت گلستان ساختہ
نیست کس زین امت الا حق تعالی بمراد	قسم آتش رافدائے آن جمهوداں ساختہ
بہر فرزند خلیل ارگو سفند آمد فدا	بہرایں امت فدا را نوع انسان ساختہ

افضلیت بر حضرت یوسف

ہم حضرت یوسف علیہ السلام کے سات مقامات بیان کرتے ہیں جن میں سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت نمایاں ہوتی ہے۔

مقام اول: حضرت یوسف علیہ السلام کو تعبیر خواب اور تاویل احادیث کا مقام حاصل تھا۔ **و یعلمک من تاویل الاحادیث** مگر حضور کے غلاموں کو تحصیل موارث اور تفسیر کتاب کا علم عنایت فرمایا۔ **ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا**

مقام دوم: حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر کی سلطنت کا تخت بخت عطا فرمایا **و کذلک مکنا لیوسف فی الارض یتبوا منها حیث یشاء** مگر اپنے حبیب کی امت کے گنہگاروں اور غلاموں کو قیامت کے دن جنت کے تخت اور بخت کا مالک بنا دیا جائے **اذا رایت ثم رایت نعیما و ملکا کبیرا**

مقام سوم: حضرت یوسف علیہ السلام کو وہ حسن و جمال عطا فرمایا کہ مصر کی عورتیں اس حسن و جمال کی تاب نہ لاتے ہوئے اپنی نازک انگلیاں کاٹتی گئیں۔ **و قطعن ایدیھن و قلن حاش للہ ما ھذا بشرا** (انہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ دیئے اور کہنے لگیں حاش للہ کیا یہ بشر ہے) مگر ہمارے خواجہ و آقا کو وہ کمال حاصل ہے کہ آپ کا نام سن کر ساکنان سومنات نے وہ زنار کاٹ ڈالے اور چار دانگ عالم سے لوگ دامن اسلام میں آنے لگے۔ اسی مقام کو بیان کرتے ہوئے مولانا احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ نے حدائق بخشش میں جمال یوسفی اور عشق مصطفوی کا کیا خوب موازنہ کیا ہے۔

حسن یوسف پر کٹیں مصر میں انگشت زنان	سر کٹاتے ہیں ترے نام پر مردان عرب

حضرت یوسف کے حسن پر مصر کی مہذب عورتیں انگلیاں کاٹ رہی ہیں مگر حضور کے نام پر عرب کے جاہل

مرد سر کٹانے پر فخر محسوس کرتے ہیں۔ حضرت یوسف کے حسن و جمال کی تابانیاں مصر جیسے عظیم شہر کی مہذب عورتیں اپنی انگلیاں کاٹ لیتی ہیں مگر حضور کے حسن پر نہیں صرف نام پر عرب کے سخت جان مرد جنگ بدر و احد میں جان قربان کرنے سے دریغ نہیں کرتے۔

مقام چہارم: حضرت یوسف علیہ السلام کو خزانوں کی چابیاں عنایت فرما دیں۔ **و اجعلنی علی خزائن الارض** مگر آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی رحمت اور مغفرت کے خزانوں کا مالک بنا دیا۔ **وَ مَا اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ**

مقام پنجم: حضرت یوسف علیہ السلام کے اقتدار کے زمانے میں حضرت بنیامین کے غلے میں سونے کا پیمانہ رکھ دیا۔ **قالو انفقد صواع الملک** لیکن سرکار دو عالم کے زمانہ رسالت میں نور یقین کی دولت سے حضور کے ملازموں اور غلاموں کے سینے معمور کر دیئے گئے۔ **افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ**

مقام ششم: حضرت یوسف علیہ السلام کو حسن بھی دیا اور اس کی قیمت تھی۔ چنانچہ مصر کے قحط زدہ لوگ جمال یوسفی کو دیکھتے تھے ان کی بھوک مر جاتی مگر ہمارے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لوائے حمد ہو گا۔ عرصات قیامت آفت زدگان روز گار اس لوائے حمد پر ایک نگاہ ڈالیں گے تو ان کی ساری مصیبتیں اور تکلیفیں کافور ہو جائیں گی۔

مقام ہفتم: حضرت یوسف علیہ السلام مصر اور حوالی مصر کے تمام باشندوں پر حکمران تھے۔ چنانچہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام کی ملاقات کا دن آیا اور ہجر و فراق کا زمانہ ختم ہوا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والد مکرم کو تخت پر بٹھایا **و رفع ابویہ علی العرش** مصر کی ساری آبادی کو طلب کیا گیا۔ تمام حاضرین نے حضرت یوسف علیہ السلام کی حکومت ملکیت اور اختیارات کا اعتراف کیا۔ چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والد مکرم کے سامنے ہی اس خوشی میں آزاد کر دیا اور انہیں نعمتوں سے مالا مال کر دیا۔ قیامت کے دن تمام مومن عرصہ قیامت میں جمع ہوں گے اور **ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم و اموالھم** دربار خداوندی میں تمام گناہگاروں کو لایا جائے گا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں تخت شفاعت اور مقام قربت پر جلوہ فرما ہوں گے۔ سرکار دو عالم رحمت دو جہاں کی نگاہ تباہ حال۔ سیاہ کار اور گناہگاروں کے غبار آلود اور پریشان چہروں پر پڑے گی اللہ تعالیٰ اعلان فرمائے گا۔ اے گناہگار بندو! اور خطا کار انسانو! آج تمہیں اپنے محبوب کی نگاہ رحمت اور دیدار پر انوار کے بدلے بخش دیا ہے۔ تمام آزاد ہو اور جنت کی بشارت سن لو۔ تمہیں جنت میں درجات دیے جائیں اور میرے دیدار کی نعمت بھی عطا ہو گی۔

اے رونق دو عالم از ملت محمدؐ	وے افتخار عالم از دولت محمدؐ
ایمن شدند دلہا از ہیبت محمدؐ	چوں صرف رحمت آمد بر نوبت محمدؐ
دربارگاہ سدرہ روح الامین نداند	سرے کہ ہست حق را با حضرت محمدؐ

Presented by www.ziyaraat.net/

در روز عرض اکبر بنی کہ امتانش — آزاد گشتہ ز آتش از برکت محمدؐ
مردم ہمہ گریزاں فرد از دوزخ اما — دوزخ شود گریزاں از امت محمدؐ

اے نقش تند سرکش درکش مے محبت
تا روز حشر نوشی از شربت محمد

افضلیت بر حضرت موسیٰ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درجات کے پیش نظر ہم بیس وجوہات بیان کر رہے ہیں جن میں سرکار دو عالم عظیم المرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امتیازی خصوصیات واضح ہوتی ہیں۔

وجہ اول: حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مقام کلیمی عطا ہوا ہے۔ **و کلم اللہ موسی تکلیما** حضور کو حریم قربت میں جگہ دی **فاوحی الی عبدہ ما اوحی**

وجہ دوم: حضرت موسی علیہ السلام کو عصا دیا گیا جس سے ہزاروں جادوگروں کے شعبدے نیست و نابود ہو گئے **تلقف ما یا فکون** حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شفاعت کا مقام دیا جس سے کروڑوں گنہگار نجات پا گئے۔ **شفاعتی لاھل الکبائر من امتی**

وجہ سوم: حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ید بیضا عطا کیا **و اضمم یدک الی حاجک مخرج بیضاء من غیر سوء** حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دین بیضا دیا **اتیتکم الملتہ الحنیفتہ السمحتہ السلھتہ البیضا** حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بیضا نے قصر فرعون کے گرد و نواح کو روشن کیا تھا مگر دین بیضا نے قصر حضرت الٰہی کو منور فرما دیا۔ **افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ**

وجہ چہارم: حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کی قیادت دی گئی مگر ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام رساں جبرائیل غاشیہ بردار۔ اسرافیل اور دوست رب جلیل تھا۔

وجہ پنجم: حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی مرضی سے کوہ طور پر آئے۔ **و لما جاء موسی لمیقاتنا** (جب حضرت موسیٰ علیہ السلام آئے) مگر ہمارے آقا و مولیٰ کو خود رب العالمین نے بلایا۔ **سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا**

وجہ ششم: حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر لے جا کر کلام اللہ سنایا۔ **کلم اللہ موسی تکلیما** (حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کھل کر کلام کی) ہمارے آقا کرسی نور پر جلوہ فرما ہو کر آئے۔ **دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی**

وجہ ہفتم: حضرت موسیٰ علیہ السلام کو چالیس دن اور رات کھانے پینے کو کچھ نہ دیا۔ پھر جا کر دولت کلام نصیب ہوئی۔ **و اذ و اعدنا موسی اربعین لیلتہ** ہمارے آقا و مولیٰ کو ایک رات میں خوان قدس پر دعوت

دی گئی۔ آب و نان دیا گیا اور دولت وصل سے مشرف فرما دیا گیا۔ **ابیت عند ربی و ھو یطعمنی و یسقینی** میں نے اپنے رب کے پاس رات گذاری وہ مجھے کھلاتا بھی ہے اور پلاتا بھی۔

وجہ ہشتم: حضرت موسیٰ علیہ السلام پر مقام انتظار میں چالیس دن روزے سے رہتے اور چالیس راتیں بیدار رہ کر عبادت خداوندی میں مشغول ہوتے اور پھر جا کر وادی ایمن میں شرف گفتگو ملتا۔ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بستر پر آرام فرما ہو گئے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام براق لائے۔ آنکھ جھپکنے سے پہلے اس بلند مقام پر پہنچ گئے کہ انسان کا وہم و گمان بھی وہاں نہ پہنچتا۔

وجہ نہم: جب حضرت موسیٰ علیہ السلام مصروف گفتگو ہوتے تو اظہار انبساط فرماتے اور کہا کرتے **ارنی انظر الیک** تو خطاب آیا **انظر الی الجبل** یہ اشارہ آپ کے قدموں کی طرف ہوتا۔ ابلیس لعین حضرت موسیٰ کے قدموں سے سر اٹھاتا۔ مگرے ہمارے آقا و مولیٰ کا قدم وہاں پڑتا جہاں جبرائیل کہہ اٹھتے **لود نوت نملتہ لا حترقت** (اگر ایک ذرہ اوپر اٹھا تو میرے پر جل جائیں گے)

وجہ دھم: حضرت موسیٰ علیہ السلام وادی مقدس میں پہنچے تو حکم ہوا کہ جوتے اتار لیں۔ **فاخلع نعلیک** (اپنے جوتے اتار لو) ہمارے رسول جب عرشِ معلیٰ کے فرش پاک پر تشریف فرما ہوئے تو حکم ہوا **یا محمد لا تخلع نعلیک** (یا رسول اللہ! آپ جوتے نہ اتاریں)

وجہ یاز دھم: جب حضرت موسیٰ مقام قرب پر پہنچے تو حضرت موسیٰ کی تعریف کی گئی۔ **فقربنا نجیا** جب ہمارے آقا و مولیٰ مقام قرب پر گئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنی تعریف فرمائی **سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا** یہ دلیل صفات موسوی میں بقائے موسیٰ کی ہے مگر وہ صفت فنائے محمدیہ کی ہے ذات احدیت میں۔ **جل و علا**

وجہ دو از دھم: حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کے نام سے یاد کیا گیا **جاء موسی** مگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کرامت سے یاد فرمایا۔ **بعبدہ لیلا**

وجہ سیز دھم: حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آنے والا کہا مگر حضور کو بلایا گیا تو کہا آنا اپنی مرضی سے ہوتا ہے اور بلایا جانا میزبان کی خواہش پر ہوتا ہے۔ آنے والا شرف ملاقات سے مشرف ہو یا محروم رہے مگر جسے خود بلایا جاتا ہے اسے ضرور شرف زیارت بخشا جاتا ہے۔

وجہ چہار دھم: جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کی تجلی کو پہاڑ پر دیکھا اپنی صفت سے علیحدہ ہو گئے۔ **و خر موسی صعقا** مگر سرکار دو عالم نے تمام انبیاء کے مقامات پر ملکوت کے عجائبات کو دیکھا بلکہ آپ کی نگاہ نے جمال جلال حق تعالیٰ کا بھی مشاہدہ کیا اور اپنی جگہ سے نہ ہلے۔ یہ بات بھی حضرت موسیٰ کے بقا کی دلیل ہے جو اپنی صفت کے ساتھ باقی ہے۔ لیکن حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بقا اللہ کی بقا کے ساتھ ہے۔

وجہ پانزدھم: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیدار الٰہی کی تمنا کی **رب ارنی انظر الیک** مگر دیدار الٰہی نہ ملا

Presented by www.ziyaraat.net/

بلکہ فرمایا گیا لن ترانی تم نہیں دیکھ سکتے مگر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آنکھیں بند کیں تو دیدار الٰہی نصیب تھا۔ مازاغ البصر و ماطغی بغیر تقاضا کے مشاہدہ ذات ہو گیا۔
الم تر الی ربک

وجہ شانز دھم: حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کرامت دی گئی جس کی وجہ سے آپ کی قوم نے دریا عبور کر لیا اور ان کا دامن تر نہ ہوا۔ اذا فرقنا بکم البحر ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قیامت کے دن وہ رتبہ دیا جائے گا کہ آپ کی امت دوزخ کے پل پر سے گزرے گی تو ان کا تر دامن خشک بھی نہ ہونے پائے گا۔

وجہ ہفدھم: روایات صحیحہ میں آیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے صرف دو بار دست دعا دراز کیا مگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو وہ سعادت نصیب ہے کہ وہ بارگاہ خداوندی میں ہر روز پنج بار دست دعا دراز کر سکتے ہیں۔ المصلی یناجی ربہ

وجہ ہژدھم: حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپ کی قوم کے لیے من و سلویٰ اتارا گیا و انزلنا علیکم المن و السلوی مگر سرکار دو عالم اور آپ کی امت کے لیے دولت سکینہ اتاری گئی هو الذی انزل السکینته فی قلوب المومنین

وجہ نوز دھم: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خاطر ایک حقیر پتھر سے بارہ چشمے جاری کیے۔ فانفجرت منہ اثنتا عشرۃ عینا مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے آپ کی پانچ انگلیوں سے ہزاروں چشمے جاری فرما دیے۔ انفجر الماء من بین اصابعہ یہ تعجب کی کوئی بات نہیں کہ پتھر سے چشمہ ابل پڑے۔ تعجب تو یہ ہے۔ گوشت و پوست۔ خون رگ و پے سے صاف اور شفاف چشمے جاری ہوں گے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

وجہ بستم: حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم سے چالیس دن کے لیے جدا رہے۔ جب واپس آئے تو ان کی قوم گئو سالہ پرستی میں مصروف تھی۔ سرکار دو عالم کو حیات ظاہری سے گئے نو سو سال (مولف کی زندگی کے وقت) گذر گئے مگر آج دن اسلام سے وابستگی اور لوائے الحمد سے شیفتگی اور امت محمدیہ میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ و الحمد للہ رب العالمین

افضلیت بر حضرت داؤد

حضرت داؤد علیہ السلام پر فضیلت کے دو نکات پیش کیے جاتے ہیں۔

نکتہ اول: حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاتھ میں لوہا موم ہو جایا کرتا تھا۔ والنالہ الحدید مگر حضور کے ہاتھ میں لوہے سے زیادہ سخت دل نرم ہوتے چلے گئے۔ فھی کا الحجارۃ او اشد قوۃ یہی پتھر دل موم سے بھی نرم ہو گئے۔ فبما رحمتہ من اللہ لنت لھم

نکتہ دوم: حضرت داؤد علیہ السلام کو نغمہ اور لحن شیریں دیا۔ پرندے اڑتے دم بخود ہو جاتے۔ پانی کی مسحور ہو جاتیں، وحوش و طیور بیابانوں میں آپ کی نغمہ سرائی کے سامنے دم بخود رہتے، بلند و بالا پہاڑ اور لق و دق صحرا آپ کے نغمہ سے متاثر ہوتے۔ یا جبال اوبی معہ و الطیر مگر اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا و مولیٰ کو وہ آواز ترجمان عنایت فرمائی کہ ابھی اس دنیائے خاکی کا نام و نشان نہ تھا۔ حتیٰ کہ حضرت آدم علیہ السلام کا وجود بھی نہیں بنا تھا کہ آپ کی سلطنت کا نقارہ بج رہا تھا۔ آپ کی عظمت و احترام کے جھنڈے بلند تھے اور عرش معلیٰ کی بلندیاں آپ کے ذکر کے سامنے جھکی جاتی تھیں۔ اول ما خلق اللہ نوری جہالت کے تمام خس و خاشاک اور ضلالت کی تمام سیاہیاں آپ کے قدوم میمنت لزوم سے چھٹتی گئیں۔

افضلیت بر حضرت سلیمان

ہم حضرت سلیمان علیہ السلام پر ان دس خصوصیات اور امتیازات کا ذکر کرتے ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فضیلت کے اعتبار سے میسر تھیں۔

(۱) اگرچہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے ہوا مسخر کر دی گئی تھی ولسلیمان الریح غدو ھا شھر و رواحھا شھر مگر حضور آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے تمام ملاءکہ کو مسخر کر دیا گیا تھا۔ یمددکم ربکم الاف من الملائکتہ مسومین

(۲) حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت ایک دن میں ایک ماہ کا سفر کر لیا کرتا تھا غدو شھر و رواحھا شھر۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ تخت دیا گیا جسے فرشتے اٹھاتے اور وہ طرفتہ العین فرش سے عرش تک سیر کرتا۔ فکان قاب قوسین او ادنی

(۳) حضرت سلیمان علیہ السلام پر پرندے سایہ کرتے تھے مگر ہمارے آقا و مولیٰ پر رحمت خداوندی کا سایہ ہوتا تھا الم تر الی ربک کیف مد الظل یا یوں کہیے کہ حضور نے اپنے غلاموں کو اس سایہ میں جگہ عنایت کی سبعتہ یظلمھم اللہ یوم القیامتہ یوم لا ظل الا ظلتہ الحدیث

(۴) حضرت سلیمان علیہ السلام کو تمام روئے زمین کی بادشاہی عنایت فرمائی۔ رب ھب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مملکت عقبیٰ عنایت کی جو آپ کے سایہ لوائے الحمد میں ہو گی۔ لوائے الحمد بیدی

سبیل سکینہ سلام اللہ علیہا

Presented by www.ziyaraat.net/

(۵) حضرت سلیمان علیہ السلام کے جن اور انس زیر نگین اور زیر فرمان بنا دیے تھے۔ ہمارے حضور کے لیے ملائکہ مقربین زیر فرمان کر دیے گئے۔

(۶) حضرت سلیمان کو عارضاً" دنیا کی بادشاہت عنایت کی گئی مگر خواجہ دو عالم کے ایک ادنیٰ سے غلام کو جنت کی دائمی سلطنت عطا فرما دی گئی۔ **اذا رات ثم رات نعیما و ملکا کبیرا**

(۷) حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے ایک بار آفتاب کو لوٹا دیا۔ مگر حضور کے غلاموں میں سے ایک حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے آفتاب کو لوٹا دیا۔ یہ واقعہ ایک دوسرے مقام پر تفصیل سے بیان کیا جائے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ ہر سال امت محمدیہ کے لیے وہ دن پلٹتا ہے جس میں وقوف عرفات اور روز عرفہ کے مناسک ادا کیے جاتے ہیں۔

(۸) حضرت سلیمان علیہ السلام کو انگشتری دی جس سے وہ تمام دنیا پر حکمرانی فرماتے۔ مگر ہمارے آقا کو نبوت کی انگشتری عنایت فرمائی۔

(۹) حضرت سلیمان علیہ السلام کو کرسی دی جس میں شیطان یا دیو داخل ہوں گے **و القینا علی کرسیہ جسدا** ہمارے آقا و مولیٰ کو آیتہ الکرسی عنایت فرمائی جس سے شیطان اور دیو بھاگ جاتے۔ **استخر جنت اىته الكرسی من کنوز تحت العرش**

(۱۰) حضرت سلیمان کی خدمت میں پرندے گفتگو کرتے تھے۔ حضور کی بارگاہ میں سوسمار، ہرن، اونٹ اور وحوش اپنی شکایات بیان کرتے۔

افضلیت بر حضرت عیسیٰ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سات درجات میں خصوصیت اور فضیلت عطا فرمائی گئی۔

خصوصیت اول: حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان چہارم پر تشریف لے گئے۔ **بل رفعہ اللہ الیہ** مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عرش اعلیٰ سے بھی اوپر لے جایا گیا۔ **الرفیق الا علیٰ**

خصوصیت دوم: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے باپ کے بغیر پیدا فرمایا۔ **ان مثل عیسی عند اللہ کمثل اٰدم** ادھر نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلا واسطہ غیرے نور خداوندی سے پیدا فرمایا۔ **انا من اللہ**

خصوصیت سوم: حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے دم سے زندہ کر دیا کرتے تھے۔ **و احی الموتی باذن اللہ** ہمارے آقا و مولیٰ نے ہزاروں مردہ دلوں کو زندگی بخشی اور مردہ جانوں کو اپنے دم سے زندہ کر دیا **او من**

کان میتا و احیینہ

خصوصیت چہارم: حضرت عیسیٰ علیہ السلام پانی پر چل سکتے تھے جب حضور علیہ السلام ہوا میں سیر کرتے تھے۔

خصوصیت پنجم: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے آسمان سے مائدہ نازل ہوتا تھا اور اس میں کئی قسم کے کھانے ہوتے تھے۔ **ربنا انزل علینا مائدۃ من السماء** ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے قرآن کی شکل میں مائدہ آیا۔ جس میں اولین و آخرین کے لیے روحانی غذا تھی۔ **ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین**

خصوصیت ششم: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مائدہ میں ان کی قوم کی تباہی کا باعث بنا فانی اعذبہ عذا با لا اعذبہ احد من العالمین مگر حضور پر مائدہ قیامت تک رحمت عالمیان ثابت **و ننزل من القران ما هو شفاء و رحمتہ للعالمین**

خصوصیت ہفتم: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہمارے آقا و مولیٰ کی شریعت کی اتباع لازمی ہے جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت کا اتباع کرنے کے پابند نہیں ہیں۔ **و لو کان موسیٰ و عیسیٰ حین لما معھما الا اتباعی**

اے زوم زندگی جسم تو جان ہمہ   خلق ہمہ گوہر ند سنگ تو کان ہمہ
از ظلمات عدم راہ کہ بردے برون   گر شدے شمع تو نور روان ہمہ
بر ورق کاف و نون از سر کلکت چکید   ہرچہ ز آیات لطف بود بشان ہمہ
تیغ ید اللہ توئی با گہرا اقلوا   زانکہ ترا برکشید حق زمیان ہمہ
بر سپرمہ نزد جز تو کسے نیز آنکہ   نیست زنون و قلم تیر و کمان ہمہ
ماؤ گناہ چو کوہ ہردم و غم کہ ہست   برکف نازکت بار گران ہمہ
طرفہ کہ چوں آفتاب سایہ نداری و ہست   در تف خورشید حشر از تو مان ہمہ
گرچہ بخوانی بلطف درجہ برانی .بقہر
ماہمہ ز آن توئیم اے تو ازان ہمہ

(معارج النبوت جلد ا ص ۲۴۹ لاہور)

حضرت نوح نجی اللہ پر سرکار دو جہاںؐ کی فضیلت

یہ بات سب سے پہلے ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے نبوت کی نعمت کو جسے بھی عطا فرمایا سے سید

Presented by www.ziyaraat.net/

عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مایدہ رحمت سے ہی ایک لقمہ دیا۔ رسالت کی نقدی جسے بھی ملی سرور عالم کے خزانہ رحمت سے ملی۔ اس دعویٰ کی دلیل ہم یوں بیان کریں گے **و ما ارسلنٰک الا رحمتہ للعالمین** کا تاج سر پر ہے **ادم و من دونہ تحت لوائی** کا اعلان فرمایا جا رہا ہے۔ اے درویش! خواجہ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور نبوت حضرت نوح نجی اللہ علیہ السلام کے منہ سے روشن ہوا جس سے تمام جہاں کے کفر کا خاتمہ ہوگیا اور شرک کائنات ارضی سے ہٹ گیا **رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا** ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کائنات ارضی کو جنابت کی نجاست سے پلید کر دیا تھا۔ عالم خاکی غلیظ ہوگیا تھا۔ بیت المعمور کو زمین سے اٹھا لیا گیا کیونکہ جب اجتماعی طور پر کوئی قوم نجاست اور خباثت میں مبتلا ہو جائے تو مساجد میں ان کا داخلہ بند ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام نے ساری سرزمین کو غسل دلوایا۔ گویا آدم ثانی (نوح علیہ السلام) نے اس کائنات ارضی کو غلاظت سے پاک کر دیا۔ جب ہمارے آقا و مولیٰ کا زمانہ آیا تو آپ ﷺ کے قدم کی طہارت کی برکت سے زمین کا میدان تمام قسم کی نجاست کی آلودگیوں سے پاک و صاف ہوتا گیا حتیٰ کہ **جعلت لی الارض مسجدا** (میرے لیے ساری زمین کو مسجد بنا دیا گیا ہے) کا اعلان کیا گیا۔ یہ اعلان چار دانگ عالم میں کر دیا گیا۔ آپ کا دست حق پرست اس خاکدان ارض پر آیا تو زمین پانی کی ولی عہد بن گئی **و شرابھا طھورا** جب آپ کا قدم مبارک فرش پر پڑا تو زمین کعبہ کی خلیفہ قرار دے دی گئی۔ **فاینما تولو فثم وجہ اللہ** جب آپ کے دست پاک نے مٹی کی مٹھی اٹھائی تو خاک پانی کی نائب بن گئی۔ **فان لم تجدوا ماء فتیمموا صعیدا طیبا** سبحان اللہ! حضورؐ نے اپنا دست مبارک زمین پر رکھا۔ **و ما رمیت اذ رمیت و لکن اللہ رمی** ابوجہل کی آنکھیں اسی وجہ سے اندھی ہو گئی تھیں۔

کلمہ طیبہ کی روشنی میں حضرت نوح علیہ السلام پر فضیلت مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اے درویش! تم نے حضرت نوح علیہ السلام کو عطا کردہ نعمتوں کا ذکر گذشتہ صفحات میں پڑھا۔ طوفان نوح کے واقعات۔ کشتی نوح کی سلامتی کا ذکر بھی نظر سے گذرا ہو گا۔ اب خواجہ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعمتوں کا ذکر بھی ضروری ہے۔ اب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کشتی اور طوفان کا واقعہ سننا چاہیے۔ یہ کلمہ طیبہ **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** کشتی اعظم ہے' یہ خوبصورت الفاظ جو نہایت ترتیب سے مربوط ہیں کشتی نوح کے تختوں سے کہیں زیادہ مضبوط ہیں۔ یہ تختے تو عقل و خرد نے ترتیب دیے ہیں اس کلمہ کا جاہ وجلال اس کا بادبان ہے اور کائنات ارضی کی فضاؤں اور ہواؤں میں لہراتا جا رہا ہے۔ و

جرین بھم بریح طیبتہ یہ کشتی نہایت سلامتی سے آسمان کی بلند و بالا موجوں سے گذرتی گئی **و ھی تجری بھم فی موج کالجبال** اس کشتی کا ملاح **بسم اللہ** ہے جو کشتی کے آگے آگے **بسم اللہ مجرھا و مرسھا و مرسھا** پڑھتا جاتا ہے۔ **محمد رسول اللہ** اس کشتی کے پیچھے اپنی زبان معجزہ بیان فرماتے جاتے ہیں۔ **قولوا قولا سدیدا** مگر کلمہ طیبہ کی کشتی کی قرار گاہ تو کوہ جودی کی چوٹی تھی **و استوت علی الجودی** مگر کلمہ طیبہ کی کشتی کی قرار گاہ بارگاہ کبریا ہے۔ **الیہ یصعد الکلم الطیب** نوح علیہ السلام کے زمانہ میں سارا جہان ڈوب گیا تھا اور بحر ظلمات کی موجوں کی نذر ہو گیا تھا۔ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی سلامتی کا سفینہ تھی جو چند جانوں کو بچا سکی۔ طوفان نوح نے دوزخ کا ایک دروازہ کھول دیا تھا تاکہ طوفان نوح میں جو بھی غرق ہو کر مرے سیدھا جہنم میں چلا جائے۔ قہر قضا نے اس سیاہ پانی کو اس قدر شدید بنا دیا تھا کہ دوزخ کی آگ سے جا ٹکراتا تھا۔ **اغرقوا فادخلوا نارا** اب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دور آیا۔ اس زمانہ میں لاکھوں انسان طوفان جہنم کی زد میں تھے اور آب آتشیں میں ہلاک ہونے ہی والے تھے۔ لطف خداوندی اور رحمت ایزدی نے **لا الہ الا اللہ** کی کشتی کو ان پاکیزہ حرفوں کے تختے سے ترتیب دے کر ہزاروں لوگوں کو اس طوفان کی آتشیں سے محفوظ کر لیا اور جنت کے باغ جودی میں پہنچا دیا۔ جو شخص کشتی نوح میں سوار ہوا بحر ظلمات کی موجوں سے بچ گیا اور کوہ جودی پر آگیا **یا نوح اھبط بسلما منا و برکات** لیکن **لا الہ الا اللہ** کی کشتی پر جو بھی سوار ہوا طوفان جہنم سے بچ گیا اور عافیت کے باغ میں پہنچ گیا **ادخلوا فی السلم امنین** ادھر حضرت نوح کشتی کے ملاح تھے۔ یہاں ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر ملاح ہیں۔ کشتی نوح کی وجہ سے انسانوں کی ایک مختصر سی جماعت بچ سکی۔ مگر اس کشتی میں لاکھوں انسانوں نے سلامتی کی منزل حاصل کی۔ نوح علیہ السلام نے کشتی بنائی تاکہ لوگوں کو جودی پہاڑ تک لے جائے۔ کشتی نوح پانی کی موجوں سے گذرتی رہی مگر سید الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کشتی دوزخ کے طوفان سے گذرتی رہی۔ وہاں حضرت نوح ملاح تھے ہوا کے رخ کشتی چلاتے رہے اس کشتی کا ملاح روح ہے اور اسے یاد خداوندی سے چلایا جا رہا ہے۔ طوفان سے جسے بھی نجات ملی کشتی نوح کی بدولت ملی۔ **یا نوح اھبط سلاما منا و برکات** مگر جس شخص نے طوفان آتش سے نجات حاصل کرنا چاہی **لا الہ الا اللہ** کے کلمہ کی برکت سے پائی۔ **لا الہ الا اللہ حصنی فمن دخل حصنی امن من عذابی** (کلمہ طیبہ میرا قلعہ ہے جو بھی اس قلعہ میں داخل ہوا وہ میرے عذاب سے بچ گیا۔

حضرت خلیل علیہ السلام پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت

اے درویش! دل کی آنکھیں کھولو۔ جان کا نور نمایاں کرو۔ وہ ستارہ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ

Presented by www.ziyaraat.net/

میں نمایاں ہوا تھا **فلما جن علیہ اللیل و رای کوکبا** مگر وہ ستارہ جو والد ملت ابراہیم کے زمانہ میں ظاہر ہوا تو آپ نے فرمایا **قال ھذا ربی** مگر جب سرکار دو عالم سید ابرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ آیا اور لیل و نہار کی گردشیں شروع ہوئیں تو وہ تمام ستارے روشن ہو گئے جو ہدایت کا سرچشمہ تھے۔ **بالنجم ھم یھتدون** حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد سے ڈاکو انسانوں کے پاسبان بن گئے۔ **وجدنا ھا ملئت حرسا شدیدا و شھبا** حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہی ہوئے تھے کہ آپ کی کرامت و فضیلت کی شہرت عالم ملکوت میں پھیل گئی۔ آسمان کے ستارے جھڑتے دکھائی دینے لگے زمین پر نور کی بارشیں ہونی لگیں۔ زہرہ ستارہ روپوش ہو گیا۔ افق لالہ گوں ہو گئے۔ قضا نے ماہ رعنا کا گریبان دامن تک چاک کر دیا۔ قدرت نے آپ کے فرمان کا حلقہ گوش آسمان میں ڈال دیا حضور کی آمد (میلاد) سے پہلے کائنات ارضی پر بتوں کی بادشاہی تھی۔ کلیسا کی فرماں روائی تھی۔ جب سید عالم پیدا ہوئے۔ شہاب ثاقب آسمانوں سے گرنے لگے۔ دیو (شیاطین) آسمان کے مختلف طبقوں سے بھاگنے لگے۔ **فمن یستمع الان یجد لہ شھابا رصدا** جب حضور تشریف لائے آتش کدہ فارس (قباد کے اہتمام میں چلنے والا آتش کدہ) بجھ گیا اور ایوان کسریٰ کے کنگرے زمین بوس ہو گئے۔ **انطفت نار فارس و سقطت شرفات ایوان کسری** بت پرست آپ کے دست حق پر ایمان لانے لگے۔ بادشاہوں کے پاؤں کانپنے لگے۔ آتش پرست حلقہ اسلام میں آنے لگے۔ جھوٹے معبودوں کے دل لرزنے لگے۔ آسمان سب سے بڑا کعبہ بنا ہوا تھا۔ ستارہ پرستوں نے اسے بہت بڑا بت خانہ بنا رکھا تھا مگر آسمان کا کعبہ چھوٹا بن گیا تھا جسے مشرکین مکہ نے صنم کدہ بنا رکھا تھا۔ جس رات حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شکم آمنہ سے جلوہ گر ہوئے۔ ستاروں کے بت آسمان سے گرنے لگے۔ اصنام کعبہ منہ کے بل گر گئے۔ حضور کی انگشت پاک کے ایک اشارہ سے نور نبوت کا پرتو ابھرا تو آسمان کی بلندیوں پر چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ آپ کے ایک خادم (یعنی حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ) کی مرضی کے مطابق غروب شدہ آفتاب دوبارہ لوٹ آیا تاکہ نماز عصر وقت پر ادا کر سکے۔ یہ سارے سیارے جو حضور کے غلاموں کی غلامی کر رہے ہیں۔ یہ وہی نہ تھے جنہوں نے حضرت خلیل اللہ کی راہزنی کی تھی اور آسمان کے یہ تمام ستارے جو حضور کے سامنے دست بستہ ہیں وہی نہ تھے جو پدر ملت (حضرت ابراہیم علیہ السلام) کے لیے قطاع الطریق تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان سیاروں کو **لا احب الا فلین** کے طمانچے سے جب پسپا کیا تھا تو وہ نور نبوت مصطفیٰ کے ہی زور سے تھا جو آپ کی پیشانی میں درخشاں تھا۔ جن ہاتھوں نے **فجعلھم جذا ذا** کے کلہاڑے سے تمام بتوں کو تہہ و بالا کر دیا تھا وہ تو ہمارے خواجہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور نور سے توانا تھے۔ دوسرے الفاظ میں ہم یوں بیان کر سکتے ہیں کہ اگر مشرکین نے ستر سال تک کعبتہ اللہ کو بت خانے میں تبدیل کر دیا تھا تو جونہی ان مشرکین کے منہ سے ایک بار کلمہ توحید **لا الہ الا اللہ** نکلا نور **محمد رسول اللہ** نے اپنا پرتو ڈالا۔ بت خانے کے بت اور کعبہ کے بت حضور کی ولادت

کے وقت خود بخود منہ کے بل گر پڑے۔ ستر سالہ کفر یکسر ایمان کے نور سے تبدیل ہو گیا **الاسلام یھدم ما کان قبلہ بلا الہ الا اللہ** جب تک کعبہ دل بتوں سے پاک نہیں ہوتا محمد رسول اللہ بطحائے دل میں تشریف نہیں لاتے۔

آپ نے حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کے معجزات سنے ہیں۔ اب معجزات سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر غور کریں۔ پھر غور و فکر کی نگاہ سے اپنے دل پر نظر ڈالیں۔ پھر تمہیں معلوم ہو گا کہ تمہارا آزر صفت نفس جو ستر سال تک معصیت سے بت تراشتا رہا ہے۔ کس حالت میں تھا۔ پھر تمہیں اپنی ہاماں نژاد خواہشات کا اندازہ ہو گا کہ تم کتنے سال بت پرستی میں مبتلا رہے ہو۔ ہاں۔ تھوڑا سا ٹھہرو! تاکہ نور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابراہیم کی طرح بت خانہ دل میں آئے توبہ کا تیر اور کلہاڑا ہاتھ میں لیے آزر نفسوں کے بتوں کو پاش پاش کرتا جائے۔ ستر سال سے ان خواہشات نفسانی کے بتوں کو پال رہے ہو۔ خلیل اللہ کو آنکھ جھپکنے سے انہیں درہم برہم کر دے گا۔ **التائب من الذنب لما لا ذنب لہ**

بت شکن ہمچو ابراہیم شو اگر میخواہی — کہ ترا آتش سوزندہ گلستان گردد

مگر یہ توبہ ایسی ہونی چاہیے جس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مہر نصب ہو تاکہ گناہ و معاصی دل کے گوشوں سے اس طرح دور ہوتے جائیں جس طرح بتوں کو کعبے کے پردوں سے ہٹا دیا گیا تھا۔ آج تم اپنے وجود میں نور محمدی کے فروغ کو اپنا لو تاکہ گناہوں کے بت اور زلات کے اصنام اس طرح پاش پاش ہوں جس طرح نور رسالت سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اصنام ظاہری اور بتان آذری کو پارہ پارہ کر دیا تھا۔

ان فی ھذا لبلاغا لقوم عابدین

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور حضور رسالت مآبؐ کے شمائل و فضائل

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آتش نمرود سے نجات ملی اور آتش نمرود نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے سالم ہو گئی تو مدتوں آپ اس انتظار میں رہے کہ آفتاب خلتؑ اور ماہتاب محبت کس مطلع سے طلوع ہوتا ہے۔ نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس افق سے جلوہ گر ہوتا ہے۔ چنانچہ نور کی یہ کرنیں آپ کی پیشانی سے حضرت ہاجرہ میں منتقل ہو گئیں اور حضرت اسماعیل کی جبین پاک میں جلوہ گر ہونے لگیں۔ جمال مصطفیٰ اپنی پوری برکات اور تابانیوں سے حضرت اسمٰعیل کی پیشانی سے جھلکنے لگا۔ یہی نور مبین تھا جس کی وجہ سے خلیل اللہ کا خاطر عاطر حضرت اسماعیل علیہ السلام پر نثار ہوا جاتا تھا ایک دن حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی محبت کا بخار سیدنا ابراہیم کے دماغ اطہر میں پوری شدت سے محسوس ہو رہا تھا الفت و یگانگت کے لشکر شہرستان محبت دل پر غالب آ رہے تھے۔ خواب میں جمال مصطفیٰ کی زیارت ہوئی

Presented by www.ziyaraat.net/

اور اس فرزند ارجمند کی قربانی کا عطیہ طلب کیا گیا جب خلیل علیہ السلام نے اس خواب کو اپنے بیٹے کے سامنے بیان فرمایا **انی اری فی المنام انی اذ بحک فانظر ماذای تری** (میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ تمہاری کیا رائے ہے۔) اس سعادت مند فرزند نے جواب دیا۔ **یا ابت افعل ما تو مر** آپ حکم خداوندی کی تعمیل میں جلدی کیجئے۔

جب حلقوم فرزند پر چھری کی تیز دھار رکھی گئی۔ چھری کی دھار رگ حیات اسمٰعیل کو کاٹنے ہی والی تھی۔ سید انبیاء و افضل الصلوات و اکمل التحیات کا نور مبین اسمٰعیل علیہ السلام پر جلوہ گر ہوا۔ **انا ابن الذبیحین** کا اعلان ہوا۔ **واللہ یعصمک من الناس** کا فرمان آیا **لعمرک** کا تاج سر پر رکھا گیا۔ **لو لاک** کا پٹکا کمر میں سجایا گیا۔ **انا ارسلنک** کا جھنڈا نصب کیا گیا **انا فتحنا** کا منشور نشر ہونے لگا کہ جب تک میں جبین اسمٰعیل میں جلوہ فرما ہوں چھری کسی طرح حلقوم اسمٰعیل پر اثر انداز نہیں ہو سکتی۔ نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک شعاع چھری کی تیز دھارے پر پڑی تو چھری کانپنے لگی۔ اس کی دھار کند ہو گئی اس کی پان (توانائی) جاتی رہی۔ خنجر شہہ رگ پر اثر انداز نہ ہو سکا۔ دھارا مڑ گیا۔ نشتر کی نوک مڑ گئی۔ اللہ تعالیٰ کا کرم بڑھا۔ اس قرۃ العین کے بدلے نور نظر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قربان کر دیا۔ **و فدینٰہ بذبح عظیم**

نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو مخلوق ہے۔ اس کی برکت سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے گلے میں چھری کارگر نہیں ہو سکتی تھی۔ نور خداوندی جل و علا جو غیر مخلوق ہے وہ اگر بندۂ مومن کے دل میں متمکن ہو تو آتش دوزخ کیسے اثر کر سکتی ہے۔ **افمن شرح صدرہ للاسلام فھوٗ علی نور من ربہ** بلکہ آتش دوزخ تو چلا کر کہتی ہے۔ **جرہ یا مومن فان نورک اطفا لھبی** اے مومن گذر جاؤ۔ تمہارے نور سے میری آگ ٹھنڈی ہوتی جا رہی ہے۔

حضرت یعقوب اور حضرت یوسف علیہما السلام کے فضائل

یعقوب کنعانی علیہ السلام کی آنکھوں میں بھی خواجہ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور نبوت جھلکتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے کرتے کے گریبان سے بوئے محبت حاصل ہوتی رہی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں کی روشنی نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پرتو سے ہویدا ہوئی تھی۔ **فالقوہ علی وجہ ابی یات بصیرا** ہاں یہی نور مصطفیٰ تھا جس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو تہمت خانہ زلیخا میں دامن عصمت کی نگہبانی کی اور جنسی غلاظتوں اور معصیت کی آلودگیوں سے پاک رکھا۔ **کذالک لنصرف عنہ السوء و الفحشاء**

حضرت موسیٰ بن عمران اور سید انس و جان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شمائل و فضائل

اے درویش تو نے سنا ہو گا کہ جب موسیٰ کلیم اللہ صلواۃ الجہ و سلامہ اللہ تعالیٰ کی ہم کلامی **و کلم اللہ موسی تکلیما** سے مستفیض ہوئے تو انہیں صرف کلام پر قناعت نہ ہوئی تھی۔ وہ وصل **الحبیب الی الحبیب** کی نعمت سے بہرہ اندوز ہونے کے آرزو مند تھے۔ آپ نے عرض کی **رب ارنی انظر الیک** طبیب کرم نے محسوس کیا کہ کیا حضرت موسیٰ کلام کی غذا تو ٹھیک تھی مگر اب جس غذا کا مطالبہ کر رہے ہیں وہ ان کی کمزور طبیعت کی قوت برداشت سے کہیں زیادہ ہے۔ چنانچہ طبیب فطرت نے یہ غذا دینے سے انکار فرماتے ہوئے کہا۔ **لن ترانی** (تم دیکھنے کی ہمت نہیں رکھتے) لیکن حضرت کلیم اللہ کی آتش جوع اور ذوق دید کی تسکین کیلئے فرمایا کہ اس غذا کی خوشبو کو دیکھو **ولکن انظر الی الجبل** (تم ذرا ایک نظر اس پہاڑ کی طرف اٹھاؤ) اے موسیٰ جس کی آنکھیں فرعون کو دیکھ سکتی ہیں۔ جس کی آنکھیں فرعون کی قہر آلود نگاہوں کا مقابلہ کرتی ہوں ان میں یہ تاب و تواں نہیں ہو سکتی کہ وہ دیدار خداوندی کی تاب لا سکیں۔ جس دن تم نے ماں کا دودھ پیا تھا مصریوں کا دودھ تم پر حرام کر دیا گیا تھا۔ **حرمنا علیہ المراضع** اب چونکہ تیری آنکھوں نے فرعون اور فرعونیوں کی نگاہوں سے شیر دیدار چکھا ہے۔ اس لیے ہمارا دیدار بہت مشکل ہے۔ چند روز صبر کرو تاکہ تمہاری بیمار اور کمزور آنکھیں کچھ عرصہ کے لیے **و ان منکم الا واردھا** کے احتمال خانہ میں رہ کر سرمہ ریاضت استعمال کریں۔ پھر میدان بہشت میں شراب مشاہدہ نوش کریں۔ **المشاہدات ثمرۃ المجاھدات**

دوسری طرف خواجہ کونین و رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام دنیا سے اپنی آنکھوں کو ہٹا لیا تھا۔ **مازاغ البصر و ما طغی** لطف ربوبیت نے دیدار وصال کی نعمتوں سے محظوظ فرما دیا اور فرمایا **الم تری الی ربک** حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان پاک قالب کے گہوارہ سے آنکھوں کے راستے سے جمال دوست کے مشاہدے سے پرورش پاتی رہی۔

ثم دنی فتدلی فکان قاب قوسین و ادنی حضرت شیخ عطار رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

ز خود بگذشت از جاں ہم گذر کرد — چو بیخود شد زخود در حق نظر کرد
ہے چندانکہ چشمش کاری کرد — دلش در چشم او دیدار می کرد
دراں ہیبت محمد ماند از کار
محمد از محمد گشت بے زار

یہ تو مقام مصطفیٰ ہے حضور کے غلام۔ خاکساران مصطفیٰ جنہوں نے خرمن احمدی کی خوشہ چینی کی ہے اور

Presented by www.ziyaraat.net/

اتباع رسول خدا میں زندگیاں گذار دی ہیں۔ ان میں ایک نے کہا **رای قلب ربی** میں نے بھی اس خوان مشاہدے سے چند لقمے کھائے ہیں۔ ایک اور نے کہا **لا اعبد ربا لم اراہ** میں نے بھی ساقی کے ہاتھ سے شراب باقی نوش کیا ہے۔

منم ببرم بقا کزمۓ لقائے تو مستم | تو اگر فتم و از ہرچہ غیر تست برستم
زدست ساقی بزم ازل چو بادہ کشیدم | .سنگ لاخ قدم شیشہ حدوث شکستم
چوبا حوادث امکان مرا نماند تعلق | مرا نظنہ چنان شدکہ من قدیم شد ستم
ہزار نکتہ مقصود را دلیل بگویم | اگر مقیم بمانم درین مقام کہ ہستم
درون خلوت دل جز تو کس چگو نہ در آید | کہ خود برون شدم ددر بروۓ غیر تو بستم

چودید عکس جمالت بجام بادہ میمنے
عجب مدار اگر رند و مست و بادہ پرستم

ہاں اے عزیز من۔ جب حضرت موسٰی علیہ السلام وادی ایمن میں **و خر موسی صعقا** کی گرمی سے بے ہوش ہو گئے تو انہیں ہمارے آقا و مولٰی کے نور نبوت سے ہوشیاری کا مفرح عطا ہوا تھا۔ حضرت ایوب علیہ السلام کو ہمارے ہی آقا کے دوا خانہ رسالت سے **و نزل من الرقان ما ھو شفاء و رحمتہ للمومنین** کا نور دیا گیا تھا اور پھر اسی رحمت سے جسمانی طہارت اور روحانی نفاست میسر ہوئی تھی۔ ھذا مغتسل بار دو شراب نور کی بدولت توانا ہو گیا۔ **خرا را کعانو انلب** الغرض حضرت داوٗد علیہ السلام کا زور بار جوان کی ریا کی وجہ سے کمزور ہو گیا تھا ہمارے ہی آقا کے حضرت سلیمان علیہ السلام جن کی سلطنت کی انگشتری کسی دیو کے ہاتھ لگ گئی تھی۔ ہمارے ہی آقا و مولٰی کے نور نبوت کی قوت سے واپس لینے میں کامیاب ہوئے تھے۔ **و القینا علی کرسیہ جسدا ثم انلب** حضرت یونس علیہ السلام کے لیے مچھلی کے پیٹ کی تاریکی میں صرف نور نبوت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے روشنی کی تھی۔ **لو لا انہ کان من المسبحین** حضرت عیسٰی علیہ السلام نے اپنی والدہ مکرمہ کی پاک دامنی کی ضمانت بیماروں کی شفا اور مردوں کو زندہ کرنے کا کمال **و ابری الا کمہ و الا برص و احی الموتی** بھی حضور پر نور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نور کی اعانت سے حاصل کیا تھا۔ **مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد**

حضرت عیسٰی علیہ السلام کے معجزات اور سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے فضائل

یہ بات صحیح ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے دم سے ظاہری مردے زندہ ہو جاتے تھے۔ لیکن سید عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنی نگاہ سے قلبی اور روحانی مردوں کو زندہ کر دیا۔ **فلنحیینہ حیوۃ طیبہ** تمام جہان والے مردہ تھے وہ چلتے پھرتے لاشے تھے۔ **النلس کلھم موتی** حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا سانس بارگاہ ازل کا صور اسرافیل ہے۔ اور اس نور نے **قد جاء کم من اللہ نور** کے فرمان کے ساتھ اگرچہ قبروں کے تابوت سے مردوں کو زندہ کرنے کی طرف توجہ نہیں کی جو زمین سے نکل کر افلاک کی بلندیوں تک پہنچ جائے۔ **والیہ یصعد الکلم الطیب** لیکن جب سید المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دریائے باطن کی آب حیات کی نہر کو اپنی زبان معجز لسان کے ذریعہ جو الفاظ نکالے اس زبان سے جو لفظ نکلا اس سے دل ابدی طور پر زندہ ہو گئے۔ **المومن حتی فی الدارین**

اشارۂ لطیف: یہ کان جو آواز کے لشکروں کی رصد گاہ ہے اور جو کاروان سخن کی قیام گاہ ہے دماغ کلمہ کے محمل کی بارگاہ ہے دل بادشاہ محبت کی پیش گاہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے الفاظ کے سامنے ان کی مثال بیت المقدس کی طرح ہے اور دل اسی بیت المقدس کے اسرار و الفاظ سے بنتا ہے۔ اسی بیت المقدس میں اعلیٰ الفاظ نبوی اور اسرار ازلی اس طرح پیدا ہوتے ہیں جس طرح حضرت مریم علیہا السلام نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے دم سے حضرت عیسٰی علیہ السلام کی آمد کی بشارت حاصل کر لی تھی۔ حضور پر نور کا ہر لفظ ان گوہر بار الفاظ میں سے ہے جس سے ہزار ہا مریم ہزاروں عیسٰی کو جنم دیں گی اور ایسے عیسٰی ہر لمحہ ہزاروں مردہ دلوں کو تازہ زندگی بخشتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسٰی مریم کو کلمہ کہا ہے۔ **و کلمتہ القاھا الی مریم** حضرت عیسٰی کے کلمہ نے تو چند جسمانی مردوں کو زندہ کیا مگر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کلمہ سے آج سے چودہ سو سال گذرنے کے باوجود لاکھوں روحانی مردے کافرستان کے گورستان سے اٹھتے جا رہے ہیں۔ نور بصیرت اور بصارت دیدہ و دل و جان کی دولت سے مالا مال کر دیا گیا **یخزجھم من الظلمات الی النور**

اشارۂ لطیف: اے درویش! تمہیں تعجب آتا ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام مٹی کے کھلونے بنا کر انہیں جان بخش دیا کرتے تھے اور نابینا آنکھوں کو بینائی دے دیا کرتے تھے۔ یہ مٹی کے کھلونے جام جہاں نما بن جاتے تھے۔ اب غور سے دیکھو یہ جہان والے مادر زاد اندھے تھے۔ دل و جان کی روشنی سے محروم تھے۔ **ان اللہ خلق خلقہ فی الظلمہ** حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کلام پر غور کرو۔ جنہوں نے مٹی کے ان کھلونوں کو یکجا کیا اور ان میں جان پھونک دی۔ قرآن کے الفاظ سے ان میں جان پھونک دیں دیدہ دل و جان نور ایمان سے منور کر دیں۔

نبوت کے دل کا شجرہ جنت العدن فتوت کا طوبیٰ ہے۔ وہ چھ ہزار سال پرورش پاتا رہا۔ پھر کہیں جا کر خواہ دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانہ مبارک میں اوج کمال کو پہنچا۔ **کزرع اخرج شطاہ فازرہ فاستغلظ**

Presented by www.ziyaraat.net/

فلستوی علی سوقہ وہ پسندیدہ اوصاف اور برگزیدہ نعتیں جو نبوت کی ذات اور رسالت کے وجوب میں مندرج تھیں۔ وہ سید کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود پاک میں مکمل ہوئیں۔ **بعثت لاتمم مکلارم الاخلاق** (مجھے اعلیٰ اخلاق کی تکمیل کے لیے پیدا فرمایا گیا) اللہ کی اولیں نعمت حضور کی ذات گرامی ہے اور اللہ کی آخری نعمت بعثت بھی آپ ہی کا وجود پاک ہے۔ دنیا و آخرت کو فضیلت خواجہ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل ہوئی ہے۔ جبرائیل علیہ السلام جو فرشتوں کے قاصد ہیں۔ اسی کی سلطنت کے حاشیہ بردار ہیں۔ میکائیل علیہ السلام جو آسمان کے محاسب ہیں۔ آپ ہی کی رسالت کے دیوان کے دربان ہیں۔ اسرافیل جو قیامت کے روز نوبت بجانے والے ہیں۔ آپ کی نماز کے موذن ہیں۔ عزرائیل علیہ السلام جو ارواح کے ضبط کرنے پر مامور ہیں۔ آپ کی امت کی جانوں کے وکیل ہیں۔ یہ دن کی روشنی آپ ہی کے چہرہ انور کی روشنیوں کا ادنیٰ سا پرتو ہے۔ رات کی سیاہیاں آپ کی سیاہ زلفوں کی ایک جھلک ہے۔ **والضحی** آپ کی چہرۂ انور کی قسم ہے۔ **والیل اذا سجی۔** آپ کی زلفوں کی قسم ہے جس سے رات بنتی ہے آپ کے چہرہ مبارک کی ضیاؤں سے روز عید فطر اور عید قربان عکس حاصل کرتے ہیں اور اسی پرتو کی بروقت وہ تمام سال کے دنوں میں اعلیٰ ہوئی۔ آپ کے بالوں کی سیاہی سے شب قدر اور شب برات تمام راتوں سے افضل ہیں۔ پھر ولایت مکان میں زمین آپ کے پرتو جلال سے مسجد بن گئی۔ **جعلت لی الارض مسجدا** کائنات ارض کی مٹی آپ کے قدم مبارک کی بدولت پاک طینت بن گئی **التراب طھور المسلم** حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل کا دریا جو ابر معانی سے اس قدر بھرا ہوا تھا کہ آسمان اس کے سامنے کاسۂ گدائی لے کر حاضر رہتا۔ آپ کی جان پاک معانی کے موتیوں سے اس قدر مامور تھی کہ بہشت برین دریوزہ گری کے لیے تمنا کرتی۔ جب زبان کا غوطہ خور منہ کے بحر سے گنجینہ جان **مصطفیٰ** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گوہر باہر لاتا تو رشتہ بیان سے اس قدر موتی جھڑتے کہ رضوان کا خزانہ مالا مال ہو جاتا۔ جس وقت سانس کا ملاح فیض قدس کی کشاکش سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسرار کے دریا میں غوطہ زنی کرتا حکمت دانش کے اتنے موتی ساحل دہان سے نکلتے کہ آٹھ باغوں (جنتوں) کے گنجینے ان آبدار موتیوں سے بھر جاتے۔

وہ جو تو نے سنا ہے کہ بہشت کی نہروں کے کناروں کے سنگریزے جواہر اور مروارید کے ہوں گے ان جواہر کا صدف جناب رسالت ماب کے پاکیزہ کلمات ہیں۔ وہ جواہر اور موتی جو جنت کی حوروں کے گلے کا ہار بنے ہوئے ہیں۔ حضور کے ہی معارف و لطائف کی کان سے برآمد ہوئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ آستانہ نبوت اور بارگاہ رسالت کے سامنے تمام عقلیں دریوزہ گری کی جھولیاں پھیلائے کھڑی ہیں۔ یہ گداگر آپ کے خوان احسان سے چند ٹکڑوں کی دریوزہ گری کرتے ہیں۔ تمام جانیں دست نیاز پھیلائے اسی کے مائدہ عرفان سے اپنا اپنا نوالہ اٹھاتی ہیں۔ **ذالک فضل اللہ**

ساتوں درویش آسمان اور زمین میں ذوالقرنین کی ظلمات ہیں۔ ان ظلمات میں معرفت کا چشمہ آب حیات مجمع البحرین کے درمیان ہے۔ ابد کا آب زندگانی ظلمات سے جوش مار رہا ہے۔ اور آب حیات کا یہ چشمہ اسی فوارے سے ابلتا رہتا ہے۔ خضر کی طرح عقل ان ظلمات سے پہنچ جاتی ہے تاکہ صانع حقیقی کے چشمہ معرفت پر پہنچ سکے' یہ جسم پاک کوثر ہے' روح کو حضرت الیاس کی طرح اس تاریکی خلق میں روانہ ہونا پڑے گا۔ پھر کہیں جا کر اللہ تعالیٰ کی شناخت کے فوارے تک رسائی ہو گی کیونکہ حوض و ازل کا دریا بہہ رہا ہے۔ لیکن حق تمہاری طرف ہو گا۔ تم نے خاک خیال سے میٹھے پانی کا چشمہ نہیں دیکھا کہ کس طرح آتا ہے۔ جسمانی ظلمات میں تمہیں زندگی کا آب حیات نہیں ملا۔ تمہیں کس طرح معلوم ہو کہ ساتوں آسمان و زمین معرفت کی مٹی پر کھڑے ہیں۔ دونوں جہاں اللہ تعالیٰ کی معرفت کے میٹھے پانی کے ساتھ تیرے لیے آمادہ ہیں لیکن تم اس دریائے رحمت کے کنارے پر تشنگی سے مر رہے ہو اور آب حیات کے چشمہ پر نہیں پہنچ سکے۔ ہاں تیرا بدن جو معرفت کا توانگر ہے تیری ہستی تو آب زندگانی کا سرچشمہ ہے۔ **و فی انفسکم افلا تبصرون** سبحان اللہ سے لے کر پاؤں تک آب حیات میں ڈوبے ہوئے ہو لیکن تشنگی سے مر رہے ہو۔ تیرے اندر باہر آب زندگی ہے اور تم پیاس کی شدت سے ہلاک ہو رہے ہو۔ جس طرح معین مسکین (مولف) کو اپنے حال سے واقف کر دیا۔ مگر تاسف و حسرت کو عشق و محبت کے عالم میں بھیجا ہے۔ مولف کی ذیل کی نظم ملاحظہ ہو۔

من رفیق خضرم و از آب حیواں بے خبر　　زندہ از جانم از دیدن جان بے خبر
ماہی امان عشقم غرق آب اماچہ سود　　خشک لب برسال افتادہ زعمان بے خبر
موکشانم برد ساقی از حرم تا میکدہ　　مست دیدار دیم از کفرو ایمان بے خبر
طالب دیدار با جنت و دوزخ چہ کار　　کو زدوزخ فارغ ست و زباغ رضوان بے خبر
اوست ولداز دل و جانان جانت تا بکے　　دل زد لدارست غافل جان زجاناں بے خبر
بشکن این قید حدوث از میروی سوئے قدم　　تارز واجب بے خبری گردی زا مکان بے خبر
قبض و بسطے گر تجلی جمال ست و جلال　　ہفت دوزخ غا قلند و ہشت رضوان بے خبر
ساقی باقی ترا انگاہ گیرو در کنار　　کز شراب عشقش افتی مست و حیران بے خبر
شربت دیدار ساقی مے برد تلخی مرگ　　کاندران دیدار بنی جان بر افشاں بے خبر
دوچہ تاب آرد معنی باے کز مستیش
افتد از ایک قطرہ صد موسی عمران بے خبر

الغرض۔ اگر تمہاری خواہش ہے کہ اس جہان ظلمستان میں پہنچ سکو تو یاد رکھو کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کے بغیر کوئی روشنی اس سرچشمہ تک پہنچانے کے قابل نہیں۔ حضور رسول

Presented by www.ziyaraat.net/

الثقلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فروغ و ضیا کے بغیر کچھ بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ ہر بات جو خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منہ سے نکلتی ہے وہ گوہر شب چراغ ہوتی ہے۔ اسی گوہر کی روشنی ازل سے ابد تک کی تمام وسعتیں دیکھی جا سکتی ہیں۔ اس جوہر کے پرتو سے صدائے حق سنی جا سکتی ہے۔
و من لم یجعل اللہ نورا فماله من نور (معارج النبوت ص۲۷۸ جلد۱ لاہور)

خلقت نور محمد قبل از آدم

روایت حضرت سلمان

حضرت سلمان فارسی سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور علی دونوں خدا کی بارگاہ میں حضرت آدم کی خلقت سے چودہ ہزار سال پہلے نور تھے۔ جب خدا نے حضرت آدم کو خلق فرمایا تو اس نور کو دو جزؤں میں تقسیم کردیا۔ پس ایک جزء سے میں ہوں اور دوسرے سے علی۔

مناقب ابن مغازلی ص۸۷ سطر۹۔ مناقب خوارزمی ص۸۸ سطر۹۔ تاریخ دمشق ترجمہ علی جلد۱ ص۱۳۵ سطر۹۔ تذکرۃ الخواص ص۴۶ سطر۱۶۔ شرح حدیدی جلد۲ ص۴۵۰۔ کفایتہ الطالب ص۱۷۶ سطر۱۶۔ الریاض النضرہ ص۱۶۴ سطر۲۳۔ فرائد السمطین جلد۱ ص۴۱ سطر۱۱۔ ص۴۲ سطر۴۔ میزان الاعتدال جلد۲ ص۲۳۵۔ مودۃ القربیٰ ص۷۷ سطر۹۔ لسان المیزان جلد۲ ص۲۲۹۔ کوکب دری ص۱۵۲ سطر۳۔ ینابیع المودت ص۹ سطر۱۳۔ اسد اللہ ص۱۰ سطر۴۔ ارجح المطالب ص۴۷۵ سطر۱۔ بحار الانوار ص۲۱ سطر۱۹۔ جلد۲۵۔ جلد۲۶ ص۳ سطر۱۴۔ حق الیقین ص۱۵۵ سطر۱۸۔ مقدمہ البرہان ص۳۱ سطر۱۔

روایت حضرت ابوذر غفاری

مناقب ابن مغازلی ص۸۸ سطر۸۔ ینابیع المودت ص۹ سطر۱۸۔ معانی الاخبار ص۵۶ سطر۴۔ علل الشرائع ص۱۳۲ سطر۱۔ بحار الانوار جلد۱۵ ص۱۱۔ البرہان جلد۳ ص۱۹۳ سطر آخر۔ جلاء العیون ص۱۰ سطر۲۔

روایت حضرت جابر بن عبداللہ انصاری

مناقب ابن مغازلی ص۸۹ سطر۷۔ کفایتہ الطالب ص۲۷۰ سطر۸۔ نزھتہ المجالس جلد۲ ص۲۳۰۔ کوکب دری

ص۱۵۲ سطر۱۵۔ ص۱۵۳ سطر۵۔ ارجح المطالب ص۵۷۵ سطر۸۔ نشر الطیب ص۸ سطر۱۔ کفایتہ الموحدین ص۱۰ سطر۴۔ جامع الاخبار ص۱۰ سطر۸۔ بحار الانوار ص۲۵۲ جلد۷۔ جلد۲۵ سطر۱۳۔ جلد۲۶ ص۳۲۳ سطر آخر۔ مدینتہ المعاجز ص۱۵۱ سطر۱۲۔

جابر بن عبداللہ انصاری کہتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت علی علیہ السلام کی پیدائش کا حال پوچھا تو آپ نے فرمایا آہ آہ اے جابر تو نے بہترین مولود کے متعلق عجیب سوال کیا ہے۔ جو بالکل حضرت عیسیٰ کی طرح پیدا کیا گیا ہے۔ سنو خدا نے علی کو میرے نور سے اور میرے نور کو اپنے نور سے خلق کیا اور ہم دونوں اس کے نور سے ایک نور ہیں اور خدا نے ہمارے نور کو پچاس ہزار برس پہلے خلق کیا۔ اور خدا نے ہمارے نور کو آسمان کو بنانے' زمین کو بچھانے اور طول و عرض اور تاریکی و روشنی اور دریا و ہوا کو خلق کرنے سے پہلے خلق فرمایا۔ پھر بالتحقیق خدائے عزوجل نے اپنے نفس کی تسبیح کی اور ہم نے اس کی تسبیح کی تقدیس کی اس نے اپنی ذات کی پس تقدیس کی ہم نے اس کی اور تمجید کی اس نے اپنی عظمت کی پس تمجید کی ہم نے اس کی پس شکر گزار ہوا اللہ اس کا ہمارے لیے پس خلق کیا میری تسبیح سے آسمانوں کو اور بلند کیا ان اور زمین کو پس برابر کیا اسے اور دریا کو پس گہرا کیا اس کو اور خلق کیا علی کی تسبیح سے ملائکہ مقربین کو پس جو کچھ ملائکہ مقربین نے تسبیح کی ہے۔ اول دن سے کہ خلق کیا خدا نے ان کو قیامت تک پس وہ تسبیح علی اور اس کے شیعوں کے لیے ہے۔ اے جابر تحقیق کہ خدائے عزوجل نے نقل کیا ہم کو پس جگہ دی ہم کو صلب آدم میں اور لیکن قرار لیا میں نے اس کے داہنے پہلو میں اور لیکن علی نے پس اس نے اقرار لیا اس کے بائیں پہلو میں پھر خدائے عزوجل نے منتقل کیا۔ ہم کو صلب آدم سے اصلاب طاہرہ میں اور نہیں نقل کی میں نے کسی صلب میں مگر نقل کی علی نے میرے ساتھ پس برابر اس طرح منتقل ہوتے رہے یہاں تک کہ ظاہر کیا مجھ کو خدائے تعالیٰ نے پشت طاہر سے اور وہ پشت عبدالمطلب کی تھی۔ پھر نقل کیا مجھے پشت طاہر سے اور وہ پشت عبداللہ کی تھی اور سپرد کیا مجھے بہترین رحم میں اور وہ آمنہ تھیں۔ پس جب کہ میں ظاہر ہوا پس کانپ گئے ملائکہ اور فریاد کی کہ انہوں نے اور کہا اے اللہ ہمارے اور سید ہمارے کیا ہوا علی تیرا ولی نہیں دیکھتے ہم اس کو ساتھ نور اظہر کے اور مراد لی ملائکہ نے نور اظہر سے نور محمد کو۔ پس فرمایا خدائے ذوالجلال نے کہ ٹھہرو تحقیق کہ میں زیادہ واقف ہوں۔ اپنے ولی سے اور تم سے زیادہ مشفق ہوں اس پر پس ظاہر کیا خدائے عزوجل نے علی کو پشت طاہر وہ بہترین پشت تھی بنی ہاشم میں بعد میرے باپ کے اور سپرد کیا اس کو بہترین رحم میں وہ فاطمہ بنت اسد تھیں۔

روایت حضرت عبداللہ بن عباس

سبیل سکینہ سلام اللہ علیہا

Presented by www.ziyaraat.net/

تاریخ دمشق ترجمہ حضرت علی جلد۱ ص۱۳۵ سطر۔ کفایتہ الطالب ص۱۶۷ سطر۹۔ لسان المیزان جلد۶ ص۳۷۷ سطر۲۔ ذیل اللئالی ص۶۰ سطر۱۔ فرائد السمطین ص۴۰ سطر۱ جلد۱۔ انتھاء الافہام ص۲۲۴ سطر۴۔ ارجح المطالب ص۵۷۵ سطر۱۲۔ ارشاد القلوب ص۴۰۔ بحار الانوار ص۸۸ جلد۴ سطر۱۲۔ حیاۃ القلوب جلد۲ ص۳ سطر۳۰۔ بحار الانوار جلد۲۵ ص۲۴ سطر۱۳۔ مراۃ الانوار ص۳۱ سطر۲۴۔ البرھان جلد۳ ص۱۷۰ سطر۱۴۔ جلد۳ ص۴۳۹ سطر۸۔ مقدمہ البرھان ص۳۰ سطر۱۴۔

روایت حضرت ابو سعید خدری

کفایتہ الطالب ص۱۷۶۔ ارجح المطالب ص۳۸ سطر۳۔ مناقب عینی ص۲۷۔

روایت حضرت انس بن مالک

اسد اللہ ص۱۲ سطر۱۹۔ ارجح المطالب ص۵۷۷ سطر۳۔ قرۃ العینین ص۳۳۴۔ الامالی شیخ طوسی ص۱۰۰۔ بحار الانوار جلد۱۵ ص۱۲ سطر۴۔ جلد۷ ص۲۵۳ سطر۱۰۔ جلد۵ ص۷ سطر۵۔ تفسیر صافی جلد۲ ص۲۰ سطر۱۵۔ ص۲۱۰ سطر۱۔ انوار نعمانیہ جلد۱ ص۱۷۔ نور الثقلین جلد۴ ص۲۳ سطر۱۸۔ ص۲۴ سطر۶۔ علل الشرائع ص۸۰

روایت حضرت علی

مقتل خوارزمی ص۵ سطر۱۲۔ مناقب خوارزمی ص۸۸۔ مواھب لدنیہ ص۱۳ جلد۱۔ مودۃ القربیٰ ص۷۹ سطر۷۔ ینابیع المودت ص۹ سطر۲۲۔ انتھاء الافہام ص۲۲۴ اسد اللہ ص۱۲ سطر۵۔ ارجح المطالب ص۵۷۲ سطر آخر۔ فرائد السمطین ص۳۱۴ جلد۱۔ نشر الطیب ص۱۰ سطر۲۔ اثباۃ الوصیتہ ص۱۲۹ سطر۷۔ خصال شیخ صدوق ص۲۱ جلد۱ حدیث ۱۰۸۔ عیون الاخبار الرضا جلد۱ ص۲۶۲۔ علل الشرائع ص۵ سطر۸۔ جامع الاخبار ص۱۱ سطر۷۔ کنز الفوائد ص۲۶۱۔ بحار الانوار جلد۲۶ ص۲۳۵ سطر۱۱۔ البرھان جلد۳ ص۱۹۳ سطر۱۱۔ مقدمہ البرھان جلد۲ ص۳۱ سطر۱۴۔ ص۳۹ سطر۵۔ ص۲۵ سطر۱۔

امرتسری، عبیداللہ۔ ارجح المطالب ص۵۷۵ سطر آخر رضویہ لاہور۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ اس حدیث کے اسناد کو ابو ہریرہؓ تک پہنچاتے ہیں۔ کہ انہوں نے جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت ابوالبشر علیہ السلام کو پیدا کیا اور اس کے جسم میں اپنے روح کو پھونکا جناب آدم نے عرش کے داہنے بازو کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا کہ اس میں پانچ تن پاک کے جسموں کا نور رکوع اور سجود کر رہا ہے۔ آدم نے عرض کیا۔ اے میرے پروردگار کیا تو نے کسی کو مجھ سے پہلے مٹی سے پیدا کیا ہے۔ رب العزت نے فرمایا نہیں۔ آدم نے عرض کیا پس یہ کون اشخاص ہیں کہ جن کو میں اپنی ہیئت اور صورت میں دیکھ رہا ہوں۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ یہ تیری اولاد میں سے پانچ شخص ہیں اور جس چیز سے میں نے تجھے پیدا کیا ہے۔ یہ اس سے نہیں ہیں۔ ان کے لیے میں نے اپنے ناموں سے پانچ نام مشتق کئے ہیں۔ اگر یہ نہ ہوتے تو جنت، دوزخ، عرش، کرسی، زمین، آسمان، فرشتے، انسان، جن وغیرہ اشیاء کو پیدا نہ کرتا۔ پس میں محمود ہوں اور یہ محمد ہے اور میں عالی ہوں یہ علی ہے۔ میں فاطر ہوں یہ فاطمہ ہے۔ میں احسان ہوں یہ حسن ہے۔ میں محسن ہوں یہ حسین ہے۔ مجھے اپنی عزت کی قسم ہے کہ اگر کوئی ایک خردل کے دانے کے برابر بھی ان کا بغض لے کر میرے پاس آئے گا تو میں اس شخص کو ضرور دوزخ میں دھکیلوں گا اور مجھے اس کی کچھ پرواہ نہیں ہو گی اے آدم یہ میرے برگزیدہ ہیں میں ان کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو نجات بخشوں گا اور ان کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو ہلاک کروں گا۔ جب تجھے کوئی حاجت پیش آیا کرے تو ان کی ذات کے ساتھ میری جناب میں وسیلہ پکڑا کر۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے تھے۔ کہ ہم نجات کی کشتی ہیں۔ جس نے اس کشتی کے ساتھ اپنا تعلق اختیار کیا وہ نجات پا گیا اور جس نے اس سے اعراض کیا وہ ہلاک ہو گیا۔ پس جس کسی کو خدا کی جناب سے اپنی حاجت روائی منظور ہو اس کو چاہیے کہ ہم اہل بیت کو درگاہ الٰہی میں وسیلہ لائے۔

امرتسری، عبیداللہ ارجح المطالب ص۴۰۴ سطر۲۲ رضویہ لاہور۔

ابن عباس کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور ان کے قالب میں اپنی روح کو ڈالا تو حضرت آدم چھینک کر الہام ربانی سے خدا کا شکر بجا لائے۔ خدا نے یرحمک اللہ کا جواب دیا۔ پھر جب فرشتوں نے حضرت آدم کو سجدہ کیا تو حضرت آدم نے بوجہ عجب خدا سے عرض کیا کہ کیا کوئی مخلوق تو نے مجھ سے زیادہ محبوب پیدا کی ہے۔ جناب الٰہی سے اس کا جواب نہ ملا پھر دوبارہ عرض کیا تب بھی جواب نہ ملا۔ اسی طرح تیسری مرتبہ پوچھا اور جواب نہ پایا چوتھی دفعہ کے استفسار پر ارشاد ہوا ہاں اگر ہم ان کو پیدا نہ کرتے تو تجھے بھی پیدا نہ کرتے۔ آدم نے عرض کیا اے پروردگار وہ اشخاص مجھے دکھا کہ کون ہیں۔ خدا

سبیل سکینہ سلام اللہ علیہا

Presented by www.ziyaraat.net/

تعالیٰ نے عرش کے پردہ دار فرشتوں کو پردہ اٹھانے کا حکم دیا۔ جب انہوں نے پردہ اٹھایا تو عرش کے سامنے پانچ صورتیں نظر پڑیں آدمؑ نے کہا۔ اے پروردگار یہ کون بزرگ ہیں۔ باری تعالیٰ نے ارشاد کیا۔ یہ میرا نبی ہے۔ اور یہ امیرالمومنین علی ہے اور یہ میرے نبی کی بیٹی فاطمہ ہے اور یہ حسن و حسین علی کے دونوں بیٹے ہیں اور یہی سب سے پہلے پیدا ہوئے ہیں آدم کو ان کے دیکھنے سے خوشی ہوئی پس جب آدم سے لغزش سرزد ہوئی تو آدم نے کہا اے میرے پروردگار میں ان پنج تن پاک کو وسیلہ گردان کر عرض کرتا ہوں کہ تو میری خطا سے درگذر فرما۔ پس خدا نے حضرت آدم کو بخش دیا پس یہی قصہ ہے جس کا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ذکر کیا ہے۔ **(فتلقی ادم)** پھر جب آدم زمین پر اتارے گئے تو انہوں نے ایک انگوٹھی بنا کر محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نقش کندہ کیا اور حضرت آدم کی کنیت ابو محمد ہو گئی۔ (البیہقی' احمد بن حسین ۴۵۸ھ دلائل النبوۃ ص۴۰ مصر(بحوالہ لوامع التنزیل ص۲۱۵)

عمر بن خطاب سے روایت ہے کہ حضرت آدم نے کہا کہ میں آپ کی بارگاہ میں حضرت محمدؐ مصطفیٰ کا واسطہ دیتا ہوں میرے گناہ کو معاف فرما۔ پھر حضرت نے ساری حدیث بیان فرمائی یہاں تک کہ کہا کہ خدا نے فرمایا اے آدم اگر یہ محمدؐ نہ ہوتے تو میں تم کو خلق ہی نہ کرتا۔

عن عمر بن الخطاب قال ادم: اسئلک بحق محمد و الہ الاغفرت لی الی قولہ علیہ السلام و لو لا ما خلقتک (بحوالہ لوامع التنزیل)

(۲) حائری' سید علی لوامع التنزیل جلدا ص۲۱۵ سطر۲۰ نو لکشور' لاہور۔

کہ پیغمبر فرمودہ آدم سوال کرد خدا را بحقیقت محمدؐ و آل محمدؐ مگر بیا مرزی مرا تا آخر فقرہ حدیث کہ خدا فرمود۔ اگر محمد و آل محمد اور وجود نمی بودند ترا نمی آفریدیم

یعنی حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ آدم نے خدا کے حضور سوال کیا کہ مجھے حضرت محمدؐ کے وسیلے سے معاف فرما دے الخ کہ خدا نے فرمایا کہ اگر محمد نہ ہوتے تو میں تجھے خلق ہی نہ کرتا۔

طبرانی در معجم الصغیر و حاکم و ابن عساکر در دو مسند خود و سیوطی در در منشور و حافظ ابو نعیم و بیہقی ہر دو در دلائل النبوت از عمر بن خطاب روایت کردہ

فقال ادم اسئلک بحق محمد و الہ الا غفرت لی الی قولہ و لو لا ھو ما خلقتک

قندوزی' شیخ سلیمان ینابیع المودۃ ص۴۸۵ سطر۱۵ اسلامبول

امام علی بن موسیٰ رضا اپنے باپ سے آپ اپنے آباء سے وہ حضرات حضرت علی بن ابی طالب علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں' آپ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ نے ایسی مخلوق پیدا نہیں کی جو مجھ سے افضل ہو اور نہ اس پر مجھ سے زیادہ مہربان ہو۔ حضرت علی نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ افضل ہیں یا جبرائیل فرمایا اے علی اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء مرسلین کو اپنے مقرب

فرشتوں پر فضیلت دی ہے۔ مجھے تمام انبیاء اور مرسلین پر فضیلت دی ہے۔ اے علی! میرے بعد فضیلت تیرے لیے ہے۔ تیرے بعد ان آئمہ کے لیے جو تیرے فرزند کی اولاد میں سے ہوں گے۔ فرشتے ہمارے خادم ہیں اور ہمارے محسن کے خادم ہیں۔ اے علی! وہ فرشتے جو عرش کو اٹھاتے ہیں اور جو اس کے اردگرد ہیں اپنے رب کے حمد کی تسبیح کرتے ہیں اور ان لوگوں کے لیے مغفرت طلب کرتے ہیں' جو ہماری ولایت پر ایمان لائے ہیں۔ اے علی! اگر ہم نہ ہوتے اللہ آدم کو پیدا کرتا نہ حوا کو' نہ دوزخ کو' نہ آسمان کو' نہ زمین کو' ہم فرشتوں سے افضل کیونکر نہ ہوں کہ ہم نے اپنے رب کی معرفت کی طرف اس کی تسبیح کی' اس کی تہلیل اور اس کی تقدیس کی طرف سبقت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے ہماری روحوں کو پیدا کیا' ہمیں اپنی توحید اور تمجید کے ساتھ گویا کیا' پھر فرشتوں کو پیدا کیا' انہوں نے جب ہماری روحوں کا ایک نور کی حالت میں مشاہدہ کیا تو انہوں نے ہمارے امر کو بڑا جانا ہم نے تسبیح کرنا شروع کر دی۔ تاکہ فرشتوں کو معلوم ہو کہ ہم پیدا کی ہوئی مخلوق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری صفات سے منزہ ہے۔ ہماری تسبیح سن کر فرشتوں نے تسبیح کی۔ اللہ تعالیٰ کو ہماری صفات سے منزہ کیا جب فرشتوں نے ہماری شان کو بڑا جانا تو ہم نے **لا الہ الا اللہ** کہنا شروع کر دیا تاکہ فرشتوں کو اس بات کا علم ہو کہ نہیں ہے عبادت کے لائق مگر اللہ اور ہم بندے ہیں۔

خدا نہیں ہیں' واجب ہے کہ اس نور کے ساتھ عبادت کریں۔ انہوں نے کہا **لا الہ الا اللہ** جب ہمارے مقام کی بڑھائی کو دیکھا تو ہمارے مقام کو بڑا جانا' ہم نے تکبیر کہی تاکہ فرشتوں کو معلوم ہو کہ اللہ بڑا ہے اس کی مخلوق بڑا مقام حاصل نہیں کر سکتی۔ مگر اس کے ذریعے جب انہوں نے ہماری وہ عزت اور قوت دیکھی جس کو اللہ نے ہمارے لیے بنایا تو ہم نے کہا **لا حول ولا قوۃ الا باللہ** تاکہ فرشتوں کو معلوم ہو کہ کوئی طاقت اور قوت نہیں ہے۔ مگر اللہ کے ساتھ جب انہوں نے دیکھا کہ کیا چیز ہم پر انعام کی ہے اور مخلوق کی اطاعت ہمارے لئے فرض کی ہے۔ تو ہم نے کہا **الحمد للہ** تاکہ فرشتوں کو معلوم ہو کہ حمد اللہ کے لیے ہے اور اس کی نعمتوں پر فرشتوں نے کہا الحمد للہ' ہماری وجہ سے انہوں نے اللہ کی توحید' اس کی تسبیح' اس کی تہلیل' اس کی تکبیر اور اس کی تمجید کی معرفت حاصل کی' اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا' ہمیں اس کی صلب میں ودیعت کیا۔ فرشتوں کو آدم کی تعظیم سجدہ کے لیے حکم دیا اور یہ اس کے اکرام کی خاطر تھا' فرشتوں کا سجدہ اللہ کے لیے عبودیت کے طور پر تھا۔ اور آدم کے لیے اکرام اور امر اللہ کی اطاعت کے لیے تھا۔ کیونکہ ہم اس صلب میں تھے۔ ہم فرشتوں سے کیونکر افضل نہ ہوں' ان تمام نے آدم کو سجدہ کیا تھا۔ جب مجھے آسمان کی طرف لے جایا گیا جبرائیل نے دو دفعہ اقامت کہی پھر فرمایا اے **محمد!** آگے بڑھئے میں نے کہا اے جبرائیل آپ سے بھی آگے بڑھ جاؤں' کہا ہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کو اپنے تمام فرشتوں پر فضیلت دی ہے۔ خاص طور پر آپ کو ان تمام پر فضیلت دی ہے۔ میں آگے بڑھ گیا۔ ان

Presented by www.ziyaraat.net/

سب کو نماز پڑھائی اور فخر نہیں ہے۔ جب میں نور کے حجابوں تک پہنچ گیا جبرائیل نے کہا اے محمدؐ آگے بڑھیے وہ مجھ سے الگ ہو گئے میں نے کہا اے جبرائیل تم اس مقام پر مجھ سے جدا ہوتے ہو' جبرائیل نے کہا اے محمدؐ یہ اس کی انتہا کی حد ہے۔ جہاں مجھے اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے۔ اگر میں اس سے آگے بڑھوں گا تو میرے رب کی حدود کی تعدی کی وجہ سے میرے پر جل کر رہ جائیں۔ مجھے نور سے ایڑ لگائی۔ میں اس مقام پر پہنچ گیا۔ جہاں میرے رب نے اپنے بلند ملک میں سے چاہا تھا۔ مجھے ندا دی گئی اے احمد تم میرے بندے ہو اور میں تیرا رب ہوں۔ صرف میری ہی عبادت کرو۔ مجھ پر بھروسہ کرو' میں نے تجھے اپنے نور سے پیدا کیا' میری مخلوق کی طرف تم میرے رسول ہو' میری کائنات کی طرف تم میری حجت ہو۔ تجھے اور جس نے تیری پیروی کی اس کو میں نے جنت سے پیدا کیا۔ جس شخص نے تیری مخالفت کی اس کو میں نے دوزخ سے پیدا کیا۔ تیرے اوصیاء کے لیے میری کرامت واجب ہو گئی ہے۔ میں نے عرض کیا' میرے اوصیاء کون ہیں؟ آواز دی گئی اے محمدؐ! تیرے اوصیاء کے نام عرش کے سرورق پر لکھے ہوئے ہیں۔ میں نے نظر کی تو بارہ انوار کو دیکھا' ہر ایک نور کی سبز سطر ہے جس پر میرے اوصیاء میں سے میرے وصی کا نام موجود ہے ان میں اول علی اور آخری مہدی ہیں۔

حدیث قدسی میں ہے۔ **کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق لکی اعرف** میں اپنے (علم ذاتی) میں چھپا ہوا (عین قدرت) خزانہ تھا' میں نے چاہا کہ مجھے پہچانا جائے اور میری معرفت حاصل کی جائے اس لیے میں نے مخلوقات کو پیدا کرنے کا فیصلہ کیا۔

مقصد یہ ہے کہ جب واجب الوجود کے علاوہ کوئی موجود نہ تھا' نہ آسمان تھا نہ زمین تھی' نہ عرش تھا نہ کرسی تھی۔ نہ دوزخ تھا نہ جنت تھی۔ نہ قلم تھا نہ لوح تھی۔ نہ سورج تھا اور نہ اس کی روشنی تھی۔ نہ چاند تھا۔ نہ دن تھا نہ رات تھی۔ نہ ثریٰ تھا نہ ثریا تھی۔ نہ جبرائیل تھے نہ میکائیل۔ نہ اسرافیل تھے نہ عزرائیل۔ نہ ملائکہ تھے نہ کروبین۔ نہ جن تھے نہ نسناس' نہ عقل تھی نہ خواس۔ نہ آدم تھے نہ آدمیت۔ نہ انسان تھے نہ انسانیت۔ نہ حیوان تھے نہ حیوانیت۔ نہ تحت تھی نہ فوق تھا۔ نہ نشیب تھا نہ فراز تھا۔ نہ دریا تھے نہ سمندر تھے۔ نہ خضر تھے نہ سکندر تھے۔ غرضیکہ کچھ بھی نہ تھا۔ "بس وہی وہ تھا" کہ دفعتہً مشیت ایزدی نے تکوین عالم اور تخلیق کائنات کا فیصلہ کیا اور مجردات وماديات کے پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا۔ یعنی کچھ مخلوق کو اشارہ سے کن سے کامل و مکمل بنانا چاہا اور کچھ کو تدریج و ترتیب سے پیدا کرنے کا قصد فرمایا۔ وہ جنہیں اشارہ "کُن" سے پیدا کرنا چاہا انہیں "امر" سے متعلق قرار دیا اور جن کے لیے تدریج لازمی قرار دی۔ انہیں "خلق" سے متعلق فرمایا۔

یہ ظاہر ہے کہ مصنوع اپنے صانع کے تعارف کا ذریعہ ہوتا ہے۔ اگر مصنوع یہ ہر نہج مکمل ہو تو صانع کے کمال پر روشنی پڑے گی۔ اور اگر مصنوع ناقص ہو تو اس میں کوئی عیب ہو تو صانع کے کمالات پر حرف

آئے گا۔ خلاق عالم اور صنع کائنات جو مستجمع جمیع صفات کمال ہے اور جس نے مخلوقات کو پیدا ہی اس لیے کیا ہے کہ اس کا تعارف ہو (اور اس کی عبادت کی جا سکے) بھلا وہ اپنی مخلوقات میں کوئی کمی کیونکر رکھ سکتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اس کا ہر مصنوع بے مثل اور اس کی ہر مخلوق بے نظیر ہے اور چونکہ مصنوع اول پر گہری نگاہیں پڑا کرتی ہیں اور وہی رائے قائم کرنے کا ذریعہ قرار پاتا ہے۔ اس لیے جس طرح ہر صانع اپنے کمالات مصنوع اول میں بھر دیتا ہے۔ اسی طرح خالق کائنات نے اپنی مخلوق اول میں اپنے کمال و جمال کو سمو کر "نور محمدیؐ" کو اپنی پہلی مخلوق کی صورت میں ظاہر فرمایا جو لاجواب ہے اور بے مثل و بے نظیر ہے۔ وہ کمال و جمال میں مظہرات ذات باری ہے۔ اسے مثل و مثال سے پاک رکھا ہے اور بے مثل و بے نظیر ہے۔ وہ کمال و جمال میں مظہرذات باری ہے۔ اسے مثل ومثال سے پرکھا ہے اور دوئی اور مماثلت سے بچانے کے لیے اس کے جسم کے قریب سایہ تک کو نہیں بھٹکنے دیا۔ اسی کے متعلق خود رسول کریم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ **اول ما خلق اللہ نوری** خدا نے سب سے پہلے میرے نور اور میری روح کو پیدا کیا۔ اور قرآن مجید میں ہے۔ "**قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین**"

پھر اس نور کو چودہ جلوؤں سے معمور فرمایا۔ **اولنا محمد و اوسطنا محمد و آخرنا محمد و کلنا محمد** ہمارے سب محمدؐ ہی محمدؐ ہیں۔ اور چونکہ یہ نور کمال ذاتی کا مظہر تھا۔ اس لیے ٹھیک اسی طرح جس طرح آفتاب سے شعاع نکلتی ہے۔ اپنے نور ذاتی کی شعاع سے اسے خلق فرمایا' پھر حکم دیا کہ سجدہ میں چلا جا۔ چنانچہ یہ نور سو سال تو سجدے میں پڑا رہا۔ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ **فانا اول العابدین** ہم سب سے پہلے عبادت کرنے والے ہیں۔ (پ۲۵ رکوع۱۳ زخرف)

پھر اسے مختلف حجابوں میں رکھا۔ یہ واقع ہے خلقت کائنات سے بروایت علامہ مجلسی چار لاکھ چوبیس ہزار سال پہلے کا اور بروایت علامہ عبدالواحد حنفی تخلیق عالم سے نو لاکھ برس قبل کا (حیات القلوب و عجائب القصص)

علماء فریقین کا بیان ہے کہ پھر بارہ حجابات پیدا کیے گئے۔ (۱) حجاب قدرت (۲) حجاب عظمت (۳) حجاب منت (۴) حجاب رحمت (۵) حجاب سعادت (۶) حجاب کرامت (۷) حجاب منزلت (۸) حجاب ہدایت (۹) حجاب نبوت (۱۰) حجاب رفعت (۱۱) حجاب ہیبت (۱۲) حجاب شفاعت۔

پھر خلاق عالم نے اس نور مقدس کو بارہ ہزار سال حجاب قدرت میں رکھا۔ جہاں وہ **سبحان ربی الا علیٰ** سے تسبیح کرتا رہا۔ گیارہ ہزار سال حجاب عظمت میں **سبحان عالم السر** کہتا رہا۔ دس ہزار سال حجات منت میں **سبحان من ہو قائم لا یلہو** کہتا رہا۔ نو ہزار سال حجاب رحمت میں **سبحان الرفیع الاعلیٰ** کہتا رہا۔

Presented by www.ziyaraat.net/

آٹھ ہزار سال حجاب سعادت میں **سبحان من ھو دائم لا یسھو** کہتا رہا۔ سات ہزار سال حجاب کرامت میں **سبحان من ھو غنی لا یفتقر** کہتا رہا۔ چھ ہزار سال حجاب منزلت میں **سبحان العلیم الکریم** کہتا رہا۔ پانچ ہزار سال حجاب ہدایت میں **سبحان ذی العرش العظیم** کہتا رہا۔ چار ہزار سال حجاب نبوت میں **سبحان اللہ و بحمدہ** کہتا رہا۔ تین ہزار سال حجاب رفعت میں **سبحان ذی الملک و الملکوت** کہتا رہا۔ دو ہزار سال حجاب ہیبت میں **سبحانہ و بحمدہ** کہتا رہا۔ ایک ہزار سال حجاب شفاعت میں **سبحان ربی العظیم و بحمدہ** کہتا رہا۔ (عجائب القصص و حیات القلوب و بحار الانوار)

پھر نور اقدس خوف خدا سے عرق ریز ہوا۔ **فقطر منھا مائتہ قطرۃ و اربع و عشرون الف قطرۃ** اور اس سے (ایک کم) ایک لاکھ چوبیس ہزار قطرات ٹپکے' خدا نے ہر ایک قطرہ سے ایک نبی کی روح کو پیدا کیا۔
(عرائس المجالس ثعلبی و حیاب القلوب مجلسی)

علمائے فریقین امام ثعلبی اور علامہ مجلسی کی تحریر سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ ہمارے نبی اکرمؐ کے مقابلہ میں دیگر جملہ انبیاء کی حیثیت وہی ہے جو انسان کے مقابلہ میں خود اس کے پسینے کی ہوتی ہے اور چونکہ یہی نور حضرات آل محمدؐ کی بنیاد ہے لہٰذا یہی نسبت آل محمدؐ اور انبیاء کرام میں قائم ہو گی۔ اسی لیے حضرت رسول کریم بسلسلہ عقد حضرت فاطمۃ الزاہرا فرماتے ہیں۔ **لو لا علی لما کان لفاطمۃ کفو' ادم کان ام دونہ** اگر علی نہ ہوتے تو فاطمہ کا کفو نہ ہوتا۔ وہ چاہے آدم ہوں یا کوئی اور نبی' معلوم ہوا کہ آل محمدؐ کے برابر کوئی نبی بھی نہیں ہے۔

عہد الست اور میثاق ازل

اس کے بعد خلاق عالم نے اپنے علم ذاتی کے میدان میں' کائنات کے ارواح کی حقیقت اور مخلوقات کے قوام وجود کی کنہہ کو جمع کرکے اپنی ربوبیت' محمدؐ مصطفیٰ کی نبوت اور علی المرتضیٰ اور آئمہ ہدای کی امامت اور یوم وصایت و امامت کا اقرار کرلیا۔ جس دن یہ عہد اور میثاق لیا گیا ہے۔ اس دن کو یوم الست اور یوم ازل کہتے ہیں۔ ان ناموں سے یہ دن اس لیے موسوم کیا گیا ہے کہ جب اقرار لیا تھا تو اس میں سب سے پہلے یہ فرمایا تھا **الست بربکم** کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ **قالوا بلےٰ** سب نے کہا بے شک تو ہمارا رب ہے۔ اور ازل اس لیے کہتے ہیں کہ خدائے ازلی (جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا) نے یہ اقرار لیا تھا۔

اس اقرار لینے کا ذکر قرآن مجید کے پارہ ۹ رکوع ۱۲ میں موجود ہے۔ اگرچہ اس میں صرف بنی آدم سے اقرار کا ذکر ہے اور ایک مقام پر انبیاء کا تذکرہ ہے۔ نیز جن چیزوں کا اقرار لیا گیا ہے ان میں نہ صرف ربوبیت کا

حوالہ ہے لیکن پیغمبر اسلامؐ نے منشا باری کی جو وضاحت فرمائی ہے۔ اس سے قرآن مجید کے اس اجمال کی تفصیل واضح ہو جاتی ہے اور صاف طور پر یہ معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ خدا نے کن کن لوگوں کی اطاعت کا اقرار لیا تھا اور کن کن مخلوقات سے اس اقرار کا تعلق ہے اور اس اقرار کی غرض کیا تھی۔ حاشیہ قرآن مجید شبیر احمد عثمانی دیو بندی ص۲۲۳ میں ہے کہ تمام عقائد حقہ' اور ادیان سماویہ کا بنیادی پتھر یہ ہے کہ انسان خدا کی ہستی اور ربوبیت عامہ پر اعتقاد رکھتے۔ مذہب کی ساری عمارت اسی سنگ بنیاد پر کھڑی ہوتی ہے۔ جب تک یہ اعتقاد نہ ہومذہبی میدان میں عقل و فکر کی رہنمائی اور انبیاء و مرسلین کی ہدایات کچھ نفع نہیں پہنچا سکتیں۔ اگر پورے غور و تامل سے دیکھا جائے تو آسمانی مذہب کے تمام اصول و فروع خدا کی ربوبیت عامہ کے اسی عقیدے پر منتھی ہوئے بلکہ اسی کی تہہ میں لپٹے ہوئے ہیں۔ عقل سلیم اور روح و الہام اسی اجمال کی شرح کرتے ہیں۔ پس ضرروی تھا کہ یہ تخم ہدایت جسے کل آسمانی تعلیمات کا مبدا و منتہی اور تمام ہدایات ربانیہ کا وجود مجمل کہنا چاہیے۔ عام فیاضی کے ساتھ نوع انسانی کے تمام افراد میں بکھیر دیا جائے تاکہ ہر آدمی عقل و فہم اور وحی و الہام کی آبیاری سے اس تخم کو شجر ایمان و توحید کے درجے تک پہنچا سکے۔ اگر قدرت کی طرف سے قلوب بنی آدم میں ابتداء" یہ تخم ریزی نہ ہوتی اور اس کا سب سے زیادہ اساسی و جوہری عقدے کا حل ناخن عقل و فکر کے سپرد کر دیا جاتا تو یقیناً" یہ مسئلہ بھی منطقی استدلال کی بھول بھلیاں میں پھنس کر ایک نظری مسئلہ بن کر رہ جاتا۔ جس پر سب تو کیا؟ اکثر آدمی بھی متفق نہ ہوسکتے۔ جیسا کہ تجربہ بتلاتا ہے کہ فکر و استدلال کی ہنگامہ آرائیاں اکثر اتفاق سے زیادہ اختلاف آراء پر منتج ہوتی ہیں' اس لیے قدرت نے جہاں غور و فکر کی قوت اور نور وحی و الہام کے قبول کرنے کی استعداد بنی آدم میں ودیعت فرمائی وہیں اساسی عقیدے کی تعلیم سے ان کو فطرۃً بہرہ ور کیا۔ جس کے اجمال میں کل آسمانی ہدایت کی تفصیل منطوی (لپٹی ہوئی) تھی۔ اور جس کے بدون مذہب کی عمارت کا کوئی ستون کھڑا نہیں رہ سکتا تھا' یہ اسی ازلی اور خدائی تعلیم کا اثر ہے کہ آدم کی اولاد ہر قرن اور ہر گوشہ میں حق تعالیٰ کی ربوبیت عامہ کے عقیدے پر کسی نہ کسی حد تک متفق رہی ہے اور جن معدودے افراد نے کسی عقل و روحی بیماری کی وجہ سے اس عام فطری احساس کے خلاف آواز بلند کی ہے وہ انجام کار دنیا کے سامنے بلکہ خود اپنی نظر میں بھی اسی طرح جھوٹے ثابت ہوئے۔ جیسے ایک بخار وغیرہ کا مریض لذیذ اور خوش گوار غذاؤں کو تلخ اور بدمزہ بتلانے میں جھوٹا ثابت ہوتا ہے۔ بہرحال ابتداء آفرینش سے آج تک ہر درجے اور ہر طبقے کے انسانوں کا خدا کی ربوبیت کبریٰ پر عام اتفاق و اجماع اس کی زبردست دلیل ہے کہ یہ عقیدہ عقول و افکار کی دوا دوش سے پہلے ہی خالق حقیقی کی طرف سے اولاد آدم (وغیرہ) کو بلاواسطہ تلقین فرما دیا گیا ورنہ فکر و استدلال کے راستے سے ایسا اتفاق پیدا ہو جانا تقریباً" ناممکن تھا۔ قرآن کریم کی یہ امتیازی خصوصیت ہے کہ اس نے آیات حاضرہ میں عقیدے کی اس فطری یکسانیت کے اصلی راز پر روشنی ڈالی۔

Presented by www.ziyaraat.net/

بلاشبہ ہم کو یاد نہیں کہ اس بنیادی عقیدے کی تعلیم کب اور کہاں اور کس ماحول میں دی گئی۔ تاہم جس طرح ایک لیکچرار اور انشاء پرداز کو یقین ہے کہ اس کو ضرور ابتدائی عمر میں کسی نے الفاظ بولنے سکھلائے تھے جس سے ترقی کرکے آج اس رتبے کو پہنچا، گو پہلا لفظ سکھلانے والا اور سکھلانے کا وقت مکان اور دیگر خصوصیات مقامی با کمہ نفس تعلیم تھی یاد نہیں تاہ اس کے موجود آثار سے یقین ضرور ہے کہ ایسا واقعہ ہوا ضرور ہے۔ اسی طرح بنی نوع انسان کا عقیدہ ربوبیت الہٰی پر متفق ہونا اس کی کھلی شہادت ہے کہ یہ چیز بدو فطرت سے کسی معلم کے ذریعہ سے اس تک پہنچی ہے۔ باقی تعلیمی خصوصیات و احوال کا محفوظ نہ رہ سکنا اس کی تعلیم میں خلل انداز نہیں ہو سکتا۔ اسی ازلی اور فطری تعلیم نے جس کا نمایاں اثر آج تک انسانی سرشت میں موجود چلا آتا ہے۔ ہر انسان کو خدا کی حجت کے سامنے ملزم کر دیا ہے۔ جو شخص اپنے الحادو شرک کو حق بجانب قرار دینے کے لیے عظمت بے خبری یا آباؤ اجداد کی کورانہ تقلید کا عذر کرتا ہے۔ اس کے مقابلہ پر خدا کی یہ حجت قاطعہ جس میں اصل فطرت انسانی کی طرف توجہ دلائی گئی ہے بطور فیصلہ کن جواب کے پیش کی جا سکتی ہے۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ "اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کی پشت سے ان کو اور ان سے ان کی اولاد نکالی سب سے اقرار کرایا اپنی خدائی کا، پھر پشت میں داخل کیا اس سے مدعا یہ ہے کہ خدا کے رب مطلق ماننے میں ہر کوئی آپ کفایت کرتا (اور ذمہ دار) ہے۔ باپ کی تقلید نہ چاہئے۔ اگر باپ شرک کرے بیٹے کو چاہئے ایمان لائے۔ اگر کسی کوش بہ ہو کہ وہ عہد تو یاد نہیں رہا پھر کیا حاصل؟ تو یوں سمجھئے کہ اس کا نشان ہر کسی کے دل میں ہے اور ہر زبان پر مشہور ہو رہا ہے کہ "سب کا خالق اللہ ہے" سارا جہان قائل ہے اور جو کوئی منکر ہے یا شرک کرتا ہے سو اپنی عقل ناقص کے دخل سے، پھر آپ ہی جھوٹا ہوتا ہے۔

حاشیہ قرآن مجید مترجمہ حافظ فرمان علی کے ص۲۷۴ میں ہے۔ "یہ اقرار عہد الست" کا ہے جب دنیا میں کوئی موجود نہ تھا اور خدا نے محض اپنی خدائی کا اقرار نہ لیا تھا، بلکہ حضرت رسولؐ کی رسالت اور حضرت علی کے امارت و ولایت کا بھی اور وہ بھی محض انسانوں سے نہیں بلکہ فرشتوں (وغیرہ) سے بھی یہ حدیث اس آیت کی تائید یا تفسیر میں وارد ہوئی ہے۔

قال رسول اللہ لو یعلم الناس متی سمی علی امیر المو منین ما انکر وا فضلہ، سمی امیر المو منین و ادم بین الروح و الجسد قال عزوجل و اذا اخذ ربک من بنی ادم من ظھور ھم ذریتھم و اشھد ھم علی انفسھم الست بربکم قالت الملائکتہ بلی و قال اللہ تعالی انا ربکم و محمد نبیکم و علی امیر کم

"حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر لوگ جانتے کہ علی کا نام امیر المومنین کب رکھا گیا تو ان کی فضیلت سے انکار نہ کرتے۔ علی امیر المومنین اس وقت کہلائے۔ جب آدم کا روح و جسد درست نہ ہوا تھا چنانچہ خدا فرماتا ہے۔ **و اذ اخذ ------- الست بربکم** تو فرشتوں نے کہا "ہاں" تب

خدا نے فرمایا میں تمہارا پروردگار ہوں اور محمدؐ تمہارے نبی ہیں اور علی تمہارے امیر ہیں۔ (فردوس الاخبار دیلمی باب)

کوکب دری فی فضائل علی علامہ کشفی حنفی کے ص۱۱۵ میں حذیفہ یمانی سے یہی حدیث مروی ہے۔ حیات القلوب علامہ مجلسی جلد۱ ص۱۵ میں بہت سی حدیثوں کے حوالہ سے لکھا ہے کہ خلاق عالم نے عالم ارواح میں تمام لوگوں سے اپنی واحدانیت محمد مصطفیٰ کی نبوت اور امیرالمومنین و آئمہ طاہرین کی امامت کا اقرار لیا تھا۔

دگفت بالیشان، الست بربکم **و محمد نبیکم و علی امامکم و الائمتہ الھادون ائمتکم گفتند بلی** اور ان سے کہا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں اور کیا محمدؐ تمہارا نبی نہیں، اور کیا علی اور دیگر آئمہ تمہارے امام نہیں؟ سب نے کہا بے شک تو ہمارا رب اور محمد مصطفیٰ ہمارے نبی اور علی مرتضیٰ وغیرہ ہمارے امام ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ رسول خدا فرماتے ہیں کہ دنیا سے جب کوئی نبی جانے لگتا ہے تو خدا کا حکم آتا ہے کہ اپنا جانشین مقرر کر دے اور یہ جانشینی اسی کے اشارے اور حکم سے ہوتی ہے۔ خدا وند عالم نے اپنے دیگر انبیاء کی طرح مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنا جانشین علی کو بنا دوں، اس نے مجھ سے یہ بھی کہا ہے کہ میں نے علی کی جانشینی کا ذکر گزشتہ کتابوں میں کیا ہے۔ اور اسی پر تمام مخلوقات اور خصوصاً "انبیاء مرسلین سے عہد و پیان لیا ہے۔ ص۱۱۵ امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خداوند عالم نے تمام انبیاء اور ان کے جملہ اوصیاء کو جمعہ کے دن پیدا کیا ہے اور اسی دن ان سے واحدانیت خدا، نبوت محمد اور امامت و ولایت علی بن ابی طالب وغیرہ کا اقرار لیا ہے۔ ص۱۶ (حیات القلوب)

کتاب نفس الرحمٰن علامہ نوری کے ص۳۴ میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ **و لایتنا و لایت اللہ التی لم یبعث بنی قط الابھا** ہماری ولایت اللہ کی ولایت ہے، کوئی نبی ایسا نہیں ہے جو ہماری محبت ولایت لے کر نہ آیا ہو۔ ایک روایت میں ہے کہ انبیاء کے تمام صحیفوں میں علی کی ولایت مرقوم ہے، جو نبی دنیا میں آیا وہ محمد مصطفیؐ کی نبوت اور علی کی امامت کا اقرار کرتا ہوا آیا۔

احمد بن محمد بن عیاش کی کتاب مقتضب الاثر، میں اسلام بن جارود بن منذر سے ایک حدیث مروی ہے جس میں کہا گیا کہ آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ جس رات کو میں معراج پر گیا، مجھے بزبان قرآن فرمایا گیا۔ **و اسئل من ارسلنا من قبلک من رسلنا** اے میرے حبیب تم ان انبیاء اور مرسلین سے جو تم سے پہلے مبعوث ہو چکے ہیں پوچھو کہ تم لوگ کس مقصد کے لیے مبعوث کیے گئے تھے۔" چنانچہ میں نے جب آسمانوں پر انبیاء و رسل سے ملاقات کی تو ان سے دریافت کیا۔ **علی ما بعثتم** تم لوگ کس چیز کے لیے مبعوث ہوئے تھے۔ **لقالوا علی انبوتک و ولایتہ علی بن ابی طالب و الائمتہ منکما** ان لوگوں نے جواب دیا کہ آپ کی نبوت اور علی بن ابی طالب وغیرہ کی ولایت پر ہماری بعثت ہوئی تھی۔ مطلب یہ ہے کہ جن چیزوں کا انہوں نے

Presented by www.ziyaraat.net/

عہد الست میں اقرار کیا تھا۔ وہی ان کی بعثت کی بنیاد قرار پائی۔ (نفس الرحمن ص ۳۴) یہی کچھ حافظ ابو نعیم کی حلیتہ الاولیاء اور امام ابراہیم حموینی کی فرائد السمطین میں بھی ہے۔ بصائر الدرجات ص ۲۳ میں ہے۔ کہ حضرت امام جعفر الصادق علیہ السلام سے اس آیت **فمنکم مومن و منکم کافر** کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ عالم ذر میں جن لوگوں نے ہماری ولایت کو تسلیم کیا تھا وہ مومن پیدا ہوئے اور جنہوں نے قبول نہیں کیا تھا وہ کافر خلق ہوئے۔" حضرت بھی فرماتے ہیں کہ میری ولایت کے انکار کی وجہ سے دنیا میں ایک ہزار میتیں مسخ ہوئی ہیں۔ (کوکب دری ص ۱۰۱)

تفسیر صافی ص ۱۷۴ میں ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خداوند عالم نے جب مخلوقات کو پیدا کرنا چاہا تو انہیں (علم ارواح) وہ اپنے سامنے لایا اور ان سے کہا کہ تمہارا خدا کون ہے' اس کا جواب سب سے پہلے حقیقت محمدیہ و علویہ و آئمہ نے دیا اور کہا کہ ہمارے پالنے والے تو ہی ہمارا رب ہے' یہ سن کر خدا نے علم اور دین کے حوالہ کیا' پھر ملائکہ سے فرمایا کہ یہ ہمارے دین اور علم کے مالک اور مخلوقات کے امین اور ضامن ہیں' ان کے بارے میں تمام مخلوقات سے سوال کیا جائے گا' پھر اس نے تمام بنی آدم سے کہا کہ میری ربوبیت اور ان کی ولایت و اطاعت کا اقرار کرو' سب نے کہا کہ ہم نے اقرار کر لیا' اس کے بعد ملائکہ سے فرمایا کہ تم گواہ رہنا کہ ان سب نے ولایت آئمہ وغیرہ کا اقرار کر لیا ہے' ملائکہ نے عرض کی <مالک ہم ان سب پر اس مقصد کے لیے گواہ ہیں کہ یہ لوگ اپنی لاعلمی کا حوالہ نہ دے سکیں۔"

قرآن مجید کی آیت میثاق میں **عن هذا غافلین** آیا ہے اور ذکر ہے ولایت علی کا' شاید اسی لیے پیغمبر اسلام نے غدیر خم کے موقع پر **من کنت مولاه فهذا علی مولاه** فرمایا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر ملائکہ سے مراد ارواح ملائکہ ہے تو ان کا تذکرہ حدیث میں قابل اعتراض نہیں ہے۔

اخوند درویزہ کا بیان ہے کہ یہ اقرار تین دفعہ لیا گیا ہے۔ () عہد استعدادیہ میں (جب نور محمدؐ پیدا ہوا ہے۔) () بہشت میں <گنبد' خصائر القدس کے اندر جس میں مومنین کی روحیں' جسم انسانی میں آنے سے پہلے رہتی ہیں" () صلب آدم میں آنے کے بعد (ارشاد الطالبین ص ۲۴۵)

تفسیر بیضاوی کے ص ۱۵۸ میں ہے کہ <ذرات وجود میں خدا نے زندگی دے دی تھی اور ان میں عقل ودیعت کر دی تھی اور ان میں بولنے کی صلاحیت عطا فرما دی تھی' یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اقرار کرکے خداوند عالم کے حکم کی تعمیل کر دی۔

تفسیر صافی ص ۱۸۴ میں یہ کہ ذرات وجود جو بولے تھے' ان کا بولنا اسی طرح تھا جس طرح کنکریاں تسبیح کرتی تھیں اور قیامت میں زمین بولے گی اور اعضاء و جوارح کلام کریں گے۔

بہرحال خداوند علم نے اپنی ربوبیت اور محمد مصطفیٰ کی نبوت اور علی و مرتضیٰ وغیرہ کی ولایت کا اقرار لینے کے

بعد فرمایا کہ اے محمدؐ میں نے تم اور تمہارے اہل بیت کو منتخب کر لیا ہے۔ اور اپنے نور اور خزائن ہدایت کا امین بنا دیا ہے۔ تمہیں ہر چیز سے آگاہ کر دیا ہے اور تمہیں مخلوقات پر حجت بنا دیا ہے۔ نبوت تمہارے لیے ہے اور امامت تمہارے اہل بیت کے لیے ہے۔ (مروج الذہب) ہم نے امور خلق تمہارے سپرد کر دیئے ہیں۔ تم ہمارے حکم پر عمل کرو گے اور ہماری مشیت پر چلو گے۔ (حیات القلوب جلد ۲ ص ۷ نفس الرحمن ص ۱۰۸) اور تم لوگوں کو امیروں کی امارت اور بادشاہوں کی بادشاہت میں دخیل کر دیا ہے۔ تم جسے چاہو امیر ہو گا اور جسے چاہو بادشاہ بنے گا۔ (صراط مستقیم) اسمٰعیل شہید دہلوی ص ۱۰۹ طبع لاہور ء

اس کے بعد خلاق عالم نے نور اقدس رسول مقدس کو **لو لاک لما خلقت الا فلاک** اے رسول اگر تجھے پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو میں کائنات کو پیدا ہی نہ کرتا' کی بشارت دی' پھر اس نور کو اشباح کی شکل دی گئی۔ (مجمع البحرین) اور نور وجہ علی بن ابی طالب سے کثیر فرشتوں کی روحیں پیدا کی گئی ہیں۔ (ارجح المطالب)

شیعیت کی بنیاد

علی بن ابی طالب کے نور سے فرشتے تو پیدا ہو گئے۔ لیکن انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ واحدانیت کا اعتقاد کیونکر کیا جائے اور تسبیح و تقدیس باری تعالیٰ کیسے کی جائے۔

جابر بن عبداللہ انصاری کہتے ہیں کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ <خداوند عالم نے مجھے اور علی و فاطمہ و حسن و حسین اور آئمہ کو نور سے پیدا کرکے اس در پر ایک نظری دباؤ ڈالا۔ جس سے ہمارے شیعوں کا وجود عمل میں آیا یعنی ان کی روحیں پیدا ہوئیں۔ **فسبحنا فسبحو القد سنا فقد سوا و هللنا فهللوا و مجدنا فمجدو و حدنا فوحدوا** پھر ہم نے تسبیح کی تو ہمارے شیعوں نے تسبیح کی۔ ہم نے تقدیس کی تو ہمارے شیعوں نے تقدیس کی۔ ہم نے تہلیل کی تو ہمارے شیعوں نے تہلیل کی۔ ہم نے تمجید کی تو ہمارے شیعوں نے تمجید کی۔ ہم نے توحید کا پرچار کیا تو ہمارے شیعوں نے توحید باری کا اظہار کیا' **لکثت الملائکته مائته علم لا تعوف تسبحا و الا تقربا و لا تمجیدا لبحنا فسبحت شیعتنا فسبحت الملائکه لتسبیحنا** ملائکہ سو سال تک یہ نہ سمجھ سکے تھے کہ تسبیح و تمجید باری تعالیٰ کیسے کہتے ہیں اور اس فریضے سے کس طرح عہدہ برآ ہوا جا سکتا ہے' جب ہم نے تسبیح کی تو ہمارے شیعوں نے تسبیح کی اور ہم لوگوں کی تسبیح کو دیکھ کر ملائکہ نے تسبیح کی۔ اسی طرح ملائکہ نے تمجید و توحید ہم سے سیکھی۔ ہم اس وقت موحد تھے۔ جب کوئی توحید کو جانتا بھی نہ تھا۔ خدا نے ہم اور ہمارے شیعوں کو لباس اجسام پہنانے سے پہلے چن لیا تھا۔ اعلیٰ علیین ہمارے اور ہمارے شیعوں کے لیے ہے۔ (جامع الاخبار علامہ صدوق ص ۱۱ طبع لکھنؤ)

Presented by www.ziyaraat.net/

امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خداوند عالم نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علی مرتضیٰ علیہ السلام اور ان کی ذریت کے گیارہ اماموں کو اپنے نور عظمت سے پیدا کیا یہ سب بزرگوار نور خدا کے پرتو ہیں۔ اور تمام مخلوقات کے پیدا ہونے سے پہلے اس کی تسبیح اور عبادت کرتے تھے۔ امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خداوند عالم نے ہماری فاضل طینت سے ہمارے شیعوں کے قلوب پیدا کئے اسی لیے ہمارے شیعوں کے دل ہماری طرف مائل و مشتاق اور ہمارے دل ان پر مہربان ہیں جس طرح باپ اپنے فرزند پر مہربان ہوتا ہے۔ ہم ان کے لیے اور وہ ہمارے لیے سب سے بہتر ہیں۔ (حیات القلوب)

یہ بات کہ ہستی مٹتی نہیں ہماری ### صدیوں رہا ہے دشمن دو زماں ہمارا

(اقبال) ######

امام المورخین علامہ مسعودی' امیرالمومنین حضرت علی بن ابی طالب سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ جب حق تعالیٰ نے تقدیر مخلوقات اور آفرینش کا ارادہ فرمایا تو آسمان اور زمین سے پہلے اپنے نور مقدس سے ایک تابندہ نور کو ظاہر کیا اور اپنی ضیاء بے ہمتا سے ایک شعلہ نورانی کو جدا فرمایا' چنانچہ وہ نور سراپا ظہور ان صورتوں میں جو ذرات کی مانند مخفی تھیں۔ فراہم ہو کر ہمارے رسول مقبول حضرت محمد مصطفےٰؐ کی صورت میں ہویدا ہوا جس سے خدائے عزوجل نے خطاب فرمایا کہ **انت المختار المنتخب الخ** تو میرا چنا ہوا اور منتخب ہے اور میرے نور اور خزائن ہدایت کا امین ہے۔ تیرے ہی سبب زمین کو فرش' پانی کو رواں' آسمان کو بلند اور ثواب و عقاب اور جنت و نار کو معین کروں گا۔ اور تیرے اہل بیت کو ہدایت کے لیے قائم کر کے ان کو ایسا علم بخشوں گا کہ ان پر کوئی باریک مشتبہ نہ رہے گی۔ اور کوئی امر مخفی ان کو عاجز نہ کر سکے گا' اور میں ان کی مخلوقات پر حجت قرار دوں گا۔ اور وہ میری قدرت اور واحدانیت سے لوگوں کو آگاہ کرنے والے ہوں گے۔ پھر حق تعالیٰ نے سب سے اپنی ربوبیت اور اخلاص بالواحدانیت کی شہادت لی اور میثاق لینے سے پہلے سب پر جناب رسالت مآب اور ان کی آل کا انتخاب ظاہر فرما کر بتایا کہ آنحضرتؐ نور حق ہیں اور ہدایت ان کی جانب سے ہے اور منصب امامت انکی آل کے لیے ہے تاکہ طریقہ عدل کو تقدم ہو اور خلق کو کوئی عذر باقی نہ رہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو اپنے حجاب غیب اور علم مخفی میں پوشیدہ فرما کر بہ ارادہ اظہار انواع عالم زمانے کو پھیلایا' پانی کو موجزن کیا۔ اس کی جھاگ کو جوش میں لایا۔ دھوئیں کو برانگیختہ کیا اور عرش عظیم کو بالائے آب بلند فرمایا' پھر زمین کو پانی پر بچھایا اور آسمانوں کو بلند فرما کر ان سے اپنی اطاعت قبول کرائی۔ بعد ازاں ملائکہ کو ان انوار اور ارواح سے پیدا کیا اور اپنی توحید کو نبوت محمدیہؐ سے مقرون فرمایا۔ چنانچہ آنحضرتؐ کی نبوت آپ کے زمین میں مبعوث ہونے سے پہلے آسمان میں مشہور ہوئی۔ اور جب خدا نے حضرت آدم کو پیدا کیا تو ان کی فضیلت فرشتوں پر ظاہر فرمائی۔ یعنی ملائکہ کو حضرت آدم کا وہ فضل خاص دکھلایا۔ جو علم سابق سے متعلق تھا اور جس کی برکت سے آدم

بے وقت استفسار ایزدی اسماء اشیاء کی تصدیق کر دی تھی پھر پروردگار عالم نے حضرت آدم کو محراب اور کعبہ اور باب اور قبلہ قرار دے کر ابرار اور روحانیوں کو ان کی جانب سجدہ کرنے کا حکم فرمایا اور آدم کو اس نور سراپا ظہور سے آگاہ کیا جو ان سے ودیعت کیا گیا تھا اور ان کو امام قرار دینے کے بعد اس نور کی عظمت ظاہر فرمائی۔ چنانچہ حضرت آدم کو جو خیر حاصل ہوا' وہ اسی نور کی بدولت تھا جس کے وہ امین قرار دیئے گئے۔ پھر خدائے قدیر نے اس نور کو ہر زمانہ میں مخفی رکھا۔ یہاں تک کہ وہ نور مقدس ظاہر فترات میں ہمارے رسول مقبولؐ سے واصل ہوا' اور آنحضرتؐ نے بطور ظاہر و باطن لوگوں کو دعوت اسلام دی اور اس عہد قدیم کی تجدید چاہی جس کو خدا نے خلقت عالم و آدم سے مقدم کیا تھا۔ چنانچہ جس جس نے آنحضرتؐ سے موافقت کی اور چراغ نور مقدم سے استفادہ کیا اس نے ہدایت پائی اور اس پر آنحضرتؐ کا امر روشن ہو گیا اور جس کو غفلت نے شبہ میں ڈالا' وہ عذاب الٰہی کا مستحق بن گیا' پھر وہ نور منتقل ہو کر ہم آئمہ میں چمکا جو آسمان و زمین کے انوار اور باعث نجات ہیں جن کی وجہ سے علوم مخفیہ ظاہر ہوتے ہیں جن کی طرف تمام امور کا مرجع ہے اور جن سے اس کے مہدی موعود پر خدا کی حجتوں کا انقطاع ہو گا جو خاتم الائمہ اور نجات دہندہ امت اور غایت نور اور مصدر امور ہے۔ (مروج الذہب) طبرانی نے معجم کبیر میں عبداللہ ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس وقت نبی تھا۔ جب آدم روح اور جسم کے درمیان تھے یعنی ان کی خلقت مکمل بھی نہ ہوئی تھی۔ علامہ قسطلانی کا بیان ہے کہ جب خداوند عالم نے ایجاد مخلوقات کا ارادہ فرمایا تو نور محمدؐ کو اپنے نور سے خلق فرما کر اس سے سارے عالم کو پیدا کیا۔ (مواہب لدنیہ)

لکھتے ہیں کہ خداوند عالم نے زمین کو آل محمد کے وجود ذی جود سے خصوصی زینت دی ہے اور وہ علی' فاطمہ' حسن' حسین وغیرہم ہیں۔ پھر اس کے بعد انہوں نے انس بن مالک کے حوالہ سے ایک حدیث تحریر کی ہے۔ وہ یہ ہے کہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ اے مسلمانوں جب آفتاب نہ رہے تو ماہتاب سے تمسک کرنا اور جب ماہتاب نہ رہے تو زہرہ سے تمسک کرنا اور جب زہرہ نہ رہے تو فرقدین سے تمسک کرنا' پھر فرمایا **انا الشمس و علی القمر و فاطمہ و الزہرہ و الحسن الحسین الفرقدان فی کتاب اللہ تعالیٰ لا یفترقان حتی یردا علی الحوض** آفتاب سے مراد میں ہوں' ماہتاب سے مراد علی ہیں' زہرا سے مراد فاطمہ زہراہ ہیں' فرقدان سے مراد حسن و حسین ہیں۔ میں نے جو مقصد ظاہر کیا ہے۔ یہ کتاب خدا کے منشاء کے مطابق ہے۔ یہ دونوں حوض کوثر پر پہنچنے سے پہلے ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے۔ (عرائس ثعلبی ص ۵ طبع مصر)

سبیل سکینہ سلام اللہ علیہا

Presented by www.ziyaraat.net/

نور محمدیؐ، آسمان دنیا پر

علامہ مجلسی تحریر فرماتے ہیں کہ خلاق عالم نے نور محمدیؐ سے ساری کائنات کو پیدا کرنے کے بعد اس نور اقدس کو زیر عرش اعظم منتقل کر دیا۔ وہ نور تہتر سال اس جگہ عبادت خدا کرتا رہا۔ پھر وہاں سے بہشت میں منتقل کیا۔ وہاں ستر ہزار سال محو عبادت رہا' پھر وہاں سے سدرۃ المنتہیٰ میں منتقل کر دیا گیا۔ اس جگہ ستر ہزار سال عبادت کرتا رہا' پھر وہاں سے آسمان ہفتم میں منتقل کیا۔ پھر وہاں سے آسمان ششم پر پہنچا۔ **ھکذا** تابہ آسمان اول کہ آسمان دنیا می گویندش۔ اسی طرح آسمان اول پر پہنچا دیا۔ جسے آسمان دنیا کہتے ہیں۔
یہ نور مقدس' آسمان دنیا میں اپنے خالق کی عبادت کرتا رہا۔ یہاں تک کہ مشیت ایزدی حضرت آدم کی خلقت کی مقتضی ہوئی اور جناب آدم کی تخلیق عمل میں آئی۔ (کشف الانوار' ترجمہ فارسی بحار جلد ۹ ص ۲۲۹ طبع ایران)

نور محمدیؐ پاک پشتوں اور پاک رحموں میں

علماء کا بیان ہے کہ جب حضرت آدم پیدا کئے گئے تو ان کے صلب میں اس مقدس نور کو رکھا۔ ایک روایت میں ہے کہ معاذ بن رحیل نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ حضور خلقت آدم سے پہلے کہاں مقیم تھے۔ آپ نے فرمایا ہم سب عرش کے سامنے تسبیح و تقدیس و تحمید و تمجید خدا کیا کرتے تھے۔ پھر معاذ نے دریافت کیا کہ اس وقت آپ حضرات کی ہیئت کیا اور کیسی تھی۔ فرمایا کہ ہم پہلے اشباح کی شکل میں تھے۔ جب خدا نے ہمیں صورت عطا کرنا چاہا تو ایک عمود نور کی شکل میں صلب آدم رکھا' اس کے بعد سے صلب پدر اور رحم مادر میں منتقل کرتا رہا' اس انتقال مکانی کے عہد میں ہم تک کسی قسم کی نجاست نہیں پہنچ سکی۔ البتہ یہ ہوتا رہا کہ ہر زمانہ میں ہم پر ایمان لانے کے سبب ایک گروہ سعادت مند اور ہم پر ایمان نہ لانے کی وجہ سے ایک گروہ شقی ہوتا رہا۔ جب خدا نے ہمارے نور صلب عبدالمطلب میں پہنچایا اور وہاں اس کے دو حصے کرکے ایک کو صلب عبداللہ میں اور دوسرے کو صلب ابو طالب میں سکن کیا پھر اس نصف کو جو میرا نور تھا رحم آمنہ کی طرف اور نصف ثانی جو علی کا نور تھا رحم فاطمہ بنت اسد کی طرف منتقل کیا میں اپنی ماں آمنہ سے اور علی اپنی ماں فاطمہ بنت اسد سے پیدا ہوئے' اس کے بعد وہ تمام عمود نور میری طرف پھر آیا۔ اور فاطمہ مجھ سے پیدا ہوئی' پھر وہ تمام عمود نور علی کی طرف منتقل ہوا اور حسن اور حسین اس نور کے دونوں حصوں میں پیدا ہوئے' میرا نور قیامت تک ان آئمہ میں رہے گا جو

فرزندان حسین سے ہوں گے۔ (حیات القلوب۔ کوکب دری' ارجح المطالب) مطلب یہ ہے کہ دیگر آئمہ نور محمدیؐ ہی سے پیدا ہوں گے۔
نور محمدیؐ کے منتقل ہونے کی منزلوں کا نور جن اصلاب و ارحام میں منزل گیر ہوا ہے وہ اس امر کا واشگاف لفظوں میں اعلان کر رہا ہے کہ رسول کریمؐ کا نور جن اصلاب و ارحام میں منزل گیر ہوا ہے وہ سب کے سب مسلمان' موحد اور اس کی عبادت کرنے والے تھے' آپ کا نور کسی ایسے صلب و رحم میں نہیں رہا جو کفر و شکر کی گندگی سے آلودہ رہے ہوں۔ ارشاد ہوتا ہے **و تقلبک فی الساجدین انہ ھو السمیع العلیم** اے محمد وہ تمہارے پھر اور منقلب ہونے کو سجدہ کرنے والوں میں دیکھتا رہا ہے۔ بے شک وہ بڑا سننے والا اور واقف کار ہے۔ (پ رکوع ۱۵)
اس آیت کے متعلق شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیو بندی اور علامہ شبیر احمد عثمانی تحریر فرماتے ہیں۔
"بعض سلف نے کہا ہے کہ ساجدین سے آپکے آباء مراد ہیں۔ یعنی آپ کے نور کا ایک نبی کے صلب سے دوسرے نبی کے صلب تک منتقل ہونا اور آخر میں نبی ہوکر تشریف لانا بلکہ بعض مفسرین نے اس لفظ سے حضور کے والدین کے ایمان پر استدلال کیا ہے۔"
(ترجمہ و حاشیہ قرآن مجید' شیخ الہند ص ۴۷۴ طبع بجنور)
ہمارے محقق اجل علامہ شیخ طریحی اس مقصد کو لکھنے کے بعد بحوالہ علامہ شیخ ابو علی تحریر فرماتے ہیں۔ **و ھو المروی عن ائمتہ الھدی** یہی کچھ آئمہ طاہرین کا بھی ارشاد ہے۔) (مجمع البحرین ص ۱۴۹)
علامہ شیخ سلیمان قندوزی تحریر فرماتے ہیں کہ جابر بن عبداللہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کس چیز کو پیدا کیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' اے جابر تمہارے نبی کے نور کو پیدا کیا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے اس کو پیدا کیا تو اس میں ہر قسم کی بھلائی ودیعت کر دی۔ تمہارے نبی کی خلقت کے بعد خداوند عالم نے تمام چیزوں کو پیدا کیا جب تمہارے نبی کے نور کو پیدا کیا تو بارہ ہزار سال مقام قرب میں رکھا۔ پھر اس کو چار حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک حصہ سے عرش کو خلق کیا' دوسرے حصے سے کرسی کو پیدا کیا' تیسرے حصے سے عرش کے اٹھانے والے اور کرسی کے نگہبانوں کو پیدا کیا' بقیہ چوتھے حصے کو پھر مقام محب میں بارہ ہزار سال رکھا۔ پھر ان کو چار حصوں میں تقسیم کیا' ایک حصہ سے قلم کو پیدا کیا' دوسرے حصہ سے لوح کو خلق فرمایا' تیسرے حصہ سے بہشت کو پیدا کیا' پھر بقیہ چوتھے حصے کو مقام خوف میں بارہ ہزار سال رکھا۔ پھر اس حصہ کو چار حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک حصہ سے فرشتوں کو دوسرے سے سورج کو تیسرے سے چاند اور ستاروں کو پیدا کیا پھر بقیہ حصے کو مقام رجا میں بارہ ہزار سال رکھا' پھر اس کے چار حصے کئے۔ ایک حصے سے عقل اور دوسرے سے علم اور حلم کو تیسرے سے عصمت اور توفیق کو پیدا کیا۔ پھر بقیہ چوتھے حصے کو تقسیم کرکے مقام حیاء میں بارہ

Presented by www.ziyaraat.net/

ہزار سال رکھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس نور کی طرف اپنی نگاہ دوڑائی۔ اس نور سے ایک لاکھ چوبیس ہزار نور کے قطرے ٹپکے' اللہ تعالیٰ نے ہر قطرہ سے نبی اور رسول کی روح کو پیدا کیا۔ انبیاء کی روحوں نے سانس لی تو ان کی سانس سے خداوند عالم نے ارواح اولیاء' شہداء' سعدا اور اطاعت کرنے والوں کی روحوں کو پیدا کیا جو قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے۔ اے جابر عرش کرسی' عرش اٹھانے والے اور کرسی کے نگران فرشتے میرے نور سے خلق ہوئے ہیں۔ قلم' لوح' کربین' روحانیین' فرشتے' جنت اور وہ تمام نعمتیں جو اس میں مہیا ہیں۔ میرے نور سے پیدا کی گئی ہیں۔ عقل' علم' حلم' عصمت اور توفیق میرے نور سے پیدا ہوئے ہیں۔ انبیاء اور رسولوں کی روحیں میرے نور سے خلق کی گئی ہیں۔ اولیاء' شہداء' نیکوکار اور صالحین کی روحیں میرے نور کے نتائج سے پیدا کی گئی ہیں۔ پھر خداوند عالم نے بارہ ہزار پردے خلق فرمائے پھر نور کے بقیہ چوتھے حصے کو ہر پردہ میں ایک ایک ہزار سال رکھا اور یہ پردے 'کرامت' سعادت' ہیبت' رحمت' رفعت' علم' حلم' وقار' سکینہ' صبر' صدق اور یقین کے تھے۔ جب ان پردوں سے میرے نور کو نکالا اور تمام مقامات روشن ہو گئے۔ پھر خداوند عالم نے آدم کو پیدا کیا۔ میرے نور کو ان کے صلب میں ودیعت کر دیا' میرا نور آدم کی پیشانی اور کلمہ کی انگلی میں چمکا۔ حضرت آدم نے اللہ تعالیٰ سے اس نور کے بارے میں دریافت کیا تو خدا نے فرمایا کہ اے آدم یہ تیرے فرزند <محمد> کا نور ہے۔ پھر وہ نور شیث کے صلب میں منتقل ہوا' اسی طرح میرا نور ایک پاک صلب سے دوسرے پاک صلب اور ایک پاکیزہ پشت سے دوسرے پاکیزہ پشت کی طرف منتقل ہوتا رہا' یہاں تک کہ خداوند عالم نے میرے نور کو میرے پدر محترم عبداللہ بن عبدالمطلب کی پشت میں پہنچا دیا' وہاں سے میری ماں آمنہ کے رحم میں منتقل ہوا' پھر مجھے ظاہری شکل میں دنیا کے رسولوں کا سردار خاتم النبیین تمام لوگوں کا ہادی۔ تمام کائنات کے لیے رحمت' چمکتی ہوئی پیشانیوں والوں کا رہنما بنا کر بھیجا۔ اے جابر اس طرح تیرے نبی کی خلقت ہوئی۔ (ینابیع المودت)(۴)

نور محمدؐ قبل از آدم خلق ہوا تھا

ابن مغازلی ص۸۷ اور ابن عبدالبر بهجۃ المجالس ص۴۵ پر تحریر فرماتے ہیں کہ خدائے ذوالجلال نے حضرت
آدم کی خلقت سے ایک ہزار سال پہلے حضرت محمد کے نور کو خلق فرمایا تھا۔
سبط ابن جوزی تذکرہ الخواص ص۴۶۔ ابن عبدالبر بهجۃ المجالس ص۴۵۔ ابن حسنویہ بحر المناقب ص۵۰۔
عبیداللہ امرتسری ارجح المطالب ص۵۷۵ اور نذیر احمد سیماب اسد اللہ ص۹ پر تحریر فرماتے ہیں کہ دو ہزار
سال پہلے خلق فرمایا تھا۔
ثعلبی تفسیر ص۴۲۔ سبط ابن جوزی تذکرۃ الخواص ص۴۶۔ سید محمد جواہر النفائس ص۴۱۔ سلیمان قندوزی

ینابیع المودت ص۹۔ سید علی ہمدانی مودۃ القربیٰ ص۷۷۔ عبید اللہ امرتسری ارجح المطالب ص۵۷۵ نذیر احمد سیماب اسد اللہ ص۹۔ اور صائم چشتی مشکل کشا ص۱۳۵ پر لکھتے ہیں کہ چار ہزار سال پہلے تخلیق کیا تھا۔

احمد بن حنبل فضائل الصحابہ ص۴۵ خطیب خوارزمی مناقب و مقتل حموینی فرائد السمطین ص۴۰ عاصمی زین الفتیٰ ص۳۵۔ دیلمی فردوس الاخبار۔ ابن ابی الحدید المعتزلی شرح نہج البلاغہ ص۴۵۰۔ محب الدین طبری الریاض النضرہ ص۱۶۴۔ سید علی ہمدانی مودۃ القربیٰ ص۷۷۔ حافظ وصابی الاکتفا ص۳۲۔ علامہ نقشبندی مناقب عشرہ ص۱۲۔ نور صالحانی توضیح الدلائل ص۳۰۔ نذیر احمد سیماب اسد اللہ ص۹۔ عبیداللہ امرتسری ارجح المطالب ص۵۷۵۔ زرندی نظم درر السمطین صدر الافاضل شروح سقط الزند ص۳۶۔ الحافی الحسینی التبر المذاب ص۹۰۔ حسن دہلوی تجہیز الجیش ص۱۰۷۔ شاہ عبدالعزیز دہلوی تحفہ اثنا عشریہ ص۱۶۷۔ جفری کنز البراہین ص۴۰۔ باعلوی المشرع الروی ص۲۱۴ اور صائم چشتی مشکل کشا ص۱۳۵ پر تحریر کرتے ہیں کہ چودہ ہزار سال پہلے خلق فرمایا تھا۔

ابن عساکر تاریخ دمشق ترجمہ مولا علی ص۱۳۵۔ گنجی شافعی کفایۃ الطالب ص۱۶۷۔ ابن حجر عسقلانی لسان المیزان ص۲۲۹ اور عبیداللہ امرتسری ارجح المطالب ص۵۷۵ پر تحریر کرتے ہیں کہ چالیس ہزار سال پہلے خلق فرمایا تھا۔

اور حسن دہلوی تجہیز الجیش ص۱۰۷ پر تحریر کرتے ہیں کہ اسی ہزار سال پہلے خلق کیا تھا۔

یہ پانچ ہستیاں کون ہیں؟

حموینی فرائد السمطین ص۳۶ اور عبیداللہ امرتسری ارجح المطالب ص۵۷۵ پر تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت آدم نے کہا کہ اے خدائے ذوالجلال یہ کون ہیں جن کو میں اپنی شکل و صورت میں دیکھ رہا ہوں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ تیری اولاد میں سے پانچ شخص ہیں۔

اور شیخ سیلمان قندوزی ینابیع المودت ص۷۹ پر تحریر کرتے ہیں کہ حضرت آدم نے کہا یہ اشباح کن کے ہیں۔

ان احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت آدم اس وقت خمسہ مطہرین کو نہیں پہچانتے تھے اور یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ حضرت آدم یہ جاننے کے لیے کہ یہ کون ہیں خاصے بے تاب تھے اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اس خوش فہمی میں تھے کہ مخلوق اول وہ ہیں لیکن جب حضرت آدم نے ان انوار کو دیکھا تو سوچنے پر مجبور ہو گئے کہ یہ کون ہیں جو مجھ سے بھی پہلے ہیں لہٰذا حضرت آدم نے خالق حقیقی سے پوچھا کہ اے اللہ اس حسین ترین مخلوق کا مجھے تعارف تو کرائیے تاکہ میں بھی ان کو جان سکوں۔

Presented by www.ziyaraat.net/

حضرت آدم کی خلقت سے پہلے یہ انوار مقدسہ کیا۔ اور کیسے تھے اس کے لیے لفظ اشباح کی معرفت ضروری ہے۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے جابر سے فرمایا کہ سب پہلے خدا نے محمد اور ان کی عترت ہدایت کنندہ کو پیدا کیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے پاس اشباح نور تھے۔ میں نے کہا اشباح کیا ہوتے ہیں۔ امام نے فرمایا نور کا سایہ' نورانی بدن جن میں روحیں نہ ہوں۔ ان میں اس وقت ایک ہی نور تھا اور وہ روح القدس تھا جس کے ذریعہ وہ اور ان کی عترت اللہ کی عبادت کرتے تھے۔

جناب ملا محمد باقر مجلسی اس حدیث کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں۔

(اشباح النور) شاید یہ اضافت بیانیہ ہے' یعنی نورانی اشباح مراد ہے جس سے مثالی اجساد ہیں اس بنا پر ابدان النورانیہ بلا ارواح سے مراد ہے بلا ارواح حیوانی یا خود ارواح چاہے انہیں مجرد مانا جائے یا مادی۔ دلیل یہ ہے کہ ارواح کا تعلق جب بدن سے نہ ہو تو وہ اپنی جگہ مستقل ہوتی ہیں۔ اس حالت میں ان کو ایک جہت سے ارواح کہا جا سکتا ہے اور دوسرے زاویے سے اجساد۔ مطلب ہو گا کہ ایسے نورانی ابدن جن سے دوسری روح کا تعلق نہیں۔

(ظل النور) یہ اضافت بھی بیانی ہے۔ اسی ظل النور کو عالم ارواح اور عالم مثال کہتے ہیں۔ اسی کا نام عاص ظلال ہے کیونکہ یہ عالم عالم مثال کا ظل ہے اور اس کا تابع ہے یا اس لیے اُسے عالم ظلال کہا گیا ہے کہ مجرد ہے اور عالم ارواح میں کثافت نہیں ہے۔ لہٰذا وہ ظل سے متشابہ ہے۔ دوسرے احتمال کی بناء پر بھی ہو سکتا ہے کہ یہ اضافت لامیہ ہو بایں معنی کہ نور سے مراد نور ذات باری تعالیٰ ہو اس بناء پر کہ عالم ارواح اسی نور حق کے نشانات میں سے ایک نشان ہے۔ یہ بہت باریک مفہوم ہے (اسے گہری نظر سے دیکھیں)

(بحار الانوار جلد ۱۵ ص ۲۵ سطر ۵ دار الکتب الاسلامیہ طہران۔

آپ ان انوار کی اشکال کو سمجھنے کے لیے ملائکہ کی طرف متوجہ ہوں۔ ملائکہ کی اشکال بھی ہیں۔ اور وہ محض نور بھی ہیں۔ شکلیں مختلف تھیں تو الگ الگ وجود اور اسماء تھے اور یہ امتیاز تھا کہ حضرت جبرائیل ہیں اور یہ میکائیل۔ ملائکہ کے الگ الگ اسماء ہونا اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ ملائکہ کی الگ الگ شکلیں تھیں اور وہ مختلف شکلیں تبدیل کر لیا کرتے تھے لیکن ہر وقت وہ کسی نہ کسی شکل میں ضرور ہوا کرتے تھے حالانکہ وہ محض نور تھے۔

آپ انشاء اللہ آئندہ ملاحظہ کریں گے کہ ملائکہ مقربین جب بھی در رسولؐ پر تشریف لاتے تھے تو وہ کبھی کسی شکل میں اور کبھی کسی شکل میں آتے تھے اور حضرت جبرائیل کے لیے تو یہ مشہور ہے کہ وہ حضرت دحیہ کلبی کی شکل میں تشریف لاتے تھے اور واپس جاتے ہوئے اپنی اصلی شکل اختیار کر لیتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ نوری حضرات ظاہر میں کئی اور باطن میں کوئی اور شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ لہٰذا حضرت چہاردہ معصومین کے لیے یہ کہنا کہ انہوں نے ظاہری شکل میں لباس بشر کیسے پہنا تعجب خیز ہے لہٰذا اس مختصری

بحث سے ثابت ہوا کہ یہ حضرات باطن میں نور اور ظاہر میں بشر تھے۔

حضرت آدم نے ان کو تسبیح کرتے ہوئے دیکھا:

حموینی فرائد السمطین ص ۳۶ اور عبید اللہ امرتسری ارجح المطالب ص ۵۷۵ پر تحریر فرماتے ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے عرش کی داہنی جانب دیکھا تو کیا دیکھا کہ خمسہ مطہرین کے اجسام کا نور رکوع و سجود کر رہا ہے اور آپ پہلے بالتفصیل ملاحظہ فرما آئے ہیں کہ خمسہ مطہرین کے انوار مقدسہ اور حضرت آدم کی خلقت سے کئی ہزار سال پہلے تسبیح و تقدیس خدا میں مصروف تھے۔

ان احادیث سے واضح ہوا کہ یہ حضرات خدا کی معرفت نامہ رکھتے تھے۔ جس وقت یہ رکوع و سجود کر رہے تھے اور کوئی مخلوق نہ تھی ----- ان حضرات نے تسبیح و تقدیس کا یہ طریقہ خدا سے بلا فصل سیکھا تھا۔ ملائکہ نے ان کو اور حضرت آدم نے ملائکہ اور خمسہ مطہرین کو تسبیح و تقدیس کرتے ہوئے دیکھا اور بنی آدم نے حضرت آدم کو تسبیح و تقدیس کرتے ہوئے دیکھا لہٰذا اس تسبیح و تقدیس کی ابتداء حضرات خمسہ مطہرین سے ہوتی ہے لہٰذا اس تسبیح و تقدیس کے معلم بھی خمسہ مطہرین ہیں اور اصول یہ ہے کہ جب تک فعل کا اثر رہتا ہے فاعل کا نام اور یاد بھی زندہ رہتی ہے لہٰذا جب خدا کی تسبیح و تقدیس رہے گی خمسہ مطہرین زندہ رہیں گے کیونکہ مخلوق میں یہی حضرات پہلے اساتذہ ہیں۔ اور اس تسبیح و تقدیس کرنے سے مخلوق کو جو ثواب ملے گا پر اس خمسہ علیہم السلام کا احسان ہے کہ اگر یہ تسبیح و تقدیس کرنے کا طریقہ نہ سکھاتے تو بھلا کون یہ تسبیح و تقدیس سیکھ سکتا۔

فرشتوں نے تسبیح کا طریقہ ان سے سیکھا:

سلیمان قندوزی ینابیع المودت ص ۷۹ پر تحریر کرتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا کہ ہمارے بعد خدا نے فرشتوں کو خلق کیا۔ انہوں نے جب ہماری روحوں کو ایک نور کی حالت میں مشاہدہ کیا تو انہوں نے ہمارے امر کو بڑا جانا ہم نے تسبیح کرنا شروع کر دی تاکہ فرشتوں کو معلوم ہو کہ ہم پیدا کی ہوئی مخلوق ہیں۔ ہماری تسبیح سن کر فرشتوں نے تسبیح کی۔ اللہ تعالیٰ کو ہماری صفات سے منزہ کیا۔ جب فرشتوں نے ہماری شان کو بڑا جانا تو ہم نے **لا الہ الا اللہ** کہنا شروع کر دیا۔ تاکہ فرشتوں کو اس بات کا علم ہو کہ نہیں ہے کوئی عبادت کے لائق مگر اللہ اور ہم بندے ہیں خدا نہیں۔ واجب ہے کہ اس نور کے ساتھ عبادت کریں۔ انہوں نے کہا **لا الہ الا اللہ** جب ہمارے مقام کی بڑھائی کو دیکھا تو ہمارے مقام کو بڑا جانا۔ ہم نے تکبیر کہی تاکہ فرشتوں کو

سیدہ سکینہ سلام اللہ علیہا

Presented by www.ziyaraat.net/

معلوم ہو کہ اللہ بڑا ہے اس کی مخلوق بڑا مقام حاصل نہیں کر سکتی۔ مگر اس کے ذریعے جب انہوں نے ہماری وہ عزت اور قوت دیکھی جس کو اللہ نے ہمارے لیے بنایا تو ہم نے کہا **لا حول ولا قوۃ الا باللہ** تاکہ فرشتوں کو معلوم ہو کہ کوئی طاقت اور قوت نہیں ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ جب انہوں نے دیکھا کہ کیا چیز ہم پر انعام کی ہے اور مخلوق کی اطاعت ہمارے لیے فرض کی ہے تو ہم نے کہا **الحمد للہ** تاکہ فرشتوں کو معلوم ہو کہ حمد اللہ کے لیے ہے۔ اس کی نعمتوں پر فرشتوں نے کہا **الحمد للہ** ہماری وجہ سے انہوں نے اللہ کی توحید' اس کی تسبیح' اس کی تھلیل' اس کی تکبیر اور اس کی تحمید کی معرفت حاصل کی۔

ملائکہ کی غرض تخلیق تسبیح و تقدیس تھی۔ اگر وہ تسبیح و تقدیس نہ سیکھتے تو ان کی غرض تخلیق مفقود ہو جاتی۔ لہٰذا آل محمدؐ نے ان ہستیوں کو تسبیح و تقدیس سکھلا کر ان پر احسان عظیم فرمایا۔ اب اصول یہ ہے کہ جب کوئی کسی پر احسان کرے تو محسن ہمیشہ محسن کا ممنون احسان رہتا ہے اور اس کوشش میں رہتا ہے کہ میں بھی کسی طرح محسن کے کام آ سکوں اگرچہ محسن اس کی ہرگز ہرگز طلب نہیں رکھتا لیکن محسن اس انتظار میں رہتا ہے کہ وہ بھی کسی نہ کسی طرح اپنے محسن کے لیے کار نمایاں کر سکے۔ ملائکہ بھی سمجھتے تھے کہ انوار خمسہ نے ان پر احسان عظیم فرمایا ہے۔ لہٰذا وہ اس کوشش میں رہتے کہ وہ بھی اپنے محسنوں کے کام آ سکیں۔

مذکورہ حدیث سے ثابت ہوا کہ فرشتوں نے محمدؐ و آل محمدؐ علیہم السلام سے تسبیح سیکھی لہٰذا انوار خمسہ مطہرین استاد ہوئے اور ملائکہ شاگرد اور یہ بھی مسلم ہے کہ شاگرد پر استاد کی تعظیم واجب ہوتی ہے۔ لہٰذا ملائکہ پر آل محمد علیہم السلام کی تعظیم واجب ہے۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ شاگرد چاہے امیر گھرانے کا ہو چاہے غریب گھرانے کا استاد کی خدمت پر فخر سمجھتا ہے۔ شاگردوں نے چاہے اپنے گھروں میں گھریلو کام کئے ہوں یا نہ محض استاد کی رضا حاصل کرنے کے لیے استاد کے گھر کے کام کاج کرنے کو اپنے لئے فخر سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ کام ان کے فرائض میں داخل نہیں ہیں لیکن وہ استاد کی خدمت کو اپنے لیے سعادت سمجھتے ہیں۔ پس ملائکہ بھی آل محمدؐ کے شاگرد ہیں۔ لہٰذا ملائکہ بھی ان کی خدمت کرنا اپنے لیے فخر سمجھتے تھے۔ انہوں نے عرش پر کبھی کپڑے تیار نہ کئے تھے لیکن اپنے اساتذہ کرام کو خوش کرنے کے لیے کپڑے تیار کر کے درزی کی صورت میں دروازہ پر دستک دے رہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ **انا خیاط الحسنین** حضرت جبرائیل آج جبرائیل کی بجائے خیاط حسنین بننے پر زیادہ خوش نظر آتے ہیں۔ یہ فرشتے صرف تسبیح و تقدیس کے لیے خلق ہوئے تھے لیکن آج تسبیح و تقدیس کو چھوڑ کر کئی تو جھولا جھلا رہے ہیں اور کئی چکی پیس رہے ہیں کیا دنیا میں کوئی اور گھرانہ بھی ہے جس کی ملائکہ نے یوں نوکری کی ہو صرف اسے طمع ہو کہ یہ ہستیاں ہم پر راضی ہو جائیں۔ ان نوکریوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ملائکہ پر یقیناً" ان لوگوں نے کوئی احسان عظیم فرمایا ہے کہ جس کا بدلہ آج تک پورا نہیں ہوا اور وہ احسان یہی ملائکہ کو تسبیح و تقدیس سکھلانا تھا۔

آپ قرآن مجید کی تلاوت فرمائیں گے آپ پر یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح اور آشکار ہو گی کہ فرشتوں نے حصول خلافت کے لیے تسبیح اور تقدیس ہی کو ذریعہ فخر بنایا تھا لیکن انہوں نے یہی تسبیح و تقدیس ان انوار سے سیکھی تھی جنہوں نے حضرت آدم کی پیشانی کی زینت بنا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جب فرشتوں نے ان انوار کو بغور حضرت آدم کی پیشانی پر چمکتے ہوئے دیکھا تو ان کی وجہ سے وہ حضرت آدم کے سامنے سجدہ ریز ہو گئے۔

اس حدیث سے واضح ہوا کہ جب خدا کی نوری اور معصوم مخلوق ملائکہ ان حضرات کے بغیر خدا کی تسبیح و تقدیس نہیں سیکھ سکتی تو گناہ گار و خطا کار انسان ان ہستیوں کے سوا خدا کی عبادت کیسے سیکھ لیں گے۔ لہٰذا تمام مخلوق کو چاہیے کہ وہ ملائکہ کی طرح ان کے سامنے زانوئے ادب خم کرے اور ان کے در سے معرفت خدا اور عبادت باری تعالیٰ کا طریقہ سیکھے اور جو ان کے بتائے ہوئے طریقے پر عبادت کرتا ہے یقیناً" یوم محشر اسی کی عبادت مقبول و منظور ہو گی۔

جو انسان بہت نیک ہو' عابد اور زاہد ہو تو لوگ کہتے ہیں کہ یہ فرشتہ سیرت انسان ہے یعنی انسان کی پاکدامنی اور نیک نامی کی انتہا فرشتہ اور فرشتے آل محمد کے شاگرد اور ان کے در کے غلام نظر آتے ہیں۔ تو آپ خدا کو حاضر و ناظر جان کر فیصلہ فرمائیں کہ معلمان اور مخدومان ملائکہ اور طالب سیرت ملائکہ برابر ہو سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں مخدوم ہمیشہ افضل اور خادم ہمیشہ مفضول ہوتا ہے۔

حضرت آدم نے ان کے اسماء دیکھے:

خطیب خوارزمی مناقب ص۲۲۷۔ ابو الفوارس اربعین ص۲۷۔ برہان الدین حلبی سیرت حلبیہ۔ سید علی ہمدانی مودۃ القربیٰ ص۱۱۹۔ شیخ سلیمان قندوزی ینابیع المودت ص۱۰۔ ابن حسنویہ بحر المناقب ص۲۶۔ صالح کشفی کوکب دری ص۲۶ عبید اللہ امرتسری ارجح المطالب ص۳۲ پر تحریر فرماتے ہیں کہ جب حضرت آدم نے اپنے سر کو اٹھایا تو عرش پر یہ تحریر تھا۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ نبی الرحمتہ علی مقیم الحجتہ

اس حدیث سے واضح ہوا کہ قبل از حضرت آدم علیہ السلام عرش اعظم پر یہ تینوں کلمات تحریر تھے اور یوم محشر جس وقت لوگ جنت کی طرف جائیں گے تو باب جنت پر یہی کلمات تحریر ہوں گے لہٰذا جس کسی نے بھی جنت میں جانا ہے وہ اپنی زندگی میں توحید اور نبوت محمد مصطفیٰ کا اقرار اور ان کے ارشادات پر عمل کرے ورنہ جنت میں داخلے کا ویزا نہ ملے گا۔

Presented by www.ziyaraat.net/

یہ انوار یاقوتی محل میں تھے:

صفوری نزہتہ المجالس میں لکھتے ہیں کہ خدا نے حضرت جبرائیل کو حکم دیا کہ ذرا آدم و حوا کے لیے یاقوتی محل کے دروازے کھولیں۔ جب جبرائیل نے کھولا تو اس میں ایک کافوری قبہ دیکھا۔ اس میں ایک سنہری چارپائی اور اس پر حضرت یوسف کے حسن والا ایک حسین ترین نوجوان دکھائی دیا خدا نے فرمایا اس مستور کا شوہر یہ علی ہے۔

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ یہ انوار خمسہ قبل از خلقت انسان یاقوتی محل میں تھے۔ حالانکہ عباد شعب زندہ دار، متقیان پرہیز گار اور اس آرزو میں عمر عزیز تمام کر دیتے ہیں کہ انہیں خوشنودی پروردگار اتنی حاصل ہو جائے کہ وہ یوم آخرت میں یاقوتی محل یا جنت میں کسی بھی جگہ کے مالک بن جائیں۔ یا یوں کہا جائے کہ اس دنیا کی عبادتوں کا ماحصل اکثر کے نزدیک فردوس بریں میں اعلیٰ مقام حاصل کرنا ہے۔ لیکن انوار خمسہ قبل از خلقت دو عالم کئی ہزار سال تک یاقوتی محل میں رہائش پذیر رہے۔ بعد ازاں جب مشیت ایزدی نے چاہا ان انوار کو قلب بشری میں ڈھال کر فرش کی زینت بنا دیا۔ اس سے واضح ہوا کہ ان انوار کی ابتدا وہ تھی جو صنف انسان کے متقی و پرہیز گار حضرات کی انتہا ہے۔ اب آل محمد کی انتہا کیا ہے اس کا اندازہ کون کرے۔ اس کا اندازہ صرف خدا ہی کر سکتا ہے کیونکہ اس وقت یا وہ تھا یا یہ انوار۔ لیکن ان مسلمانوں پر ضرور افسوس ہوتا ہے جو ابھی تک ٹھیک طریقے سے ان کی ابتداء کو بھی نہیں جانتے اور یہ فتویٰ صادر کر دیتے ہیں کہ آل محمدؐ یہ نہیں کر سکتے یا وہ نہیں کر سکتے۔

حضرت آدم و حوا کا فخر:

خطیب خوارزمی مقتل الحسین ص۷۵۔ ذہبی میزان الاعتدال ص۷۳۔ ابن حجر عسقلانی لسان المیزان ص۳۴۶۔ صفوری نزہتہ المجالس ص۲۳۲۔ تظلم الزہراہ ص۹۔ سید علی ہمدانی مودۃ القربیٰ ص۱۵۔ سلیمان قندوزی ینابیع المودت ص۲۵۹۔ نذیر احمد سیماب اسد اللہ ص۱۷۔ اور صائم چشتی صاحب مشکل کشا ص۱۵ پر تحریر کرتے ہیں کہ جب خدائے ذوالجلال نے حضرت آدم و حوا کو خلق فرمایا تو وہ دونوں جنت میں فخر کرنے لگے اور دونوں نے کہا کہ خدا نے ہم سے حسین کسی کو بھی خلق نہیں کیا۔ الخ

جب خدا نے حضرت آدم و حوا کا یہ فخریہ اعلان سنا تو خمسہ مطہرینؑ کے انوار ان کو دکھائے تو حضرت آدم یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ یہ انوار اتنے حسین ہیں کہ ان کی چمک سے آنکھیں چندھیائی جا رہی ہیں اور نیز یہ کہ میں نے ان جیسی حسین مخلوق پہلے نہیں دیکھی۔ شاید یہ آخری جملہ حضرت آدم نے صرف اسی لیے کہا

ہو کہ ان حضرات کے انوار ملائکہ پر بھی غالب تھے۔

اس حدیث سے واضح ہوا کہ حضرت آدم و حوا اپنے دعوے سے دستبردار ہو گئے اور خمسہ مطہرین کے حسین ترین ہونے کے قائل ہو گئے۔ ویسے تو خدا کے سارے انبیاء ہی حسین تھے۔ لیکن حسن یوسف علیہ السلام مشہور و معروف ہے۔ لیکن یہ ہستیاں حضرت یوسف سے بھی حسین تھیں۔ اگر آپ حسن یوسف کو ان ہستیوں کے مقابلے میں لائیں گے تو جس طرح حضرت آدم و حوا کی آنکھیں ان انوار کو دیکھ کر چندھیا گئیں اسی طرح حسن یوسف بھی ان انوار کے سامنے ماند پڑ جائے گا۔

حضرت یوسف بڑے حسین تھے اتنے حسین کہ زنان مصر لیموں کی بجائے اپنی انگلیاں کاٹ بیٹھیں۔ لیکن ان انوار کو حضرت یوسف پر بھی فوقیت حاصل ہے کہ حضرت یوسف کے حسن کی تعریف کرنے والی حضرت زلیخا اور دیگر مصر کی عورتیں تھیں جبکہ ان انوار کے حسن کی تعریف خدا فرما رہا ہے ظاہر ہے کہ محب سے محبوب کی شان بڑھتی ہے تو جن ہستیوں کا خدا محب ہو وہ کس شان کی مالک ہوں گی۔

محب جب محبوب کے حسن کا نقشہ کھینچتا ہے تو مختلف چیزوں سے تشبیہ دیتا ہے کبھی محبوب کی آنکھوں کو چشم غزالیں سے، ہونٹوں کو لبہا لالیں سے، قد کو سرو سے، زلف کو شب تار سے، دانتوں کو درہائے تابندہ سے۔ اب وہ حسن جہاں افروز جس کے سامنے حضرت آدم و حوا اور حضرت یوسف علیہم السلام کا حسن ماند پڑ گیا ہو خدا اس کی تشبیہ کس سے دے کیونکہ تشبیہ سے پہلے مشبہ بہ کا ہونا ضروری ہے جبکہ ان انوار سے پہلے صرف خدا تھا اور کوئی نہ تھا۔ لہٰذا جب خدا نے حضرت علی کی آنکھ کو دیکھا تو عین اللہ کہہ دیا، ان کے کان دیکھے تو اذن اللہ کہہ دیا۔ ان کے ہاتھ دیکھے تو ید اللہ کہہ دیا۔ چہرے کو دیکھا تو وجہ اللہ کہہ دیا۔ ان کے نفس کو دیکھا تو نفس اللہ کہہ دیا۔

اے آدم ان پر رشک نہ کرو:

مذکورہ کتب کی عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ خدا نے فرمایا کہ اے آدم ان کے مرتبے کی تمنا اور ان کے مقام کے حصول کی کوشش نہ کرنا کیونکہ ان کا جو مقام میرے پاس ہے کوئی اور حاصل نہیں کر سکتا۔ حالانکہ خدا **ان اللہ علی کل شئی قدیر** کا مصداق ہے جو چاہے کر سکتا ہے لیکن اس نے ایک بار کہہ دیا کہ میں نے ان جیسا کوئی اور خلق نہیں کرنا تو جب خدا نے کسی کو بھی ان کے ہمسر نہیں بنانا تو بھلا کون یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ میں ان جیسا ہوں۔ جب خدا آدم کی ہمسری کو ناپسند فرما رہا ہے تو اولاد آدم کے اس دعوے کو کیسے پسند کرے گا۔ خدا نے اس کے بعد فرمایا کہ اگر تم نے اس فعل سے میری نافرمانی کی تو ظالموں (نقصان اٹھانے والوں) سے ہو جاؤ گے خدا نے پہلے جملے میں منع اور دوسرے جملے میں اس کا انجام فرمایا

Presented by www.ziyaraat.net/

ہے۔ اب اس کا تعلق حضرت آدم تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ قیامت تک ہے کہ جو بھی جب بھی اور جہاں بھی ان کے ساتھ ہمسری کرنے کا دعویٰ کرے گا ظالم ہو گا۔

اس حدیث میں چار چیزوں کا بیان ہے۔ ان کی ہمسری نہ کرو۔ اگر کرو گے تو ظالم ہو جاؤ گے اگر ظالم ہو جاؤ گے تو مغفرت پھر بھی انہیں کے وسیلے سے ملے گی۔ کیونکہ آپ نے ان کے ہمسر ہونے کا دعویٰ کرکے ان کو تکلیف دی ہے اور ظاہر ہے کہ جب کسی کو تکلیف دی جائے تو جب تک وہ معاف نہیں کرے گا۔ خدا بھی معاف نہیں کرے گا۔ لہٰذا جب تک یہ حضرات معاف نہیں کریں گے معافی نہیں حاصل ہو سکتی۔

خدا کا حضرت فاطمہ کے ذریعے تعارف کرانا:

خطیب خوارزمی مقتل الحسین ص۶۵۔ ذہبی میزان الاعتدال ص۳۷۔ ابن حجر عسقلانی لسان المیزان ص۳۴۷۔ صفوری نزہت المجالس ص۲۳۰۔ عبدالعلی جزائری تظلم الزہراء ص۹۔ سید علی ہمدانی مودۃ القربیٰ ص۹۵۔ شیخ سلیمان قندوزی ینابیع المودت ص۲۵۹۔ نذیر احمد سیماب اسداللہ ص۱۱۔ اور صائم چشتی مشکل کشاء ص۳۱۵ پر تحریر کرتے ہیں۔ کہ حضرت آدم و حوا علیہما السلام نے ایک عورت کی ایسی حسین صورت دیکھی کہ اس جیسی کبھی نہیں دیکھی تھی کہ نور اس کا چمک رہا ہے کہ اس کی روشنی آنکھوں کو بے نور کئے دیتی ہے اس کے سر پر ایک تاج ہے اور کے کانوں میں دو گوشوارے ہیں تب ان دونوں نے بارگاہ خداوندی میں عرض کی اے پروردگار یہ مستور کون ہے؟ خدا نے فرمایا یہ تیری اولاد کے سردار محمدؐ کی دختر فاطمہ کی صورت ہے۔ پھر انہوں نے کہا یہ تاج کیسا ہے؟ خدا نے فرمایا یہ اس کا شوہر علی ہے پھر ان دونوں نے عرض کی کہ یہ دو گوشوارے کون ہیں؟ فرمایا یہ اس کے دونوں بیٹے حسن و حسین ہیں۔ اس کا وجود میرے علم پوشیدہ میں تمہارے پیدا کرنے سے دو ہزار برس پہلے موجود تھا۔

اس حدیث کے پہلے جملے سے واضح ہوتا ہے کہ ان ہستیوں کے انوار سے آنکھیں بے نور ہو رہی تھیں کیوں؟ آپ اس جملے کی وضاحت کے لیے ذرا اس لطیف نکتے کی طرف توجہ فرمایئے۔ دیکھئے سورج ایک منبع حرارت ہے۔ اس میں روشنی ہے۔ جس سے ساری دنیا روشن ہوتی ہے۔ جب دھوپ تیز ہو تو اگر انسان اس کی طرف ہاتھ کرے تو کوئی پرواہ نہیں۔ پاؤں کرے تو کوئی تکلیف نہیں ہوتی لیکن اگر آپ اس کی طرف آنکھیں کریں گے تو ایک لمحے کے لیے بھی سورج کے سامنے نہیں ٹھہر سکتیں۔ کیونکہ آنکھ نور ہے اور سورج بھی نور ہے اور اس میں زیادہ نور ہے لہٰذا آنکھ میں طاقت نہیں کہ اس کے سامنے دم مار سکے۔ رہے باقی اعضاء تو چونکہ وہ نور نہیں ہیں لہٰذا انہیں سورج کے سامنے کوئی تکلیف نہیں ہے۔ اب حضرت آدم و حوا کی آنکھوں کا چندھیا جانا اس بات کا اظہار کرتا ہے' جو کچھ حضرت آدم و حوا کی آنکھوں میں تھا

وہ ان کے اشباح میں تھا چونکہ حضرت آدم و حوا کی آنکھوں میں نور تھا لہٰذا یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ خمسہ مطہرین کے اشباح نوری تھے۔ اب حضرت آدم و حوا کی آنکھوں کا چندھیا جانا اس بات کی دلیل ہے کہ آل محمد کا نور حضرت آدم پر غالب تھا۔ تو جب حضرت آدم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو بنی آدم کیسے کریں گے۔

اس حدیث میں خدائے ذوالجلال نے ان انوار خمسہ کا تعارف حضرت فاطمہ کے ذریعے کرایا ہے اور رسول خدا نے بھی اپنی ظاہری زندگی میں کساء نچھاور کرنے کے دن بھی باقی حضرات کا تعارف حضرت فاطمہ کے ذریعہ کرایا۔ حالانکہ تعارف ہمیشہ اعلیٰ سے کرایا جاتا ہے۔ رئیس محفل حضور اکرمؐ تھے لیکن نہ خدا نے ان کے ذریعہ تعارف کرایا نہ مصطفےٰ نے کیوں؟ شاید اس لیے کہ ان تمام حضرات میں آپس میں واسطے کے ساتھ رشتہ تھا۔ مثلاً" حضور اکرم اور حضرت علی چچا زاد بھائی تھے۔ درمیان میں چچا کا فاصلہ۔ رسول اکرم حسنین کے نانا تھے۔ درمیان میں حضرت فاطمہ کا واسطہ جبکہ حضرت فاطمہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بلا فصل بیٹی' حضرت علی کی بلا فصل زوجہ اور حسنین کی بلا فصل ماں ہے۔

شاید اس لیے حضرت فاطمہ سے تعارف کرایا ہو کہ موجودہ حضرات میں ایک نبی تھے اور دوسرے حضرات امام اگر ایک طبقے سے تعارف کرایا جاتا تو دوسرا طبقہ محروم رہ جاتا لہٰذا حضرت فاطمہ کے ذریعے تعارف کرایا گیا تاکہ واضح ہو جائے کہ اگرچہ حضرت فاطمہ نبی ہیں نہ امام لیکن ایسا واسطہ ضرور ہیں کہ جو نبوت کو امامت سے اور امامت کو نبوت سے ملا رہا ہے۔ اگر آپ مباہلہ کے دن ان حضرات کو میدان نجران کی طرف جاتا ہوا دیکھیں گے تو وہاں بھی یہ ترتیب آئے گی۔ آگے نبوت اور پیچھے امامت اور درمیان میں بتول عذرا تاکہ دنیا کو مقام حضرت فاطمہ معلوم ہو جائے۔ لیکن جنہوں نے نہیں پہچانا تھا وہ نہ مکان میں پہچان سکے اور نہ میدان میں نہ حدیث میں اور نہ قرآن میں۔

شاید اس لیے حضرت فاطمہ سے تعارف کرایا ہو کہ رئیس محفل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ بہت زیادہ پیاری تھیں۔

حضرت فاطمہؑ کی بڑی شان ہے بڑی آن ہے۔ مناقب علی جلد ۲۲ میں مفصل ذکر ہو گا فی الحال اتنا تو آپ اس حدیث سے بھی پہچان گئے ہوں گے کہ یہ مخدومہ نبیوں کے سردار' ولیوں کے تاجدار اور صلح پسندوں اور شہیدوں کے علمدار کے تعارف کا سبب بنیں۔

حضرت فاطمہ کی بڑی شان ہے۔ آپ جنتی عورتوں کی سردار ہیں' آپ نساء عالمین کی سیدہ ہیں آپ کی جتنی بھی شان بڑھے گی آپ کے مولا حضرت علی کی شان اتنی ہی زیادہ بڑھے گی۔ کیونکہ آپ ان کے تاج ہیں اسی لیے خدا نے حضرت علی کو حضرت فاطمہ کا تاج بنایا۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حسنین شریفین جناب زہرا کے گوشوارے تھے۔ خدا نے عورت کو مطلقاً" زمین کی زینت کے لے خلق فرمایا ہے اور جب یہ صنف نازک تاج اور گوشوارے پہن لے تو یقیناً" اس

Presented by www.ziyaraat.net/

کے حسن میں مزید نکھار آ جاتا ہے۔ خدا نے اپنی اس باپردہ خاتون جس پر لاکھوں درود و سلام ہوں جب اسے خلق فرمایا تو حسنین شریفین کے گواشوارے ان کے کانوں میں اور حضرت علی کا تاج ان کے سر پر مزین فرما دیا تاکہ جناب زہرا کے نور کو مزید جلا مل جائے۔ اب نکتہ سمجھ میں آیا کہ حضرت آدم و حوا کی آنکھیں اس نور کی تاب کیوں نہ لا سکیں۔ کیونکہ جناب زہرا ایک تو خود نور' پھر ان کے کانوں میں حسنین شریفین کے دو منور گوشوارے اور پھر ان کے سر پر حضرت علی کا تاج نور''علیٰ نور کی صحیح تصویر پیش کر رہا تھا۔ تو حضرت آدم و حوا کی آنکھیں چندھیاتی نہ تو اور کیا کرتیں۔

آدم سے پہلے کوئی بھی مٹی سے پیدا نہ ہوا ہے:

حموینی فرائد السمطین ص۳۶ اور عبیداللہ امرتسری ارجح المطالب ص۵۷۵ پر تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت آدم نے عرض کی اے میرے پروردگار کیا مجھ سے پہلے بھی تو نے کسی کو مٹی سے پیدا کیا ہے۔ اللہ نے فرمایا نہیں۔

خدائے ذوالجلال نے لفظ لا فرما کر یہ واضح کر دیا کہ یہ ہستیاں طین (مٹی) سے خلق نہیں ہوئیں لہٰذا طین سے خلق ہونے والی تمام مخلوق سے یہ ہستیاں افضل و اعلیٰ ہیں۔ قبلی فرما کر حضرت آدم علیہ السلام نے اعتراف کر لیا کہ آپ طین (مٹی) سے خلق ہوئے ہیں اور خدا نے لا فرما کر یہ وضاحت فرما دی کہ اے آدم یہ طین سے خلق نہیں ہوئے ہیں۔ لہٰذا خدا کے فرمان اور حضرت آدم کے اعتراف سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ ہستیاں حضرت آدم سے افضل تھیں۔ تو جب ابو البشر حضرت آدم ان ہستیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو محض بشر کیسے کر سکتے ہیں۔

ہو سکتا ہے کہ اس سوال سے پہلے حضرت آدم کو انوار رحمت سے روشناس نہ کرایا گیا ہو۔ اور حضرت آدم اسی گھمنڈ میں ہوں کہ وہ اس اعزاز میں یکتا و منفرد ہوں کہ مجھ سے پہلے کوئی بھی طین سے خلق نہیں ہوا ہے اور خدا نے لا فرما کر حضرت آدم کے فخر کو مزید پختہ بنا دیا ہو۔ لیکن جب خدا نے انوار خمسہ مطہرین کا حضرت آدم سے تعارف کرایا ہو گا اور یہ فرمایا ہو گا کہ یہ مخلوق آپ اور آپ کی تمام اولاد سے افضل ہے بلکہ آپ کو خلق ہی انہی کی وجہ سے کیا ہے۔ یہ سن کر ایک بار حضرت آدم کا سر تو ضرور چکرایا ہو گا لیکن ہو سکتا ہے کہ حضرت آدم نے اپنے آپ کو سنبھالا دیا ہو کہ اے آدم پریشان نہ ہو۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ مٹی سے مجھ سے پہلے کوئی مخلوق پیدا نہیں ہوئی تو اس دعوی میں تم ابھی تک منفرد ہو۔ یہ انوار مٹی سے تھوڑے ہی خلق ہوئے ہیں یہ تو نور سے خلق ہوئے ہیں لہٰذا آپ کا ان سے مقابلہ ہی نہیں جن سے تمہارا مقابلہ ہے ان کے مقابلے میں تم ان سے ابھی تک منفرد و یکتا ہو۔

میں نے ان کو عرش سے منتقل کیا:

سلیمان قندوزی ینابیع المودت میں لکھتے ہیں کہ خدا نے حضرت آدم سے فرمایا کہ میں نے ان کو عرش کے بہترین حصے سے منتقل کرکے ان کو تیری پشت میں ودیعت کیا۔

لوگوں کے اذہان مقدسہ میں یہ بات راسخ ہو چکی ہے کہ سب سے بلند مقام عرش ہے اور اس نور کا کمال دیکھئے کہ یہ نور عرش کی نچلی سطح پر قیام پذیر نہیں تھا۔ بلکہ عرش کے بلند مقام کو مزین کئے ہوئے تھا۔ تو جن حضرات کا نور عرش کی بلندی پر قرار پذیر تھا۔ فرش پر رہنے والے حضرات ان سے ہمسری کیسے کر سکتے ہیں۔

روایات سے یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر اور باہر ہے کہ عرش بریں ان ہستیوں کا وطن ہے لہٰذا جہاں وطن ہو وہاں آثار بھی ہوتے ہیں اور ان کے جاننے پہچاننے والے بھی ہوتے ہیں اور ان کا ذکر خیر بھی وہاں بکثرت ہوتا رہتا ہے یہ لوگ عرش کے باسی تھے اس لیے عرش کے تمام اراکین پر ان کے اسماء گرامی منقش تھے۔ انہی حضرات کے فرشتے عرش پر قصیدے گاتے تھے' انہی حضرات کی فرشتوں نے عرش پر صورت بنوائی ہوئی تھی اور اس کا شب و روز طواف کرتے تھے۔ انہی حضرات کے لیے وہ عرش سے کپڑے لے کر آتے تھے' انہی حضرات کے ظہور پر گروہ در گروہ ہو ان کی مبارک کے لیے حاضر ہوتے تھے' انہی کے در پر سائل بن کر آتے تھے۔ انہی کے گھر میں جھولا جھلاتے اور چکیاں پیستے تھے۔ ظاہر ہے کہ یہ اعزازات عرش معلیٰ پر صرف انہی حضرات کو ملے اور دوسرے لوگ اس سے محروم رہے لہٰذا یہ ہستیاں سب سے افضل ہیں۔

سبیل سکینہ سلام اللہ علیہا

Presented by www.ziyaraat.net/

اگر یہ نہ ہوتے تو حضرت آدم بھی نہ ہوتے:

خطیب خوارزمی مناقب ص۲۲۷۔ حموینی فرائد السمطین ص۳۹۔ بیہقی دلائل النبوۃ ص۴۰۔ ابو الفوارس اربعین ص۲۴۔ شیخ قندوزی ینابیع المودت ص۱۰۔ شاہ عبدالعزیز دہلوی تحفہ اثناء عشریہ ص۱۶۷۔ صالح کشفی کوکب دری ص۱۹۳ اور عبیداللہ امرتسری ارجح المطالب ص۵۷۵ پر تحریر فرماتے ہیں کہ خدائے ذوالجلال نے حضرت آدم سے فرمایا کہ اگر یہ ہستیاں نہ ہوتیں تو میں تجھے خلق ہی نہ کرتا۔
اس روایت سے ثابت ہوا کہ اگر حضرت محمد و آل محمد علیہم السلام کا نور نہ ہوتا تو حضرت آدم کی خلقت نہ ہوتی۔ اور ظاہر ہے کہ حضرت آدم نہ ہوتے تو بنی آدم نہ ہوتے لہٰذا حضرت آدم اور بنی آدم اپنے وجود میں محتاج تھے اس نور اول کے لہٰذا یہ نور اول حضرت آدم اور ان کی تمام اولاد سے افضل تھا۔
حضرت آدم اور ان کی اولاد اپنے وجود میں نور مصطفیٰؐ کی مرہون منت ہے۔ لہٰذا بنی نوع انسان پر واجب ہے کہ وہ ان سے محبت کرے، ان کے احکام کی پیروی کرے اور ہمیشہ ان کے احسان کو یاد رکھے لیکن بصد افسوس کہنا پڑتا ہے کہ بنی نوع انسان نے ان کے احسان کا ایک بھیانک اور اندوہناک بدلہ دیا۔
امت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تو سب سے زیادہ حق تھا کہ وہ ان کا خاطر خواہ خیال رکھتے کیونکہ ان کے لیے تو یہ ہستیاں لباس بشر میں آ گئیں تھیں۔ لیکن امت مسلمہ نے وہ بدلہ احسان دیا کہ قیامت تک دوسرے نبیوں کی امتوں کے سامنے شرم کے مارے اپنا سر بلند نہیں کر سکتیں۔ ذرا اس امت محمدؐ مصطفیٰ سے پوچھئے کہ کیا کسی نبی کی امت نے اپنے نبی کی اولاد کو یوں ذبح کیا کہ چھ ماہ کے بچے تک کو نہ چھوڑا کیا کسی نبی کی امت نے اپنے نبی کی بیٹیوں کو یوں لوٹا کہ چادر تک نہ رہنے دی۔

اگر یہ نہ ہوتے تو کوئی چیز بھی نہ ہوتی:

حموینی فرائد السمطین ص۳۶ اور عبیداللہ امرتسری ارجح المطالب ص ۵۷۵ پر لکھتے ہیں کہ اگر خمسہ مطہرین کے انوار نہ ہوتے تو خدا جنت و جہنم، عرش و کرسی، زمین و آسمان، ملائکہ و انس و جان بلکہ کسی چیز کو بھی خلق ہی نہ کرتا۔
اس حدیث سے واضح ہوا کہ یہ ساری مخلوق انوار خمسہ مطہرین کے صدقے میں بنی ہے لہٰذا ماننا پڑے گا کہ یہ انوار اس ساری مخلوق سے افضل ہیں۔
اس حدیث سے واضح ہوا کہ یہ ساری مخلوق ان کے لیے بنی ہے لہٰذا تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ انوار خمسہ اس

ساری مخلوق کے حاکم ہیں یہ چاہیں تو سورج کو واپس پلٹا سکتے ہیں۔ ستارے کو گھر اتار سکتے ہیں۔ درختوں سے سلام کروا سکتے ہیں۔ پتھروں سے کلمہ پڑھوا سکتے ہیں۔ فرشتوں کو جھولا جھلانے اور چکیاں پسوانے کے لیے اپنے گھر بلوا سکتے ہیں۔
اس حدیث سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ یہ انوار اس ساری مخلوق سے پہلے تھے کیونکہ جو چیز جس کے لیے ہو وہ ہستی اس چیز سے ہمیشہ پہلے ہوتی ہے۔
امت محمدؐ کو چاہئے کہ وہ ان حضرات کی اطاعت کرتے۔ ان سے محبت کرتے کیونکہ ان کے صدقے میں خصوصاً ان کو یہ سب چیزیں تصرف کے لیے ملیں یہ شمس و قمر یہ شجر و حجر یہ دریا و انہار صرف انہی کی وجہ سے خلق ہوئے لیکن کتنے افسوس کی بات ہے کہ جن کے صدقے میں انسانوں کو بہتے ہوئے دریا ملے اور جن کے ماں کے حق میں ساری کائنات کا پانی تھا۔ اس کے بچوں پر امت نے پانی بند کر دیا اور تین دن تک پیاسا رکھ کر شہید کر دیا۔ اب آپ خود فیصلہ فرمائیں کہ یوم محشر یہ لوگ ساقی کوثر کے سامنے حصول آب کے لیے کیا منہ لے کر جائیں گے۔

اے آدم ان کا وسیلہ اختیار کرو:

حموینی فرائد السمطین ص۶۰۔ سلیمان قندوزی ینابیع المودت ص۷۹ اور عبیداللہ امرتسری ارجح المطالب ص ۵۷۵ میں تحریر فرماتے ہیں کہ خدا نے فرمایا اے آدم کہ جب بھی تجھے کوئی حاجت پیش آئے تو ان حضرات کا وسیلہ پکڑنا۔
حدیث کے اس جملے سے واضح ہوتا ہے کہ خدا نے حضرت آدم سے فرمایا کہ جب بھی کوئی مشکل درپیش ہو دیکھو ان کو وسیلہ پکڑنا خدا نے یہ نہیں فرمایا کہ میرا وسیلہ پکڑو بلکہ یہ فرمایا کہ ان کا اب جو لوگ غیر اللہ کو وسیلہ پکڑنے میں شرک کے فتوے لگاتے ہیں وہ ذرا حدیث کے اس جملے کو بغور ملاحظہ فرمائیں اور دیکھیں کہ خدا خود حضرت آدم کو اپنے غیر کی طرف بھیج رہا ہے اور یہ اعلان کر رہا ہے کہ جو ان حضرات کا وسیلہ اختیار کرے گا وہ میرے حکم کی تعمیل اور اپنے باپ حضرت آدم کی پیروی کرتا ہے اور جو اس کی مخالفت کرتا ہے تو وہ حکم خدا اور سنت آدم کا منکر ہے۔
خدا نے حضرت آدم کو ان حضرات کا وسیلہ پکڑنے کا حکم فرمایا ہے اور جب حضرت نے بوقت مشکل ان کو وسیلہ پکڑا تو خدا نے فوراً مشکل حل کر دی۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ خدا نے اپنے وعدے کو پورا کر دیا اور یہ بات واضح ہو گئی کہ واقعی اللہ ان کے وسیلے کو قبول کرتا ہے۔ لہٰذا یہ مجرب وسیلہ ہوئے اور مجرب بھی خدا و آدم کے تو جب پیر کا ایک تعویذ اور حکیم کا ایک نسخہ مجرب ہو جائے تو لوگ اس پر یقین کر لیتے ہیں اور

Presented by www.ziyaraat.net/

اسے بار بار استعمال کرتے ہیں تو جو حضرت آدم کا مجرب وسیلہ ہوں ان پر یقین نہ کرنا اپنے ایمان کی کمزوری کے سوا کچھ نہیں ہے۔ آپ تو بادشاہ لوگ ہیں' مرضی کے مالک ہیں ذرا انبیاء کو دیکھیں حضرت نوح کی کشتی طوفان میں گھر گئی حضرت آدم کو دیکھا کہ انہوں نے بوقت مشکل کسے پکارا دیکھا کہ انہوں نے خمسہ مطہرین کو پکارا۔ حضرت نوح نے بھی سنت آدم پر چلتے ہوئے انہی کو پکارا اسی طرح حضرت ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ نے بھی اپنے بزرگوں کی سنت پر چلتے ہوئے خمسہ مطہرین کا وسیلہ پکڑا مریض و حکیم کے سامنے اگر دو قسم کی دوائیں ہوں ایک مجرب دوسری غیر مجرب ظاہر ہے کہ دونوں مجرب دوا کو ترجیح دیں گے تو یہ ہستیاں انبیاء کی مجرب ہیں لہٰذا امت محمدؐ کو چاہئے کہ وہ نئے تجربے کرنے کی بجائے انہی مجرب حضرات کا وسیلہ اختیار کریں اور انہیں سے محبت کریں اور انہی کی پیروی کریں۔ خدا نے فرمایا **فتوسل بهم** اس میں لفظ ف اس کی متقضی ہے کہ زیادہ سوچ و بیچار نہ کرو شیطان خدا کے حکم کی بجائے غور و فکر اور سوچ بچار میں پڑ گیا لہٰذا اے امت محمدیہؐ تم بھی فوراً" ان حضرات کا وسیلہ پکڑ لو اور سوچ و بچار میں پڑ کر اپنا وقت ضائع نہ کرو کیونکہ:

سوچی پیاتے بندہ گیا

اس مختصر مگر حقائق سے لبریز منطقی بحث سے واضح اور عیاں ہوا کہ حضرت آدم سے لے کر آخری انسان تک سب محمدؐ و آل محمدؐ کے وسیلے کے محتاج ہیں لہٰذا ان سب سے حضرات محمدؐ و آل محمدؐ علیہم السلام افضل و اعلیٰ ہیں۔

سب خمسہ مطہرین کا وسیلہ اختیار کریں

حموینی فرائد السمطین ص۳۶ اور عبیداللہ امرتسری ارجح المطالب ص۵۷۵ پر تحریر فرماتے ہیں کہ:۔
حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ جس کسی کو خدا کے جناب سے اپنی حاجت روائی کرانی ہو تو اس کو چاہئے کہ ہم اہل بیت کو درگاہ الٰہی میں وسیلہ بنائے۔
حدیث کے اس جملے سے واضح ہوا کہ کائنات میں جو بھی شامل ہے چاہے وہ کسی بھی طبقہ سے ہے ان کے وسیلے کا محتاج ہے۔ انبیاء ہوں یا ملائکہ' جنات ہوں یا انسان سبھی کو ان کے وسیلے کی ضرورت ہے۔ خدا نے لفظ من سے دعوت عمومی دی ہے کہ جسے بھی چاہئے اور جو بھی چاہے میرے دربار میں ان حضرات کو وسیلہ بنا کر آئے۔ اتنے واضح اعلان کے بعد بھی یہ کہنا کہ حصول رزق میں ان کو وسیلہ نہ بناؤ' حصول اولاد میں ان کے در پر نہ جاؤ' مغفرت میں ان کو یاد نہ کرو۔ ان کے پاس کیا ہے' یہ کیا کر سکتے ہیں۔ یہ کہنا نہ صرف آل محمد علیہم السلام کی توہین ہے بلکہ حکم خدا کی نافرمانی ہے۔ کیونکہ اللہ نے خود ہمیں ان حضرات کو

وسیلہ بنانے کا حکم دیا ہے۔ اب خدا فرماتا ہے ان کو وسیلہ بنا کر میرے دربار میں آؤ اور لوگ یہ کہتے ہیں کہ وسیلہ بنا کر نہ جاؤ۔ اب فیصلہ فرمایئے کہ ہم کس کی بات مانیں یقیناً" خدا کی مانیں گے جو کہ صدق و حق کا بھی خالق ہے۔ لیکن کیا ہو گیا ہے ان توحید کے ٹھیکیداروں کو کہ وہ انسان کی بات مانتے ہیں اور رحمان کی بات سے انکار کرتے ہیں۔
انبیاء کرام نے خدا کے اس فرمان پر عمل کرتے ہوئے انہی حضرات کو وسیلہ بنایا اور اپنی اپنی مشکلات میں کامیاب ہو گئے۔ حضرت آدم کی توبہ قبول ہو گئی۔ حضرت نوح کی کشتی لنگر برانداز ہو گئی۔ حضرت ابراہیم کے لیے نمرود کی آگ گلزار ہو گئی۔ موسیٰ علیہ السلام کے لیے دریائے نیل دو پاش ہو گیا۔ حضور اکرمؐ کے سامنے خیبر کا در اکھڑتا ہوا اور مرحب کا سر جھکتا ہوا نظر آیا۔ اب اتنے موثق ترین اور تجربے کار وسیلے کے ہوتے ہوئے لوگ کسی غیر کے در پر جائیں تو ان کی قسمت کا چکر ہے اور کچھ نہیں۔
عالم اسلام کے ایک گروہ کا یہ گمان ہے کہ اللہ کے ہاں جانے کے لیے کوئی وسیلہ نہیں ہو سکتا۔ یہ کہنا نہ عقلاً" صحیح ہے نہ نقلاً"۔ عقلاً" اس لیے صحیح نہیں ہے کہ میں پہلے درخواست کر چکا ہوں کہ ہم اللہ کو دیکھ نہیں سکتے وہ ہمارے سامنے آ نہیں سکتا۔ اگر وہ ہمارے سامنے آ بھی جائے تو وہ وہ نہیں رہے گا اور ہمارا وجود خاکستر ہو جائے گا۔
لہٰذا لا محالہ ہمیں اس تک پہنچنے کے لیے' اس سے کچھ لینے کے لیے وسیلہ کی ضرورت ہے۔ اے میرے مہربان آپ ذرا غور فرمائیں کہ اگر اللہ کو غیر اللہ کی ضرورت نہ تھی تو اس نے انبیاء کیوں خلق فرمائے' فرشتے کیوں پیدا کئے۔ کیا یہ صرف اسی لیے خلق فرمائے کہ وہ اس کا پیغام ہم تک پہنچائیں تو جو اس کا پیغام ہم تک پہنچا سکتے ہیں کیا وہ ہمارا پیغام' ہماری مشکلات اس تک نہیں پہنچا سکتے۔ ضرور پہنچا سکتے ہیں۔ بشرطیکہ ایمان پختہ ہو عقیدہ راسخ ہو اور جس کے بزرگ ساری عمر نبوت میں شک کرتے رہے ہوں وہ مقام نبوت کو خاک پہچانیں گے۔
اور نقلاً" اسے کہ خود خدا نے قرآن مجید میں ہمیں وسیلہ تلاش کرنے کا حکم فرمایا ہے چنانچہ قرآن مجید پارہ۶ رکوع۱۰ سورہ مائدہ آیت۳۵:

یا ایها الذین امنو اتقو الله و ابتغوا الیه الوسیلته و جاهد وا فی سبیلکه لعلکم تفلحون۔

اے ایماندارو خدا سے ڈرتے رہو اور اس کے پہنچنے کے لیے وسیلہ تلاش کرو اور اس کی راہ میں جہاد کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔
تفسیر امام حسن عسکری ص۳۵ سطر۶ مطبع جعفری لکھنؤ میں ہے۔
کہ ایک دفعہ سلمان فارسی علیہ الرحمہ گروہ یہود پر سے گزرے انہوں نے ان سے التماس کی کہ اے سلمان ہمارے پاس بیٹھو اور جو کچھ آج تم نے محمدؐ سے سنا ہے اس کو بیان کرو۔ سلمان نے ان یہودیوں کے

Presented by www.ziyaraat.net/

مسلمان ہو جانے کے طمع پر ان کی درخواست کو قبول کیا اور وہاں بیٹھ کر بیان کرنے لگے کہ میں نے آج حضرت محمدؐ سے سنا ہے کہ پروردگار عالم فرماتا ہے کہ اے میرے بندو آیا ایسا وقوع میں نہیں آتا کہ کوئی شخص تمہارے پاس ایک بڑی حاجت لے کر آتا ہے اور تم اس کو پورا کرنا نہیں چاہتے مگرہاں جب وہ کسی ایسے شخص کو جس کو تم سب سے زیادہ دوست رکھتے ہو تمہارے پاس سفارشی لاتا ہے تب تم اس کی حاجت برلاتے ہو اور اس کی درخواست کو قبول کر لیتے ہو۔ اے میرے بندو۔ آگاہ ہو کہ محمدؐ اور اس کا بھائی علی اور اس کے آئمہ برحق جو خلائق کے لیے میری طرف آنے کا ذریعہ اور وسیلہ ہیں میرے نزدیک تمام مخلوقات سے افضل اور اشرف ہیں اس لیے جس کو کوئی حاجت درپیش ہو اور وہ اس سے منتفع ہونا چاہے یا کوئی مصیبت واقع ہو اور وہ اس کے ضرر سے بچنا چاہے تو مجھ سے محمدؐ اور اس کی آل افضل و طیب و طاہر کا واسطہ دے کر دعا کرے میں بہ نسبت اس شخص کے جس کے پاس تم اپنی حاجت میں اس کے سبب سے گہرے دوست سے سفارش کراتے ہو عمدہ اور پسندیدہ طور پر اس بندے کی دعا کو قبول کروں گا اور اس کی حاجت پوری کروں گا۔

(آثار حیدری ص ۶۲ سطر ۵ طبع لاہور)

جناب محمد باقر مجلسی عین الحیواۃ ص ۱۰۸ سطر ۴ مطبع آریہ لاہور پر لکھتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اے لوگو خدا کے اور تمہارے درمیان ہم ہی وسیلہ ہیں۔

جناب عبدعلی حویزی نور الثقلین جلد ا ص ۶۲۷ سطر ۶ طبع قم پر تحریر فرماتے ہیں کہ تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ تم اللہ کی بارگاہ میں امام کے ذریعہ قربت حاصل کرو۔

ابن روز بہان کا شمار دشمنان اہل بیت کی فہرست میں نمایاں ہے اس نے اپنی کتاب ابطال الباطل میں کوشش کی ہے کہ جہاں تک ہو سکے مراتب اہل بیت میں کمی کی جائے اور وہ آیات کریمہ جو کہ شان اہل بیت میں وارد ہوئی ہیں یا تو ان کی تفسیری روایات کا انکار کیا جائے یا ان آیات کی تاویل کی جائے اور جو احادیث ان ہستیوں کی عظمت کے بارے میں وارد ہوئی ہیں یا تو ان کو موضوع ثابت کیا جائے یا ان کے رواۃ میں کیڑے نکال کر ان کو غیر مؤثر بنا دیا جائے تو ایسا متعصب ترین مولوی بھی اپنی کتاب ابطال الباطل میں تحریر کرتا ہے۔ کہ **ان التوسل باصحاب العباء من اعظم الوسائل** کہ اہل بیت سے وسلہ پکڑنا تمام وسائل سے اعظم ہے۔ ابن روز بہان نے اس مختصر سے جملے میں دو حقیقتوں کا اعتراف کیا ہے کہ ایک تو اللہ کے ہاں پہنچنے کے کئی وسیلے ہیں جبکہ ان کے مقتدی کسی ایک وسیلے کو بھی ماننا شرک مانتے ہیں اور دوسرا یہ کہ ان تمام وسائل میں سے اعظم وسیلہ حضرات محمدؐ و آل محمدؐ علیہم السلام ہیں۔ ہم کب انکار کرتے ہیں کہ ان ہستیوں کے سوا کوئی وسیلہ نہیں ہے۔ ہاں قرآن بھی وسیلہ ہے' نماز بھی وسیلہ ہے اور زکواۃ بھی لیکن آپ اگر بغور مطالعہ فرمائیں گے تو یہ حقیقت آپ پر روز روشن کی طرح واضح اور عیاں ہو جائے گی

کہ یہ سارے وسائل بے کار ہیں اگر محبت اہل بیت نہ ہو۔ اس لحاظ سے ابن روز بہان کے بقول یہ تمام چھوٹے وسائل ہیں اور اصحاب عبا بڑا وسیلہ ہے اور وہ سارے چھوٹے وسائل ان کے محتاج ہیں۔

بہرحال آیات قرآن' احادیث رسول اکرم اور ابن روز بہان کے اس قول سے واضح ہوا کہ اہل بیت محمد وسیلہ ہیں۔ اب اگر کوئی یہ کہے کہ خدا کے دربار میں وسیلے کی ضرورت نہیں۔ یہ تو شرک ہے۔ یقیناً" احکام خدا کی مخالفت ہے۔ اور احکام خدا کی مخالفت کرنے والا جہنمی ہے اور جہنم میں جانے والے کو یقیناً" وسیلے کی ضرورت نہیں ہے۔ وسیلہ تو اسے چاہئے جس نے جنت میں جانا ہو۔ لہٰذا جنت کے طالبوں سے طالب حسین کی یہی درخواست ہے کہ وہ آل محمدؐ کے طالب بن جائیں یقیناً" جنت ان کے قدم چومے گی آؤ ان کے طالب بن جاؤ کیونکہ

جنت اسے ملے گی جو طالب حسین ہیں

اصول یہ ہے کہ ہمیشہ مسائل نیچے سے اوپر کی طرف لے جائے جاتے ہیں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ تھانے میں تو ایف آئی آر تک درج نہ کرائی ہو اور سائل صدر کے سامنے جا کھڑا ہو۔ تو جب ایک چھوٹی سی حکومت میں کوئی بھی مسئلہ ڈائریکٹ صدر یا وزیر اعظم تک نہیں پہنچ سکتا تو پھر کوئی سائل براہ راست خدا تک کیسے پہنچے گا۔ آپ ذرا نظام عدالت کو لے لیں کہ کتنا بھی اہم مقدمہ ہی کیوں نہ ہو جب تک آپ کا وکیل نہ ہو آپ کا مقدمہ کسی بھی عدالت میں پیش نہ ہو گا۔ اگر آپ انتہائی کوشش کر کے صدر تک پہنچ بھی گئے تو وہاں بھی آپ کو ہر مقام پر وسیلے کی ضرورت ہے پہلے آپ کو صدر کے پرسنل سیکرٹری سے ملنا پڑے گا' اسے اپنا مقدمہ سمجھانا پڑے گا۔ پھر وہ سیکرٹری صدر صاحب کو آپ کے مقدمے کی اہمیت سے آگاہ کرے گا۔ اور اس سے ملاقات کے لیے وقت لے گا۔ پھر صدر سے آپ کی ملاقات ہو گی۔ پھر صدر متعلقہ شخص کی طرف بھیجے گا اور سفارش کرے گا کہ اس کا صحیح فیصلہ کر دو۔ یعنی پھر بھی فیصلہ اسی ماتحت نے کرنا ہے جس سے آپ منحرف ہو کر صدر تک پہنچے تھے۔

بہرحال آپ کسی بھی طبقے میں وسیلے کے بغیر کام نہیں کر سکتے۔ تو پھر خدا کے پاس بغیر وسیلے کے آپ کیسے پہنچیں گے۔

بات وسیلے پر ہو رہی ہے تو ضروری بات ہے کہ پہلے وسیلہ بنانے اور وسیلہ بننے کے اصول سمجھ لئے جائیں کیونکہ جس طرح دوسرے امور کے اصول ہیں اسی طرح وسیلے کے بھی چند اصول ہیں۔ کیونکہ نہ ہر ایک وسیلہ بن سکتا ہے اور نہ ہری ہر ایک کو وسیلہ بنایا جا سکتا ہے۔

(ا) مثلاً" وسیلہ وہ بنے گا جس کو مطلوب سے براہ راست تعلق ہو اور اس کی خود بغیر وسیلے کے اس سے حاجات پوری ہو رہی ہوں۔ اگر وسیلہ بننے والا کسی اور کا اور وہ پھر کسی اور کے وسیلہ کا محتاج ہو گا یہ تسلسل ہو جائے گا جو کہ عقلاً" محال ہے۔ لہٰذا آپ کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ وسیلہ وہ بنے گا جس کا مطلوب

Presented by www.ziyaraat.net/

سے بغیر وسیلے کے تعلق ہو۔ تو اس معیار پر صرف خمسہ مطہرین ہی پورے اترتے ہیں کہ حضرت آدم سے لے کر قیامت کے سارے افراد انہی کے وسیلے سے خدا سے اپنے مسائل حل کروا رہے ہیں اس کے برعکس خمسہ مطہرین نے آج تک خدا کی بارگاہ میں کسی کا وسیلہ نہیں پکڑا لہٰذا وسیلہ صرف خمسہ مطہرین ہیں۔ جن کا براہ راست خدا سے تعلق ہے۔ اور باقی ساری مخلوق خدا تک پہنچنے کے لیے ان کے وسیلے کی محتاج ہے۔

(۲) وسیلہ وہ بنے گا جو دونوں کو جانتا ہو' جس کا طالب سے بھی واسطہ ہو اور مطلوب سے بھی' جس کا دونوں سے تعلق ہو جس کی دونوں تک رسائی ہو۔ طالب تو بے چارہ مجبورا" اپنی ضرورت کے لیے خود پیچھے پیچھے ہو گا البتہ مطلوب سے واسطے کا ہونا بہت ضروری ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ پوری کائنات میں جتنا خدا سے ان کا تعلق ہے کسی اور کا نہیں اور تعلق بھی اس وقت سے ہے جبکہ نہ آسمان کی بلندی تھی نہ زمین کی پستی۔ نہ ہوا کی روانی نہ دریا کی طغیانی' نہ پھولوں کی مہک نہ بلبل کی چہک اس وقت سے ان حضرات کا اللہ سے واسطہ ہے تو اگر آج آپ نے کسی کو وسیلہ بنانا ہو تو آپ اسے تلاش کرتے ہیں جس کا مطلوب سے بہت پرانا واسطہ ہو۔ تو خدا کے لیے بھی انہی حضرات کو وسیلہ بناؤ جن کا سب سے پرانا خدا سے واسطہ ہو۔ تو اس سے کسی کو بھی انکار نہیں ہو گا کہ خمسہ مطہرین کا نور خلقت دو عالم سے کئی ہزار سال پہلے خدا کے پاس تسبیح و تقدیس کر رہا تھا۔ لہٰذا وسیلہ یہی حضرات بنیں گے۔

وسیلہ وہ بنے گا جو طالب و مطلوب کی زبان جانتا ہو۔ مثلاً" اگر ایک کو انگلش آتی ہو اور دوسرے کو صرف اردو تو اب ان کے درمیان وسیلہ وہ بنے گا جو دونوں زبانیں جانتا ہو کہ وہ ایک دوسرے کو ان کے مسائل سے آگاہ کر سکے۔ اسی طرح مخلوق کے مسائل خدا تک وہی پہنچائے گا جو تمام مخلوق کی زبانیں جانتا ہو۔ اگر زبانیں نہ جانتا ہو گا تو ان کے مسائل کیسے سمجھے گا اور اگر مسائل کی معرفت نہ ہوئی تو ان کی ترجمانی کیسے ہو گی۔ امت محمدیہ میں صرف خمسہ مطہرین ہی ایسے حضرات ہیں جو کہ ساری مخلوق کی بولیاں پہچانتے ہیں۔ سورج سلام کہہ رہا ہے تو یہ اس کا جواب دے رہے ہیں' اگر کھجور ان کو سلام کر رہی ہے تو یہ خوش ہو رہے ہیں' اگر فرشتے نوکری کے لیے آ رہے ہیں تو یہ ان پر احکام صادر فرما رہے ہیں کہ اب یہ کرو اب وہ کرو اور جب جبرائیل سے خدا نے فرمایا تھا کہ تو کون ہے اور میں کون ہوں تو انہی حضرات نے حضرت جبرائیل سے کہا کہ کہو **انت الرب الجلیل و انا العبد الذلیل** جن اپنے مسائل حل کرانے کے لیے ان کے در پر آ رہے ہیں۔

(۳) وسیلہ وہ بنے گا جس کے دو جنبے ہوں۔ اب خدا محض نور ہے اور انسان محض خاک اب دونوں حضرات کے درمیان وہ وسیلہ بنے گا جو نور بھی ہو اور بشر بھی۔ اگر صرف ایک جنبے کا مالک ہو تو جس غرض کے لیے وسیلے کی ضرورت پڑی تھی وہ برقرار رہے گی لہٰذا ماننا پڑے گا کہ وسیلہ وہ بنے گا جو نور بھی ہو اور

بشر بھی۔ اب امت محمدؐ مصطفیٰ کسی اور کو اگر وسیلہ بنانا چاہتی ہے تو پہلے اس کا نور ہونا ثابت کرے لیکن ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ ان خمسہ مطہرین کے گھرانے کے سوا کوئی نہ ملے گا جو کہ نور بھی ہو اور بشر بھی۔

(۴) وسیلہ وہ ہو گا جو دونوں کا غیر ہو۔ مثلاً" آپ کے پاس پانی بھی ہے اور آگ بھی جو کہ آپس میں ضدیں ہیں۔ لیکن ہم نے پانی ضرور گرم کرنا ہے اگر پانی کو آگ پر ڈالیں تو وہ بجھ جائے گی۔ لہٰذا تیسری چیز کی ضرورت پڑے گی جو نہ آگ جیسی ہو نہ پانی جیسی ورنہ وہی مشکل برقرار رہے گی لہٰذا آپ کو برتن کی ضرورت پڑے گی جو دونوں کا غیر ہے' اب خدا نے ہمیں اپنا نظام دینا ہے اور انسان نے خدا سے ہدایت لینا ہے۔ اب خدا محض نور ہے اگر وہ ہمارے سامنے آئے تو وہ وہ نہیں رہے گا اور ہم میں طاقت نہیں کہ اس کے نور کی تاب لا سکیں اب لامحالہ ایک تیسرے طبقے کی ضرورت پڑے گی جو کہ نہ صرف خدا جیسا ہو اور نہ صرف انسان جیسا بلکہ ان دونوں کا غیر ہے۔ لہٰذا ماننا پڑے گا کہ خمسہ مطہرین نہ صرف خدا جیسے ہیں اور نہ صرف انسان جیسے ہیں۔ لہٰذا مقام افضلیت میں بھی یہ حضرات نہ خدا جیسے ہیں نہ مخلوق خدا جیسے بلکہ خدا سے پست اور باقی مخلوق سے بلند ان کا مرتبہ ہو گا۔

(۵) وسیلہ وہ بنے گا جو سچا بھی ہو اور امین بھی تاکہ جو کچھ مطلوب سے ملے اسی طرح وہ طالب تک پہنچا دے اگر وسیلہ دیانتدار نہ ہو گا تو ہو سکتا ہے کہ راستے میں خورد برد کر دے اب محمدؐ و آل محمدؐ سے بڑھ کر اور امین و صدیق کون ہو گا جن کے بارے میں اپنے تو اپنے دشمن بھی **انت الصدیق و الامین** کا اقرار کرتے نظر آتے ہیں۔

(۶) وسیلہ وہ بنے گا جو خود گناہ گار نہ ہو ورنہ وہ اپنے گناہ بخشوائے گا یا ہمارے۔

(۷) وسیلہ وہ بنے گا جو خود جہنمی نہ ہو ورنہ وہ اپنے آپ کو جہنم سے بچوائے گا یا ہمیں۔

(۸) وسیلہ وہ بنے گا جو قبر میں کرسی پر براجمان ہو' کوثر پر نگران ہو' پل صراط پر پروانے تقسیم کر رہا ہو' میزان پر دوزخ سے یہ کہہ رہا ہو کہ یہ تیرے ہیں اور یہ میرے ہیں' باب جنت پر جنتیوں کو ویزے دے رہا ہو' وسیلہ وہ بنے گا جو کوثر پلا رہا ہو' لواء الحمد اٹھا رہا ہو' اس کے سائے میں مومنین کو بٹھا رہا ہو۔ وسیلہ وہ بنے گا جن کے بچوں کی جنت میں سرداری ہو' محتاج جن کی دنیا ساری ہو۔

حضرت آدم کا ان کو وسیلہ بنانا:

ابن مغازلی مناقب ص ۶۳۔ حموینی مناہج الفاضلین ص ۱۴۷۔ بیہقی دلائل النبوۃ ص ۴۰۔ ابن تیمیہ منہاج السنۃ و المنتقی ص ۳۶۔ برہان الدین حلبی سیرت حلبیہ ص ۲۹۔ جلال الدین سیوطی در منثور و ذیل اللئالی ص ۵۶۔ میر زاہد خشی مفتاح النجاہ ص ۱۵۔ عبداللہ شافعی مناقب ص ۱۵۔ شیخ عبدالحق دہلوی جذب القلوب

Presented by www.ziyaraat.net/

ص۲۳۵۔ سید علی ہمدانی مودۃ القربیٰ ص۱۹۔ شیخ سلیمان قندوزی ینابیع المودۃ ص۲۱۹۔ کذانی تنزیہ الشریعہ ص۱۶۔ عبیداللہ امرتسری ارجح المطالب ص۴۰۴۔ ابن حسنویہ بحر المناقب ص۴۶ پر ابن عباس سے روایت تحریر کرتے ہیں کہ حضور اکرمؐ سے جب دریافت کیا گیا کہ وہ کون سے کلمات تھے جو حضرت آدم کو توبہ قبول کروانے کے لیے یاد کرائے گئے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت آدم نے محمدؐ، علیؑ، فاطمہ، حسنؑ، حسینؑ کے وسیلے سے بخشش چاہی چنانچہ اللہ نے ان کی توبہ قبول کر لی۔

جلال الدین سیوطی در منثور ص۶۰۔ علی متقی ہندی منتخب کنز العمال ص۴۱۹۔ صفوری نزھتہ المجالس اور صائم چشتی مشکل کشاء میں تحریر کرتے ہیں کہ خدا نے کہا اے آدم یہ رونا کیسا ہے؟ جناب آدم نے کہا میں کیوں نہ روؤں جبکہ مجھے جوار رحمان سے دور کر دیا گیا ہے۔ جرائیل نے کہا تمہاری توبہ اور مغفرت کے لیے یہ کلمات ہیں۔

قل اللهم انی اسئلک بحق محمد و آل محمد سبحانک لا الہ الا اللہ انت عمک سواء و ظلمت نفسی فاغفرلی انک انت الغفور الرحیم اللهم انی اسئلک بحق محمد و آل محمد لا الہ الا انت علمت سواء و ظلمت نفسی فتب علی انک انت التواب الرحیم فھولاءالکلمات التی تلقی ادم

یہ آیت بھی خمسہ مطہرین کی افضلیت پر دلالت کرتی ہے۔ یہ معمولی بات نہیں ہے کہ ابو البشر ساری مخلوق کو چھوڑ کر انوار خمسہ کا وسیلہ دے رہا ہے۔ حالانکہ ظاہری زندگی میں ان انوار نے سب نبیوں کے آخر میں آنا تھا اور بڑے باعظمت نبی زمانے کے لحاظ سے حضرت آدم کے قریب تھے۔ لیکن ان کے مقابلے میں حضرت آدم کا صرف خمسہ مطہرین کا وسیلہ بنانا یہ سب سے زیادہ دلالت کرتا ہے کہ یہ ہستیاں تمام عالمین پر فضیلت رکھتی ہیں۔

اس آیت سے انوار خمسہ کی عصمت بھی ثابت ہوتی ہے کیونکہ معصوم توبہ کے لیے غیر معصوم کا وسیلہ اختیار نہیں کر سکتا۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ ان حضرات کو وسیلہ بنانے کا حکم خدا نے دیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ اگر خدا کی بارگاہ میں اس کے پیاروں کا وسیلہ اختیار کیا جائے تو شرک نہیں ہے بلکہ حکم خدا کی تعمیل ہے۔

اس آیہ کریمہ سے ثابت ہوا کہ جب حضرت آدم نے انوار خمسہ کا واسطہ دیا تو خدا نے حضرت آدم کی توبہ قبول فرما لی۔ اس سے واضح ہوا کہ جو کوئی بھی خدا کی بارگاہ میں انوار خمسہ کا واسطہ دے گا اس کی بخشش ہو جائے گی۔

اے آدم یہ میری مخلوق کے برگزیدہ ہیں:

حموینی فرائد السمطین ص۳۶ اور عبیداللہ امرتسری ارجح المطالب ص۵۷۵ پر لکھتے ہیں کہ خدا نے حضرت آدم سے کہا کہ اے آدم یہ میری مخلوق سے برگزیدہ ہیں۔

شیخ سلیمان قندوزی ینابیع المودت ص۲۵۹ پر لکھتے ہیں کہ خدا نے فرمایا اے آدم یہ وہ صورتیں ہیں جو میری تمام مخلوق اور میری تمام خلقت سے افضل ہیں۔

شیخ سلیمان قندوزی ینابیع المودت ص۲۵۹ پر تحریر کرتے ہیں کہ خدا نے فرمایا اے آدم یہ میری مخلوق کے بہترین اور بزرگ افراد ہیں۔

ان احادیث سے واضح ہوا کہ انوار خمسہ مطہرین تمام مخلوق سے افضل ہیں۔ یہ دعویٰ ہمارا اور تمہارا نہیں بلکہ اس خالق کا ہے جس نے ساری مخلوق کو خلق فرمایا ہے۔ اور یہ بات مسلم ہے کہ صانع اپنی مصنوعات اور استاد اپنی شاگردوں کی قابلیت و جہالت اور حسن و قبح سے بخوبی آگاہ ہوتا ہے۔ لہٰذا اللہ اپنی مخلوق کے بارے میں بخوبی جانتا ہے کہ کون افضل ہے اور کون مفضول۔ اور یہ بھی مسلم ہے کہ مصنوع کے بارے میں صانع اور شاگرد کے بارے میں استاد کا تجزیہ سب سے زیادہ قابل قبول ہوتا ہے تو جب خالق نے خود فیصلہ فرما دیا کہ انوار خمسہ ساری مخلوق سے افضل ہیں تو اس میں مخلوق کو کیا حق حاصل ہے کہ نہیں فلاں اور فلاں افضل ہیں۔ حضور یہاں بات فلاں اور فلاں کی نہیں ہے۔ یہاں بات مکے اور مدینے کی نہیں ہے یہاں بات برسہا برس کے بت پرستوں سے مقابلہ کرنے کی نہیں ہے بلکہ یہاں بات تو ساری مخلوق کی ہو رہی ہے۔ جس میں انبیاء محترم بھی شامل ہیں، رسل مقدس بھی اور نوری فرشتے بھی۔

خدا نے قبل سلسلہ بشریہ اعلان حضرت آدم کے سامنے فرمایا۔ لہٰذا اگر کسی اور نے افضل ہونا ہوتا تو خدا اس کو مستثنیٰ کر دیا کہ یہ انوار ان کے سوا سب سے افضل ہیں۔ خدا کا بلا استثنا یہ اعلان کرنا وضاحت کر رہا ہے کہ یہ انوار خمسہ سب سے افضل ہیں۔

مذکورہ احادیث میں یہ بھی ہے کہ خدا نے حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا کہ اے آدم یہ تیری اولاد سے ہیں اور یہ تجھ سے اور میری ساری مخلوق سے بہتر ہیں۔

اس جملے سے واضح ہوا کہ انوار خمسہ حضرت آدم علیہ السلام سے افضل ہیں اولاد وہ اس لیے ہیں کہ خدا نے آخر تک ان انوار کو لانے کے لیے سلسلہ بشر چلایا اور حضرت آدم ان انوار کو صلب عبدالمطلب تک لانے کے لیے پہلی صلب قرار پائے اور ان سے افضل اس لیے ہیں کہ ان کی وجہ سے حضرت آدم اور ساری مخلوق خلق ہوئی۔ انہی کی وجہ سے حضرت محمد مسجود ملائکہ ہوئے اور انہی کی وجہ سے حضرت آدم کی

Presented by www.ziyaraat.net/

توبہ قبول ہوئی۔

ان احادیث میں ہے کہ خدا نے فرمایا کہ اے آدم یہ میری مخلوق میں سے برگزیدہ ہیں۔ قارئین باتمکین! ہر معاشرے میں برگزیدگی کے مختلف معیار ہوتے ہیں اور ان کا معیار اس معاشرے کے معاشرتی و اخلاقی اور مذہبی پہلوؤں کو مدنظر رکھتے ہوئے مقرر کیا جاتا ہے۔

مثلاً" اہل ہنود میں بزرگی کی بنا ذات پات پر ہے' عیسائی معاشرے میں برگزیدگی کا معیار دو طرفہ ہے ایک طرف کلیسا اعظم کے محافظ اور دوسری طرف معاشرے کے رؤوساء و امراء برگزیدہ ہیں۔ اسی طرح ہر مذہب و ملت اور ہر معاشرے میں برگزیدگی کا مختلف معیار ہوتا ہے۔

مسلم معاشرے میں قرآن مجید کی تعلیمات کی روشنی میں برگزیدگی کا صرف ایک ہی معیار ہے اور وہ ہے تقویٰ لیکن آج کل کوئی خاندان کو' کوئی افرادی اکثریت کو اور کوئی مالی برتری کو معیار افضلیت بنا رہا ہے' کچھ لوگ جمہوری نمائندوں کو صاحب عزت سمجھتے ہیں۔ مثلاً" علاقے کا کونسلر' ایم پی اے' ایم این اے' صوبائی وزراء اور وفاقی وزراء احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں چاہے تقوے اور پرہیز گاری کے لحاظ سے ان کا دامن خالی ہو۔ یہ معیار افضلیت کہاں سے شروع ہوا یہ معیار رسول اکرم کے پردہ پوشی کے فوراً" بعد ہی وضع کیا گیا۔ جب عرش نشین حضرات کو اپنے گھروں میں بند کر دیا اور برسہا برس بت پرستی کرنے والوں کو اسلامی حکومت کی عنان سونپ دی گئی اور لوگوں کے ذہن میں یہ بٹھا دیا گیا کہ بس جو صاحب اقتدار سے محروم ہے چاہے وہ اعلیٰ و اشجع اور معصوم ہی کیوں نہ ہو افضل نہیں ہو سکتا۔ اسی دن سے صاحبان اقتدار کی خوشامد کرنا ان کی سرشت میں داخل ہوا ہے اور آج تک علماء اہل سنت اقتدار کی چاپلوسی کرنا اپنا مذہبی فریضہ سمجھتے ہیں۔ آپ بنوامیہ اور بنو عباس کے دور کی تاریخ پڑھیں تو علماء اہل سنت آپ کو ہر بادشاہ کے پاؤں دباتے ہوئے نظر آئیں گے حالانکہ ان میں اکثر شاہاں وقت ظالم و فاسق اور فاجر تھے اور ان حضرات نے چند اشرفیوں کے حصول کے لیے ان کو نہ جانے کیا کیا خطابات دے دیئے۔

اب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کے زمانے کا مطالعہ فرمائیں۔ حضرت ابوبکر تخت پر تشریف لائے تو لوگوں نے انہیں افضلیت کی کرسی پر بھی بٹھا دیا۔ پھر حضرت عمر تشریف لائے تو انہوں نے انہیں افضل کہہ دیا۔ ان کے بعد حضرت عثمان تشریف لائے تو انہوں نے اسے بھی افضل مان لیا یعنی جیسے جیسے اقتدار میں آتے گئے افضلیت کے زینے پر براجمان ہوتے گئے۔ حالانکہ اگر کوئی ان سے پوچھے کہ اگر یہ حضرات اس ترتیب سے خلیفے نہ بنتے تو پھر افضلیت کی ترتیب کیا ہوتی۔

ان کے برعکس سینکڑوں صحابی علم و فضل اور زہد و تقویٰ میں ان سے افضل تھے لیکن انہیں کوئی افضل نہیں کہتا۔ ان کا صرف یہی قصور تھا کہ وہ صاحبان اقتدار نہیں تھے۔

اگر انہیں اقتدار مل جاتا اور اصحاب ثلاثہ کو نہ ملتا تو پھر وہ افضل ہوتے نہ کہ یہ۔ بس ان حضرات نے ایسی

بنیاد رکھ دی کہ مستقبل میں یہی سلسلہ چلتا رہا کہ جو بھی صاحب اقتدار ہوتا گیا وہی معاشرے کا معزز ترین فرد بنتا گیا اور ان کے ساتھ ان کے مداح بھی صاحب عزت و احترام بنتے گئے۔ حالانکہ اسلام نے کہیں بھی اقتدار کو بزرگی کا معیار نہیں بنایا بلکہ خدا نے زہد و تقویٰ کو معیار بنایا تھا۔

خدا نے انوار خمسہ کو اقتدار کی وجہ سے بزرگ نہیں کہا ہے۔ خدا نے کرسی کی وجہ سے ان کو اپنی ساری مخلوق سے برگزیدہ نہیں کیا ہے بلکہ اس لیے کیا ہے کہ اسے معلوم تھا کہ اپنے زمانے میں ان سے بڑا کوئی عالم نہ ہو گا' ان سے بڑا کوئی بہادر نہ ہو گا' ان سے بڑا کوئی عابد نہ ہو گا اور ان سے بڑا کوئی متقی و پرہیز گار نہ ہو گا بلکہ یہ امام المتقین اور سید الزاھدین ہوں گے۔

فرشتوں نے ان کی وجہ سے آدم کو سجدہ کیا:

شیخ سلیمان قندوزی ینابیع المودت ص۵۹ پر تحریر فرماتے ہین کہ خدا نے فرمایا کہ اے آدم یہی وجہ ہے کہ میں نے فرشتوں کو حکم دیا ہے کہ وہ تمہیں سجدہ کریں۔

قارئین پر یہ حقیقت واضح ہو کہ خدائے ذوالجلال نے حضرت آدم کے ڈھانچے کو فی الفور ہی نہیں بنایا تھا اور بناتے ہی سجدے کا حکم نہیں دیا تھا۔ بلکہ معتبر روایات سے ثابت ہے کہ حضرت آدم کا ڈھانچہ کئی ہزار سال تک رکھا رہا اور فرشتے آتے جاتے اس ڈھانچے کو دیکھتے رہے اور آپس میں قسم قسم کی باتیں کرتے رہے۔ اس سے واضح ہوا کہ نور اول حضرت آدم کے ڈھانچے کی طرح نہیں تھا ورنہ فرشتے یوں تعجب کا اظہار نہ کرتے۔ بہرحال جس دن حضرت آدم کا مجسمہ تیار ہوا تھا سجدہ اسی دن نہیں ہوا بلکہ آیات قرآن کریم کے مطابق سجدہ اس وقت ہوا جب اس مجسمے میں روح پھونکی گئی۔ معلوم ہوا کہ سجدہ مجسمے کو نہیں بلکہ روح کو ہو رہا تھا۔ ارواح تو سب انسانوں کی ہیں لیکن ملائکہ سجدہ نہیں کرتے معلوم ہوا کہ انبیاء کی ارواح اور ہماری ارواح میں فرق ہے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ انبیاء اور اوصیاء میں پانچ ارواح ہیں:۔

(۱) روح القدس (۲) روح ایمان (۳) روح حیات (۴) روح قوت (۵) اور روح شہوت۔

روح القدس سے یہ حضرات عرش معلیٰ سے لے کر تحت الثریٰ کی ہر چیز دیکھتے ہیں اور اس کی معرفت رکھتے ہیں۔ واضح رہے کہ باقی ارواح حوادث کا شکار ہو جاتی ہیں لیکن روح القدس لہو و لعب سے دور رہتی ہے۔

(اصول کافی جلد ا ص ۲۷۱)

یقیناً" روح آدم بھی قابل احترام تھی لیکن مذکورہ حدیث کا یہ جملہ وضاحت کرتا ہے کہ حضرت آدم کو ملائکہ نے ان انوار مقدسہ کی وجہ سے بحکم خدا سجدہ کیا یعنی اگر یہ ہستیاں نہ ہوتیں تو حضرت آدم کو

Presented by www.ziyaraat.net/

ملائکہ کبھی بھی سجدہ نہ کرتے اور نہ خدا ان کو حکم دیتا۔

حضرت آدم کو یہ عظمت ان کی وجہ سے حاصل ہوئی اور فرشتوں کو بھی یہ عظمت سجدہ کرنے کی وجہ سے حاصل ہوئی۔ کیونکہ جس نے سجدہ نہیں کیا وہ رجیم و مردود ہو گیا اور خدا نے اسے ہمیشہ کے لیے لعنتی بنا کر اپنے دربار رحمت سے نکال دیا۔ تو شیطان نے ان حضرات کی وجہ سے حضرت آدم کو سجدہ نہ کیا تو فیصلہ فرما دیا کہ جو بھی آل محمدؐ کا دشمن ہو گا اسے خدا اپنے دربار اور مصطفیٰ اپنے گھر سے لعنت کا طوق اس کے گلے میں ڈال کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نکال دے گا۔

ان حضرات سے بغض رکھنے کی وجہ سے شیطان مردود ہو گیا اور ان انوار سے محبت رکھنے کی وجہ سے حضرت آدم مسجود ملائکہ ہو گئے۔ اس سے واضح ہوا کہ جو بھی ان حضرات کا صمیم قلب سے محب ہو گیا وہ مخدوم ملائکہ ہو گیا اور جو ان کا دشمن بن گیا وہ شیطان کی طرح رجیم و مردو ہو گیا۔

اس روایت سے واضح ہو گیا کہ حضرت آدم کو یہ عزو شرف صرف ان انوار مقدسہ کی وجہ سے حاصل ہوا۔ حضرت آدم اس عزو شرف کے لیے ان انوار کے محتاج ہوئے تو یہ حضرت آدم سے افضل ہوئے تو بنی آدم سے افضل کیوں نہیں لہٰذا بنی آدم کا کوئی فرد چاہے' نبی ہو' رسول ہو عام انسان ان حضرات کی ہمسری نہیں کر سکتا۔

امر الملائکہ کا جملہ وضاحت کر رہا ہے کہ خدا نے ملائکہ کو سجدہ کرنے کا خود حکم دیا لہٰذا خدا کی منشاء یہی ہے کہ ساری مخلوق ان حضرات کو مخدوم اور اپنے سے اعلیٰ سمجھے لہٰذا امت محمد کو چاہئے کہ وہ ان حضرات سے محبت کریں اور اپنے آپ سے افضل و اعلیٰ سمجھیں ورنہ یوم محشر پچھتانا پڑے گا اور وہاں کا پچھتاوا پھر کام نہیں آئے گا۔

اے آدم میں ان کے محب کو کبھی بھی نا امید نہیں کروں گا:

شیخ سلیمان قندوزی ینابیع المودت ص۹۷ پر لکھتے ہیں کہ خدا نے فرمایا اے آدم میں نے اپنی ذات پر قسم کھا رکھی ہے کہ جو شخص انہی کی وجہ سے میرے پاس امید لے کر آئے گا میں اس کو کبھی نا امید نہیں لوٹاؤں گا۔ ان کی وجہ سے کسی سائل کو واپس نہیں کروں گا۔

حدیث کے اس جملے میں اللہ کے قسم کھانے کا ذکر ہے۔ قارئین پر واضح ہو کہ قسم کھانے کے بھی چند اصول اور مواقع ہیں۔

(۱) قسم اس شئے کی کھائی جاتی ہے جو قسم کھانے والے سے بلند و بالا ہو۔ ارفع و اعلیٰ اور صاحب جلالت و عظمت ہو تاکہ اس کی ہیبت' اس کی جلالت سے مخاطب مرعوب ہو کر اس کا یقین اور اعتماد کر لے۔

(۲) قسم اس وقت کھائی جاتی ہے جب کسی اہم ترین بات یا واقعے کا یقین دلانا ہو۔

(۳) قسم ان اصحاب کے سامنے کھائی جاتی ہے جو راوی کو اتنا معتبر نہ سمجھیں کہ اس کی بات پر یقین کر لیں۔

(۴) کبھی کبھی واقعے کی اہمیت واضح کرنے کے لیے بھی قسم کھائی جاتی ہے۔ اس حدیث میں خدائے ذوالجلال نے بھی واقعہ کی اہمیت واضح کرنے کے لیے قسم کھائی ہے۔ خدا کو معلوم تھا کہ مستقبل میں ضرور ایسے گستاخ لوگ ہوں گے جو کہ ان حضرات کی عظمت و جلالت اور ان کے عزو شرف کو کم کرنے کی کوشش کریں گے۔ لہٰذا اخلاق عالم نے قسم کھا کر اس واقعے کو اتنا اہم اور ان ہستیوں کو اتنا عظیم بنا دیا کہ اب جو شخص بھی ان کی وساطت سے مانگنے پر شک کرے گا وہ ان پر ہی نہیں خدا پر بھی شک کرے گا اور جو خدا پر شک کرے گا وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ لہٰذا اب اہل دنیا کو چاہئے کہ اگر انہوں نے خدا سے کچھ لینا ہے تو ان انوار خمسہ کے دامن سے منسلک ہو جائیں۔

جب عالم قسم اٹھائے تو عام آدمی کے مقابلے میں لوگ زیادہ اعتبار کر لیتے ہیں اسی طرح مجتہد امام نبی اور رسول کے قسم کھانے کے ساتھ اطمینان میں بتدریج اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ یہاں قسم کھانے والا نہ مجتہد ہے نہ امام نہ رسول بلکہ خود خدا ہے۔ حالانکہ خدا کے لیے قسم کھانے کی ضرورت نہ تھی۔ وہ تو جھوٹ بولتا ہی نہیں۔ وہ تو خالق الصدق ہے اس نے صرف اور صرف اس بات کو پختہ بنانے کے لیے قسم کھائی ہے اور اس نے واضح اعلان فرما دیا ہے کہ جو مانگے' جب مانگے اسے سب کچھ ملے گا لیکن شرط یہ ہے کہ ان کا محب بن کر آئے ورنہ خالق الاسخیاء کے دربار سے بھی خالی جائے گا۔ جو حضرات کبھی کبھی مایوس ہو کر خدا کی قدرت کے بارے میں گستاخی کر بیٹھتے ہیں ان کا یہی قصور ہے کہ وہ خدا تک بلا واسطہ پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں یا مغضوب حضرات کو وسیلہ بنا کر پہنچنے کی ناحق کوشش کرتے ہیں۔ آپ قرآنی تعلیمات کے مطابق ان ہستیوں کے در پر آئیں جن پر خدا نے نعمتوں کی بارش کر دی ہے۔ دیکھتے ہیں مراد ملتی ہے یا نہیں۔ بھائی کیسے مراد پوری نہ ہو خدا نے سب کچھ خلق ہی ان کے لیے کیا ہے۔ اگر یہ نہ ہوتے تو خدا کسی شئے کو خلق ہی نہ کرتا۔ لہٰذا اگر آپ کو مانگنے کا طریقہ نہیں آتا تو اس میں رزاق کی عطا کا کیا قصور ہے۔ اللہ نے تو باقی مخلوق بعد میں خلق فرمائی اور دینے کے لیے انتظام پہلے فرمایا اور یقیناً" جن لوگوں نے ان حضرات کو وسیلہ بنایا انہیں سب کچھ ملا۔ عام انسان تو عام رہے ہیں یہاں تو انبیاء بھی کشکول گدائی اٹھائے نظر آ رہے ہیں۔ لہٰذا آپ بھی ان کے محب ہو جائیں سب کچھ ملے گا۔

اے آدم جو ان کا بغض لے کر آئے گا:

Presented by www.ziyaraat.net/

حموینی فرائد السمطین ص۳۶ اور عبیداللہ امرتسری ارجح المطالب ص۵۷۵ پر تحریر فرماتے ہیں کہ خدا نے فرمایا اے آدم! مجھے اپنی عزت کی قسم ہے کہ اگر کوئی ایک خردل کے دانے کے برابر بھی ان کا بغض لے کر میرے پاس آئے گا تو میں اس شخص کو ضرور دوزخ میں دھکیلوں گا اور مجھے اس کی کچھ بھی پرواہ نہیں ہو گی۔

اس حدیث سے واضح ہوا کہ خمسہ مطہرین سے اگر کوئی شمہ بھر بھی بغض رکھتا ہے تو خدا اسے ہر حال میں واصل جہنم کرے گا۔ چاہے وہ دنیا میں کتنا ہی صاحب عظمت و جلالت رہا ہو چاہے وہ کتنا ہی متقی و پرہیزگار ہو، چاہے وہ میرے انبیاء کا قریبی ہو۔ جو بھی ان سے بغض کرے گا اسے میں سیدھا جہنم میں دھکیلوں گا۔ اس کے برعکس جو ان سے محبت کرے گا۔ اسے میں جنت میں داخل کروں گا، تو اس حدیث سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ جنت ان کے محبوں اور جہنم ان کے دشمنوں کے لیے ہے۔

اے آدم میں ان ہی کی وجہ سے لوگوں کو بخشوں گا:

حموینی فرائد السمطین ص۳۶ اور عبیداللہ امرتسری ارجح المطالب ص۵۷۵ پر لکھتے ہیں کہ خدا نے فرمایا میں ان ہی کی وجہ سے لوگوں کو نجات بخشوں گا اور میں ان کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو ہلاک کروں گا۔
حموینی فرائد السمطین ص۴۶ اور عبیداللہ امرتسری ارجح المطالب ص۵۷۵ پر تحریر کرتے ہیں۔ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہم نجات کی کشتی ہیں۔ جس نے اس کشتی کے ساتھ اپنا تعلق اختیار کیا وہ نجات پا گیا اور جس نے اس سے اعراض کیا وہ ہلاک ہو گیا۔ حدیث کے اس جملے میں خدا نے ان ہستیوں کو سفینۂ نجات فرمایا ہے اور حضور نے خود ظاہری زندگی میں اپنے اہل بیت کو سفینہ نوح سے مثال دی ہے جو کہ نجات امت کا سبب بنی تھی۔ بس اس طرح جس نے بھی اہل بیت محمدؐ سے تعلق رکھا وہ یہاں بھی کامیاب ہو گا اور وہاں بھی۔ اور خدا نے قبل از آدم ان حضرات کو سفینہ نجات قرار دیا اور یہ درس دیا کہ جس کسی نے بھی ان کو پکارا وہ نجات پا جائے گا چنانچہ خود حضرت نوح کے سفینے کو انہی حضرات کی وجہ سے نجات حاصل ہوئی۔
حضور نے اپنے اہل بیت کو حضرت نوح کے سفینے کے ساتھ تشبیہ اس لیے دی تاکہ لوگوں کو اس مشبہ بہ سے سفینہ آل محمدؐ کی زیادہ معرفت حاصل ہو جائے۔ لیکن امت رسول کی اکثریت نہ تو سفینہ نوح کی طرف توجہ کر رہی ہے نہ ہی آل محمدؐ کی طرف حالانکہ ہلاکت سے نجات کی اس سے واضح تشبیہ اور کہیں نظر نہیں آتی جس میں سے ساری دنیا پر تباہی آ گئی تھی پہاڑ تک زیر آب آ گئے تھے اور اللہ کے چند محبوب اس ہولناک طوفان سے بچ گئے تھے۔ خدا نے اس واقعے میں تباہی کا سبب بھی بتا دیا تھا اور اس سے نجات کا

ذریعہ بھی۔ طوفان اتنا سخت کہ فرش کی تمام مخلوق زیر آب آ کر تباہ ہو گئی اور نجات ایسی کہ جو لوگ سفینہ نوح میں بیٹھ گئے وہ اس ہولناک اور تباہ کن طوفان سے محفوظ ہو گئے اس وقت حضرت نوح نے ان کے اعمال کا میزان نہیں لگایا کہ نیکیاں کس کی زیادہ ہیں اور کس کی کم وہاں تو بات صرف **لا الٰہ الا اللہ** اور نوح نبی اللہ پر ایمان رکھنے کی تھی۔ یعنی اصول کی بات تھی فروغ کی نہیں۔ عقیدے کی بات تھی عمل کی نہیں۔ (کہیں آپ یہ نہ سمجھ لیں کہ ایمان کافی ہے عمل کی کوئی ضرورت نہیں ہے نہیں نہیں!! دونوں لازمی ہیں) بہرحال خدا نے یہ دکھلانا تھا کہ حضرت نوح کی آواز پر کون لبیک کہتا ہے۔ اور نافرمان کون بنتا ہے۔ پس جو جو حضرت نوح کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے کشتی پر سوار ہوتے گئے چاہے ان کا خاندان اور تھا، ان کا قبیلہ اور تھا۔ چاہے رنگ کے لحاظ سے خوبصورت نہ تھے، خاندان کے لحاظ سے اعلیٰ اور سرمائے کے لحاظ سے امیر نہ تھے، چاہے وہ دور کے تھے فرمانبردار بنتے گئے اور کشتی میں سوار ہوتے گئے اور جو سوار نہ ہوئے اور بار بار پکارنے کے باوجود کشتی کی طرف نہ آئے چاہے گھر والے تھے ہلاک اور تباہ ہو گئے۔ آپ کسی بھی کتاب سے نہیں دکھا سکتے کہ کوئی کشتی کی طرف آیا ہو اور اللہ کے نبی نے اسے واپس کر دیا ہو۔ اس سے ثابت ہوا کہ کوئی نبی بھی نہیں چاہتا کہ اس کا کوئی بھی امتی غرق ہو جائے۔ حضرت نوح آخری وقت تک کنعان کو پکارتے رہے لیکن وہ نہ آئے اور وہ غرق ہو گئے۔
خدا ذوالجلال نے طوفانِ حضرت نوح سے ثابت کر دیا کہ جو بھی اہل بیت کا نافرمان ہو گا اگرچہ وہ حضور اکرمؐ کا قریبی ہی کیوں نہ ہو غرق ہو جائے گا۔ اور جو ان کا تابعدار و مطیع ہو گا چاہے وہ رنگ و نسل کے لحاظ سے حضور اکرمؐ کا غیر ہی کیوں نہ ہو نجات پا جائے گا۔
حدیث کے اس جملے سے واضح ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے آخری فرد تک تمام مخلوق خدا نجات میں خمسہ مطہرین کی محتاج ہے لہٰذا تسلیم کرنا پڑے گا کہ خمسہ مطہرین ساری مخلوق سے افضل ہیں کیونکہ محتاج الیہ محتاج سے ہمیشہ افضل ہوا کرتا ہے۔

اے آدم میں ان کی وجہ سے عطا کروں گا:

شیخ سلیمان قندوزی ینابیع المودۃ میں لکھتے ہیں کہ میں انہی کی وجہ سے لوگوں کو عذاب دوں گا اور انہی کی وجہ سے لوگوں کو ثواب دوں گا۔
حدیث کے اس جملے سے واضح ہوا کہ خدا جسے بھی دے گا، محمدؐ و آل محمدؐ علیہم السلام کے وسیلے سے دے گا اور جو بھی دے گا انہی کی وجہ سے دے گا۔ اب خدائے ذوالجلال نے کوئی تخصیص نہیں فرمائی ہے کہ وہ دوں گا اور یہ نہیں دوں گا بلکہ عام دعوت دے دی کہ جو بھی آئے اور جو بھی چاہے ضرور ملے گا لیکن آئے

Presented by www.ziyaraat.net/

ان کے ذریعہ براہ راست تمہیں کچھ نہیں ملے گا۔ خدا تو دعوت دے رہا ہے اور بار بار بلا رہا ہے کہ آؤ سخی کا دروازہ کھلا ہے۔ رزق چاہو' دولت چاہو' مال چاہو' اولاد چاہو اور بخشش چاہو' سب کچھ ملے گا شرط صرف ایک ہے کہ خمسہ مطہرین کو وسیلہ بنا کر لاؤ جو چاہو گے اور جتنا چاہو گے ضرور ملے گا۔

خدا نے یہ اعلان حضرت آدم سے پہلے فرمایا تھا۔ اور انبیاء سمیت ساری مخلوق کو دعوت دی تھی کہ جب بھی کچھ طلب کرنا ہو ان کے واسطے سے طلب کرنا اور خدا کی محبوب مخلوق میں سے بزرگ حضرات نے بوقت ضرورت ان کو وسیلہ بنایا۔

اے امت محمدیہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب انبیاء کو ان کے وسیلے کے بغیر کچھ نہیں ملا تو تم ان کے ذریعے کے بغیر خدا سے کیا لے سکو گے۔ لہٰذا بہتر یہی ہے کہ ان کو وسیلہ پکڑو یہ خدا کے حکم کی تعمیل ہو گی اور ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کی منت ہو گی تو جب خدا نے عطا کے در ان کے لیے وا کردیئے ہیں اور ان کے وسیلہ سے سب کچھ ملے گا اور ہر وقت ملے گا اور ہر کسی کو ملے گا تو اگر ان کو اپنی مشکلات میں پکارا جائے تو ان سے رزق کا مطالبہ کیا جائے تو شرک نہیں ہے شرک تو تب ہو گا جب ہم انہیں بھی اللہ کی طرح معبود مانیں لیکن جب ہم یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ خدا کی نعمتوں کو خدا کے حکم سے تقسیم کرنے والے ہیں تو شرک نہیں ہے بلکہ حکم خدا کی عین تعمیل ہے۔

اور **بھم اعاقب** سے اللہ نے یہ بھی واضح فرما دیا کہ جب عطا ان کے ذریعے سے ہو گی تو سزا بھی انہی کے ذریعے ہو گی۔

اسم حضرت محمدؐ قبل از آدم

روایت حضرت جابرؓ

عن جابر بن عبداللہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکتوب علی باب الجنتہ لا الہ الا اللہ' محمد رسول اللہ' ایدتہ بعلی قبل ان یخلق السموات و الارض بالفی سنتہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ارض و سما کی خلقت سے دو ہزار سال پہلے در جنت پر یہ کلمات لکھے ہوئے ہیں۔ **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایدتہ بعلی**

تاریخ مدینہ دمشق ترجمہ حضرت علی جلد۲ ص۳۵۵ سطر۱۔ میزان الاعتدال جلد۱ ص۱۲۵ سطر۱۔ جلد۱ ص۳۵۰ سطر۱۹۔ لسان المیزان جلد۲ ص۴۸۲ سطر۷۔ جلد۱ ص۴۵۷ سطر۱۰۔ مجمع الزوائد جلد۹ ص۱۲۱ سطر۱۰۔ راموز

الاحادیث ص۳۹۴۔ انتخاف ص۱۵۰۔

مناقب ابن مغازلی ص۳۹ سطر۴۔ تاریخ دمشق جلد ۲ ص۳۵۳ سطر۴۔ مناقب خوارزمی ص۲۲۹ سطر۱۷۔ الریاض النضرہ جلد۲ ص۱۷۲ سطر۲۳۔ فرائد السمطین جلد۱ ص۲۳۶ سطر۳۔ ذخائر العقبیٰ ص۶۹۔ نظم درر السمطین ص۱۲۰۔ مجمع الزوائد جلد۹ ص۱۲۱ سطر۹۔ کنز العمال جلد۱۲ ص۲۲۰۔ حدیث ۱۲۸۰۔ منتخب کنز العمال جلد۵ ص۳۵ سطر۷۔ ینابیع المودت ص۱۶ سطر۲۰۔ الشفاء جلد۱ ص۱۴۸۔ شواہد التنزیل جلد۱ ص۲۲۳۔ کوکب دری ص۱۵۶ سطر۱۴۔ ارجح المطالب ص۶۱۶ سطر۸۔ نسیم الریاض جلد۱ ص۲۱۲

روایت حضرت ابو ہریرہ

کفایت الطالب ص۱۱۰۔ المستقی ص۶۵۹ سطر۱۹۔ میزان الاعتدال جلد۳ ص۱۸ سطر۱۱۔ لسان المیزان جلد۳ ص۲۳۸ سطر۲۔ منتخب کنز العمال جلد۵ ص۲۵۔ در منثور جلد۳ ص۱۹۹ سطر۱۸۔ فتح القدیر جلد۲ ص۳۰۸ سطر۱۱۔ ینابیع المودۃ ص۱۶ سطر آخر۔ فتح البیان جلد۴ ص۶۲ سطر۱۴۔ شواہد التنزیل جلد۱ ص۲۲۳۔ ارجح المطالب ص۸۸ سطر۱۶۔

روایت حضرت عبداللہ بن عباس

مناقب ابن مغازلی ص۲۰۱ سطر۴۔ الریاض النضرہ جلد۲ ص۱۷۲ سطر۲۵۔ فرائد السمطین جلد۱ ص۲۳۶ سطر۱۰۔ لسان المیزان جلد۵ ص۶۶ سطر۱۹۔ نزہتہ المجالس ص۲۰۷۔ المحاسن المجتمعہ ص۱۶۴۔ ذیل اللئالی ص۶۴۔ الحاوی للفتاوی جلد۲ ص۴۴ سطر۱۔ الفتاوی الحدیثیہ ص۱۴۸ سطر۲۴۔ ینابیع المودت ص۱۱۲۔ ارجح المطالب ص۶۱۶ سطر۱۳۔

روایت حضرت انس بن مالک

تاریخ بغداد جلد۱۱ ص۱۷۴ سطر۹۔ لسان المیزان جلد۲ ص۲۶۸ سطر۱۷۔ الخصائص الکبریٰ جلد۱ ص۷ سطر۳۔ ذیل اللئالی ص۶۳۔ شواہد التنزیل جلد۱ ص۲۲۳۔ ینابیع المودت ص۷ سطر آخر۔

عن جابر بن عبداالانصاری قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مکتوب علی باب الجنتہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی اخو رسول اللہ قبل ان یخلق السماوات و الارض بالفی علم

Presented by www.ziyaraat.net/

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خلقت ارض و سما سے ہزار سال پہلے در جنت پر تحریر ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ محمد اللہ کے رسول اور علی رسول اللہ کے بھائی ہیں۔

حلیتہ الاولیاء جلد ۷ ص ۲۵۶۔ تاریخ بغداد جلد ۷ ص ۲۸۷ سطر ۲۔ موضع اوہام الجمع و التفریق جلد ۱ ص ۱۴۴۔ مناقب ابن مغازلی ص ۹۱ سطر ۳۔ مناقب خوارزمی ص ۸۶۔ مقتل خوارزمی ص ۳۸ سطر ۸۔ تذکرۃ الخواص ص ۲۲ سطر ۵۔ الریاض النضرہ ص ۱۶۸ سطر ۱۹۔ ذخائر العقبیٰ ص ۴۴۔ میزان الاعتدال جلد ۱ ص ۳۵۰ سطر ۲۲۔ ص ۲۹۶۔ مودۃ القربیٰ ص ۵۴ سطر آخر۔ لسان المیزان جلد ۴ ص ۴۸۰ سطر آخر۔ ص ۴۸۴ سطر ۱۰۔ مجمع الزوائد جلد ۰ ص ۱۱۱ سطر ۲۰۔ الحاوی للفتاوی جلد ۲ ۴۴ سطر ۲۰۔ کنز العمال جلد ۱۲ ص ۲۲۰ حدیث ۱۸۸۳۔ منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۳۵ سطر ۱۹۔ فیض القدیر جلد ۴ ص ۳۵۵ سطر ۲۸۔ نزھتہ المجالس جلد ۲ ص ۴۵۷ سطر ۲۱۔ المحاسن المجتمعہ ص ۱۶۰۔ ینابیع المودت ص ۱۹۴ سطر ۶۔ کوکب دری ص ۱۵۳ سطر ۱۲۔ ارجح المطالب ص ۵۳۶ سطر ۶

عن عبداللہ بن عباس قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لیلتہ اسری بی الی السماء رأیت علی باب الجنتہ مکتوبا لا الہ الا اللہ' محمد رسول اللہ علی حبیب اللہ والحسن و الحسین صفوۃ اللہ فاطمتہ خیرۃ اللہ علی باغضھم لعنتہ اللہ

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب مجھے شب معراج آسمان کی طرح لے جایا گیا تو میں نے جنت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا۔

لا الہ الا اللہ' محمد رسول اللہ ۔ علی حبیب اللہ و الحسن و الحسین صفوۃ اللہ' فاطمتہ خیرۃ اللہ علی باغضھم لعنتہ اللہ

مقتل خوارزمی ص ۴ سطر ۱۴۔ مناقب خوارزمی ص ۲۴۰۔ کفایۃ الطالب ص ۲۷۵۔ فرائد السمطین جلد ۲ ص ۷۳۔ میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۲۱۷ سطر ۱۱۔ لسان المیزان جلد ۴ ص ۱۹۴ سطر ۴۔

طرز استدلال

مذکورہ احادیث سے چند امور ثابت ہوئے۔

(۱) یہ کہ خدا نے ارض و سما کی خلقت سے کئی ہزار سال پہلے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کو خلق فرمایا۔

(۲) یہ کہ جن ہستیوں کے اسماء مبارکہ در جنت پر تحریر تھے یوم محشر وہی اس کے تقسیم کرنے والے ہوں گے اور انہی کے وسیلے سے لوگوں کو جنت ملے گی۔

(۳) یہ کہ جو بھی جنت میں داخل ہوگا وہ ان کے اسم کی زیارت ضرور کرے گا' لہٰذا وہ ہستیاں ہیں کہ ان کا اسم بھی قابل زیارت ہے اور جسم بھی۔

(۴) خدا نے ہدایت عالمین کیلئے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بھیجے لیکن در جنت پر صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام تحریر فرمایا تاکہ دنیا پر واضح ہو جائے کہ غرض خلقت دو عالم اور علت بعثت انبیاء صرف محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

حضرت آدم کا اعتراف

امام اجل علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمتہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم علیہ افضل الصلواۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا۔

لما خلق اللہ ادم اراہ بنیہ فجعل یری فضائل بعضھم علی بعض رای نورا ساطعا فی اسفلھم فقال یا رب من ھذا قال ھذا ابنک احمد و ھو اول و ھو اخر و ھو اول شافع (خصائل الکبریٰ ص ۹۶ ج ۱ مطبوعہ سعودی عرب)

جب حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ کریم نے پیدا فرمایا تو ان کی اولاد ان کو دکھائی گئی تو آپ نے بعض مخلوق کی بعض پر فضیلت دیکھی تو نیچے کی طرف سے بلند ہونے والا نور آپ نے دیکھا تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا اے رب یہ کیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ تیرا بیٹا احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور وہ اول اور وہی آخر اور وہی سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہے۔

محدث ابن جوزی اور علامہ بکری علیہما الرحمہ فرماتے ہیں۔

فلما ایقن آدم بالموت اخذ ید ولدہ شیث و قال یا نبی ان اللہ تبارک و تعالیٰ امرنی ان اخذ علیک عھدا من اجل ھذا النور الذی اوی فی وجھک ان لا تضعہ الا فی الا طھرین من النساء

(بیان المیلاد النبوی ص ۲۰ کتاب الانوار و مصباح السرور و الافکار ص ۶'۷)

پیشانی آدم میں نور محمدی: سرکار سیدنا آدم علیہ السلام کی پیشانی میں نور محمد جلوہ گر تھا جس کا تذکرہ محدثین کے علاوہ امام المفسرین فخرالدین رازی رحمتہ اللہ الباری نے اس طرح تذکرہ فرمایا ہے۔

ان الملائکتہ امروا با السجود لادم لاجل ان نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کان فی وجھتہ ادم

بے شک جو ملائکہ کو حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا تھا وہ اس وجہ سے تھا کہ ان کی پیشانی مبارک میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور مبارک تھا (جواہر البحار ص ۱۵۳ عقیدہ الشہدہ ص ۱۰۲ شرح قصیدہ از شیخ زادہ ص ۱۰۰

Presented by www.ziyaraat.net/

زبان حال سے کہتے تھے آدم　　جنہیں سجدہ ہوا وہ میں نہیں ہوں

نور محمدی کی تابانی علامہ ابو الحسن احمد بن عبدا لبکری علیہ الرحمتہ نور محمدی جو کہ پیشانی محمدی میں موجزن تھا۔ اس کی نورانیت اور تابانی کا حال درج کرتے ہوئے لکھتے ہیں

کا ن نو ر نبینا محمد صلی اللہ علیہ و سلم بر ی فی و جہ آ د م علیہ السلا م مثل نو ر الشمس ا لمضیتہ فی حال کو نہا فی قبتہ الفلک و نو ر القمر المضئی اذا تجلی فی حال تما مہ و سط السماء و قد غارت من نو رہ لسموت و السر ا رقات و العر ش و الکر سی (الانوار و مصباح السرور والافکار ص ۶ مطبوعہ بیروت)

سیدنا آدم علیہ السلام کے چہرہ مبارک پر جو نور قبہ الفک پر سورج کی طرح اور آسمان کے درمیان چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ وہ ہمارے نبی کریم علیہ افضل الصلواۃ والتسلیم کا نور تھا۔ بے شک اسی نور مبارک سے ہی آسمان اور اس کے پائے عرش و کرسی منور تھے۔

نور محمدی کی تسبیح کی آواز: راس المحدثین ابن جوزی اور علامہ ابو الحسن احمد البکری نور اللہ مرقدھما روایت درج فرماتے ہیں۔

لما خلق ادم او د ع ذلک النو ر فی صلبہ فسمع فی ظھر ہ نشیشا کنشیش الطیر

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو اس نور محمدی علی صاحبہا الصلواۃ والسلام کو ان کی پشت مبارک میں ودیعت کیا۔ تو انہوں نے اپنی پشت مبارک میں پرندوں کے چہچہانے کے مثل آواز سنی تو حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ یہ کیسی آواز ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

ھذا تسبیح خا تم الا نبیاء الذی اخر جہ من ظھر ک و او د عہ فی الا صلا ب الطا ھر ہ و الا حشاء الزا ھر ہ

یہ اس خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی تسبیح کی آواز مبارک ہے جو تمہاری پشت سے ظاہر ہو گا اور میں اسے پاک پشتوں اور پاک زخموں میں ودیعت رکھوں گا۔

(بیان المیلاد النبوی ص ۲۰ الانوار و مصباح السرور و الافکار ص ۵)

تیری پشت میں نور رسالت پناہ ہے　　سرتاج انبیاء کا حبیب الٰہی ہے

کندھوں کے درمیان نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم: امام اجل جلال الملتہ والدین السیوطی ایک روایت درج فرماتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا۔

بین کتفی ادم مکتو ب محمد ر سو ل اللہ خا تم النبین

حضرت آدم علیہ السلام کے کندھوں کے درمیان محمد رسول اللہ خاتم النبین لکھا ہوا تھا۔ (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۱۹)

حضرت حوا کا مہر

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی نور اللہ مرقدہ اور دیگر محدثین عظام علیہم الرحمتہ نے لکھا ہے کہ جب حضرت حوا علیہا السلام کے قریب سیدنا آدم علیہ السلام نے ہونا چاہا تو حضرت حوا نے ان سے مہر طلب کیا۔ آدم علیہ السلام نے دعا کی کہ اے رب میں ان کو مہر کیا چیز دوں؟ تو ارشاد ہوا۔ اے آدم! میرے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر بیس مرتبہ درود شریف بھیجو چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

(نشر الطیب ص ۱۱ از اشرف علی تھانوی۔ سلوہ الاخذان لابن جوزی۔ خصائص الکبریٰ مدارج النبوت فارسی ص ۴ ج ۲ بیان المیلاد النبوی ص ۱۸۔۱۹ مواھب اللدنیہ ص ۱۰ زرقانی شریف ص ۲۳ انوار المحمدیہ ص ۹)

کرامت محمدی

سیدنا آدم علیٰ نبینا علیہ الصلواۃ والسلام کا حضرت حوا سے جب عقد ہو گیا تو حضرت حوا علیہا السلام حضرت شیث علیہ السلام سے حاملہ ہو گئیں اور نور محمدی ان کے رحم صدف میں منتقل ہو گیا۔ محدث ابن جوزی علامہ قسطلانی علامہ زرقانی اور علامہ یوسف نبہانی رحمتہ اللہ علیہم نے روایت درج کی ہے۔

للما حملت حوا بشیث انتقل عن ا دم الی حو ا ء و کا نت تلد فی کل بطن و لد ین الا شیاء فا نھا و لد تہ و حد ہ کر ا متہ لمحمد صلی اللہ علیہ و سلم۔ (کتاب الوفا ص ۳۵ ج ا انوار المحمدیہ ص ۱۰ مواھب اللدنیہ ص المیلاد النبوی ص ۲۰)

Presented by www.ziyaraat.net/

جب حضرت حوا علیہا السلام اپنے فرزند حضرت شیث علیہ السلام سے حاملہ ہوئیں تو وہ نور محمد صلب آدم علیہ السلام سے بطن حوا میں منتقل ہو گیا۔

حضرت حوا کو ملائکہ کی مبارک

جب سرکار سیدنا حوا علیہا السلام حضرت شیث علیہ السلام سے حاملہ ہوئیں تو ملائکہ سرکار سیدہ حوا علیہا السلام کو مبارک دینے کے لیے ان کے پاس آئے جس کو علامہ ابو الحسن احمد البکری علیہ الرحمتہ نے اس طرح رقم فرمایا ہے۔

کانت الملا نکتہ علیھم السلام یاتون حواء علیہا السلام یھوءنھا بشیث علیہ السلام فلما وضعتہ رات حواء بین عینیہ نور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ففرحت بذالک واستبشرت و ضرب جبریل علیہ السلام بین حوا و بین ابلیس حجابا من النور غلظہ مسیرہ خمسمائتہ عام و طولہ مثل ذالک قبل وضعھا بشیث علیہ السلام و لم یزل ابلیس لعنہ اللہ محجوبا من حواء علیہا السلام حتی وضعتہ شیث علیہ اسلام

فرشتے حضرت حوا علیہا السلام کے پاس آئے اور ان کو شیث علیہ السلام کی مبارک دیتے تھے جب حضرت شیث علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو حضرت حوا نے ان کی آنکھوں کے درمیان (پیشانی پر) نور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دیکھا تو وہ بہت خوش ہوئیں اور ان کو اس کی بشارت بھی دی گئی۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت حوا اور ابلیس کے درمیان حضرت شیث علیہ السلام کی ولادت تک ایک نورانی پردہ جس کا طول اور عرض پانچ پانچ سو سال کا بعید عرصہ تھا حائل کر دیا تھا اور اس مدت کے درمیان ابلیس حضرت حوا پر کسی قسم کا وسوسہ نہ ڈال سکا۔ یہاں تک کہ حضرت شیث علیہ السلام کی ولادت با سعادت ہوئی۔

(الانوار و مصباح السرور والافکار ص ۹ مطبوعہ بیروت)

پیشانی شیث میں نور محمدی کی چمک

جب شیث علیہ السلام پیدا ہوئے تو ان کی پیشانی میں نور محمدی تھا اور اس نور کی نورانیت اور چمک کا عالم

یہ تھا بالغ مبین و النور یشرق من غرتہ الی السماء جب وہ بالغ عمر کے ہوئے تو اس وقت بھی ان کی پیشانی کی نورانیت اور چمک آسمان کی طرف جاتی تھی۔ (الانوار و مصباح السرور و الافکار ص ۶)

حضرت شیث سے عہد نامہ

راس المحدثین عبدالرحمٰن بن جوزی رحمتہ اللہ القوی روایت رقمطراز ہیں

فلما ایقن آدم بالموت اخذ بید ولدہ شیث و قال یا بنی ان اللہ تبارک و تعالیٰ امرنی ان اخذ علیک عھد من اجل ھذا النور الذی اوی فی وجھک ان لا تضعہ الا فی الا طھرین من النساء

جب حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے آخری وقت یعنی انتقال کا یقین ہو گیا تو انہوں نے اپنے فرزند ارجمند شیث علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا ہے کہ میں اس نور مبارک کے بارے میں تم سے عہد لوں کہ جو تمہاری پیشانی مبارک میں جلوہ گر ہے کہ تم اس کو پاکیزہ ترین عورت کی طرف منتقل کرنا۔

پھر سیدنا آدم علیہ السلام نے اپنے سر کو آسمان کی طرف اٹھا کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مناجات کی **اللھم کن لہ حافظا وعلیہ شاھدا** اللہ کریم تو ہی اس نور مبارک کا محافظ ہے اور اس پر گواہ ہے جب حضرت آدم علیہ السلام مناجات سے فارغ ہوئے تو جبرئیل علیہ السلام نے ملائکہ کی ایک جماعت کے جھرمٹ میں تشریف لا کر کہا اے آدم علیہ السلام!

ان ربک یقرئک السلام و یامرک ان تکتب علی شیث کتاب العھد بشھادہ ھؤلاء الملائکتہ فانھم عباد الملائکتہ السموت

بے شک تمہارا پروردگار تم پر سلام بھیجتا ہے نیز ارشاد فرماتا ہے کہ آپ حضرت شیث علیہ السلام کو ان فرشتوں کی گواہی کے ساتھ ایک عہد نامہ تحریر فرما دیں۔ کیونکہ یہ ملائکہ آسمان کے عبادت گزار بندے ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام نے حسب فرمان خداوندی عہد نامہ تحریر کر کے اللہ تعالیٰ اور ان فرشتوں کو گواہ بنایا۔ اس وقت حضرت شیث علیہ السلام کو دو سبز رنگ کے جنتی حلے (جوڑے) جو جبرئیل امین جنت سے لائے تھے پہنائے **وزوجہ اللہ بمخوانلتہ البیضاء کانت فی طول حواء وحسنھا وجمالھا** اور اللہ تعالیٰ نے ان کا بی بی محوانلہ بیضا سے جو قد و قامت اور حسن و جمال کے لحاظ سے حضرت حوا علیہا السلام کی مانند تھیں نکاح کر دیا۔ (بیان المیلاد و النبوی ص ۲۰، ۲۲۔ الانوار و مصباح السرور الافکار ص ۶-۷)

زوجہ شیث کو آسمانی مبارک

Presented by www.ziyaraat.net/

جب حضرت شیث علیہ السلام کی زوجہ محترمہ حضرت انوش علیہ السلام سے حاملہ ہوئیں تو آسمان سے وہ مبارکبادی کی آواز اس طرح سنا کرتی تھیں۔

هنیا لک یا بیضاء قداستو دعک الله نور محمد صلی الله علیه وسلم

اے بیضا! تمہیں مبارک ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے بطن اطہر میں نور محمدی علیٰ صاحبہا الصلواۃ والسلام کو ودیعت رکھا ہے۔ (بیان المیلاد النبوی لابن جوزی ص ۲۲ الانوار و مصباح السرور الافکار ص ۷)

حضرت انوش سے عہد

سرکار سیدنا شیث علیہ السلام نے اپنے بیٹے انوش سے سیدنا آدم علیہ السلام کی طرح اس نور محمدی کی حفاظت کرنے اور اس کی عظمت کو برقرار رکھنے کا عہد لیا۔ (الانوار و مصباح السرور و الافکار ص ۷ مدارج ص ۶ ج ۲)

قارئین حضرات! اسی نور محمدی نے پوری کائنات کو مستفیض فرمایا حتیٰ کہ انبیاء کرام رسولان عظام نے بھی اسی مبارک نور سے فیض حاصل کیا ملاحظہ ہو۔

انبیاء کرام کا نور محمدی سے مستفیض ہونا

دنیائے علمیت کی بہت بڑی شخصیت علامہ آلوسی **ربنا ظلمنا انفسنا و ان لم تغفرلنا و ترحمنا** کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ۔

قیل رای مکتوبا علیٰ ساق العرش محمد رسول الله فتشفع به واذا طلقت الکلمته علی عیسیٰ علیه السلام فلتطلق الکلمات علی الروح الاعظم و الحبیب الاکرم صلی الله علیه وسلم فما عیسیٰ بل وما موسیٰ بل وما الانبیاء الابعض من ظهور انواره وزهره من ریاض انوار

حضرت آدم علیہ السلام نے عرش معلیٰ کے پائے پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا دیکھا اس اسم مبارک کو شفیع بنایا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر کلمے کا اطلاق ہوا ہے تو جو روح اعظم اور حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ان پر کلمات کا اطلاق کیا گیا ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ اور موسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام سب اسی نور اعظم (محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کے انوار اور اسی باغ کے پھول ہیں۔

(تفسیر روح المعانی ص ۲۱۷ مصنفہ علامہ محمود آلوسی بغدادی)

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور ان کو الہام فرمایا تو انہوں نے عرض کیا اے پروردگار تو نے میری کنیت ابو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کس لیے رکھی ہے۔؟ تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا اے آدم اپنا سر اٹھاؤ!

فرفع راسه فرای نور محمد فی سرادق العرش فقال یارب ما هذا النور قال هذا نور نبی من ذریتک اسمه فی السماء احمد و فی الارض محمد لولاه ماخلقتک ولا خلقت سماء ولا ارضا

انہوں نے اپنا سر اٹھایا تو ان کو عرش کے پایوں پر نور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نظر آیا۔ عرض کیا اے میرے پروردگار یہ نور کیا ہے ارشاد ہوا۔ نور تمہاری اولاد میں سے اس نبی کا ہے جس کا نام آسمانوں میں احمد اور زمینوں میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے اگر یہ نور نہ ہوتا تو میں نہ تمہیں اور نہ آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کرتا۔ (زرقانی علی المواہب صفحہ ۴۴ جلد ۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

انا اول النبیین فی الخلق و آخرهم فی البعث

میں پیدائش میں تمام نبیوں سے پہلا ہوں اور بعثت میں ان میں سب سے پچھلا ہوں!

(ابن ابی حاتم ولائل النبوۃ خصائص کبریٰ ص ۳ جلد ۱)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ سب سے پہلے نبی بھی آپ اور سب سے پچھلے نبی بھی آپ ہیں۔ یعنی صفت نبوت کی ابتدا بھی آپ سے ہوئی اور انتہا بھی آپ کی ذات بابرکات پر ہوئی نہ آپ سے پہلے کوئی نبی تھا نہ بعد میں کوئی ہو گا۔

حد پہ پہنچ کر ایک بات کہتا ہوں تیری شان میں
دہر میں تیری ذات پر ختم ہوئی پیمبری

ان احادیث مبارکہ سے صراحتاً ثابت ہوا کہ باعث ایجاد دو عالم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک ہے۔ اگر آپ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا۔ نیز ان احادیث میں غور و فکر کرنے سے آپ کی بشریت مطہرہ کا مسئلہ بھی بخوبی سمجھ میں آ جاتا ہے سب مسلمان جانتے ہیں کہ بشریت کا مسئلہ حضرت آدم سے شروع ہوتا ہے حضرت آدم سے پہلے کوئی بشر نہ تھا مگر آپ تھے اور کیا تھے؟ اس کے متعلق خود آپ کے ارشادات مبارکہ گزشتہ سطور میں مذکور ہو چکے ہیں کہ آپ نور تھے۔

ثابت ہوا کہ جس نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ساری کائنات سے پہلے پیدا کیا گیا تھا وہی نور تمام انبیاء کرام کے بعد بشریت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جلوہ گر ہوا۔ بلاشبہ آپ بھی بشر ہیں مگر آپ کی بشریت مطہرہ بے مثل اور بشریت کے ہر عیب و نقص سے پاک اور مبرا ہے۔

سبیل سکینہ سلام اللہ علیہا

Presented by www.ziyaraat.net/

امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔
جاننا چاہیے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش دوسرے انسانوں کی طرح نہیں ہے بلکہ عالم کے تمام افراد میں سے کوئی فرد بھی پیدائش میں ان سے کسی طرح کی مناسبت نہیں رکھتا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود منشاء عنصری کے اللہ جل و علیٰ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں جیسا کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ میں اللہ کے نور سے پیدا ہوا ہوں۔

برکات نور محمدی

اللہ تبارک تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کرنا چاہا تو فرشتوں کو فرمایا کہ زمین سے ہر قسم کی سرخ سفید سیاہ کھاری میٹھی نرم سخت خشک تر مٹی لاؤ! فرشتوں نے تعمیل کی اسی مٹی سے پروردگار عالم نے حضرت آدم علیہ السلام کا خوب صورت پتلا بنایا اور اس میں اپنی روح پھونکی۔ اور اپنے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور ان کی پشت میں بہ طور امانت رکھا جس کی وجہ سے ان کی پیشانی آفتاب و ماہتاب کی طرح چمکنے لگی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو۔
امام رازی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔
ان الملئکتہ امرو بالسجود لاٰدم لاجل ان نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کان فی جھتہ ادم۔ (تفسیر کبیر جلد ۲ ص ۱۶۸)
معلوم ہوا کہ وہ تعظیم و تحیت درحقیقت نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہی تھی چنانچہ تمام نوری فرشتے اس نور اعظم کی تعظیم کے لیے جھک گئے اور مقبول ہو گئے جو سب سے پہلے جھکا وہ سب کا سردار ہو گیا اس کے بعد درجہ بدرجہ ان کے درجات بلند ہوئے اور ابلیس انکار کر کے مردود ملعون ہو گیا اور اس کا عابد و زاہد اور موحد ہونا اس کو کوئی فائدہ نہ پہنچا سکا۔

تیرے آگے خاک پر جھکتا ہے ماتھا نور کا — نور نے پایا ترے سجدے سے ماتھا نور کا

عارف کبیر سیدی ابو الحسن علی شاذلی رحمتہ اللہ علیہ اپنے قصیدہ میں فرماتے ہیں۔

عیسٰے و ادم والصدور جمیعھم — ھم اعین ھو نور ھا لمھاورد

(مواھب اللدنیہ وزرقانی ص ۶۳ ج ۱)

آدم علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک جتنے انبیاء کرام گزر چکے ہیں وہ سب آنکھیں ہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کا نور ہیں۔
اگر شیطان چشم بصیرت سے نور محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی چمک آدم کے چہرہ میں دیکھتا تو فرشتوں

سبیل سکینہ سلام اللہ علیہا

سے پہلے سجدہ کرتا معلوم ہوا کہ نور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھنے کے لیے چشم بصیرت کی ضرورت ہے جن کی آنکھوں میں نور بصیرت نہیں دیدار مصطفےٰ ان کا حصہ نہیں۔

از فروغ تست روشن دین و دنیا ہردوجا — بر تو بادا از خدا صلوات یا بدر الدجےٰ

دین و دنیا ہر دو مقام آپ ہی کے نور سے روشن ہیں — اے بدر الدجیٰ آپ پر خدا کی بیشمار رحمتیں ہوں

مادر گیتی نہ زادہ چوں تو فرزند دگر — دیدہ عالم نہ دیدہ ہم چو تو حسن اللقا

دنیا نے آپ جیسا کوئی فرزند نہیں جنا ہے — اور جہاں کی آنکھ نے آپ جیسا حسین نہیں دیکھا ہے

کے ملک کردے بہ پیش آدم خاکی سجود — نور تو وردے نہ بودے گزدیعت اے ہدی

اے سراپا ہدایت! اگر آپ کا نور مبارک آدم علیہ السلام کی پیشانی میں امانت نہ رکھا جاتا تو فرشتے آدم خاکی کو کب سجدہ کرتے۔

از بہار لطف تو سرسبز باغ کائنات — ذر نسیم فیض تر شادات تو روض الصفا

آپ کے لطف و کرم کی بہار اور نسیم فیض ہی سے — باغ کائنات سرسبز اور شاداب تر ہے۔

جن کے نور کے سبب سے حضرت آدم علیہ السلام مسجودیت ملائکہ کے مرتبے سے مشرف ہوئے وہی ان کی توبہ کے قبول ہونے کا باعث بنتے ہیں۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام نے جب شجر ممنوعہ کا پھل کھا لیا اور وہ جنت سے باہر تشریف لے آئے تو تین سو برس متواتر روتے رہے اور ندامت کی وجہ سے سر آسمان کی طرف نہ اٹھایا اور پڑھتے رہے **ربنا ظلمنا انفسنا الآ** تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔
لتلقی ادم من ربہ کلمات فتاب علیہ انہ ھوالتواب الرحیم۔ (قران)
پھر سیکھ لیے آدم (علیہ السلام) نے اپنے رب سے کچھ کلمے (جن کی وجہ سے) اللہ نے ان کی توبہ قبول کی بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔
وہ کلمے کیا تھے؟ بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ وہ کلمے **ربنا ظلمنا انفسنا (الایہ)** تھے لیکن علامہ محمود آلوسی بغدادی صاحب تفسیر روح المعانی اسی آیہ کریمہ کے تحت فرماتے ہیں۔
رای مکتوبا علی ساق العرش محمد رسول اللہ فتشفع بہ واذا اطلقت الکلمتہ علی عیسی علیہ السلام للتطلق الکلمات علی الروح الاعظم و الحبیب الاکرم صلی اللہ علیہ وسلم فما عیسے بل وما موسٰی بل وما الا بعض من ظھور انوارہ و زھرہ من ریاض انوارہ
کہ حضرت آدم علیہ السلام نے عرش کے پائے پر محمد رسول اللہ لکھا ہوا دیکھا تو اس نام کو شفیع بنایا (صاحب تفسیر فرماتے ہیں) کہ جب عیسیٰ علیہ السلامپر کلمے کا اطلاق ہوا ہے توجو روح اعظم اور حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں ان پر کلماتکا اطلاق کیا گیا ہے کیونکہ عیسےٰ اور موسیٰ اور دیگر انبیاء علیہم السلام سب اسی نور اعظم کے انوار اور اسی باغ کے پھول ہیں۔ (روح المعانی ص ۲۱۷ جلد ۱)

Presented by www.ziyaraat.net/

حضرت عمر رضی اللہ فرماتے ہیں۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما اعترف اٰدم الخطیئتہ قال قال یا رب اسئلک بحق محمد الا ماغفرت لی فقال اللہ تعالیٰ یا اٰدم کیف عرفت محمد اولم اخلقہ قال یا رب لانک لما خلقتنی بیدک ونفخت فی من روحک رفعت راسی فرائیت علی قوائم العرش مکتوبا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ فعلمت انک لم تضف الی اسمک الا احب الخلق الیک فقال اللہ تعالیٰ صدقت یا اٰدم انہ لاحب الخلق الی واذا سالتنی بحقہ قد غفرت لک ولو لا محمد ما خلقتک (بیہقی طبرانی زرقانی علی المواہب ص ۶۲ در منشور المستدرک حاکم ص ۶۱۵ جلد ۲)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدم علیہ السلام سے خطا کا ارتکاب ہو گیا تو انہوں نے عرض کیا اے میرے رب میں تجھ سے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے بخش دے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا اے آدم تو نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو کیسے پہچانا؟ ابھی تو میں نے ان کو (جسداً) پیدا نہیں کیا انہوں نے عرض کیا اے میرے پروردگار جب تو نے مجھ کو اپنے ہاتھوں سے پیدا فرمایا اور مجھ میں اپنی روح پھونکی تو میں نے اپنے سر کو اٹھایا اور عرش کے ستونوں پر لکھا ہوا دیکھا **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** پس میں نے جان لیا کہ جس کا نام تو نے اپنے نام کے ساتھ ملا کر لکھا ہے وہ تجھے تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم تو نے سچ کہا بے شک وہ ساری مخلوق سے زیادہ مجھے محبوب ہیں اور جب تو نے ان کے وسیلے سے بخشش چاہی تو میں نے تجھ کو بخش دیا۔

اور اگر وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ ہوتے میں تجھے پیدا ہی نہ کرتا

اگر نام محمد را نیا وردے شفیع آدم   نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجینا

یا اٰدم لو تشفعت الینا بمحمد فی اھل السموت والارض لشفعناک (زرقانی علی المواہب ص ۶۲ ج ۱)

اے آدم! اگر تم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا نام لیکر تمام اہل سموات اور اہل ارض کی شفاعت کرتے تو ہم تمہاری شفاعت قبول کرتے۔

قال تعالیٰ لاٰدم علیہ الصلواہ والسلام لولاہ ماخلقتک

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے فرمایا اگر حضور نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا نہ کرتا۔

زرقانی شرح مواہب جلد ۱ صفحہ ۴۴۔۶۲ اشعتہ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۴۶۶ جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۴۲ و صفحہ ۲۰۶ از دیربنی و صفحہ ۲۵۲ از جیلی۔ شفا شریف جلد   صفحہ   و شریعہ اللقاری و الخفاجی جلد   صفحہ
جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۱۰۷ عنالشفا شرح البردہ للبیجوری صفحہ ۲۶

لولا محمد ماخلقتک اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے (تو اے آدم) میں تجھے پیدا نہ کرتا۔

رواہ البیہقی ..... ورواہ الحاکم و صححہ..... ورواہ الطبرانی زرقانی علی المواہب جلد ۱ صفحہ ۶۲۔۶۱ و ابو نعیم و ابن

عساکر ایضاً۔ خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۶۔ صلواۃ الصفا للمجد والبریلوی صفحہ ۱۳ شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۱۲۸ و شرحہ للخفاجی و القاری جلد ۲ صفحہ ۲۲۵ **قال الحاکم ھذا الحدیث صحیح الاسناد** مستدرک جلد ۲ صفحہ ۶۱۵ ..... ورواہ البیہقی ایضاً فی دلائل النبوۃ ...... وذکرہ الطبرانی شفاء السقام للامام السبکی صفحہ ۲۱۲ نشر الطیب صفحہ ۱۱ زرقانی جلد ۶ صفحہ ۳۴ و جلد ۵ صفحہ ۱۹۰ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۶۷ و صفحہ ۱۰۷ از ابن حجر جلد ۲ صفحہ ۲۲۰ عن روح البیان جلد ۲ صفحہ ۳۳ جواہر البحار جلد ۴ صفحہ ۳۲ از خلاصتہ الوفا جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۲۰۰ از مطالع المسرات فاسی صفحہ ۲۶۴ و مولد رسول اللہ لابن کثیر صفحہ ۲۱ اخرجہ الطبرانی و الضیاء و ابو نعیم فی الدلائل و الحاکم .... و البیہقی فیالدلائل ...... و ابن عساکر عن عمر رضی اللہ عنہ **الا تحافات السنیتہ فی الاحادیث القدسیہ** صفحہ ۱۴۰ مجموع الاربعین صفحہ ۸۷

لولاہ ماخلقتک ولا خلقت سماء ولا ارضا (اللہ تعالےٰ نے فرمایا) اگر محمد مصطفےٰ علیہ الصلواۃ نہ ہوتے (تو اے آدم) میں تجھے پیدا نہ کرتا اور نہ آسمان کو پیدا کرتا اور نہ زمین کو۔ زرقانی جلد ق صفحہ ۴۴ نسیم الریاض جلد ۳ صفحہ ۳۹۸ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۴۰۷ عن المیرغنی و جلد ۳ صفحہ ۳۳۱ از ابن حجر مکی و جلد ۴ صفحہ ۸۷۔۹۶ از میرغنی و جلد ۲ صفحہ ۲۰۰ از فاسی مطالع صفحہ ۲۶۴

پیدائش حضرت آدم علیہ السلام

آدم کو آدم اس لیے کہتے ہیں کہ یہ ادیم ارض سے بنائے گئے یعنی روئے زمین کی خاک سے اور ان کو متعدد قسم کی خاک سے بنایا کوئی حصہ سرخ رنگ خاک کا اور کوئی سفید کوئی نیلے رنگ کی کوئی نیم سرخ کوئی خاکی رنگ یعنی مختلف اقسام کے رنگوں کی خاک لی گئی اور کوئی حصہ سخت زمین سے لیا اور کوئی حصہ نرم زمین سے کوئی شیریں زمین سے کوئی شور زمین سے اسی وجہ سے اولاد آدم کے رنگ بھی مختلف ہیں اور طبیعتیں بھی اور کوئی حصہ ہموار زمین سے لیا اور کوئی ناہموار سے اسی وجہ سے اولاد آدم سے کوئی نرم مزاج ہے تو کوئی سخت مزاج۔

حوا کو آدم کی باقی ماندہ اس طینت سے پیدا کیا جو ان کے پہلو اور پسلیاں بنانے سے بچ گئی تھی اس لیے طلاق کا حق مردوں کو حاصل ہے۔ اگر حوا جناب آدم کا جزو ہوتیں تو حکم قصاص عورتوں اور مردوں کے لیے یکساں ہوتا نیز حوا جناب آدم کی اندر کی پسلیوں سے بچی ہوئی طینت سے بنائی گئی ہیں۔ اسی لیے عورتوں کے لیے پردہ ہے نیز بائیں جانب کی پسلیوں سے بچی ہوئی طینت سے پیدا ہوئیں اسی لیے میراث میں عورتوں کا ایک حصہ مردوں کا دوہرا اور اسی لیے گواہی میں دو عورتیں برابر ایک مرد کے ہیں اور عورتوں کو نساء اس لیے کہتے ہیں کہ آدم کو حوا سے انس تھا یعنی بے حد محبت کرتے تھے خدا نے لوگوں کو

Presented by www.ziyaraat.net/

ایک نفس سے یعنی آدم سے پیدا کیا ہے اور انہی کی خاطران کی زوجہ حوا کو پیدا کیا۔

خداوند عالم نے بذریعہ ملک زمین سے مختلف قسم کی خاک منگوائی مختلف قسم کا پانی ملا کر اس سے آدم کا جسم تیار فرمایا اور اس جسم کو بہشت میں چالیس سال رکھا پھر اس میں روح پھونکی اور آدم پیدا ہو گئے اور وہ روز جمعہ تھا اور سب سے پہلے انہوں نے انگور کھائے اور خدا نے ان کو نیند دے دی اور حوا کو پیدا کر کے ان کے قدموں کے درمیان کر دیا۔ جب حوا نے حرکت کی تو آدم جاگ اٹھے اور اپنی ہی صورت کی خوب صورت عورت کو دیکھا۔

خدا نے حوا کو قدموں میں اس لیے پیدا کیا کہ عورتیں ہمیشہ مردوں کے تابع رہیں۔ آدم نے حوا سے گفتگو کی اور انہوں نے بھی اس کا جواب دیا۔ آدم نے خدا سے دریافت کیا کہ یہ کون ہے؟ اور کس لیے اس کو پیدا کیا۔ خدا نے جواب دیا کہ یہ تمہاری زوجہ ہے تمہاری مونس و رفیق ہے تم ان کے پاس جاؤ۔ چنانچہ آدم خود ان کے پاس گئے۔ اسی لیے مرد خود زوجہ کے پاس جاتا ہے حضرت آدم کا نکاح جبرئیل نے پڑھا۔
حدیث میں وارد ہے کہ دو شخص آپس میں لڑ رہے تھے اور ایک نے دوسرے کی صورت پر لعنت کی رسول خدا نے فرمایا کہ صورت پر لعنت نہ کر کیونکہ خدا نے آدم کو اس کی صورت پر بنایا ہے۔

سجدۂ ملائکہ

جب حضرت آدم کی خلافت کا اعلان خدا نے فرمایا تو ملائکہ نے عرض کی کہ کیا ایسے شخص کو خلیفہ بنائے گا جو زمین میں فساد و خونریزی کرے اور ہم تو تیری تسبیح بجا لاتے ہیں یعنی ہمیں یہ عہدہ عطا ہو۔ خدا نے جواب دیا کہ تم جو راز نہیں جانتے ہو وہ میں جانتا ہوں اور آدم کو کل خاص نام تعلیم کر دیے پھر کچھ ہستیوں کو فرشتوں کے روبرو کر کے پوچھا کہ ان ہستیوں کے نام بتاؤ۔ فرشتوں نے کہا کہ ہم تو صرف اتنا ہی جانتے ہیں جتنا تو نے بتا دیا ہے۔ خدا نے آدم سے فرمایا کہ تم ان کو ان ہستیوں کے نام بتا دو آدم نے بتا دیے۔ تو خدا نے کہا کہ میں نہ کہتا تھا کہ میں آسمان و زمین کے پوشیدہ راز جانتا ہوں۔
اس کے بعد تمام فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کے سامنے جھک جاؤ۔ سب سجدہ میں گر گئے مگر ابلیس نے نہ مانا اور وہ کافر ہو گیا۔ اور خدا نے اس پر قیامت تک لعنت کی اور کہنے لگا کہ میں آدم سے بہتر ہوں یہ مٹی سے بنے ہیں اور میں آگ سے بنا ہوں۔ خدا نے اسے مقام قرب سے نکال دیا اور اس کو مردود قرار دیا۔
اس نے عرض کی کہ مجھے زندہ رکھ قیامت تک تاکہ میں تیرے بندوں کو گمراہ کروں خدا نے فرمایا کہ وقت معلوم تک تجھ کو مہلت ہے مگر میرے خاص بندوں کو تو گمراہ نہیں کر سکتا۔
ابلیس چونکہ آدم کا دشمن ہو گیا اس لیے وہ اس تاک میں رہا کہ ان کو نقصان پہنچائے جب خدا نے آدم

اور حوا کو جنت میں سکونت کا حق دیا اور تمام پھل اور جنت کے تمام میوے کھانے کی اجازت دی اور فرمایا کہ اس خاص شجر کے نزدیک نہ جانا اس کو استعمال نہ کرنا ورنہ نقصان اٹھاؤ گے ابلیس نے تدبیر سوچ کر کہ آدم اور حوا کو جنت سے نکلوایا جائے اس نے قسم کھا کر کہا کہ خدا نے تمہیں اس درخت سے نہیں روکا ہے حضرت آدم اور حوا نے اس کی قسم پر اعتبار کر لیا اور اس درخت کا پھل کھا لیا کیونکہ قسم کا اعتبار کرنا ایمان کی نشانی ہے۔ مگر شیطان نے جھوٹی قسم کھائی اس لیے گنہگار وہ خود ہوا۔
خداوند عالم نے ان کو جنت سے اتار دیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ مکہ کی طرف سفر کریں وہ زمین ہند کی وادی سراندیپ میں اترے۔ اور وہاں سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے اور آدم کوہ صفا پر پہنچے اور اس کا نام اس لیے صفا ہے کہ آدم کو خدا نے چنا اور صفی اللہ بنایا اور بی بی حوا کوہ مروہ پر پہنچیں اور اس کا نام مروہ اس لیے ہے کہ مرہ عورت کو کہتے ہیں اسی سے مروہ نام ہوا۔ حضرت آدم نے اپنے اس بے موقع فعل کی معافی چاہی اور اللہ کے دربار میں توبہ کی خدا نے توبہ قبول فرمائی عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ جن کلمات کے ذریعے توبہ قبول ہوئی وہ محمد و علی و فاطمہ و حسن و حسین ہیں۔
خدا نے حضرت جبرئیل کو حکم دیا کہ آدم و حوا کے لیے ایک خیمہ جنت سے لے کر جاؤ اور وہ خیمہ اس جگہ لگا دو جہاں کعبہ ہے۔ حضرت آدم جنت سے کچھ پودے اور تخم لائے جو زمین میں لگائے گئے۔
کعبہ کی ابتدا اس طرح ہے کہ جب خدا نے زمین کو پیدا کیا تو سب سے پہلا زمین کا نقطہ جس جگہ سے شروع ہوئی وہی جگہ ہے جہاں کعبہ ہے یہ جگہ بلند تھی اسی لیے اس کو کعبہ کہتے ہیں کیونکہ کعب بلندی کو کہتے ہیں۔

جب زمین تیار ہو چکی اور آدم کو پیدا کر چکا اور انہیں جنت سے اتار کر زمین پر بھیجا تو وہ کوہ صفا و مروہ پر اترے پھر ان کے لیے جنت سے خیمہ بھیجا گیا جو کعبہ کی جگہ لگایا گیا کعبہ کی چوحدی میں چار پتھر نصب کیے گئے جن کو جبرئیل لائے۔ ایک پتھر کوہ صفا سے دوسرا کوہ مروہ ہے تیسرا طور سینا سے چوتھا جبل السلام یعنی نجف اشرف سے اور پھر حجر اسود رکھا گیا جو بطور امانت کوہ ابو قبیس پر رکھا تھا اور یہ حجر اسود جنت سے آیا تھا اور در حقیقت یہ ایک فرشتہ تھا جس کے پاس خدا کا عہد و میثاق تھا۔ خدا نے چاہا کہ یہ عہدہ و میثاق زمین پر بھی جاری ہو لہٰذا اس فرشتہ کو بصورت حجر اسود بنا کر کعبہ میں بھیجا گیا کہ زمین والے اس کے ذریعہ عہد و میثاق کو ادا کریں۔
حضرت آدم نے کعبہ کا طواف کیا اور حرمین کے فرشتوں نے بھی طواف کیا یہ دیکھ کر آسمانی فرشتوں نے بھی خواہش کی کہ ہمارے لیے بھی کوئی کعبہ ہو جس کے گرد طواف کریں تو خدا نے ان کے لیے کعبہ کے بالمقابل آسمان پر بیت المعمور بنایا جس کا وہ طواف کرتے ہیں اسی کعبہ کی دیواروں کو ان چار پتھروں کی بنیادوں پر آدم نے بلند کیا۔

Presented by www.ziyaraat.net/

ماہ ذیقعد کی ۲۵ تاریخ کو زمین بچھائی گئی اور اسی روز کعبہ کی بنیاد رکھی گئی اور حضرت آدم بھی ۲۵ ذیقعد کو زمین پر اتارے گئے اور اسی تاریخ کعبہ میں پہنچے۔ وہ جس زمین پر قدم رکھتے تھے سرسبز و شاداب ہو جاتی تھی۔

حضرت آدم کو خدا نے میوہ ہائے جنت بھیجے جو نوش کرتے رہے اور درخت انگور جو اپنے ہمراہ لائے تھے وہ زمین پر لگا دیے اور تخم بھی بو دیے چنانچہ پیداوار ہونے لگی اور گندم اور جو پیدا ہونے لگے۔ اور کچھ پودے خدا نے خرمہ اور انار اور زیتون کے بھیجے جو آدم نے زمین پر لگا دیے اور حضرت آدم برابر زراعت کرتے رہے اور خوب پیداوار ہوتی رہی۔ اور بی بی حوا اون کو ہاتھوں سے کات کر کپڑے بناتی تھیں۔

جناب ہابیل کو حضرت آدم نے اپنا وصی قرار دینے کے لیے فرمایا اس پر قابیل ناراض ہو گیا اور اس نے خواہش ظاہر کی کہ مجھے وصی بنایا جائے حضرت آدم نے فیصلہ کیا کہ تم دونوں قربانی دو جس کی قربانی قبول ہو گی اس کو وصی بناؤں گا چنانچہ ہابیل نے ایک بہترین بکری قربانی کے لیے پیش کی کیوں کہ وہ بکریاں چرایا کرتے تھے اور قابیل نے ایک کھیت سے گندم کے خوشے قربانی کے لیے پیش کیے کیونکہ وہ زراعت کیا کرتے تھے۔ ہابیل کی قربانی قبول ہو گئی۔ آسمان سے ایک آگ کا شعلہ آیا اور بکری کو جلا کر خاکستر کر دیا مگر قابیل کی قربانی قبول نہ ہوئی۔

قابیل ان کا دشمن ہو گیا اور اس نے ارادہ کر لیا کہ ہابیل کو قتل کر دے چنانچہ جنگل میں جب کہ وہ بکریاں چرا رہے تھے ان کو قتل کر دیا کیونکہ اس کے دل میں یہ خیال تھا کہ جب ان کی اولاد ہو گی تو میری اولاد پر فخر کرے گی کہ ہمارے باپ کی قربانی قبول ہوئی تھی۔

جب قابیل نے ہابیل کو اس طرح قتل کیا کہ دو پتھروں کے درمیان رکھ کر دبایا کہ اس کی جان نکل گئی تو اب سوچنے لگے کہ اس کی میت کو کیا کروں خدا نے دو کوے بھیجے۔ اور وہ دونوں آپس میں لڑے ایک نے دوسرے کو قتل کر دیا اور جو زندہ رہا اس نے ایک گڑھا کھود کر دوسرے کو اس میں ڈال کر اوپر سے مٹی ڈال کر چھپا دیا۔ قابیل نے یہ دیکھ کر اسی طرح کیا ایک گڑھا کھود کر اسی میں ہابیل کو دفن کر دیا۔ اور یہ دن جس دن قابیل نے ہابیل کو قتل کیا روز چہار شنبہ تھا مہینہ کا آخری بدھ۔

جب حضرت آدم کو پتہ لگا کہ میرا بچہ ہابیل قتل کر دیا گیا تو اتنے روئے کہ ان کے آنسوؤں سے زمین تر ہو گئی اور انہوں نے جوش محبت میں کہا کہ اے زمین اگر تو نے میرے بچے کا خون پیا تو تجھ پر خدا کی لعنت ہو گی۔ اس لیے زمین کبھی خون کو پی نہیں سکتی نہ زمین میں خون جذب ہوتا ہے۔

کافی عرصہ حضرت آدم حوا کے نزدیک نہیں گئے اور خدا سے دعا کرتے رہے کہ مجھے ایک وصی عطا کر پھر ان کی دعا قبول ہوئی۔

اور انہوں نے ایک لڑکا شیث پیدا کیا اور ان کو حضرت آدم نے اپنا وصی بنایا اور تمام علوم تعلیم کیے ان کا

لقب ہبتہ اللہ ہوا کیونکہ خدا نے آم کی دعا سے عطا کیا تھا حضرت شیث کا نکاح ایک حوریہ سے ہوا جس کا نام نزلہ تھا اور ایک دوسرا لڑکا پیدا ہوا جس کا نام یافث تھا۔ اس کا نکاح منزلہ سے ہوا یہ بھی حوریہ تھی اولاد پیدا ہونے کے بعد یہ حوریں پھر واپس چلی گئیں۔ اور ان کی اولاد کے آپس میں نکاح ہوتے رہے اور نسل جاری ہو گئی۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ خدا اس فعل سے پاک ہے کہ بذریعہ حرام اولاد پیدا کرے یعنی بہن کا بھائی سے نکاح ہو اور پھر اس سے انبیاء اور اولیاء اور مومن و مسلم پیدا ہوں۔ کیا خدا میں قدرت نہیں ہے کہ حلال اور طیب و طاہر طریقہ سے نسل آدم کو جاری کرے خداوند عالم نے آدم کی پیدائش سے پہلے قلم کو حکم دیا کہ لوح محفوظ پر لکھ جو قیامت تک ہونا ہے چنانچہ جو کتابیں نازل ہوئیں توارت زبور انجیل قرآن یہ بھی لوح محفوظ میں لکھی گئیں ان تمام کتابوں میں بہن کا نکاح بھائی کے ساتھ حرام قرار دیا ہے۔ اور یہی لوح محفوظ میں لکھا گیا تھا پھر کیوں کر ہو سکتا ہے کہ خدا بطریق حرام نسل آدم کو پیدا کرے جبکہ وہ بطریق حلال پیدا کرنے پر قادر ہے۔

حدیث میں وارد ہے کہ آدم کی اولاد صرف حضرت شیث سے چلی ہے اور قابیل کو خدا نے چشمہ آفتاب میں قید کیا ہے اور وہ ہر وقت پیاسا رہتا ہے اور جتنا بھی پانی پیتا ہے پیاس نہیں بجھتی ہے۔ چنانچہ خدا ارشاد فرماتا ہے کہ جو لوگ خدا کے سوا دوسروں کو پکارتے ہیں وہ انہیں جواب نہیں دیتے اور ان کی حالت ایسی ہے کہ کوئی شخص پانی کے لیے ہاتھ پھیلائے کہ وہ پانی پیئے مگر اسے پانی نہیں پہنچتا اور کافروں کی پکار تو گمراہی میں ہے۔

قابیل نے جب دیکھا کہ آگ نے میری قربانی قبول نہیں کی تو اس نے ایک آتشکدہ بنایا اور اس کی پرستش ہونے لگی اور آتش پرستی کی یہی ابتدا ہے۔

خداوند کریم نے حضرت آدم پر صحیفے نازل فرمائے۔ وہ اپنی اولاد کو جن میں بیٹے پوتے پڑپوتے تھے ان صحیفوں پر عمل کی ہدایت کرتے تھے حضرت آدم کا انتقال روز جمعہ ہوا۔ اور جبرئیل اور دیگر ملائکہ نے ان کو غسل و کفن دیا اور جناب شیث نے ان کی نماز پڑھائی فرشتے اور اولاد آدم پیچھے کھڑے ہوئے کیونکہ فرشتے آدم کو سجدہ کر چکے تھے اس لیے وہ آگے کھڑے نہیں ہوئے۔

حضرت آدم کو ایک تابوت میں رکھ کر زمین مکہ میں دفن کیا گیا اور جب طوفان نوح آیا ہے تو اس تابوت کو کشتی میں رکھ لیا گیا اور جب طوفان ختم ہو گیا تو ان کے تابوت کو نجف میں دفن کیا گیا۔ حضرت امیر کی قبر کے نزدیک ان کی قبر ہے حضرت آدم کی عمر نو سو چھتیس سال ہوئی روز جمعہ ۱۵ محرم کو وفات پائی۔

حضرت آدم کو خرما پسند تھا اور وہ درخت خرما اپنے ہمراہ جنت سے لائے تھے انہوں نے وصیت کی میری قبر میں خرما کی دو شاخیں رکھی جائیں۔ اسی وجہ سے حضور سرکار دو عالم نے قبر میں دو جریدہ شاخ خرما کے رکھنے کا حکم دیا ہے۔

Presented by www.ziyaraat.net/

حضرت حوا کی وفات حضرت آدم کے ایک سال پندرہ روز کے بعد ہوئی اور وہ بھی زمین مکہ میں اپنے شوہر حضرت آدم کے پہلو میں دفن ہوئیں۔

حضرت آدم کا قد ستر ہاتھ یعنی پینتیس گز کا تھا۔(۴)

نسل حضرت آدم

بسند معتبر زرارہ سے منقول ہے کہ لوگوں نے حضرت صادق سے دریافت کیا کہ آدم کی نسل کیونکر قائم ہوئی کیونکہ جو لوگ ہمارے پاس رہتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ خدا نے آدم کو وحی کی اپنی لڑکیوں کو اپنے لڑکوں سے تزویج کرو۔ چنانچہ اس تمام خلقت کی اصل بھائیوں اور بہنوں سے ہے حضرت نے فرمایا کہ حق تعالیٰ اس سے پاک و بلند مرتبہ ہے کہ اس سے ایسا فعل صادر ہو۔ جو شخص ایسا کہتا ہے تو اس کے اعتقاد میں خدا نے اپنی برگزیدہ مخلوق اپنے دوستوں پیغمبروں مومنوں اور مسلمانوں کی اصل حرام سے قرار دی اور بطریق حلال خلق کرنے کی قدرت نہیں رکھتا تھا باوجود اس کہ ان سے حلال اور طیب و طاہر طریق کا عہد لیا ہے۔ خدا کی قسم مجھے خبر پہنچی ہے کہ بعض چوپائے اپنی بہن کو نہ پہچان کر اس پر سوار ہو گئے جب معلوم ہوا کہ ان کی بہن تھی تو وہ اپنے اپنے عضو تناسل کو دانتوں سے کاٹ کر مر گئے۔ اسی طرح جب کسی نے اپنی ماں کے ساتھ نادانستگی میں ایسا فعل کیا تو اس نے بھی اپنے کو معلوم ہونے کے بعد ہلاک کر ڈالا تو انسان باوجود علم و فعل کے کیونکر ایسے عمل پر راضی ہو سکتا ہے لیکن اس وقت ایک ایسا گروہ ہے جسے تم جانتے ہو کہ انہوں نے اپنے پیغمبروں کے اہل بیت سے حصول علم ترک کر دیا ہے اور دوسرے ایسے لوگوں سے علم حاصل کرتے ہیں جو خدا کی جانب سے مامور نہیں ہیں اور نہ ان کو خدا کی جانب سے کچھ علم ہے۔ اسی لیے وہ لوگ جاہل اور گمراہ ہوئے ہیں اور ابتدائے خلق کی کیفیت اور اس کے بعد ہونے والے واقعات کو نہیں جانتے افسوس ہے ان پر کیوں اس سے غافل ہیں جس میں نہ فقہائے اہل حجاز نے اختلاف کیا ہے اور نہ اہل عراق نے۔ حق تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی خلقت سے دو ہزار سال پہلے قلم کو حکم دیا تو وہ لوح محفوظ پر جاری ہوا ان تمام امور کے ساتھ جو قیامت تک ہونے والے ہیں جن میں خدا کی تمام کتابیں بھی شامل ہیں اور خدا کی تمام کتابوں میں بھائیوں پر بہنوں کو حرام ہونا موجود ہے۔ اور اس وقت ان چاروں کتابوں توریت انجیل زبور اور قرآن کو ہم دیکھتے ہیں جو اس دنیا میں مشہور ہیں اور حق تعالےٰ نے جن کو لوح محفوظ سے اپنے پیغمبروں پر نازل کیا ہے ان میں سے کسی ایک میں بھی بہن کو بھائی پر حلال نہیں کیا ہے اور جو شخص ایسا کہتا ہے اس کا مطلب سوائے اس کے کچھ نہیں ہے کہ گبروں کی دلیل کو قوت دے کیا باعث ہے ان کی اس بات کا خدا ان کو ہلاک کرے۔ پھر فرمایا آدم کے لیے ستر جوڑواں اولاد ہوئی ہر بار

ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئے۔ جب قابیل نے ہابیل کو مار ڈالا آدم کو اس قدر صدمہ ہوا کہ پانچ سو سال تک روتے رہے اور زوجہ سے مقاربت نہ کی اس مدت کے بعد جبکہ ان کو اس غم میں تسکین ہوئی حوا سے قربت کی تو خدا نے ان کو شیث سا فرزند عطا فرمایا جن کے ساتھ کوئی لڑکی نہیں پیدا ہوئی۔ شیث کا نام ہبتہ اللہ تھا۔ وہ پہلے وصی تھے کہ جن سے زمین پر آدمیوں میں وصیت کی گئی۔ پھر شیث کے بعد تنہا بغیر جوڑے کے یافث متولد ہوئے جب دونوں بالغ ہوئے اور خدا نے چاہا کہ نسل زیادہ ہو جیسا کہ تم دیکھتے ہو اور یہ کہ جیسا ہوتا چلا آیا ہے قلم اسی کے مطابق حرام قرار دیتا ہوا جاری ہوا جیسا کہ بہنوں کو بھائیوں پر حرام کیا ہے تو خدا نے روز پنجشنبہ عصر کے بعد ایک حوریہ کو جس کا نام نزلہ تھا بھیجا اور آدم کو حکم دیا کہ شیث کے ساتھ تزویج کریں۔ پھر دوسرے روز عصر کے بعد بہشت سے دوسری حوریہ نازل ہوئی جس کا نام منزلہ تھا اس کو یافث سے تزویج کرنے کا حکم دیا۔ آدم نے ایسا ہی کیا شیث سے لڑکا اور یافث کے یہاں لڑکی پیدا ہوئی۔ جب وہ دونوں بالغ ہوئے حق تعالےٰ نے آدم کو حکم دیا کہ یافث کے یہاں لڑکی پیدا ہوئی۔ جب وہ دونوں بالغ ہوئے حق تعالےٰ نے آدم کو حکم دیا کہ یافث کی بیٹی کو شیث کے بیٹے سے تزویج کریں۔ آدم نے تعمیل کی انہی کی نسل سے انبیاء و مرسلین اور برگزیدگان خدا پیدا ہوئے معاذ اللہ ایسا نہیں ہے کہ جس طرح لوگ بیان کرتے ہیں کہ بھائی بہنوں سے نسل قائم ہوئی۔(۲)

حضرت آدم کی انگوٹھی کا نقش

علامہ نعمت اللہ جزائری ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت آدم نے زمین پر آنے کے بعد جو انگشتری بنوائی تھی اس پر **محمد رسول اللہ علی امیر المومنین** کندہ کرایا تھا۔ (قصص الانبیا ص ۵۲ طبع نجف اشرف)

حضرت آدم کے سجدہ کا حکم

حضرت آدم کے جسم کی تعمیر و تشکیل کے بعد خالق کائنات نے نور محمدی کو جو چودہ انوار کا مجموعہ تھا حضرت آدم میں داخل کرنے کے بعد فرشتوں کو مخاطب کر کے فرمایا اے میرے ملائکہ سنو! "**اذانفخت من روحی فقعوالہ ساجدین**" جس وقت میں اس کالبد آدم میں اپنی روح پھونک دوں تو تم بلا تاخیر سجدہ کے لیے اپنی پیشانی اس کے سامنے رکھ دینا۔

ایک روایت میں ہے کہ جب سب کو سجدہ کا حکم دیا گیا تو تمام فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے اپنے قیام

Presented by www.ziyaraat.net/

وجود پر بھروسہ کر کے تکبر سے کام لیا تو خدا نے اسے مردود کر دیا اور آدم کو حکم دیا ان فرشتوں کو جا کر اس طرح سلام کرو۔ **السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ** چنانچہ آدم نے شکریہ کے طور پر سب کو سلام کیا اور انھوں نے وعلیکم السلام و رحمتہ اللہ و برکاتہ سے جواب دیا پھر خدا نے آدم سے فرمایا کہ سلام کا یہ طریقہ تم میں اور تمھاری نسل میں قیامت تک جاری رہے گا۔ (النور المبین جزائری ص ۴۳) تفسیر بحر المواج میں ہے کہ اس حجت سقیم اور قیاس عقیم کی وجہ سے ابلیس خطائے عظیم کا مرتکب ہو کر راندہ بارگاہ ہو گیا خداوند عالم نے سب سے پہلے اسے اپنی رحمت سے دور فرمایا اور اپنی عنایات سے محروم کیا۔ لباس جنت اس سے سلب کر لیا حسن سے محروم کر کے بد صورتی دے دی اور اس کی شکل ڈراؤنی بنا دی پھر آسمان سے اتار کر زمین پر پھینکا اور حکم نافذ کر دیا کہ یہ آبادی میں نہ رہنے پائے سمندروں کے جزیروں میں سکونت اختیار کرے شیطان نے عتاب کے موقع پر عرض کی۔ مالک میں نے ہمیشہ تیری اطاعت و عبادت کی ہے اب صرف ایک سجدہ نہ کرنے سے مورد عتاب ٹھہرایا گیا ہوں۔ مالک تو مبداء فیاض ہے میری تجھ سے ایک استدعا اور التجا ہے وہ یہ کہ مجھے وقت معلوم تک کی زندگی دے دے۔ ارشاد ہوا جا دے دی۔

شیطان جب رحمت خدا سے مطلقاً مایوس ہو چکا اور حیات ابدی کی بھی نوید سن چکا تو بولا کہ خدایا اب میری یہ بات بھی سن لے کہ میرے ساتھ جو کچھ ہوا ہے اسی آدم کی وجہ سے ہوا ہے اب مجھ سے جو ہو سکے گا اس کے ساتھ بھی کروں گا اور اس کی اولاد کیساتھ بھی۔ اسکی اولاد کو تیرے مخلص بندوں کے علاوہ سب کو بہکا دونگا۔ اور صراط مستقیم سے ہٹا دونگا۔ خدا نے فرمایا کہ میں ان کی اولاد کو عقل سے بہرہ ور کر دونگا اور انھیں اچھے برے راستے بتا دوں گا۔ اس کے باوجود اگر انھوں نے تیری پیروی کی تو میں جہنم کو ان سے بھر دونگا (قرآن مجید) اس ارشاد باری میں بنی آدم کے لیے زبردست تنبیہہ ہے اور بتا دیا گیا ہے کہ شیطان سے ہوشیار رہیں اور میری عبادت سے غفلت نہ کریں اور میرے کسی قسم کے فرمان کو نظر انداز نہ کریں اور شیطان کے واقعہ سے سبق لے کر جان لیں کہ اگر نافرمانی کی تو جہنم کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔

گیا شیطان مارا ایک سجدہ نہ کرنے سے
اگر لاکھوں برس سجدہ میں سر مارا تو کیا مارا

سجدے کی نوعیت

عجائب القصص ص ۲۴ میں ہے کہ فرشتوں نے حکم سجدہ کے بارے میں پوری تعمیل کی اور سجدہ میں چلے گئے۔ یہ سجدہ حضرت آدم کو کیا گیا تھا۔ سجدہ آدم سے فراغت کے بعد پھر وہ جلال باری کی ہیبت سے سجدہ میں گئے اور سو سال بروائتے پانچ سو سال سجدے میں پڑے رہے جب سجدہ سے سر اٹھایا تو دیکھا کہ ابلیس

سامنے کھڑا ہے۔ اور اس کی شکل بدل دی گئی ہے۔ یعنی اسے ملک کے بجائے دیو کی صورت میں کر دیا گیا ہے۔ یہ دیکھ کر ملائکہ کمال اطاعت باری اور شکر خداوندی میں پھر سجدہ میں چلے گئے ملائکہ کے انھیں دونوں سجدوں کی وجہ سے نماز کی ہر رکعت میں دو سجدے واجب قرار دیئے گئے ہیں۔

حضرت آدم کو جو سجدہ کیا گیا اس کے بارے میں علماء فریقین کا فیصلہ ہے کہ وہ سجدہ تعظیمی تھا تفسیر بیضاوی ص ۲۶ میں ہے کہ خداوند عالم نے فرشتوں کو آدم کے سجدہ کا اس لیے حکم دیا۔ کہ وہ فضیلت آدم کے عملاً معترف ہو جائیں اور انھیں یقین ہو جائے کہ ہم نے آدم کے متعلق جو کچھ کہا تھا وہ درست نہ تھا شرعی نقطہ نظر سے سجدہ دراصل خدا کے لیے تھا اور آدم کی اس وقت حیثیت قبلہ جیسی تھی۔ یعنی آدم کو سجدہ تعظیمی و تحیاتی تھا جیسا کہ یوسف کے بھائیوں نے یوسف کا سجدہ مصر میں کیا۔ تفسیر صافی ص ۲۷ میں ہے کہ چونکہ حضرت آدم کے صلب میں نور محمد و آل محمد تھا جو یقیناً تمام ملائکہ سے افضل ہیں۔ لہٰذا خدا نے ملائکہ کو حکم سجدہ دے کر ان کی عظمت کو ظاہر کیا یعنی سجدہ جو کیا گیا وہ اسی نور کے لیے تعظیماً و اکراماً اور خدا کے لیے عبودیتاً" اور آدم کے لیے اطاعتاً" تھا یہی کچھ حاشیہ بیضاوی ص ۲۵ میں بھی ہے۔ تاریخ طبری میں ہے کہ فرشتوں نے آدم کو سجدہ تعظیمی کیا تھا کیونکہ سجدۂ عبادت خدا کے سوا کسی کو نہیں کیا جا سکتا مثال کیلیے یوں سمجھو کہ آدم کو اس وقت بالکل اسی طرح قبلہ کی حیثیت حاصل تھی جس طرح ہمارے لیے خانہ کعبہ ہے۔ کعبہ کا شرف ظاہر کرنے کے لیے ہماری پیشانیاں کعبہ کی طرف جھکائی جاتی ہیں۔ آدم کا شرف ظاہر کرنے کے لیے ملائکہ کی پیشانیاں ان کی طرف جھکائی گئیں عجائب القصص ص ۲۴ میں ہے کہ یہ سجدہ سجدہ حیت تھا جو کہ شریعت محمدیہ میں جائز ہے۔ شیخ الہند مولانا محمود حسن دیو بندی لکھتے ہیں کہ جب حضرت آدم کا خلیفہ ہونا مسلم ہو چکا تو فرشتوں کو اور ان کے ساتھ جنات کو حکم ہوا کہ حضرت آدم کی طرف سجدہ کریں۔ اور ان کو قبلہ معبود بنائیں۔ جیسا سلاطین اپنا اول ولیعہد مقرر کرتے ہیں پھر ارکان دولت کو نذریں پیش کرنے کا حکم کرتے ہیں تا کہ کسی کو سرتابی کی گنجائش باقی نہ رہے۔ (حاشیہ قرآن ص ۸ طبع بجنور)(۳)

توبہ اور کلمات توبہ

حضرت آدم اور حوا نے تین سو سال رونے اور زاریکرنے کے بعد رحمت خداوندی کی توجہ کا استحقاق حاصل کر لیا۔ وہ مدت تک آنسوؤں کی لڑی اور ابر ندامت کی جھڑی میں توبہ و استغفار کرتے رہے۔ بالآخر دریائے رحمت جوش میں اور آب مغفرت خروش میں آیا ذات باری نے ترس کھایا اور رحمت الٰہی نے رحم کیا۔ الہام ہوا اب ان لوگوں کے واسطے سے دعائے مغفرت کرو جن کے نام ساق عرش پر لکھے ہوئے ہیں

Presented by www.ziyaraat.net/

اور جن کے اشباح تمھیں دکھائے جا چکے ہیں اور جن کے انوار تمھارے صلب میں ودیعت ہیں۔ اور وہ نام یہ ہیں محمد علی فاطمہ حسن حسین حضرت آدم نے فوراً ہاتھ اٹھا کر دعا کی **اللھم بجاہ محمد و علی و فاطمۃ و الحسن و الحسین الخ** خدایا تجھے محمد و علی و فاطمہ و حسن و حسین کا واسطہ مجھے بخش دے اور میری کھوئی ہوئی عزت مجھے پھر عطا کر دے **فقال اللہ عزوجل قبلت** ارشاد خداوندی ہوا اے آدم میں نے تمھیں بخش دیا اور تمھاری توبہ قبول کر لی اور تم کو پھر تمام کرامتوں سے بہرہ ور کر دیا۔ ایک روایت میں ہے کہ آدم نے بحق محمد و آل محمد کہا تھا (حاشیہ تفسیر بیضاوی ص ۲۷ حیات القلوب جلد ا ص ۴۱ ینابیع المودۃ ص ۲۲ تفسیر مجمع البیان جلد ۲۷ و تفسیر صافی و روضۃ الشہداء کتاب خصائص وحی مبین یحیی بن حسن بن بطریق ص ۶۹) علامہ دیلمی اور علامہ سیوطی اس کی تفصیل یوں بیان کرتے ہیں کہ وہ کلمات جو خدا نے آدم کو تعلیم دیے تھے اور جن کی برکت سے آدم کی توبہ قبول ہوئی تھی وہ یہ تھے **اللھم اسئلک بحق محمد و آل محمد سبحانک لا الہ الا انت عملت سوء و ظلمت نفسی فاغفرلی انک انت الغفور الرحیم اللھم انی اسئلک بحق محمد و آل محمد سبحانک لا الہ الا انت عملت سوء و ظلمت نفسی تب علی انک انت التواب الرحیم** (ترجمہ) خدایا میں محمد و آل محمد کے واسطے سے سوال کرتا ہوں میرے پالنے والے تیرے سوا کوئی معبود نہیں خدایا مجھ سے غلطی ہو گئی ہے اور میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے خدایا مجھے بخش دے اور تو تو بہترین بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ خدایا میں محمد و آل محمد کے واسطے سے سوال کرتا ہوں۔ بیشک تو پاک و پاکیزہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ خدایا مجھ سے غلطی ہو گئی ہے اور میں نے اپنے نفس پر ظلم کر لیا ہے۔ خدایا! میری توبہ قبول کر لے اور تو تو بہترین توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے (فردوس الاخبار و در منثور جلد ا ص ۱۶ طبع مصر و لوامع التنزیل جلد ا ص ۲۱۵ جمع الجوامع سیوطی معجم صغیر طبرانی مسند ابن عساکر مستدرک حاکم مناقب ابن مغازلی خصائص علویہ)

عجائب القصص کے ص ۳۸ میں ہے کہ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم نے محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالہ سے سوال کیا تھا دلائل النبوت بیہقی میں ہے کہ حضرت عمرؓ کا یہ ارشاد ہے کہ حضرت آدم نے محمد و آل محمد کے واسطے سے سوال کیا تھا اور اسی کے صدقہ میں ان کی توبہ قبول ہوئی تھی۔

بعض روایتوں میں ہے کہ وہ کلمات جو خدا نے آدم کو بتائے تھے اور جس کے ذریعہ سے توبہ قبول ہوئی تھی وہ یہ تھے **لا الہ الا انت سبحانک وبحمدک رب عملت سوء و ظلمت نفسی فاغفرلی فانت خیر الغافرین لا الہ الا انت سبحانک و بحمدک رب عملت سوء ظلمت نفسی فتب علی انک انت التواب الرحیم ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا و ترحمنا لنکونن من الخاسرین (وفی روایۃ) سبحان اللہ و الحمدللہ و لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر** (روضۃ الصفا)

ان روایتوں میں اگرچہ محمد و آل محمد کا ذکر نہیں ہے لیکن یہ یقین ہے کہ یہ جملہ روایت کا لازمی جز ہے

کیونکہ روایت سے یہ ثابت ہے کہ محمد و آل محمد کے واسطے کے بغیر کوئی دعا قبول نہیں کی جاتی۔

یہاں پر یہ بات قابل ملاحظہ ہے کہ لفظ "کلمات" کے دو پہلو ہیں ایک ظاہری اور دوسرا باطنی ظاہری یہ ہے کہ اس میں پانچ حرف ہیں کہ ک۔ل۔م۔ا۔ت "ان میں چار حرف مذکر ہیں اور ایک مونث اور پنجتن پاک میں بھی چار مذکر ہیں اور ایک مونث" اور باطنی پہلو یہ ہے کہ بقاعدہ ابجد ک کے ۲۰ ل کے ۳۰ م کے ۴۰ ا کا ۱ ت کے ۴۰۰ اعداد ہوتے ہیں جب ان کے علم الحروف کے قاعدہ سے جمل صغیر بنائے جاتے ہیں یعنی لفظوں کے بغیر اعداد شمار کیے جاتے ہیں تو یہ ۱۴ ہوتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ روایات میں بظاہر حرف پنجتن پاک کے اسماء گرامی تو یہ آدم کے سلسلے میں آئے ہیں لیکن ان سے مراد چہاردہ معصومین علیہم السلام ہیں۔ کیونکہ یوم الست اور روز ازل ان سب کی اطاعت کا اقرار لیا گیا تھا اور آدم کو ان سب کے اسمائے دکھائے گئے تھے اور ساق عرش پر ان سب کے اسماء لکھے گئے تھے (حیات القلوب جلد ا ص ۱۵) اور لوح فاطمہ مثل لوح محفوظ میں ان سب کے نام لکھے ہوئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا میں پیدا ہونے کے بعد ان کے یہی نام رکھے گئے ہیں۔ ((اعلام الورٰی ص ۲۲۵) (۳)

حضرت آدم کا مرثیہ

حضرت آدم نے جنابِ ہابیلؑ کی موت پر نہایت درد انگیز مرثیہ کہا جس کے دو شعر یہ ہیں۔

تغیرت البلاد و من علیھا فوجہ الارض مغبر قبیح
تغیر کل ذی طعم ولون وقل بشاشۃ الوجہ الصبیح

(ترجمہ) ہابیل کی موت سے تمام شہر اور اس کے باشندے متغیر ہو گئے ہیں اور زمین کے چہرے خاک آلود اور بدنما ہو گئے ہیں۔ نیز کھانوں کے مزے اور چیزوں کے رنگ خراب ہو گئے ہیں اور حسین چہروں کی آب جاتی رہی ہے۔ علل الشرائع و عیون الاخبار و عرائس ثعلبی میں ہے کہ حضرت آدم کے اشعار پر یعرب بن قحطان بن داؤد علیہ السلام نے نظر ثانی کر کے اسے صحیح اشعار کی شکل دے دی ہے۔ روضۃ الصفا میں ہے کہ حضرت آدم جب شرائط عزا سے فراغت کرتے تھے تو قابیل پر لعنت کیا کرتے تھے اسی سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ عزاداری کے سلسلہ میں ظالم پر لعنت کرنا سنت حضرت آدم ہے۔ (۳)

حضرت شیث علیہ السلام

اولاد آدم میں حضرت شیثؑ نہایت بزرگ و محترم تھے اور اپنے باپ سے زیادہ مشابہ اور نہایت خوب

Presented by www.ziyaraat.net/

صورت تھے اور حضرت آدم کو بہت محبوب تھے ان کو اپنا جانشین اور وصی بنایا تھا۔ ان پر پچاس صحیفے نازل ہوئے ان کی نو سو بارہ سال کی عمر ہوئی تمام نوع بشر کا سلسلہ نسب ان ہی پر ختم ہوتا ہے۔ کیونکہ ہابیل کے شہید ہو جانے کے بعد قابیل کی اولاد آتش پرست ہو گئی تھی اور طوفان نوح کے وقت وہ تمام غرق ہو گئے صرف اولاد شیث ہی باقی رہی اور ان کے لڑکے بھی تھے اور لڑکیاں بھی۔ جناب شیث نے اپنے بعد اپنے بیٹے شبان کو وصیت کی اور انہیں اپنا جانشین بنایا۔ اور انہوں نے محدث کو اور انہوں نے محوق کو اور انہوں نے عمیشا کو جانشین بنایا اور انہوں نے اخنوخ کو اپنا وصی بنایا اور انہیں کو ادریس کہتے ہیں۔

حضرت شیث کا ایک مشہور بیٹا انوش تھا۔اور ان کا بیٹا قیقان اور قیقان کا مہلائیل اور ان کا بیٹا الیارد اور ان کا بیٹا اخنوخ ہوا جن کو ادریس پیغمبر کہتے ہیں۔ (۴)

صلب آدم سے رحم حوا میں نور محمدی کا انتقال اور ولادت شیث

عرصہ دراز تک حضرت آدم کا جناب حوا سے علیحدہ رہنے کے بعد مشیت ایزدی نے چاہا کہ صلب آدم سے نور محمدی رحم حوا میں منتقل ہو کر وصایت آدم کی بنیاد قرار پائے۔ لہٰذا بروایت معارج النبوت اس کے لیے خاص اہتمام کیا گیا۔ وہ لکھتے ہیں کہ حضرت آدم اور حوا ایک پاکیزہ مقام پر بیٹھے ہوئے آپس میں محو گفتگو تھے کہ جنت سے ایک جوئے آب جاری ہو کر ان دونوں کے قریب پہنچا اور اسی کے ساتھ ساتھ حضرت جبریل کثیر فرشتوں کو لیے ہوئے آ پہنچے انھوں نے آ کر سلام کیا **السلام علیک یا ابا محمد** اے ابو محمد آپ پر سلام ہو حضرت آدم نے سلام کا جواب دیا **وعلیکم السلام و رحمتہ اللہ و برکاتہ** اس کے بعد انھوں نے میوؤں کے طبق پیش کیے اور کہا کہ ان میوؤں کو تم نے دیکھا ہے حضرت آدم نے فرمایا کہ اے جبرئیل میں نے ان میوؤں کو جنت میں دیکھا تھا اور میں نے خدا سے تمنا کی تھی کہ مجھے موت آنے سے پہلے اسے کھانے کا موقع دیا جائے۔ جبریل نے کہا کہ خلاق عالم نے آج تمہاری تمنا پوری کرنے کا بندوبست کیا ہے یہ لو ان میوؤں کو کھاؤ اور آب بہشت سے غسل کر کے حوا کے پاس جاؤ کیونکہ آج نور محمدی تمہارے صلب سے رحم حوا میں منتقل کیا جائے گا اور تمہاری وحی کی بنیاد پڑے گی۔ چنانچہ حضرت آدم نے تعمیل ارشاد کی اور جناب حوا حاملہ ہو گئیں پھر مدت حمل گزرنے کے بعد ایک فرزند کی ولادت ہوئی جس کا نام شیث رکھا گیا۔ تاریخ خمیس جلد ا ص ۱۹ طبع مصر ۱۳۰۲ میں ہے کہ چونکہ نور محمد کو ان کے صلب میں آنا تھا اس لیے ان کی ولادت میں خاص اہتمام کیا گیا ایک روایت میں ہے کہ انعقاد نطفہ سے پہلے شیطان کو ان کے قیام گاہ سے اقصائے زمین تک ہنکا دیا گیا تھا۔ معالم التنزیل میں ہے کہ جس وقت صلب آدم سے رحم حوا میں نور محمدی منتقل ہوا اس وقت حضرت آدم کی عمر ۱۳۰ سال تھی۔ جناب شیث حسن و جمال فضل و کمال میں

اپنی آپ نظیر تھے۔ پھر ان کے صلب میں نور محمد منتقل ہو چکا تھا جس کا ظہور ان کی پیشانی سے ہوتا تھا۔ الغرض جناب شیث جب حد بلوغ کو پہنچے تو جناب جبریل نے آ کر کہا کہ اے آدم تم فلاں مقام پر شیث کو لے کر کل آ جانا میں بھی بہت سے فرشتوں کو ہمراہ لے کر پہنچ جاؤں گا۔ ابوالبشر حضرت آدم نے اس اجتماع کا سبب دریافت کیا تو جبریل نے کہا کہ شیث سے نور محمدی کے متعلق عہد و میثاق لینا ہے۔ دوسرے دن حضرت آدم مقام معین پر پہنچ گئے اور حضرت جبریل بھی ستر ۷۰ ہزار سمیت وہاں آ موجود ہوئے حضرت جبریل نے جناب شیث سے کچھ عہد و میثاق لیا اور کچھ انھیں ہدایتیں دیں اور واپس چلے گئے۔ (عجائب القصص ص ۲۴ و حیات القلوب جلد ا ص ۵۵) (۳)

حضرت ادریس علیہ السلام

ادریس بن الیار بن مہلائیل بن قینان بن انوش بن شیث بن آدم علیہ السلام حضرت ادریس فربہ اور جسیم تھے۔ بلند قامت اور سینہ چوڑا تھا جسم میں بال کم تھے مگر سر میں زیادہ تھے اور نہایت باریک تھے آواز باریک اور آہستہ آہستہ باتیں کرتے تھے اور اسی طرح جب چلتے تھے تو آہستہ آہستہ چھوٹے چھوٹے قدم رکھتے تھے اور ان کو ادریس اس لیے کہتے تھے کہ لوگوں کو درس زیادہ دیتے تھے اور اپنی قوم کو خدا کی قوتوں اور حکمتوں کا سبق دیتے تھے اور عظمت و جلالت خدا کی معرفت کراتے تھے اور زمین و آسمان اور شمس و قمر اور ستاروں اور دیگر مخلوقات کی طرف توجہ دلا کر انہیں بتاتے تھے کہ ان کا پیدا کرنے والا ہی خدا ہے جس کی عبادت کرنی چاہیے۔

جب حضرت ادریس کے ماننے والوں کی تعداد ایک ہزار تک ہو گئی تو ان میں سے سو آدمی برگزیدہ چن لیے پھر ان میں سے ستر چنے پھر ان میں سات آدمی چنے جو خاص الخاص تھے۔ ان پر خدا نے تیس صحیفے نازل کیے۔ جب یہ خدا کی یاد میں زیادہ گریہ و زاری کرنے لگے تو خدا نے ان کو زندہ اٹھا لیا۔ چنانچہ خدا نے فرمایا ہے یاد کرو کتاب میں ادریس کا قصہ وہ ہمارے صدیق نبی تھے۔ اور ہم نے ان کو بلند مکان میں اٹھا لیا۔

حضرت ادریس نے لکھنے کی رسم جاری کی اور کپڑے سینے کی رسم بھی انہوں نے ہی جاری کی ان سے پہلے لوگ کھالیں پہنتے تھے جس جگہ حضرت ادریس رہتے تھے وہ اب مسجد سہلا کہلاتی ہے اسی جگہ وہ عبادت خدا کیا کرتے تھے۔ خدا نے ایسی جگہ سے ان کو بلند مقام عطا فرمایا۔

اسی لیے مسجد میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اور عبادتیں فضیلت رکھتی ہیں۔ یہ مسجد نجف اشرف کے نزدیک ہے۔

Presented by www.ziyaraat.net/

جب حضرت ادریس کو خدا نے اٹھایا تو ان کی عمر تین سو پینسٹھ سال تھی۔ ان کا بیٹا شالخ نامی تھا۔ یہ تین سو سال کی عمر میں پیدا ہوا پھر لامک کا بیٹا حضرت نوح پیدا ہوئے۔
حضرت ادریس نے ناحور کو اپنا وصی بنایا اور انہوں نے اپنا وصی حضرت نوح کو بنایا۔ (۴)

حضرت ادریس کے خصوصیات

علامہ عبدالواحد بن محمد المفتی الحنفی کا ارشاد ہے کہ حضرت ادریس کو خدا نے دس ۱۰ چیزوں میں منفرد فرمایا تھا (۱) آپ نبی مرسل تھے (۲) تیس صحیفے آپ پر نازل فرمائے (۳) علم نجوم کی تعلیم سے انھوں نے بہرہ ور فرمایا (۴) یہ وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے قلم سے لکھنے کی ابتداء کی۔ (۵) کپڑا سینا انھوں نے ایجاد کیا ان سے پہلے لوگ چمڑے کا لباس پہنتے تھے (۶) جنگ کے اسلحے انھوں نے ایجاد کیے (۷) جہاد کی بنیاد انھوں نے قائم کی (۸) کفار اور ان کی اولاد کو گرفتار کرنے کی بنیاد انھوں نے قائم کی (۹) لباس سینا اور پہننا ان کی ایجاد ہے (۱۰) خدا نے انھیں سب سے پہلے زندہ آسمان پر اٹھا لیا ہے۔ مورخین کا بیان ہے کہ انھوں نے دنیا میں سو شہر آباد کیے ہیں۔ علامہ مجلسی کا بیان ہے کہ حضرت ادریس مسجد سہلاہی میں بیٹھ کر خیاطی کا کام کرتے تھے اور وہیں رہتے بھی تھے کشف الغمہ میں ہے کہ آپ کو ۷۲ زبانیں بتائی گئی تھیں اور آپ ہر زبان میں تبلیغ کرتے تھے روضہ الصفا میں ہے کہ حضرت ادریس ہی نے آفتاب کے برجوں میں منتقل ہونے کو بیان فرمایا ہے اور رویت ہلال کی طرف رہبری کی ہے ستاروں کے برج شرف میں آنے کو بتایا ہے نیز برجوں کے نام رکھے ہیں اور نجوم کی اصطلاحیں قائم کی ہیں سیارو ثابت اوج و حفیض، تثلیث و تربیع و تسدیس کی وضاحت کی ہے بروایت اخوان الصفاوہ تیس سال تک حصول معلومات کے لیے آسمان کے گرد زحل کیساتھ چکر لگاتے رہے ہیں۔ روضہ الصفا میں یہ بھی ہے کہ انبیاء کی تعداد اپنے علم کے ذریعے سے سب سے پہلے حضرت ادریس ہی نے بتائی تھی۔

حضرت ادریس کی بعثت

مورخین کا بیان ہے کہ اولاد قابیل جو کہ حد شمار سے باہر ہو گئی تھی۔ وہ پہلے ہی سے آتش پرست اور پھر بت پرست بن ہی چکی تھی کہ انہیں سے اولاد شیث کے کچھ افراد نے اختلاط کر لیا۔ اور وہ بھی انھیں حرکتوں میں لگ گئے۔ یہاں تک آتش پرستی محبت پرستی زناکاری اور ماں بہنوں کا عام استعمال رواج پا گیا۔ شیطان جو اپنے کہے کے مطابق پوری توجہ سے اولاد آدم کو بہکانے میں لگا ہوا تھا اس نے پورا زور لگا کر

لاکھوں کی تعداد میں اولاد آدم کو گمراہ کر دیا۔ بروایت طبری اولاد قابیل میں ایک شخص "نویال" نامی تھا وہ آلات لہو و لعب کی تعمیرو تشکیل میں بڑی مہارت رکھتا تھا شیطان نے اسے شیرہ انگور سے شراب بنانے کی ترکیب بتائی اور شراب خواری زور پکڑ گئی اور سو سال کے اندر اندر ایسا ہو گیا کہ سب ہی شراب خور اور زنا کار وغیرہ ہو گئے تو خداوند عالم نے حضرت ادریس کو ان کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا۔ (تاریخ طبری جلد ا ص ۳۲ و روضۃ الصفا) (۳)

حضرت نوح علیہ السلام

نوح بن لامت بن شالخ بن اخنوخ یعنی ادریس علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کا نام سکن تھا۔ انہوں نے کئی سو سال اپنی قوم کے ہاتھوں ایذا رسانیوں کی وجہ سے نوحہ کیا اس لیے ان کو نوح کہنے لگے اور یہی نام ان کا مشہور ہو گیا۔ (۴)
قطب راوندی وغیرہ نے کہا ہے کہ نوح لامک کے بیٹے تھے اور لامک متوشلخ کے اور متوشلخ اخنوع کے فرزند تھے جن کو ادریس بھی کہتے ہیں۔
بسند معتبر حضرت امام رضا سے منقول ہے کہ شام کے رہنے والے ایک شخص نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے نوح کا نام پوچھا فرمایا کہ ان کا نام سکن تھا اور ان کو نوح اس لیے کہتے ہیں کہ نو سو پچاس سال تک اپنی قوم پر نوحہ کیا۔
بسند معتبر حضرت صادق سے منقول ہے کہ نوح کا نام عبدالغفار تھا ان کو نوح اس لیے کہتے ہیں کہ وہ اپنے (نفس) پر نوحہ کرتے تھے۔
بسند معتبر آنحضرت سے منقول ہے کہ نوح کا نام عبدالملک تھا ان کا نام نوح اس لیے ہوا کہ انہوں نے پانچ سو سال تک گریہ کیا۔ دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ ان کا نام عبدالاعلیٰ تھا۔ حضرت نوح کا رنگ گندمی تھا اور چہرہ پتلا سر لمبا آنکھیں بڑی بڑی پنڈلیاں پتلی رانیں موٹی ناف بڑی اور ڈاڑھی گھنی اور دراز بڑا قد اور جسیم تھے۔ غصہ زیادہ تھا حضرت نوح کی عمر دو ہزار پانچ سو سال ہوئی آٹھ سو پچاس سال تو بعثت سے پہلے یعنی تبلیغ پر مامور ہونے سے پہلے اور نو سو پچاس سال تبلیغ میں گذرے اور دو سو سال میں کشتی تیار کی اور پانچ سو سال طوفان ختم ہونے کے بعد جب پانی خشک ہو گیا اس وقت گزارے اور بیٹوں کے لیے مکان بنائے اور آبادی کی۔
جب موت کا وقت قریب آیا تو ملک الموت آپ کے پاس آیا اس وقت آپ دھوپ میں بیٹھے تھے آپ نے پوچھا کیوں آئے ہو اس نے کہا روح قبض کرنے آپ نے کہا کہ اتنی مہلت ہے کہ دھوپ سے سایہ میں

Presented by www.ziyaraat.net/

بیٹھ جاؤں اس نے کہا بشوق بیٹھیے آپ اٹھے اور سایہ میں بیٹھ گئے ملک الموت نے پوچھا کہ زندگی کس طرح گذاری نوح نے کہا کہ بس اس طرح کہ دھوپ سے اٹھ کر سایہ میں بیٹھ گیا ہوں۔

جب حضرت نوح کشتی میں تھے تو ہوا تیز چلی آپ سو رہے تھے کہ آپ کی چادر شرمگاہ سے ہٹ گئی یہ دیکھ کر دو بیٹے حام اور یافث ہنسنے لگے تیسرے بیٹے سام نے فوراً چادر کو درست کر دیا۔ جب نوح کی آنکھ کھلی تو دونوں کو ہنستے ہوئے دیکھ کر پوچھا کہ کیوں ہنس رہے ہو۔ سام نے بیان کر دیا حضرت نوح نے فرمایا کہ خدا تمہاری اولاد کو سیاہ کرے گا اور تمہاری اولاد سام کی اولاد کی غلام رہے گی چنانچہ جتنے سیاہ رنگ ہیں وہ حام اور یافث کی اولاد ہیں خواہ وہ کہیں ہوں۔

حام کی اولاد ہند اور سندھ اور حبشہ میں ہے اور یافث کی اولاد کچھ سندھ میں اور عجم میں ہے اور سفید رنگ سام کی اولاد ہیں۔ نوح کی قوم کی عمر کل تین سو سال ہوئیں لوگوں نے صبر ایوب سے سیکھا ہے اور شکر نوح سے اور حسد یعقوب کے بیٹوں سے شیطان نے حضرت نوح سے کہا کہ آپ نے مجھ پر بہت مہربانی اور احسان کیا ہے۔ اس لیے چند مفید باتیں آپ کو بتاتا ہوں آپ نے پوچھا میں نے کیا احسان کیا ہے اس نے کہا کہ آپ نے اپنی قوم کو طوفان میں غرق کر دیا مجھے فراغت مل گئی ورنہ ان کے بہکانے میں کافی وقت صرف ہوتا لہٰذا تین باتیں بتاتا ہوں پہلی یہ کہ تکبر بہت برا ہے میں نے تکبر کیا تھا کہ خدا نے مجھے مردود بنایا اور آج تک لعنت ہو رہی ہے اور دوسرے حرص ہے کہ آدم نے حرص کی کہ جس درخت سے روکا گیا اس کو کھا لیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جنت سے اتارے گئے اور تیسرے حسد ہے قابیل نے حسد کیا اور ہابیل کو قتل کر دیا۔ جس کی سزا بھگت رہا ہے۔

حضرت نوح نے پوچھا تو کس وقت زیادہ بہکاتا ہے اس نے کہا کہ جب آدمی کو زیادہ غصہ آتا ہے۔ (۴)

حضرت نوح کی بعثت

مورخین کا اتفاق ہے کہ حضرت نوح اولاد قابیل پر مبعوث ہوئے تھے اور انہوں نے ان لوگوں کو راہ راست پر لانے کی پوری سعی کی تھی لیکن وہ لوگ راہ راست پر نہ آئے۔ آپ کی تبلیغ کا جن لوگوں پر اثر ہوا ان کی تعداد ۸۰ سے زیادہ نہ ہو سکی۔ لیکن اس امر میں اختلاف ہے کہ بعثت کے وقت آپ کی عمر کیا تھی اور کتنے سال کی عمر میں آپ مبعوث برسالت ہوئے تھے ایک روایت میں ہے کہ آپ ۲۵۰ سال میں مبعوث ہوئے تھے۔ ایک روایت میں ۴۰۰ سال مروی ہے ایک روایت میں ۴۶۰ سال ہے مورخ طبری کا بیان ہے کہ حضرت نوح پچاس سال کی عمر میں مبعوث ہوئے اور ۹۵۰ سال انہوں نے تبلیغ کی تھی اور ۸۰ آدمی مسلمان ہوئے تھے۔ وہ زمین کی تمام مخلوق کے نبی تھے۔ انہوں نے تبلیغ کی تھی اور ۸۰ آدمی مسلمان ہوئے تھے۔ ان پر کوئی صحیفہ نازل نہیں ہوا۔ بلکہ وہ صحف سابقہ کے پابند اور انہیں پر عامل تھے لیکن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت نوح ۸۵۰ سال کی عمر میں مبعوث برسالت ہوئے تھے۔

علامہ مجلسی بحوالہ ابن طاؤس تحریر فرماتے ہیں کہ جب آپ کی عمر کا ایک طویل حصہ گزر چکا تو آپ کے پاس جبرئیل امین تشریف لائے اور کہنے لگے اے نوح تم گوشہ نشیں کیوں ہو باہر نکلو اور بھٹکی ہوئی قوم کو راہ راست پر لانے کی سعی کرو۔ حضرت نوح نے فرمایا کہ یہ قوم بڑی نابکار ہے نہ مجھے پہچانتی ہے اور نہ میری طرف رخ کرتی ہے میں ان کی کیا تبلیغ کر سکتا ہوں۔ حضرت جبرئیل نے فرمایا کہ اگر یہ نرمی سے تمہارے قابو میں نہیں آتے تو نہ آئیں آپ ان سے جہاد کریں۔ حضرت نوح نے فرمایا کہ میں ان سے جہاد کیوں کر سکتا ہوں۔ جبکہ ان کے مقابلہ میں تاب و توانائی نہیں رکھتا میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ اگر ان سرکشوں کو معلوم ہو جائے کہ میں ان کے دین پر نہیں ہوں تو یہ مجھے ہلاک ہی کر چھوڑیں گے۔ حضرت جبرئیل نے فرمایا کہ "اچھا" اگر تمھیں طاقت عطا کر دی جائے تو تم ان سے جہاد کرو گے؟ حضرت نوح نے فرمایا کہ بیشک کروں گا۔ اس کے بعد حضرت نوح نے پوچھا کہ "تو کیستی" تم ہو کون؟ یہ سن کر حضرت جبرئیل نے ایک آواز بلند کی جس کی وجہ سے پہاڑ لرز اٹھے اور قریب تھا کہ وہ پاش پاش ہو جائیں اسی دوران میں ملائکہ اور زمین کے تمام اجزا "صدائے لبیک لبیک" اے فرستادہ خدا اے خدا کے برگزیدہ فرشتے ہم تیری عظمت کے گواہ ہیں۔ اس حالت کو دیکھ کر حضرت نوح لرزہ بر اندام ہو گئے۔ حضرت جبرئیل نے فرمایا کہ اے نوح گھبراؤ نہیں میں خدا کا فرستادہ ہوں تم سے پہلے آدم ادریس پر آچکا ہوں۔ خدا نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے اور سلام کے بعد کہا ہے کہ میں نے تم کو نبوت عطا کی ہے۔ اب تم تبلیغ کے لیے میدان میں نکل آؤ اور فریضہ تبلیغ کی ادائیگی میں پوری توجہ سے کوشش کرو صبر و شکیبائی یقین اور

Presented by www.ziyaraat.net/

اطمینان کے ساتھ کام شروع کر دو۔ اے نوح اس نے یہ بھی کہا ہے کہ تم "عمورہ" دختر ضمران بن ادریس سے نکاح کا قصد کر لو۔ یہ وہ عورت ہے جو تم پر سب سے پہلے ایمان لائے گی اور اس کے ایمان لانے سے تمہاری نبوت کو تقویت پہنچے گی۔

یہ سن کر حضرت نوح نے ہمت باندھ لی اور وہ عاشورا کے دن ایک ایسا سفید عصا لیے ہوئے میدان میں نکل پڑے جو انہیں قوم کے دل کی باتوں سے آگاہ کیا کرتا تھا۔ حضرت نوح جب تبلیغ کے ارادے سے آبادی میں پہنچے تو دیکھا کہ ستر ۷۰ ہزار آدمی جو قوم کے سربر آوردہ ہیں۔ وہ عید کے سلسلہ میں ایک جگہ جمع ہو کر بتوں کی پرستش میں مشغول ہیں۔ حضرت نوح نے بلند آواز سے فرمایا **لا الہ الا اللہ** اور اسی کے ساتھ ساتھ حضرت آدم حضرت ادریس حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کی نبوت کا حوالہ دے کر اپنی بات منوانے کی سعی کی اور کہا کہ یہ سب حضرات اس امر کی گواہی دیں گے کہ میں تم سے خدائے واحد کی اطاعت کا اقرار لینے کے لیے تم تک آیا ہوں۔ یہ سن کر سرکشوں پر ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ سب لرزنے لگے اوراس پر مستزاد یہ ہوا کہ ان کے آتش کدے ٹھنڈے ہو گئے۔

یہ دیکھ کر سرکشوں کو چڑھ آگئی اور بڑے غصے میں کہنے لگے یہ کون آگیا ہے جو ایسی باتیں کرتا ہے۔ حضرت نوح نے فرمایا کہ میں آگیا ہوں میرا نام نوح ہے میں خدا کا فرستادہ ہوں نبی اور رسول بنا کر تمہارے پاس بھیجا گیا ہوں۔ میں تمھیں خدا کے عذاب سے ڈراتا ہوں تم ہوش میں آ جاؤ اور میری بات مان لو ورنہ پچھتاؤ گے۔

حضرت نوح کی آواز جیسے ہی عمورہ بنت ضمران کے کانوں تک پہنچی وہ فوراً ایمان لے آئی اس کا ایمان لانا تھا کہ ساری قوم میں ہلچل مچ گئی۔ یہ دیکھ کر اس کا باپ آپے سے باہر ہو گیا اور بڑے غصہ میں بولا کہ تجھے کیا ہو گیا ہے کہ تو نوح کی ایک آواز پر مسلمان ہو گئی ہے؟ مجھے ڈر ہے کہ اگر بادشاہ کو تیری اس حرکت کی اطلاع پہنچ گئی تو تو قتل کر دی جائے گی۔ عمورہ نے کہا کہ اے میرے پدر آپ کی عقل کو کیا ہو گیا ہے اور آپ کا علم و فضل کہاں چلا گیا ہے؟ آپ اس پر کیوں غور نہیں کرتے؟ کہ ایک تن تنہا شخص جس کا کوئی حامی و مددگار نہیں ہے وہ کیونکر اتنے عظیم مجمع میں آکر صدائے توحید بلند کرتا ہے اور سب کو لرزا دیتا ہے آخر یہ کس بل بوتے پر آیا ہو گا۔ میرے باپ آپ فکر و تدبیر سے کام لیں اور یہ یقین کر لیں کہ نوح کو یقیناً خدا نے بھیجا ہے اور حتماً و لازماً خدا کے نبی ہیں۔

یہ سننا تھا کہ عمورا کے باپ نے اسے سخت و سست الفاظ کہے اور اسے ایک کمرے میں بند کر کے اس کا آب و دانہ بند کر دیا۔ یہ اسی کمرے میں یا قید خانہ میں پڑی رہی یہاں تک کہ ایک سال گزر گیا جب سال کے بعد اسے قید خانے سے نکالا تو دیکھا کہ اسکی پیشانی میں نور چمک رہا ہے اور وہ نہایت اچھی حالت میں ہے یہ حال دیکھ کر ان لوگوں کو سخت تعجب ہوا۔ پھر اس سے پوچھا کہ قید خانہ میں ایک سال بے آب و

دانہ کیونکر گزر گیا اور کھانے پینے کا کہاں سے بندوبست ہوا۔ اس نے کہا کہ قید میں جب میں بھوک سے مرنے لگی تو میں نے نوح کے پروردگار سے درخواست کی کہ مجھے آب و دانہ عنایت کیا جائے چنانچہ ہوتا یہ رہا کہ نوح باعجاز آب و دانہ خود لے کر آتے تھے اور مجھے زندان میں کھلا پلا جاتے تھے۔ اس لیے تومند اور تندرست ہوں۔

کشتی کی تیاری کا حکم

یہ ظاہر ہے کہ نوح کو اس قوم سے شکایت تھی جو اس وقت موجود بر سرپیکار تھی اور ان لوگوں سے فی الحال شکایت نہ تھی جو پیدا نہ ہوئے تھے۔ اس لیے انھوں نے درخواست کی اب سے عورتوں کو عقیم کر دیا جائے تاکہ مصیبتوں میں بچے مبتلا نہ ہوں۔ لہٰذا خداوند عالم نے عورتوں کو عقیم کر دیا اور ان کا بچہ جننا بند ہو گیا۔

اس کے بعد خالق عالم نے نوح کو حکم دیا کہ تم خرمے کے درخت نصب کرو یعنی بیج زمین میں بو دو ایک روایت ہے کہ خداوند عالم نے جناب جبریل کے ہاتھوں کچھ درخت ارسال فرمائے تھے۔ بہرحال حضرت نوح نے درخت لگا دیے۔ یہاں تک کہ چالیس سال گزرنے کے بعد درخت تیار ہو گئے ایک روایت میں ہے کہ خدا نے کئی بار درخت لگانے اور تیار کرنے کا حکم دیا اس طرح وہ عذاب کو ٹالتا رہا اور درخت کی تیاری کے دوران میں نوح تبلیغ پر زور دیتے رہے اور انہیں طوفان آنے سے آگاہ کرتے رہے اور انہیں سمجھاتے رہے کہ دیکھو ایمان لاؤ ورنہ غرق ہو جاؤ گے مگر کسی نے ایک نہ سنی اور سب اپنی راہ پر لگے رہے یہاں تک کہ درخت کاٹے گئے اور بروایتے ایک لاکھ تختے تیار کیے گئے۔ اس کے بعد حکم خداوندی پہنچا کہ **واصنع الفلک باعیننا وحینا** ہماری آنکھوں کے سامنے ہمارے بتائے ہوئے اصول پر کشتی بناؤ علامہ مجلسی کا بیان ہے کہ تختوں کی تراش اور کشتی کی تیاری کے لیے بہت سے آدمیوں کی ضرورت تھی۔ اس لیے حضرت نوح نے بارگاہ خداوندی میں عرض کی کہ مالک کچھ مددگار درکار ہیں۔ چنانچہ حکم ہوا کہ یہ اعلان کرا دو کہ جو کشتی بنانے میں مدد کرے گا اس کے لیے لکڑی کے برادے چاندی اور سونے کے ذرات بن جائیں گے۔ چنانچہ جب نوح نے اعلان کر دیا بروایت امام ثعلبی مزدوری پر لوگ آئے اور کشتی حضرت جبریل کی تعلیم کے مطابق تیار کی جانے لگی۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت جبریل منہ سے پیائش کرتے تھے اور حضرت نوح کیلوں سے تختے جوڑتے تھے۔ علامہ جزائری بحوالہ کتاب الخرائج بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب حضرت نوح کشتی تیار کرنے لگے تو جبریل نے انہیں کیلوں کی ایک خرجی لا کر دی جس میں ایک لاکھ اونتیس ہزار کیلیں تھیں حضرت نوح جبریل کے بتانے

Presented by www.ziyaraat.net/

کے مطابق کشتی تیار کرتے رہے اور کیلیں ٹھونکتے رہے یہاں تک کہ پانچ ایسی کیلیں رہ گئیں کہ جب ان کو حضرت نوحؑ نے ہاتھ لگایا تو وہ چمک اٹھیں جناب نوح نے ماجرا دریافت کیا تو جبریل نے کہا یہ کیلیں پنجتن پاک کے نام کی ہیں (۱) محمد مصطفےٰ (۲) علی مرتضیٰ (۳) فاطمہ زہرا (۴) امام حسن (۵) امام حسین سے منسوب ہیں۔ اے نوح پہلی کیل کو کشتی کے داہنی طرف دوسری کیل کو کشتی کے بائیں طرف آگے کی جانب تیسری کیل کو داہنی طرف پہلی کیل کے قریب اور چوتھی کیل کو بائیں طرف دوسری کیل کے قریب اور پانچویں کیل کو اس کے قریب ٹھونک دو۔ حضرت نوح نے ایسا ہی کیا۔ جب پانچویں کیل ٹھونکنے لگے تو خون کی تری نظر آئی۔ حضرت جبریل سے گھبرا کر پوچھنے لگے اے جبریل یہ کیا ماجرا ہے حضرت جبریل نے واقعہ کربلا کی تفصیل بتائی۔ حضرت نوح آبدیدہ ہو گئے اور قاتلان حسین پر لعنت کرنے لگے۔ (نور المبین فی قصص الانبیا و المرسلین علامہ جزائری ص ۹۴)

پنجتن پاک کے نام کی تختی

حضرت نوح کی کشتی کی تیاری کے سلسلہ میں یہ بھی قابل تذکرہ ہے کہ اس کشتی میں پنجتن پاک کے اسماء مبارک کی تختی بحکم خدا نصب کی گئی تھی جواب اس عہدہ تحقیق و تجسس میں برآمد کی جا چکی ہے جس کی تفصیل کتاب "ایلیا" مطبوعہ پاکستان سے معلوم ہو سکتی ہے۔

کشتی کا طول و عرض اور اس کی بلندی

حضرت نوح کی جدوجہد سے طویل کشتی تیار ہوئی۔ کشتی کے طول و عرض میں تھوڑا سا اختلاف ہے مورخ یعقوبی نے تین سو ہاتھ بدست نوح اس کی لمبائی اور پچاس ہاتھ اس کی چوڑائی تحریر کی ہے۔ امام ثعلبی نے ۳۰۰ ہاتھ لمبائی ۲۳۰ ہاتھ چوڑائی ۳۳ ہاتھ بلندی بتائی ہے۔ مورخ ہروی خاوند شاہ نے ۶۶۰ گز طول ۳۰۰ گز عرض ۳۳ گز بلندی لکھی ہے۔

مورخ طبری نے ۱۲۰۰ گز لمبائی اور ۶۰ ارش چوڑائی تحریر کی ہے صاحب عجائب القصص نے ۶۶ گز لمبائی ۳۳۳ گز چوڑائی بتائی ہے لیکن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے کشتی کی لمبائی ایک ہزار دو سو ہاتھ چوڑائی آٹھ سو ہاتھ اور بلندی اسی ۸۰ ہاتھ فرمائی ہے جیسا کہ حیات القلوب جلد ۲ ص ۶۷ میں ہے اور یہی قول حجت ہے کثیر مورخین نے لکھا ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام سے ان کے عہد میں ان کے حوارین نے خواہش کی کہ کسی ایسے شخص کو زندہ کر دیں جو طوفان نوح کا واقعہ بیان کرے اور اس کی حیثیت

بتائے۔ حضرت عیسٰی نے زمین سے ایک مٹھی خاک اٹھا کر اسے زندہ کیا اور اس سے واقعہ طوفان دریافت کیا اس نے سارا واقعہ بیان کر دیا حضرت عیسٰی نے کشتی کی لمبائی دریافت کی تو اس نے بتایا کہ کشتی بارہ سو ہاتھ لمبی تھی مورخین کہتے ہیں کہ وہ زندہ ہونے والا کعب بن سام ابن نوح تھا۔ (عجائب القصص)

طوفان کا آغاز

حضرت نوح نے جب درخت خرما کی کاشت کی تھی اور لوگوں سے کہا تھا کہ طوفان آئے گا اور ساری دنیا غرق ہو جائے گی تو لوگوں نے تمسخر سے کہا تھا کہ اس شخص کا دماغ خراب ہو گیا ہے اور یہ بہکی بہکی باتیں کرتا ہے پھر جب درخت تیار ہوئے اور عرصہ تک تختے خشک ہوتے رہے اس کے بعد کشتی تیار ہونے لگی تو ان کے تمسخر کو بھی فروغ حاصل ہو گیا۔ کہنے لگے اسے دیکھو یہ کیا کر رہا ہے پانی کا نام و نشان نہیں اور اتنی بڑی کشتی تیار ہو رہی ہے حضرت نوح ان سے کہتے تھے مذاق نہ کرو اور ایمان لاؤ ورنہ اپنے اس متردد سرکشی کا مزہ چکھ لو گے۔ طوفان آئے گا اور سب کے سب ڈوب جاؤ گے۔ مگر کوئی آپ کی بات پر کان نہیں دھرتا تھا اور آپ کے ارشاد کو بکواس سے زیادہ وقعت نہ دیتا تھا بالآخر وہ وقت آ ہی گیا جس کا ذکر حضرت نوح کیا کرتے تھے۔

حضرت نوح کی بیوی مقام مسجد کوفہ پر اسی آہنی تنور میں روٹی پکا رہی تھی جو حضرت حوا کا تھا کہ دفعتاً" اس میں سے پانی ابلنا شروع ہوا۔ انہوں نے دوڑ کر حضرت نوح کو باخبر کیا حضرت نوح نے بایں اندیشہ کہ اس طوفان میں' میں اور میرے بچے بھی نہ کہیں غرق ہو جائیں اس کے منہ کو ایک بڑے پتھر سے بند کر کے بارگاہ خداوندی میں' عرض کی۔ مالک کیا ہم سب اس میں غرق ہو جائیں گے؟ ارشاد ہوا کہ اے نوح میں نے تمہیں' تمہارے اہل و عیال اور مومنین کو بچانے کا وعدہ کیا ہے' میں انہیں ہلاکت سے بچاؤں گا۔ اب تم فوراً" سب کو لے کر کشتی میں سوار ہو جاؤ' اور اپنے ہمراہ جملہ مخلوقات کے ایک ایک جوڑے لے لو۔

حضرت نوح اس کشتی میں جس کے تین طبقے اور نوے خانے تھے۔ خود بھی سوار ہوئے' بال بچوں کو بھی سوار کیا اور مخلوقات کے جوڑے بھی لے لیے' لیکن حضرت نوح کو سب کے سوار کرنے میں جو دشواری تھی وہ یہ تھی کہ مخلوقات کا جمع کرنا اور وہ بھی بہت ہی عجلت کے ساتھ ان کے لیے مشکل تھا۔ لہٰذا بارگاہ خداوندی میں عرض کی مالک ساری دنیا سے جانوروں کو کیسے جمع کروں۔ ارشاد ہوا میں سب کو بھیجے دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ ساری مخلوق جس کا کشتی میں سوار کرانا مقصود تھا' ایک ہوا کے جھونکے سے حضرت نوح تک پہنچ گئی اور انہوں نے سب کو سوار کر لیا۔ نیچے کے طبقہ میں درندوں اور دیگر چوپایوں کو رکھا' درمیانی طبقے میں کھانے پینے کی چیزیں رکھیں اور اوپر کے طبقہ میں انسانوں کو ٹھہرایا۔ ایک روایت میں ہے کہ

Presented by www.ziyaraat.net/

دوسرے ہی طبقہ میں پرندے بھی تھے۔ جانوروں میں چونکہ چیونٹی سب سے چھوٹی تھی' اس کے کچل جانے کا اندیشہ تھا لہٰذا اس کو بالائی طبقہ میں رکھا۔ ایک روایت میں ہے کہ دراج کو بھی پہلے ہی طبقہ میں رکھا گیا تھا۔ کتاب بدایع الاخبار اسماعیل سبزواری کے صفحہ ۲۶۹ میں ہے کہ دراج محب اہل بیت ہوتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ تمام جانوروں کو ہدایت کر دی گئی کہ ایک دوسرے کو ستائیں نہیں۔ لہٰذا شیر و بکری سب ایک ساتھ پر امن طریقہ پر ٹھہر گئے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت آدم کے اس تابوت کو جو شمشاد کی لکڑی سے تیار کیا گیا تھا۔ دوسرے طبقہ میں اور بروایتے تیسرے طبقہ میں رکھا۔ اس کے بعد سب کو ہدایت کر دی کہ کوئی کشتی پر جوڑا نہ کھائے' ایک روایت میں ہے کہ اس وقت زمین پر بلی اور سئور موجود نہ تھے' اس لیے روانگی کے وقت وہ کشتی میں نہ تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ کشتی میں جب جانور داخل کیے جانے لگے تو سب سے پہلے "درہ یا دراج" داخل کشتی ہوا۔ اور سب سے آخر میں گدھا سوار ہوا۔

مؤرخین کا بیان ہے کہ جب گدھا سوار ہونے لگا تو شیطان اس کی دم سے چمٹ گیا اور اسے اپنی طرف کھینچنے لگا۔ گدھے کے دو پاؤں کشتی کے اندر تھے اور دو پاؤں باہر تھے' وہ دروازے میں اڑا رہا تھا۔ تو حضرت نوح نے فرمایا کہ اے شیطان جلد داخل ہو۔ چنانچہ وہ داخل ہو گیا اور اسی کے ساتھ شیطان بھی اندر چلا گیا۔ شاید یہی وجہ ہے کہ گدھے کی فطرت میں اڑنا قرار پا گیا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جب کشتی میں جانور داخل ہونے لگے تو بکری نے نافرمانی کی۔ جس کی وجہ سے حضرت نوح نے اسے جبرا" داخل کیا۔ اسی کھینچ تان میں اس کی دم ٹوٹ گئی اور شرمگاہ برہنہ ہو گئی' یہی وجہ ہے کہ اس کی دم آج تک چھوٹی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جب سب داخل ہو گئے تو حضرت نوح نے کشتی کے اندرونی نظام کا جائزہ لینے کے لیے دورہ کیا' تو دیکھا کہ ایک کونے میں شیطان بھی بیٹھا ہے آپ نے فرمایا اے معلون تو کیسے داخل کشتی ہو گیا' اس نے کہا آپ نے مجھے خود دعوت دی ہے۔ حضرت نوح نے فرمایا کہ میں نے تو تجھے نہیں بلایا۔ اس نے کہا جب میں گدھے کی دم کو پکڑے ہوئے تھا اس وقت آپ نے فرمایا تھا کہ اے شیطان داخل ہو' اس لیے میں داخل ہو گیا۔ حکم خداوندی پہنچا کہ اے نوح اس سے تعرض نہ کرو اور اسے بھی رہنے دو۔

جملہ مورخین اور محدثین کا بیان ہے اور قرآن مجید میں بھی ہے کہ حضرت نوح نے کشتی میں لوگوں کو سوار کرتے وقت اپنے فرزندوں اور بیویوں کو حکم دیا کہ کشتی میں سوار ہو جاؤ۔ اس حکم کی تعمیل سام' حام' یافث اور ان کی مومنہ بیوی عمورا نے کی اور سب کے سب فورا" کشتی میں سوار ہو گئے۔ لیکن ان کا ایک فرزند جس کا نام "کنعان" اور ایک بیوی جس کا نام واغلہ تھا۔ ان دونوں نے سرتابی کی اور پوری نافرمانی کے ساتھ تعمیل حکم سے انکار کر دیا۔ جس کے ردعمل میں انہوں نے بڑا زور لگایا کہ کسی طرح یہ کشتی میں آ جائیں۔ مگر ان لوگوں نے ایک نہ سنی جب حضرت نوح نے اپنے بیٹے کنعان سے باصرار سوار ہونے کو کہا

تو اس نے جواب دیا کہ میں نہ سوار ہوں گا اور میری آپ فکر نہ کریں' یہ بڑے بڑے پہاڑ کھڑے ہیں ان کے ذریعہ سے اپنے آپ کو بچا لوں گا۔ وہ غرق ہو گیا۔

امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ کنعان نے جس پہاڑ پر بھروسہ کیا تھا وہ کوہ نجف تھا جو اس وقت سب سے بلند تھا۔ فرزند نوح کے حوالہ دینے سے خدا نے اسے ریگ نرم بنا کر شام کی طرف اڑا دیا۔ پھر اس جگہ دریا بہنے لگا۔ جس کا نام "نے" رکھا گیا۔ پھر وہ دریا خشک ہو گیا۔ خشک ہونے کو عربی میں "جف" کہتے ہیں۔ کثرت استعمال سے "نے جف" کے بجائے اسے نجف کہا جانے لگا۔ یہ وہی جگہ ہے جہاں حضرت آدم' حضرت نوح اور حضرت علی دفن ہیں۔"

الغرض حضرت نوح نے سب کے کشتی پر سوار ہو جانے کے بعد تنور کا منہ کھول دیا اور کشتی میں خود بھی سوار ہو کر اس کے تمام دروازے بند کر دیئے اور اوپر سے اس طرح ڈھانپ دیا کہ کشتی میں اندھیرا گھپ ہو گیا۔

تنور کا منہ کھلنا تھا کہ پانی تیزی سے ابلنے لگا اور چونکہ آسمان کے ساتوں سیارے برج سرطان میں آ گئے تھے۔ جس کا تعلق آب بارانی سے ہے لہٰذا پانی برسنے لگا اور ایسا برسا کہ پھر کبھی نہ برسا' گھٹا ٹوپ اندھیرا چھا گیا۔ ساری دنیا تاریک ہو گئی اور یہی سلسلہ چالیس شبانہ روز تک جاری رہا۔ یہاں تک کہ دنیا کے بلند ترین پہاڑ سے پندرہ ہاتھ پانی اونچا ہو گیا۔ اور ایک روایت کی بناء پر پانی اتنا بلند ہوا کہ کشتی تا بہ آسمان جا پہنچی اور دنیا کی تمام چیزیں تہہ آب ہو گئیں اور تمام مخلوق ختم ہو گئی۔ کثیر روایات میں ہے کہ صرف ایک خانہ کعبہ ڈوبنے سے بچ گیا۔ اور اسی لیے اسے "بیت العتیق" کہتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ پانی جب بلند ہوا تھا اور خانہ کعبہ کے قریب پہنچا تھا تو وہاں پہنچ کر اس نے دورہ اختیار کر لیا تھا اور وہ خانہ کعبہ کے گرد حلقہ بنا کر آسمان تک بلند ہو گیا تھا۔ روضۃ الصفا میں ہے کہ جب پانی تیزی سے ابلنے لگا تو ایک شخص نے اس وقت کے بادشاہ کے پاس جا کر صورت حال بیان کی' وہ اپنی سواری پر بیٹھ کر حالات دیکھنے کے لیے آیا اور حضرت نوح کے قریب پہنچا۔ حضرت نوح نے یہ کہہ کر کہ اس پانی سے کوئی بچ نہ سکے گا۔ اس کی تخویف کی اور ڈرایا اور فرمایا۔ **قد جاء امر ربک** اب خدا کا حکم آ گیا ہے۔ ان لوگوں کے علاوہ جو اس کشتی میں سوار ہیں دنیا کی کوئی چیز نہ بچ سکے گی۔ بادشاہ "صفردوس" یہ عالم دیکھ کر سخت گھبرایا اور وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا۔

الغرض کشتی پانی پر چلی اور ساری دنیا کا دورہ کرتی ہوئی خانہ کعبہ کے قریب جا پہنچی اور اس کا سات مرتبہ "طواف" کر کے وہاں سے روانہ ہوئی۔ تواریخ میں ہے کہ کشتی میں چونکہ تاریکی تھی اور دنیا بھی تاریک تھی۔ لہٰذا خدا نے دو نورانی موتی نوح کی درخواست پر بھیج دیئے تھے۔ ایک دن میں روشن ہوتا تھا' دوسرا رات میں روشنی دیتا تھا' اسی کے ذریعہ معلوم ہو جاتا تھا کہ دن کی ساعت اور رات کب ہو گئی۔ نیز نماز کا

Presented by www.ziyaraat.net/

وقت معلوم ہوتا تھا۔

سور اور بلی کی پیدائش

جملہ مورخین کا بیان ہے کہ کشتی جب پانی میں چکر لگا رہی تھی۔ اسی دوران میں لوگوں نے حضرت نوح سے کشتی میں گندگی کے بڑھ جانے کی شکایت کی انہوں نے ہاتھی کے منہ پر ہاتھ پھیر دیا۔ جس کیوجہ سے اسے چھینک آئی اور سور کا ایک جوڑا ناک سے برآمد ہو گیا۔ اسی طرح ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ حضرت نوح نے ہدایت کر دی تھی کہ کوئی نر و مادہ کشتی میں یک جا نہ ہو' چنانچہ سب کے سب احتیاط برتتے رہے۔ وہ چاہے انسان ہوں یا حیوان' مگر چوہے نے حکم کے خلاف عمل کیا جس کی وجہ اس کی نسل کشی فروغ پا گئی۔ پھر چوہیوں کے کثرت نے لوگوں کو صرف ستانا شروع نہ کیا۔ بلکہ کشتی کو حسب فطرت کاٹنا شروع کر دیا۔ لوگوں نے حضرت نوح کو چوہوں کی حرکتوں سے باخبر کیا۔ تو حضرت نوح نے شیر کے چہرے پر ہاتھ پھیر دیا۔ جس کی وجہ سے اسے چھینک آئی اور بلی کا ایک جوڑا پیدا ہو گیا اور اس نے چوہوں کا علاج کرکے لوگوں کو سکون بخشا۔ سنا جاتا ہے کہ جس طرح چوہے نے نافرمانی کی تھی کتے نے بھی خلاف ورزی کی۔ حضرت نوح نے غصہ میں آکر اسے بد دعا دیتے ہوئے کہا کہ خدا تجھے ہمیشہ رسوا کرے گا۔ یہی وجہ ہے کہ جب بھی باہم یکجا ہوتے ہیں تو رسوا ہوئے بغیر علیحدہ نہیں ہو سکتے۔

کشتی نوح گرداب میں

الغرض حضرت نوح کی کشتی جب پانی پر تیرتی ہوئی زمین کربلا پر پہنچی تو گرداب میں آ گئی۔ قریب تھا کہ چکر کھا کر ڈوب جائے۔ یہ حال دیکھ کر حضرت نوح گھبرا اٹھے اور بارگاہ خداوندی میں عرض کرنے لگے میرے پالنے والے یہ ماجرا کیا ہے۔ اور یہ جگہ کونسی ہے۔ ارشاد ہوا کہ اے نوح اس وقت تمہاری کشتی اس مقام پر ہے جسے کربلا کہتے ہیں۔ عرض کی مالک اس مقام پر تلاطم کیوں ہے؟ ارشاد ہوا کہ اے نوح یہ وہ مقام ہے جس مقام پر کشتی اہل بیت محمدؐ خشکی میں غرق بخون ہو گی۔ (روضتہ الشہداء) مؤرخ طبری کا بیان ہے کہ تلاطم کے وقت خداوند عالم نے ارشاد فرمایا کہ اے نوح ان جملوں کو زبان پر جاری کرو' نجات پا جاؤ گے۔ چنانچہ انہوں نے کہا۔ **یا اھیا شراھیا اذولی اصبادث ال** علامہ مجلسی تحریر فرماتے ہیں کہ کشتی آگے بڑھی اور کوہ جودی سے اس کا سینہ ٹکرایا' تو ایک ہیبتناک آواز آئی اور اضطراب پیدا ہو گیا۔ اس وقت حضرت نوح نے محمدؐ و آل محمدؐ کے واسطہ سے دعا کی اور اس کو سکون نصیب ہو گیا۔ ایک روایت میں ہے کہ کشتی جس

وقت کوفہ سے روانہ ہوئی تھی اس وقت بھی ورطہ میں آئی تھی۔ ایک روایت میں ہے کہ کشتی جب سر زمین شام پر پہنچی تھی۔ جب بھی متزلزل اور متلاطم ہوئی تھی۔

کشتی نوح کوہ جودی پر

حضرت نوح کی کشتی ۱۰ رجب المرجب کو زمین کوفہ سے روانہ ہو کر آسمان کے نیچے نیچے چکر لگا رہی تھی کہ مشیت ایزدی نے کروٹ لی اور اختتام طوفان کا فیصلہ ہوا۔ زمین کو حکم ملا کہ اپنا پانی پی جا۔ آسمان کو فرمان ملا کہ بارش کو روک دے۔ ایک روایت میں ہے کہ آسمان سے جو پانی برسا تھا وہ چونکہ عذاب کی صورت میں برسا تھا۔ لہٰذا شور تھا اور چونکہ وہ عالم بالا کو واپس نہیں گیا اور عالم سفلی میں رہا۔ لہٰذا جن دریاؤں اور سمندروں کے پانی شور ہیں۔ وہ سب اسی پانی کے مجموعے ہیں جو آسمان سے برسا تھا۔ غرضیکہ پانی اترنا شروع ہوا اور کشتی بیٹھنے لگی۔ یہاں تک کہ ۱۰ محرم الحرام کو کوہ جودی پر ٹھہری' قوس و قزح ظاہر ہوئی۔ امن کا پیغام ملا۔ نوح نے شکر خدا کیا۔ کشتی کی چھت کھلی۔ کوے کو حکم دیا کہ یہ معلوم کرکے واپس آئے کہ زمین پر پانی کتنا رہ گیا ہے۔ کوا گیا اور مردار پا کر کھانے میں مشغول ہو گیا۔ اس نے یہ بھی نہ خیال کیا کہ مجھے کس نے بھیجا ہے اور کس لیے بھیجا ہے۔ حضرت نوح نے کوے کو بد دعا دے کر کہ اس کی روزی مردار پر منحصر رہے کبوتر سے فرمایا کہ تو جا اور پانی کی خبر لا' کبوتر اڑا اور زیتون کا ایک پتہ لایا۔ جس سے معلوم ہوا کہ درخت برآمد ہو گئے ہیں۔ چند ماہ کے بعد پھر کبوتر کو بھیجا اور وہ زمین پر بیٹھ کر اپنے پیروں پر کیچڑ لگا کر واپس آیا۔ جس سے معلوم ہوا کہ پانی ختم ہو گیا ہے اور کیچڑ رہ گیا ہے۔ حضرت نوح نے اس کی اس خدمت کی وجہ سے اسے دعا دی۔ خدایا اس کے لیے لوگوں میں انس و محبت عطا کر اور اس کے پیروں کو یادگار کے طور پر سرخی دے کر اسے سرخرو کر دے۔ یہی وجہ ہے کہ کبوتر کے پاؤں اور اس کی منقار میں سرخی ہوتی ہے۔ کثیر روایات میں ہے کہ کوہ جودی موصل میں ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جودی مقام فرات کوفہ میں ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ چونکہ کشتی نوح محرم میں ٹھہری تھی۔ اس لیے اس مہینہ کو سال کا پہلا مہینہ قرار دیا گیا ہے۔

الغرض حضرت نوح کئی ماہ خشکی کا انتظار کرنے کے بعد خود بھی کشتی سے اترے اور ان لوگوں کو بھی اتارا جو کشتی میں سوار تھے۔ کثیر مورخین کا کہنا ہے کہ کشتی میں سوار ہونے والوں کی تعداد اسی تھی جو مردوں اور عورتوں پر مشتمل تھی۔ انہیں کے لیے فوری طور پر مکانات بنا کر انہوں نے اس مقام کا نام **"سوق الثمانین"** رکھا تھا۔ لیکن میں اس تعداد سے مطمئن اور متفق نہیں ہوں۔ کیونکہ اس تعداد کو کوئی شہرت حاصل نہیں ہے۔ اس سے زیادہ جس عدد کو شہرت حاصل ہے وہ ستر اور بہتر ہے اور ان عددوں کا بہت سے

Presented by www.ziyaraat.net/

واقعات سے تعلق ہے۔ اس کے علاوہ یہ کہ اسی کشتی نوح سے کشتی اہل بیت کو تشبیہ دی گئی ہے۔ جس کی ناخدائی ۱۸ بنی ہاشم نے کربلا میں فرمائی تھی اور اس میں وہ بہتر "ذوی الارواح القدسیہ" سوار تھے۔ جن کی مثال بروایت علامہ کاشفی دنیا میں موجود نہ تھی۔ جنہوں نے اپنے خون سے اس کشتی کو بہا کر لب جنت تک پہنچائی ہے۔ اس کے علاوہ یہ کہ کشتی نوح چھ ماہ پانی میں رہی تھی اور کشتی اہل بیت بھی چھ ماہ خشکی میں چلتی رہی ہے۔ نیز یہ کہ کشتی نوح کوفہ سے چلی ہے اور زمین کربلا پر گرداب میں مبتلا ہوئی ہے اور کشتی اہل بیت مدینہ سے چل کر کربلا میں نذر طوفان ہوئی۔ لہٰذا میرے نزدیک حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث **مثل اہلبیتی کسفینتہ نوح** کی تشبیہ کی تکمیل کے پیش نظر کشتی نوح میں سوار ہونے والوں کی تعداد بہتر تھی' اس کی تائید علامہ جلال الدین سیوطی کی کتاب مفحمات الانوار نے مبہات القرآن طبع مبصر۱۲۸۲ کے صفحہ ۳۲ سے ہوتی ہے۔ جس میں انہوں نے تحریر فرمایا ہے کہ کشتی نوح میں بہترین مومن سوار تھے۔ (۳)

اہل بیت محمد مثل سفینہ نوح

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ خانہ کعبہ کے دروازے کو پکڑے ہوئے فرمارہے تھے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے **مثل اہل بیتی فیکم مثل سفینتہ نوح من رکبھا نجا و من ترکھا غرق** میرے اہل بیت کی مثال تم میں کشتی نوح کی مانند ہے جو شخص کشتی نوح پر سوار ہو گیا تھا نجات پا گیا تھا اور جس نے کشتی نوح کو چھو دیا تھا غرق ہو گیا تھا

المستدرک جلد۳ ص۱۵۱ سطر۱۔ مشکواۃ ص۵۷۳ سطر۳۔ تلخیص المستدرک جلد۳ ص۱۵۰ سطر آخر۔ ابن کثیر تفسیر ص۱۱۳۔ جواہر البحار ص۳۶۱ سطر۱۔ السیف الیمانی المسلول ص۹۔ الروض الازہر ص۳۵۹۔ رشفتہ الصادی ص۸۹۔ کنز العمال جلد۶ ص۲۱۶۔ حدیث ۳۷۷۲۔ صواعق محرقہ ص۱۵۰ سطر۴۔ ینابع المودت ص۲۴ سطر۸۔ ارجح المطالب ص۴۱۵۔ میزان الاعتدال جلد۱ ص۲۲۴ سطر۱۴۔ مجمع الزوائد جلد۹ ص۱۶۸ سطر۲۔ المعجم الصغیر ص۱۷۰۔ احیاء المیت ص۴۹ سطر آخر۔ رشفتہ الصادی ص۷۹۔ زخائر العقبیٰ ص۲۰۔ مودت القربیٰ ص۳۲۔ تاریخ بغداد ص۱۹ سطر۱۲۔ الکنی و الاسماء جلد۱ ص۷۶۔ حلیتہ الاولیاء جلد۴ ص۳۰۶۔ منتخب کنز العمال جلد۵ ص۹۲۔ الفتح الکبیر ص۱۳۳۔ راموز الاحادیث ص۳۹۱۔ البدا و التاریخ جلد۳ ص۲۲۔ شرح حدیدی جلد۱ ص۷۳۔ مجمع بحار الانوار جلد۲ ص۵۹۔ نزھتہ المجالس جلد۲ ص۲۲۲۔ روح المعانی جلد۲۵ ص۲۹۔ النھایہ جلد۲ ص۱۳۲۔ اسعاف الراغبین ص۱۲۳۔ الشرف المؤبد ص۲۸۔ نور الابصار ص۱۰۵۔ مشارق الانوار ص۱۰۹۔ التمثیل و المحاضر ص۳۳۔ ثمار القلوب ص۲۹۔ کنوز الحقائق ص۱۴۱۔ تفسیر نیشاپوری

جلد۲۵ ص۳۲ سطر۱۔ عیون الاخبار جلد۱ ص۲۱۱۔ المعارف ص۸۶۔ نظم درر السمطین ص۲۳۵

حضرت نوح کی وفات

حضرت نوح علیہ السلام جب جملہ امور سے فراغت کر چکے تو ملک الموت آ پہنچے۔ انہیں دیکھ کر بروایت کعب الاخبار حضرت نوح گھبرا اٹھے اور کہنے لگے کہ اے ملک الموت مجھے اتنی مہلت دے دو کہ میں اپنے بچوں سے رخصت ہو لوں۔ انہوں نے کہا اجازت نہیں ہے۔ حضرت نوح نے فرمایا کہ میں ایسے مقام پر ہوں جہاں میرا کوئی نہیں ہے' مجھے غسل کون دے گا۔ میری نماز کون پڑھائے گا۔ انہوں نے کہا میرے ہمراہ بہت سے فرشتے ہیں۔ یہ سب انتظام کر لیں گے پھر فرمایا کہ مجھے اتنی اجازت دے دو کہ میں دھوپ سے سائے میں چلا جاؤں۔ ملک الموت نے کہا کہ اس کی اجازت ہے' چنانچہ حضرت نوح دھوپ سے سایہ میں چلے آئے' ملک الموت نے روح قبض کرنے سے پہلے پوچھا کہ اے نبی خدا' تم نے بہت زیادہ طویل عمر گزاری ہے۔ بتاؤ مدت حیات آپ کی نگاہ میں کیا حیثیت رکھتی ہے۔ انہوں نے کہا اے ملک الموت میں یہ سمجھتا ہوں کہ میری ساری زندگی بس اتنی تھی کہ دھوپ سے سائے میں آ گیا۔ کتاب کنز الانساب مصنف ابو مخنف لوط بن یحییٰ خزاعی ص۸۹ میں حضرت نوح کی وفات کے متعلق مرقوم ہے کہ وہ ایک طرف جا رہے تھے کہ انہیں چار آدمی قبر کھودتے ہوئے نظر آئے۔ انہوں نے پوچھا یہ قبر کس کی ہے کہا گیا ایک بندۂ خدا کی' نوح نے کہا کہ میری کوئی خدمت درکار ہے کہا گیا اگر آپ اس میں لیٹ جائیں تو ہم اندازہ کر لیں کہ آیا مرد خدا کا جسم اس میں آ جائے گا یا نہیں۔ حضرت نوح لیٹ گئے اور روح قبض ہو گئی۔ وہ چاروں اشخاص جبریل' میکائیل' اسرافیل اور عزرائیل تھے۔ مختصر یہ کہ آپ نے بروایت مورخ ابن واضح ماہ ایار میں چہار شنبہ کے دن ۹۵۰ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ لیکن میرے نزدیک انتقال کے وقت ان کی عمر ۲۵۰۰ سال تھی۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت نوح ۸۵۰ سال کی عمر میں مبعوث رسالت ہوئے۔ پھر انہوں نے ۹۵۰ سال تبلیغ کی۔ اس کے بعد ۲۰۰ سال کشتی کی تعمیر میں مشغول رہے پھر ۵۰۰ سال طوفان کے بعد بقید حیات رہ کر انتقال فرما گئے۔ بنابریں ان کی کل عمر ۲۵۰۰ سال ہوتی ہے۔

مورخ ابن واضح کا بیان ہے کہ حضرت نوح کی وصیت کے مطابق ملکیز دق بن لمک بن سام نے ملائکہ کی مدد سے جسد آدم کو ایک مقام مقدس میں دفن کیا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ اسی جگہ حضرت نوح کی میت بھی سپرد خاک کی گئی۔ ایک روایت میں ہے کہ یہ وہی جگہ ہے جس جگہ حضرت علی دفن کیے گئے ہیں۔ علامہ مجلسی بحوالہ روایات معتبرہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے اپنی وفات کے وقت

Presented by www.ziyaraat.net/

امام حسن اور امام حسین سے فرمایا تھا کہ میرے جنازے کے اگلی سمت کو تم ہاتھ نہ لگانا اور پائنتی کو اٹھانا۔ پھر وہ جنازہ جس طرف جائے' چلے جانا اور جہاں ٹھہر جائے وہاں رکھ دینا' پھر مٹی ہٹانا' اس جگہ قبر کھدی ہوئی برآمد ہو گی۔ تم مجھے اس میں دفن کر دینا وہ قبر حضرت نوح کی بنائی ہوئی ہے۔ چنانچہ حضرت حسنین علیہما السلام نے ایسا ہی کیا۔ پھر جب مٹی ہٹائی تو ایک کھدی ہوئی قبر برآمد ہوئی۔ اس پر ایک تختی نصب تھی۔ جس پر بزبان سریانی لکھا ہوا تھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ این قبریست کہ ساختہ است نوح پیغمبر برائے علی وصی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ پیش از طوفان ھفتصد سال۔ یہ وہ قبر ہے جسے پیغمبر خدا' نوح نے وصی محمد مصطفےؐ' یعنی علی مرتضیٰ کے لیے طوفان سے سات سو سال قبل بنائی ہے۔ جناب حسنین نے حضرت علی کو اسی میں دفن کر دیا۔ معتبر ترین روایات میں ہے کہ حضرت علی نجف اشرف میں دفن ہیں اور آپ کے سر مبارک کے قریب حضرت آدم اور حضرت نوح کی قبریں ہیں۔ آج بھی زائر جاتے ہیں اور روضہ امیر المومنین میں حضرت آدم' حضرت نوح اور حضرت علی کی زیارت پڑھتے ہیں۔ (۳)

حضرت ہود علیہ السلام

ہود بن عبداللہ بن رباح بن جادب بن عاد بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام۔

جناب ہود اولاد آدم میں سب سے زیادہ حضرت آدم سے مشابہ تھے خوبصورت جسم' بلند قد تھے' ان کے جسم پر بال زیادہ تھے ان کو خدا نے قوم عاد کی طرف بھیجا۔

قوم عاد بہترین سرسبز و شاداب زمین میں آباد تھی۔ اور دہنا' عالج' دبار' عمان' حضر موت اور یمن تک پھیلی ہوئی تھی۔

جب ان کی امت نے خدا کی نافرمانی کی اور ان پر عذاب الٰہی آیا تو حضرت ہود اپنے ساتھیوں کو ہمراہ لے کر مکہ کی طرف چلے گئے اور وہیں رہے اور تجارت کرتے رہے۔

قوم عاد کے باغات سرسبز زراعتیں تھیں اور خرما اور میوہ جات زیادہ پیدا ہوتے تھے۔ چمن گلستان بھی تھے۔ مکان چار چار منزل کے تھے اور ان کی عمریں بھی زیادہ ہوتی تھیں اور قد بھی بلند ہوتے تھے' خدا نے حضرت ہود کو ان کی طرح مبعوث کیا۔ یہ قوم بت پرستی کرتی تھی اور خدا کی نافرمانی میں حد سے بڑھ گئی تھی۔ جب حضرت ہود چالیس سال کے ہوئے تو ان کو ہدایت پر مامور فرمایا۔

حضرت ہود نے قوم عاد کو سمجھایا کہ تم خدا کی پرستش کرو اور تم جس قدر اس کی عبادت کرو گے وہ تمہارے مال و دولت میں زیادتی کرے گا۔ ایک روز حضرت ہود ان کے پاس تشریف لائے جبکہ وہ ایک جگہ جمع تھے اور ان کو خدا کی عبادت ----- کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ خدا ہی تمہارا پیدا کرنے والا ہے وہ یکتا

ہے۔ اس کی عبادت کرو۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ یہ سن کر انہوں نے کہا کہ تم اچھے خاصے آدمی تھے۔ یہ تمہیں کیا ہو گیا۔ تمام لوگ ان پر ٹوٹ پڑے اور ان کو گرا کر ان کا گلا گھونٹ دیا اور اتنا دبایا کہ وہ بے ہوش گئے اور بالکل مرنے کے قریب ہو گئے۔ ان کو اسی حالت میں چھوڑ کر لوگ چلے گئے۔ حضرت ایک دن اور ایک رات بے ہوش رہے۔ جب ذرا ہوش آیا تو خدا سے عرض کی کہ پروردگارا تو نے دیکھا کہ انہوں نے میرے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ حالانکہ میں نے تیرا حکم پہنچایا ہے۔ خدا نے جبریل کو نازل فرمایا اور انہوں نے حضرت ہود کو یہ پیغام پہنچایا کہ اے ہود تم ملول اور رنجیدہ نہ ہو۔ پھر ان کو تبلیغ کرو میں تمہیں ایسا بارعب و ہیبت عطا کرتا ہوں کہ یہ لوگ اب تمہیں زدوکوب نہیں کر سکیں گے۔ چنانچہ پھر ان کو تبلیغ کرنے گئے۔ انہوں نے غیظ و غضب میں کہا اے ہود تم باز آ جاؤ اور اپنی ہدایت چھوڑ دو ورنہ اس مرتبہ اتنا ماریں گے کہ پہلی مار کو بھی بھول جاؤ گے۔ حضرت ہود نے فرمایا کہ تم اللہ کے دربار میں توبہ کرو اور خدا کی طرف آ جاؤ۔ حضرت ہود کی اس آواز سے ان کے دلوں میں رعب پیدا ہوا اور وہ ڈرنے لگے۔ چنانچہ وہ تمام قوم جمع ہوئی کہ سب مل کر ہود کو قتل کریں جب وہ اس ارادے سے ان کے پاس پہنچے تو حضرت ہود نے نعرہ مارا کہ اس کی دہشت سے وہ لوگ دور دور جا کر پڑے۔ حضرت نے کہا باز آ جاؤ ورنہ اسی طرح بد دعا کروں گا۔ جس طرح حضرت نوح نے کی تھی۔ کہنے لگے کہ اے ہود یاد رکھو قوم نوح کا خدا نوح کے خدا سے کمزور تھا اس لیے وہ مارے گئے ہمارے خدا نہایت قوی اور تومند ہیں اور ہم خود بھی طاقتور ہیں۔ چنانچہ ان کے قد چالیس پچاس گز کے ہوتے تھے اور پندرہ پندرہ گز کا سینہ چوڑا ہوتا تھا۔ وہ اپنا ہاتھ رکھ کر پہاڑوں پر چڑھ جاتے تھے اور پہاڑوں کے پتھر اکھاڑ لیتے تھے۔

جب خدا نے چاہا کہ انہیں غرق کرے تو خدا نے ریت اور پتھروں کے ٹکڑوں کے ذریعہ ان کے گرد اونچے ٹیلے بنا دیئے وہ ٹیلوں کو ہٹاتے تھے مگر وہ پھر ان کے گرد اونچے ہو جاتے تھے۔

ان ٹیلوں سے آوازیں آتی تھیں کہ اے ہود تم کوئی فکر نہ کرو یہی ٹیلے ان کے لیے عذاب بن جائیں گے انہوں نے پھر کوششیں کیں ٹیلوں کو ہٹا دیں مگر وہ زیادہ ہوتے گئے اور خدا نے بارش کو بند کر دیا اور خشک سالی ہو گئی باغات مرجھا گئے کھیتیاں جل گئیں۔ حضرت ہود نے ایک آواز دی کہ اب عذاب آنے والا ہے۔ ان کی آواز تمام پہاڑوں سے ٹکرائی جانور' چوپائے اور پرندے آپ کے پاس جمع ہو گئے اور عرض کہ ہمیں بچائیے۔ آپ نے فرمایا یہ عذاب بے گناہوں کو ہلاک نہیں کرے گا۔ تم سب بے فکر رہو۔ چنانچہ عذاب باد شروع ہوا۔ ایسی تیز اور تند ہوا چلی کہ جس نے درختوں کو جڑ سے اکھاڑ دیا پتھر اور ریت اور روئے سنگ ریزے ہوا میں اڑنے لگے۔ یہ ہوا نہایت تیزی کے ساتھ زمین کے اندر سے نکلتی تھی اور زمین کی تمام چیزوں کو تہہ و بالا کرتی تھی۔ یہ ہوا آٹھ دن اور سات رات چلتی رہی کہ تمام قوم عاد اور ان کے مکان اور باغات سب خاک میں مل گئے اور بڑے بڑے قلعوں اور مکانوں کو بھی اس نے ریزہ ریزہ کر

Presented by www.ziyaraat.net/

کے ریت بنا دیا۔ چنانچہ زمین احقاف میں اب بھی قوم عاد کے مکانات اور ان کی ہڈیوں کے ریزے ریزے موجود ہیں۔

معتصم نے ایک مرتبہ اسی علاقہ کے ایک مقام بطانیہ میں کنواں کھدوایا انسانوں کے تین سو قدم کے برابر کھدائی کی مگر پانی نہ نکلا۔ جب متوکل بادشاہ ہوا تو اس نے پھر کھدوانا شروع کیا کہ پانی نکل آئے چنانچہ کھدائی کرتے کرتے ایک پتھر کی چٹان نظر آئی جب اس کو کاٹا گیا تو ایک ہوا سرد نکلی کہ اس نے سب لوگوں کو ہلاک کر دیا اور جو بھی اس کنویں کے گرد و پیش تھے سب ہلاک ہو گئے۔ متوکل نے تمام علماء کو جمع کیا اور ان سے دریافت کیا مگر تمام علماء حیران رہے' اور نہ بتا سکے کہ کیا ماجرا ہے۔

آخر متوکل نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کو لکھا حضرت نے تحریر فرمایا کہ یہ جگہ قوم عاد کے شہروں کی ہے جو عذاب ہوائے تند سے ہلاک ہوئے۔ جب خدا نے ہود علیہ السلام کو ان کی طرف بھیجا اور انہوں نے تکذیب کی اور خدا کی نافرمانی کرتے رہے تو خدا نے ایک ہوا کو بھیجا جو آٹھ دن اور رات تیزی کے ساتھ چلی اور ان کو ہلاک کر دیا۔

اس ہوا کا نام عقیم ہے جو نہایت تند و تیز ہے اور جب یہ چلتی ہے تو تمام نباتات کو جلا دیتی ہے اور قوم عاد کو ذات العماء اس لیے کہتے ہیں کہ انہوں نے بڑے بڑے ستون پہاڑوں سے پتھر تراش تراش کر اپنے بلند مکانوں میں لگائے تھے۔ جب ہوا چلی تو اس نے انسانوں کو اٹھایا اور اوپر سے نیچے پھینکا اور اسی طرح پہاڑوں اور قلعوں کو حتیٰ کہ سب کو ریزہ ریزہ کر دیا اور اسی لیے اس علاقہ کو احقاف کہتے ہیں جس کے معنی ریگ ہیں۔

یہ عذاب قوم عاد پر روز چہار شنبہ آخر ماہ نازل ہوا تھا۔ اور ان کے لیے خدا نے اسی کو روز نحس مستمر کہا ہے۔ (۴)

بہشت شداد امام مہدی کے دور میں ظاہر ہو گی

علامہ ابو نصر بن محمد القطان الغزنوی لکھتے ہیں کہ "چوں آخر الزماں شود خدائے تعالیٰ در زمان امام محمد مہدی صلواۃ اللہ علیہ آن شہرستان را آشکارا خواہد کرد۔" جب دنیا کا عہد آخر آئے گا تو خداوند عالم اس باغ ارم کو حضرت امام محمد مہدی علیہ السلام کے لیے ظاہر فرمائے گا۔ (۳)

حضرت صالح علیہ السلام

صالح بن عبید بن عابر بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام حضرت صالح علیہ السلام پیغمبر سرخ سفید رنگ تھے۔ وہ برہنہ پا سفر کرتے تھے انہوں نے کوئی اپنا مسکن نہیں بنایا ان کی قوم جو قوم ثمود کہلاتی ہے وہ مقام حجر میں رہتی تھی جو وادی قری سے اٹھارہ میل فاصلہ پر ہے۔

وہ سولہ سال کے تھے کہ تبلیغ کرنے لگے اور ایک سو بیس سال اپنی قوم کو تبلیغ کرتے رہے پہلے اپنی طرف سے اپنی قوم کی طرح اپنے نائب بھیجتے رہے۔ چنانچہ اصحاب رس کی طرف حضرت صالح نے اپنا ایک نائب بھیجا اس کو بھی قتل کر دیا بالآخر چوتھا بھیجا اور اس کے ساتھ ایک ولی بھی بھیجا جب وہ ان کے پاس پہنچے اور ہدایت شروع کی تو انہوں نے کہا کہ ہمارا خدا دریا میں رہتا ہے اور وہ دریا کے ــــــ کنارے رہتے تھے اور ہر سال ایک دن عید کرتے تھے۔ کیونکہ اس دن ایک بہت بڑی مچھلی دریا سے باہر ظاہر ہوتی تھی اور وہ سب اس کو سجدہ کرتے تھے۔ پس ولی صالح نے کہا کہ تم اس کو سجدہ کرتے ہو۔ حالانکہ میں تمہارے اس خدا کو یعنی مچھلی کو حکم دوں تو وہ یقیناً" میری فرمانبرداری کرے گی۔ حالانکہ میں خدا نہیں ہوں خدا کا بندہ ہوں لہٰذا اگر یہ مچھلی میری بات مان لے تو تم میرے خدا کی اطاعت کرو گے۔ انہوں نے وعدہ کر لیا۔ چنانچہ وہ مچھلی نکلی اور چار مچھلیوں پر سوار تھی۔ جب انہوں نے دیکھا تو فورا" سجدے میں گر پڑے۔ ولی صالح نے اس مچھلی کو حکم دیا کہ اے مچھلی! بنام خدا میرے پاس آ جا۔ وہ مچھلیوں سے اتر کر ان کے پاس آ گئی پھر حکم دیا کہ جا اور ان مچھلیوں پر سوار ہو جا چنانچہ وہ گئی اور سوار ہو گئی۔ اور پھر حکم دیا کہ سب میرے پاس آ جاؤ وہ سب آ گئیں۔

تمام واقعہ اپنی آنکھوں سے اصحاب رس نے دیکھا مگر پھر بھی ایمان نہ لائے اور ان کی تکذیب کرتے رہے۔ بالآخر خدا نے ایک تیز ہوا بھیجی جس نے ان کو اور ان کے جانوروں کو دریا میں پھینک دیا اور یہی ان کے لیے عذاب تھا۔ پھر ولی صالح اس جگہ پر پہنچے جہاں وہ کنواں تھا جس کو رس کہتے تھے اس کنویں میں اصحاب رس کا کافی مقدار میں سونا اور چاندی تھا جو انہوں نے اس میں چھپایا ہوا تھا وہ تمام سونا چاندی انہوں نے نکال لیا۔ اور اپنے ساتھیوں کو برابر سب چھوٹے بڑوں میں تقسیم کر دیا۔ غالباً" یہ وہ کنواں ہے جو مکہ معظمہ کے راستہ میں آتا ہے۔

قوم ثمود بت پرست تھے ان کے ستر بت تھے جب حضرت صالح نے ان کو خدا کی اطاعت کی ہدایت کی تو انکار کرنے لگے۔ ایک سو بیس سال ان کو سمجھایا مگر بہت کم لوگ ایمان لائے۔ ایک مرتبہ حضرت صالح نے اپنی قوم سے کہا کہ میں تم سے تنگ ہو گیا ہوں۔ اب آخری فیصلہ کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ تم مجھ سے سوال کرو میں اپنے خدا سے پورا کرا دوں تو تم ایمان لے آؤ اور یا میں تمہارے خداؤں سے سوال کرتا ہوں اگر وہ پورا کر دیں تو میں تم سے الگ ہو جاؤں گا اور کہیں دوسری جگہ چلا جاؤں گا۔ قوم ثمود نے یہ بات تسلیم کر لی اور کہنے لگے تم نے انصاف کی بات کی ہے۔

Presented by www.ziyaraat.net/

چنانچہ وہ بتوں کو ایک صحرا میں لے گئے اور وہیں کھانے پینے کی چیزیں لے گئے اور جب خوب عید منا چکے تو حضرت صالح کو بلایا کہ آؤ ہمارے بتوں سے سوال کرو۔

حضرت صالح ان کے بڑے بت کے پاس گئے اور اس کو ان کے بتائے ہوئے نام سے پکارا مگر اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ انہوں نے کہا دوسرے بت کو پکارو اس کو بھی پکارا مگر وہ بھی نہ بولا حتیٰ کہ ایک ایک کرکے سب کو آوازیں دیں مگر ایک نے بھی جواب نہ دیا۔ حضرت صالح نے فرمایا کہ اب تم سوال کرو میں اپنے رب سے پورا کراوں گا۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں مہلت دو ہم کچھ عرصہ بعد تمہیں بلائیں گے اس وقت ہمارے خداؤں سے سوال کرنا۔ چنانچہ انہوں نے بتوں کے سامنے فرش بچھائے برتن رکھے اور ان بتوں کے سامنے خاک پر لوٹنے لگے اور کہا اے ہمارے خداؤ ہمیں شرمندہ نہ کرو صالح کو جواب ضرور دو۔ اس کے بعد جناب صالح کو بلایا اور کہا اب سوال کرو صالح تشریف لائے اور سوال کیا مگر انہوں نے پھر بھی کوئی جواب نہ دیا۔ اس وقت صالح نے فرمایا کہ اب تم سوال کرو میرا خدا پورا کرے گا۔ انہوں نے قوم کے بہترین اور بزرگ ستر آدمی چنے کہ وہ صالح سے سوال کریں چنانچہ وہ قوم ثمود کے نمائندہ ہو کر صالح کے پاس آئے اور کہا کہ ہم تمہارے خدا سے سوال کریں گے اگر پورا ہو گیا تو ساری قوم قبول کرے گی چنانچہ وہ ستر آدمی صالح کو ایک پہاڑ پر لے گئے اور ان سے کہا اس پہاڑ سے ایک سرخ رنگ کی اونٹنی پیدا کرو جو ایک میل لمبی اور دس ماہ کی گیابن ہو۔ حضرت صالح نے کہا کہ میرے لیے یہ کام دشوار ہے۔ مگر میرے خدا کے لیے بہت آسان ہے۔ یہ کہہ کر خدا سے دعا کی اور پہاڑ کی طرح اشارہ کیا۔ فوراً" ہی پہاڑ لرزہ میں آیا اور ایک آواز نکلی جس سے دل دھل گئے۔ اور کانوں کے پردوں پر اثر پڑا اور پہاڑ میں شگاف ہوا۔ اونٹنی کا سر اور منہ باہر نکلا اور ایک آواز اس نے نکالی اور تمام جسم باہر آگیا جب انہوں نے دیکھا تو حیران رہ گئے۔ کچھ ایمان لے آئے اور کچھ کہنے لگے کہ یہ جادو ہے۔ حضرت صالح اس ناقہ کو لے کر قوم کے پاس آئے سب نے دیکھا مگر ان ستر آدمیوں میں سے زیادہ نے تکذیب کی اور کہنے لگے کہ ہم اپنے خداؤں کو نہیں چھوڑ سکتے اور کچھ مومن ہونے لگے۔

یہ ناقہ صالح ایک روز شہر کا پانی پیتی تھی اور دوسرے روز ان کے جانور پیتے تھے اور یہ پانی تمام کا تمام دودھ ہو جاتا تھا جس سے تمام شہر والے چھوٹے بڑے شکم سیر ہو جاتے تھے انہوں نے یہ بھی خواہش ظاہر کی کہ اس اونٹنی کے پیٹ سے جو بچہ ہے وہ بھی باہر نکل آئے حضرت صالح نے خدا سے دعا کی اور فوراً" بچہ پیدا ہو گیا اور وہ اپنی ماں کے پیچھے رہتا تھا۔

ایک مرتبہ قوم ثمود کے بعض سرکش لوگوں نے مشورہ کیا کہ اس اونٹنی کو مار ڈالنا چاہیے تاکہ صالح سے نجات ملے اور ہمارے جانور ایک روز پانی پیتے ہیں دوسرے روز نہیں پی سکتے لہٰذا اس کے لیے کسی شخص کو تیار کرو۔ چنانچہ انہوں نے انعام مقرر کیا جو اس کو مار ڈالے۔ ایک شخص ان میں ولد الزنا تھا جس کا نام

قدار تھا۔ سرخ رنگ سرخ بال والا اور آنکھیں گنجی تھی اس نے وعدہ کیا جب اونٹنی پانی پینے کے لیے گئی تو یہ بھی اس گھاٹ میں بیٹھ گیا۔ جب وہ واپس آئے تو اس نے تلوار سے وار کیا وہ پہلو کے بل گر پڑی اور وہ تڑپنے لگی جب اس کے بچہ نے اپنی ماں کو تڑپتے ہوئے دیکھا تو وہ دوڑ کر پہاڑ پر چڑھ گیا اور آسمان کی طرف منہ کرکے فریاد کرنے لگا۔ خدا نے ان پر عذاب نازل کیا اور یہ عذاب چہار شنبہ روز نازل ہوا۔

ان لوگوں نے اس کا گوشت ٹکڑے ٹکڑے کرکے کھا لیا خداوند عالم نے فرمایا کہ تین روز بعد ان پر عذاب آئے گا۔ چنانچہ وہ جب پہلی صبح اٹھے تو ان کے چہرے زرد تھے دوسری صبح کو سرخ ہو گئے اور تیسری صبح کو سیاہ ہو گئے اور پھر نصف شب میں ایک نعرہ کی آواز آئی کہ جس سے کانوں کے پردے پھٹ گئے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور جگر پارہ پارہ ہو گئے اور جب صبح ہوئی تو اپنے گھروں میں مردہ پڑے تھے۔ پھر خدا نے آسمان سے ایک آگ بھیجی اس نے جلا کر خاکستر کر دیا اور وہ سب راکھ کا ڈھیر بن گئے۔

حضرت صالح اپنے ساتھیوں کو لے کر مکہ چلے گئے اور وہیں رہے ان کی قبر نجف اشرف میں ہے یا بقولے کعبہ کے غرب میں ہے۔ (۴)

حضرت صالح کی عمر اور ان کا مدفن

حضرت صالح کی عمر میں اختلاف ہے۔ کوئی ۵۸ سال کوئی ۸۵ سال کوئی ۱۸۰ سال کوئی ۲۰۰ سال کوئی ۲۵۸ سال کوئی ۲۶۰ سال اور کوئی ۲۸۰ سال کہتا ہے' میرے نزدیک قول اخیر صحیح ہے۔

اسی طرح آپ کے مدفن میں بھی اختلاف ہے۔ عام مورخین کا خیال ہے کہ آپ کا انتقال مکہ معظمہ میں ہوا ہے اور آپ وہیں رکن و مقام کے درمیان دفن کئے گئے ہیں۔ لیکن آئمہ اہل بیت علیہم السلام کی معتبر روایات سے واضح ہوتا ہے کہ آپ کی قبر نجف اشرف (عراق) میں ہے۔ بروایت حضرت علی علیہ السلام نے بھی اپنی آخری وصیت میں حضرت امام حسن علیہ السلام سے فرمایا تھا کہ مجھے حضرت ہود کی قبر کے نزدیک اس قبر میں دفن کرنا جو حضرت نوح کی بنائی ہوئی ہے۔

حضرت صالح اور حضرت علی کے واقعات میں توافق

کتب احادیث و تواریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صالح علیہ السلام اور حضرت علی علیہ السلام کے حالات بہت زیادہ ملتے جلتے ہیں۔ احادیث فضائل میں بھی ان دونوں کا تذکرہ اکثر مقامات پر ایک ہی سلسلہ میں ملتا ہے۔ مثلاً" ملاحظہ ہو۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اے علی

Presented by www.ziyaraat.net/

گذشتہ لوگوں میں شقی ترین مردم کون ہے؟ حضرت نے عرض کی۔ "ناقہ صالح" کو پے کرنے والا۔ پھر آپ نے پوچھا۔ اب سے آیندہ لوگوں میں شقی ترین کون ہو گا عرض کی خدا اور اس کے رسولؐ کو بہتر علم ہے' فرمایا وہ وہ ہے جو تیرے سر پر ضرب لگائے گا اور تیری داڑھی کو سر کے خون سے تر کرے گا۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک دن حضرت رسول کریمؐ حضرت علی کا ہاتھ پکڑے ہوئے باہر تشریف لائے اور سب کو مخاطب کرکے فرمایا کہ اے گروہ انصار۔ اے گروہ فرزندان بنی ہاشم۔ اے گروہ فرزندان عبدالمطلب' ا! سنو! میں رسول خدا ہوں۔ میری پیدائش طینت رحمت باری سے ہوئی ہے اور میرے ساتھ میرے اہل بیت' علی وغیرہ اور حمزہ۔ جعفر بھی پیدا ہوئے ہیں۔ یہ سن کر ایک صحابی بولا کہ اے حضرت یہ لوگ بھی قیامت میں آپ کے ساتھ سوار ہو کر عرصہ محشر میں نکلیں گے۔ حضرت نے فرمایا کہ سن قیامت میں چار افراد سواری پر ہوں گے۔ (۱) میں براق پر سوار ہوں گا۔ (۲) فاطمہ میرے ناقہ غضباء پر سوار ہوں گی۔ (۳) برادرم صالح اس ناقہ پر سوار ہوں گے جو ان کے عہد میں خدا کی نشانی تھا اور پے کر دیا گیا تھا۔ (۴) برادرم علی بن ابی طالب اس ناقے پر سوار ہوں گے جو خصوصی طور پر ان کے لیے جنت سے لایا جائے گا۔ جس کی مہار یاقوت کی ہو گی۔ وہ جنت کے حلہ سبز سے آراستہ ہوں گے اور جنت و دوزخ کے درمیان بیٹھ کر (احکام صادر کریں گے) یہ وہ وقت ہو گا جب لوگ اپنی گردن تک اپنے پسینوں میں غرق ہوں گے۔ لوگ علی کی شان دیکھیں گے تو کہیں گے یہ تو نبی مرسل یا ملک مقرب معلوم ہوتا ہے۔ اس وقت نقیب خداوندی منادی کرے گا یہ نہ ملک مقرب ہے اور نہ نبی مرسل ہے۔ بلکہ حضرت رسول خدا کے دنیا و آخرت میں بھائی ہیں۔ ان کا نام علی بن ابی طالب ہے۔ (حیات القلوب جلد۱ ص۸۴) ان روایات سے حضرت صالح اور حضرت علی میں علاقہ کا پتہ چلتا ہے۔ مزید ملاحظہ ہو۔

(۱) ناقہ صالح خدا کی ایک نشانی تھا۔ حضرت علی بھی آیت اللہ تھے۔ جیسا کہ خود آپ کا ارشاد ہے۔ **انا ایۃ اللہ** (۲) ناقہ صالح پتھر سے پیدا ہوا تھا۔ حضرت علی خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے جو پتھر کا بنا ہوا ہے۔ (۳) ناقہ صالح کے دودھ سے لوگ سیرو سیراب ہوتے تھے۔ حضرت علی کے چشمہ علم سے تمام لوگ سیراب ہوا کرتے تھے۔ (۴) ناقہ صالح کو پے کیا گیا۔ حضرت علی کو شہید کیا گیا۔ (۵) ناقہ صالح کو پے کرنے والا "قدار" زنا زادہ تھا۔ حضرت علی کو شہید کرنے والا ابن ملجم زنازادہ تھا۔ (۶) قدار پستہ اور طوطا چشم تھا۔ حضرت علی کو شہید کرنے والا عبدالرحمٰن بن ملجم پستہ قد اور طوطا چشم تھا۔ (۷) ناقہ صالح کو پے کرنے والا بزبان رسول بدترین خلائق تھا۔ حضرت علی کو شہید کرنے والا بزبان رسولؐ بدترین خلائق تھا۔ (۸) ناقہ صالح کو قطام نامی عورت کے ذریعہ سے پے کیا گیا حضرت علی کو قطام نامی عورت کے ذریعہ سے شہید کیا گیا۔ (۹) ناقہ صالح کو پے کرنے والے قدار کی معشوقہ قطام تھی۔ حضرت علی کو شہید کرنے والے ابن ملجم کی معشوقہ کا نام بھی قطام تھا۔ (۱۰) حضرت صالح کے ناقے کے بعد اس کا بچہ بھی قتل کیا گیا۔ حضرت علی کی شہادت کے بعد ان

کے بچے محسن امام حسن و امام حسین شہید کئے گئے۔ (۱۱) ناقے کے پے کئے جانے کے بعد عذاب نازل ہوا۔ حضرت علی کی شہادت کے بعد ظہور حضرت قائم آل محمدؐ دشمنوں کے لیے عذاب ہو گا۔ (۱۲) حضرت صالح کی قبر نجف اشرف عراق میں ہے۔ حضرت علی کی قبر نجف اشرف (عراق) میں ہے۔ (۱۳) حضرت صالح حشر کے دن اپنے عہد کے پے شدہ ناقے پر سوار ہوں گے۔ حضرت علی ناقہ جنت پر سوار ہو کر برآمد ہوں گے۔ (۱۴) حضرت صالح کا ناقہ بادشاہ وقت (غنیزہ) کی سازش سے پے کیا گیا۔ حضرت علی بادشاہ وقت (امیر معاویہ) کی سازش سے شہید کئے گئے۔ (۳)

حضرت امام حسن سے ایک سوال

اسی سلسلہ میں یہ بھی عرض ہے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ وہ کونسی ایسی مخلوق ہے جو بطن مادر سے نہیں پیدا ہوئی۔ آپ نے فرمایا وہ سات ہیں۔ (۱) حضرت آدم (۲) حضرت حوا (۳) ناقہ صالح (۴) گوسفند ابراہیم (۵) مار بہشت (۶) کلاغ (کوا) ہابیل قابیل (۷) شیطان (حیاتِ القلوب جلد۱ ص۸۴)

قاتل حضرت علی بدبخت ترین آدمی

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے علی! کیا تم جانتے ہو کہ پہلے لوگوں میں بدبخت ترین انسان کون تھا؟ میں نے عرض کیا۔ اونٹنی کی کوچیں کاٹنے والا۔ فرمایا آخری لوگوں میں بدبخت ترین آدمی کون ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا! یہ وہ شخص ہو گا جو تجھے اس جگہ پر ضرب لگائے گا۔ آپ نے حضرت علی کے سر کی طرف اشارہ فرمایا اور اس سر سے یہ بھیگ جائے گی۔ آپ نے حضرت علی کی ریش مبارک کو پکڑا۔

تاریخ بغداد جلد۱ ص۱۳۵۔ مجمع الزوائد جلد۹ ص۱۳۶ سطر۲۱۔ صواعق محرقہ ص۱۲۴ سطر۷۔ الریاض النضرہ جلد ۲ ص۲۴۸۔ تاریخ طبری جلد۶ ص۸۵۔ البدایہ جلد۷ ص۳۲۵۔ فتح الباری جلد۲ ص۶۰۔ الاستیعاب جلد۲ ص۶۰۔ تاریخ کامل جلد۳ ص۱۶۹۔ کنز العمال جلد۶ ص۳۹۸ حدیث ۶۰۶۶ الاتحاف ص۱۵۵۔ المستدرک جلد۳ ص۱۴۰ سطر۱۷۔ خصائص کبریٰ جلد۱ ص۱۲۴۔ منتخب کنز العمال جلد۵ ص۵۸۔ اسعاف الراغبین ص۱۷۷۔ تلخیص المستدرک جلد۳ ص۱۴۰ سطر آخر۔ طبقات ابن سعد جلد۳ ص۳۵۔ الامامت و السیاست جلد۱ ص۱۶۲۔ اسد الغابہ جلد۴ ص۳۴۔ ذخائر العقبیٰ ص۱۱۵۔ نور الابصار ص۹۸۔ ینابیع المودت ص۱۸۲ سطر۱۹۔ شرح حدیدی جلد۲ ص۵۹۰۔ الکاف الشاف ص۶۵۔ حیاۃ الحیوان جلد۱

Presented by www.ziyaraat.net/

ص۵۷۔ انوار محمدیہ ص۴۸۵۔ ارجح المطالب ص۷۹۸۔ نہایت الارب جلد ۵ ص۱۹۳۔ الفصول المہم ص۱۱۳۔ البداء و التاریخ جلد ۵ ص۶۱۔ سیرت دحلانیہ جلد ۳ ص۱۸۹۔ الاصابہ جلد ۳ ص۹۹۔ مقاصد الطالب ص۱۱۔ نہایت الارب جلد ۲ ص۱۹۰۔ عقد الفرید جلد ۲ ص۲۱۰۔ سیرت ابن ہشام جلد ۲ ص۲۳۶۔ خصائص نسائی ص۱۳۹۔ امتاع الاسماع ص۵۵۔ مسند حنبل جلد ۴ ص۲۶۳۔ الکنی والسماء جلد ۲ ص۱۶۳۔ دلائل النبوت ص۴۸۴۔ عیون الاثر جلد ۱ ص۲۲۶۔ رغبتہ الدلائل جلد ۷ ص۱۸۰۔ فتح الباری جلد ۷ ص۵۸

حضرت ابراہیم علیہ السلام

ابراہیم بن تارخ بن ناحور بن اشرع بن ارعو بن قاغ بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام۔

حضرت ابراہیم پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے ختنہ کا حکم جاری کیا اور مہمان نوازی کی ابتداء کی اور مونچھوں کو تراشا اور سب سے پہلے اس کی داڑھی سفید ہوئی اور ناخن تراشے اور مسواک کی اور بالوں میں کنگھی کی اور کلی اور ناک کو پانی سے صاف کیا اور پانی سے استنجا کیا اور ایک سو پچاس سال کے ہو کر بھی جوان رہے۔ کیونکہ لوگ کہتے تھے کہ یہ بوڑھا اور بوڑھی بچہ پیدا کرنے کے لائق نہیں اسحاق کو کہیں سے اٹھا لیا ہے۔ اس لیے خدا نے ان کو جوان رکھا اور اسحاق بالکل اپنے باپ کی شکل پر تھے۔ ان کا سینہ چوڑا اور پیشانی بلند تھی۔ اور ماہ ذوالحجہ کی پہلی تاریخ کو پیدا ہوئے۔

تارخ اپنی اولاد اور رشتہ داروں کو لے کر زمین حران میں آباد ہوئے اور وہیں ان کا انتقال ہوا۔ حضرت نوح اور حضرت ابراہیم کے درمیان دو ہزار چالیس سال کا فاصلہ تھا۔

حضرت ابراہیم کے باپ کی وفات کے بعد ان کے چچا آذر نے ان کی نگرانی کی اسی لیے وہ ان کو باپ کہتے تھے۔ اور چچا کو باپ کہنا عام محاورہ ہے۔ اور اب بھی عرب میں ہے۔

حضرت ابراہیم کو خدا نے خلیل قرار دیا آپ لوگوں کو نماز پڑھنے کا حکم دیتے تھے اور شب و روز لوگوں کو تبلیغ کرتے تھے اور مہمان نوازی بہت کرتے تھے جب کوئی مہمان نہ ہوتا تھا کھانا نہ کھاتے مہمانوں کو ڈھونڈنے چلے جاتے اور پدر مہمانان مشہور تھے۔ اور بہت زمین پر سجدہ کرتے تھے۔ آپ کے لیے خدا نے ریت کو آٹا بنا دیا۔ جب گھر میں کچھ نہ تھا تو بوری لے کر نکلے اور جب کچھ کھانے کو نہ ملا۔ تو بوری میں ریت بھر کے گھر لے آئے تاکہ بی بی سائرہ کو یہ خیال پیدا نہ ہو کہ کچھ نہیں لائے۔ جب بی بی سارہ نے بوری کو کھولا تو بہترین آٹا تھا۔ انہوں نے روٹیاں پکائیں تو نہایت لذیذ تھیں۔

جو لوگ کہتے ہیں کہ ابراہیم نے تیشہ سے ختنہ کیا یہ غلط ہے۔ ابراہیم ختنہ شدہ پیدا ہوئے اور تمام پیغمبران د

امام کو جب ساتواں روز پیدائش کا ہوتا ہے تو ان کی ناف خود گر جاتی ہے اور ختنہ خود ہو جاتا ہے۔

حضرت ابراہیم جب سفر سے واپس آتے تھے تو اپنے اہل و عیال کے لیے ضرور کچھ نہ کچھ لے کر آتے تھے اسی لیے مسلمانوں کے لیے یہ سنت اور باعث برکت ہے۔ کہ جب گھر میں واپس آئیں تو اپنے اہل و عیال کے لیے کچھ لے کر آیا کریں تاکہ خدا ان کے گھروں میں برکت عطا فرمائے۔

حضرت ابراہیم کو پہلے خدا نے عبد خاص بنایا پھر نبی بنایا پھر رسول بنایا پھر امام بنایا۔ یہ مرتبہ عظمیٰ ایسا بھایا کہ اپنے بعد بھی اپنی اولاد کے لیے امامت کی دعا کی۔

حضرت ابراہیم جس زمانہ میں پیدا ہوئے وہ زمانہ نمرود بن کنعان کا تھا۔ حضرت ابراہیم کا چچا آذر اس کا مشیر خاص اور منجم تھا۔ نمرود اس کے مشورہ کے بغیر کوئی کام نہ کرتا تھا اور وہ بذریعہ نجوم اس کو مشورے دیتا تھا۔ اور آذر بت بناتا اور فروخت کرتا تھا۔

ایک مرتبہ آذر نے نمرود سے کہا میں بذریعہ نجوم دیکھتا ہوں کہ تیری بادشاہی میں ایک بچہ پیدا ہو گا وہ تیری بادشاہی اور تیری ہلاکت کا باعث ہو گا۔ نمرود نے یہ سن کر حکم دیا کہ میری بادشاہی میں کوئی مرد اپنی عورت کے پاس نہ جائے اور جو حاملہ ہے اس کا حمل گرا دیا جائے اور جو بچہ پیدا ہو اس کو قتل کر دیا جائے۔ یہ حکم عام ہو گیا۔ اسی زمانہ میں مادر ابراہیم حاملہ تھیں اور بچہ پیدا ہونے والا تھا۔ انہوں نے وقت وضع حمل ایک غار میں پناہ لی اور اس پہاڑ کے غار میں ابراہیم پیدا ہوئے بی بی نے غار کا منہ پتھر سے بند کر دیا اور اپنے بچہ کو دودھ پلانے جایا کرتی تھیں۔ جب اس کی خبر آذر کو ہوئی جو ابراہیم کا چچا تھا تو اس نے بی بی کو وہاں جانے سے روک دیا۔ اور کہا نمرود تمام خاندان کو برباد کر دے گا۔ کیونکہ اس کے حکم کے خلاف یہ بچہ پیدا ہوا ہے۔ بی بی نے وہاں جانا ترک کر دیا۔ خداوند کریم نے ابراہیم کی چھوٹی انگلی میں دودھ پیدا کر دیا اور وہ اپنے ہاتھ کو اٹھا کر انگلی چوستے تھے۔ اس سے اتنا دودھ نکلتا تھا کہ وہ شکم سیر ہو جاتے تھے اور اس کی اتنی تاثیر تھی کہ بچہ ایک ماہ میں جتنا بڑھتا ہے وہ ایک ہفتہ میں اتنا بڑھتے تھے۔

جب آذر نے کہا اس کو قتل کر دو تو بی بی نے کہا کہ کوئی بھی اپنی اولاد کو قتل کرتا ہے میں اس کو غار میں چھپائے دیتی ہوں اس کے بعد بی بی چھپ چھپ کر غار میں جاتی تھیں اور دودھ بھی پلا آتی تھیں ایک روز بی بی گئیں اور بچہ کو دیکھا کہ اب ماشاء اللہ بولتا ہے اور چلتا پھرتا ہے تو بہت خوش ہوئیں۔ جب غار سے واپس آنے لگیں تو بچہ نے اپنی ماں کا دامن پکڑ لیا اور کہا کہ مجھے ساتھ لے چلو۔ بی بی نے کہا میں تمہارے چچا سے دریافت کر لوں۔ جب وہ اجازت دیں گے تو ہمراہ لے جاؤں گی۔ چنانچہ ابراہیم پوشیدہ ہی رہے۔ حتی کہ تیرہ سال کے ہو گئے ایک مرتبہ ان کی ماں آئیں اور اپنے بچہ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئیں۔ پھر ابراہیم نے عرض کی امی جان مجھے ساتھ لے چلو۔ مگر بی بی نے کہا کہ اگر تم میرے ساتھ باہر جاؤ گے تو نمرود قتل کر دے گا۔ اس لیے میں نہیں لے جا سکتی۔ چنانچہ وہ چلی گئیں ان کے جانے کے بعد ابراہیم خود باہر نکل

سبیل سکینہ سلام اللہ علیہا

Presented by www.ziyaraat.net/

آئے۔ اس وقت شام ہو چکی تھی اور ستارہ زہرا نکلا تو ابراہیم نے کہا یہ ہے میرا رب جب وہ ستارہ غروب ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں چھپ جانے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ پھر ماہتاب مشرق سے نکلا اس کو دیکھ کر کہا یہ ہے میرا رب۔ جب وہ بھی غروب ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں چھپ جانے والوں اور زائل ہو جانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ پھر جب صبح ہوئی اور آفتاب طلوع ہوا تو آپ نے کہا کیا یہ ہے میرا رب یہ تو بڑا ہے۔ جب وہ غروب ہو گیا تو آپ نے کہا کہ اگر خدا میری ہدایت نہ کرتا تو میں گمراہ ہو جاتا۔ پھر اپنی قوم کو کہنے لگے کہ اے قوم میں تم سے بیزار ہوں کہ تم خدا کے شریک بناتے ہو۔ میرا خدا وہ ہے جس نے آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے میں ہرگز شریک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔

جب ابراہیم باہر آ گئے تو ان کی ماں انہیں گھر لے گئیں۔ اور اپنے دوسرے بچوں کے ساتھ ان کو بھی کر دیا۔ جب آذر نے ابراہیم کو دیکھا تو کہنے لگا یہ کون ہے کہ نمرود کی بادشاہی میں زندہ ہے مادر ابراہیم نے کہا کہ میرا بچہ ہے سن کر آذر نے کہا کہ اگر بادشاہ کو پتہ لگ گیا تو وہ اس کو قتل کر دے گا۔ مادر ابراہیم نے کہا جب اس کو خبر ہو گی تو دیکھا جائے گا۔

آذر بت بنایا کرتا تھا اور اپنے لڑکوں کو دے دیتا کہ وہ بازار میں بیچ دیا کریں۔ جب ابراہیم کو وہ دیکھتا تھا۔ تو اس کے دل میں ابراہیم کی الفت اور محبت پیدا ہوتی تھی چنانچہ ابراہیم کو بھی اس نے بت دیے کہ بیچ آئیں۔ ابراہیم نے بت کی گردن میں رسی باندھ کر گھسیٹنا شروع کر دیا' اور اسی طرح بازار میں گھسیٹتے رہے اور کہتے تھے کہ نقصان پہنچاتے ہیں نہ فائدہ اور پانی میں ڈال کر کہتے تھے' او بت پانی پی لے اور بات کر یعنی ابراہیم ان بتوں کی بہت توہین کرتے تھے۔ ان کے بھائیوں نے آذر سے کہا کہ ابراہیم ہمارے بتوں کے ساتھ اس طرح زیادتی کرتا ہے۔ آذر نے یہ سن کر ابراہیم کو ایک مکان میں بند کر دیا اور اس کو باہر نکلنے سے روک دیا۔ ایک مرتبہ عید کے دن سب لوگ بادشاہ کے ساتھ عیدگاہ میں چلے گئے۔ مگر ابراہیم نہ گئے اور آپ نے فرمایا کہ میں بیمار ہوں یعنی تم لوگوں کی گمراہی سے دل غمگین ہے اور بت خانہ ان کے سپرد کر دیا گیا' جب سب چلے گئے ابراہیم نے کچھ کھانا کھا لیا اور بت خانہ میں داخل ہوئے اور اپنے ہمراہ ایک تیشہ بھی لے لیا۔ وہاں جا کر آپ نے ایک ایک بت کے سامنے کھانا رکھا اور کہا کہ کھانا کھا اور ہم سے باتیں کر جب وہ جواب نہ دیتے تو تیشہ سے اس کا سر کاٹ دیتے اور ہاتھ بھی قطع کر دیتے یہاں تک کہ سب بتوں کے ساتھ اسی طرح کیا اور ایک بڑے بت کے پاس آ کر جو درمیان میں تھا تیشہ اس کی گردن میں لٹکایا جب وہ لوگ واپس آئے انہوں نے بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے دیکھا اور کہنے لگے کہ یہاں ایک جوان رہتا ہے جس کو ابراہیم کہتے ہیں۔ وہ ہمارے خداؤں کو برا کہتا ہے۔ اسی نے یہ کام کیا ہے۔ چنانچہ ابراہیم کو پکڑ لیا اور نمرود کے پاس لے گئے اور کہا کہ اس نے ہمارے بت توڑے ہیں۔ نمرود نے آذر کو بلا لیا اور کہا کہ تم نے ہمیں دھوکا دیا ہے اور اس کو ہم سے پوشیدہ رکھا ہے کہ اب یہ جوان ہو گیا ہے آذر نے کہا کہ

یہ کام اس کی ماں کا ہے۔ وہ کہتی ہے کہ میں نمرود کو جواب دے لوں گی۔ نمرود نے ان کی ماں کو بلایا اور پوچھا کہ تو نے اس بچہ کو کیوں ہم سے چھپایا' اور آج یہ جوان ہو گیا اور ہمارے خداؤں کے ساتھ برا سلوک کرتا ہے۔

مادر ابراہیم نے کہا کہ اے بادشاہ میں نے اس لیے چھپایا اور زندہ رکھا کہ لوگوں کے بچے قتل ہونے سے بچ جائیں اور تیری رعیت کم نہ ہو جائے کیونکہ نجومیوں نے جو بتایا ہے کہ ایک بچہ پیدا ہو گا۔ وہ تیری بادشاہی کو برباد کرے گا۔ اگر وہ بچہ یہی بچہ ہے تو اس کو ہلاک کر دیا جائے گا اور باقی بچے بچ جائیں گے اور اگر یہ نہیں ہے تو میرا بچہ بچ جائے گا۔ اس نے بی بی کی بات کو پسند کیا۔ اور اس نے ابراہیم سے کہا کہ ہمارے خداؤں کے ساتھ کس نے یہ برا کام کیا ہے کیا تو نے کیا ہے؟ ابراہیم نے کہا ان کے بڑے نے کیا ہے۔ اگر وہ بولتے ہیں تو تم ان سے دریافت کر لو۔ نمرود نے یہ جواب سن کر اپنے مشیروں سے دریافت کیا ابراہیم کے لیے کیا سزا ہونی چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ اس کو آگ میں جلا دینا چاہیے۔

چنانچہ ابراہیم کو قید کر لیا اور ان کے جلانے کے لیے لکڑیاں جمع ہونے لگیں تمام رعایا نے لکڑیاں جمع کیں' اس قدر انبار ہو گیا کہ جب اس میں آگ لگائی گئی تو اس کے اطراف تین میل پرندے پرواز نہیں کر سکتے تھے۔ نمرود نے ایک اونچی جگہ اپنے لیے بنوائی کہ وہاں بیٹھ کر ابراہیم کا تماشہ دیکھے چنانچہ ابراہیم کو بذریعہ منجنیق آگ میں ڈالا گیا جس کو اردو میں گوپھن کہتے ہیں اور ابراہیم آگ کی طرف چلے تو زمین و آسمان میں ہیجان پیدا ہو گیا زمین نے عرض کی پروردگارا زمین تیری پر اس کے سوا تیری عبادت کرنے والا کون ہے اور وہ بھی آگ میں جلایا جا رہا ہے اور فرشتوں نے تسبیح چھوڑ دی اور عرض کی پروردگارا تیرا خلیل ابراہیم آگ میں ڈالا جا رہا ہے اس وقت خدا نے جواب دیا کہ اگر ابراہیم ہم سے مدد مانگے گا تو ہم اس کی مدد کریں گے جبرائیل نے عرض کی کہ خدا اگر اجازت دے تو ابراہیم کی مدد کے لیے جاؤں خدا نے اجازت دے دی جبرئیل آئے اور ابراہیم سے کہا کہ کیا میری مدد کی ضرورت ہے۔ ابراہیم نے کہا کہ مدد کی ضرورت تو ہے مگر تم سے نہیں اپنے خدا سے ہے۔ چنانچہ خدا نے حکم دیا کہ سرد ہو جا آگ ٹھنڈی ہو گئی اور اتنی سردی ہوئی کہ ابراہیم کے دانت بجنے لگے پھر خدا نے فرمایا کہ سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہو۔ چنانچہ نہایت سلامتی کے ٹھنڈی ہوئی گل و لالہ پیدا ہو گئے ایک چمن بن گئی پھول کھلنے لگے خوشبوئیں آنے لگیں وہ جگہ سبزہ زار ہو گئی اور جبرئیل ان کے پاس آ کر بیٹھ گئے باتیں کرنے لگے جب آگ بھڑک رہی تھی تو چھپکلی آگ میں پھونکیں مارتی تھی اور مینڈک پانی لا کر آگ بجھاتا تھا۔ یہ روز چہار شنبہ تھا۔ جب ابراہیم کو آگ میں ڈالا گیا۔ اور جب گلزار ہوئی تو یہ تو روز تھا جب وہ آگ گلزار بن گئی اور نمرود نے یہ حال دیکھا تو کہنے لگا خدا تو ایسا ہونا چاہیے جیسا ابراہیم کا خدا ہے۔ اسی وقت ایک شخص اصحاب نمرود میں سے کہنے لگا کہ میں نے آگ کو قسم دی تھی کہ ابراہیم کو نہ جلانا۔ یہ کہا ہی تھا کہ آسمان سے ایک شعلہ آیا اور اس کو جلا کر

Presented by www.ziyaraat.net/

خاک کر گیا۔ نمرود نے آذر کو بلا کر کہا یہ لڑکا کس قدر بزرگ ہے۔

نمرود نے ابراہیم کو اپنے دربار میں بلایا اور یوں گفتگو کی اے ابراہیم تیرا خدا کون ہے۔ ابراہیم نے فرمایا کہ میرا خدا وہ ہے جو مارتا ہے اور زندہ کرتا ہے۔ نمرود نے کہا میں مارتا ہوں میں زندہ کرتا ہوں۔ ابراہیم نے کس طرح کرتا ہے۔ اس نے دو آدمی بلائے جن کا قتل کسی سزا میں واجب تھا۔ ایک کو چھوڑ دیا اور ایک کو قتل کر دیا۔ ابراہیم نے کہا کہ جس کو قتل کیا ہے اس کو زندہ کر اور پھر یوں فرمایا کہ میرا خدا وہ ہے جو آفتاب کو مشرق سے نکالتا ہے تو مغرب سے نکال دے یہ سن کر وہ مبہوت ہو گیا۔ یعنی اس سے جواب نہ بن آیا۔ جب نمرود نے دیکھا کہ ابراہیم اپنی تبلیغ سے باز نہیں آتے تو اس نے کہا اے ابراہیم! تم اپنے خدا سے کہو کہ مجھ سے جنگ کرے اور میرے لشکر سے مقابلہ کرے حضرت ابراہیم نے خدا سے عرض کی کہ نمرود جنگ کرنا چاہتاہے۔ خدا نے ابراہیم سے کہا کہ کہہ دو نمرود اپنا لشکر جمع کرے۔ چنانچہ نمرود نے لشکر جمع کرنا شروع کر دیا۔ اور چھ ماہ اس کی تیاری کی۔ جب تمام انتظامات کر چکا تو ابراہیم سے کہا کہ اپنے خدا سے کہو لشکر لے کر آئے اور ہمارے لشکر سے مقابلہ کرے۔ اس کا لشکر میدان میں پہنچ گیا ہزاروں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں تھا اور تلواروں اور نیزوں اور تیر کمانوں کو لیے ہوئے کھڑا ہو گیا۔ نمرود نے کہا کہ جلدی اپنے خدا کا لشکر بلاؤ حضرت نے فرمایا گھبراؤ نہیں ابھی لشکر آتا ہے۔ ایک طرف سے ایک سیاہ ابر اٹھا اور چلتا آیا۔ یہاں تک کہ جب لشکر نمرود کے سروں پر پہنچا تو کیا دیکھا کہ بے شمار مچھر ہی مچھر ہیں ایک ایک سپاہی سے ہزاروں مچھر لپٹ گئے۔ ڈھال بھی بیکار تیر کمان بھی بیکار اور نیزے بھی بیکار مچھروں نے سپاہیوں کا خون چوسنا شروع کر دیا اور مچھروں نے نمرود کے لشکر کا خاتمہ کر دیا۔ ایک مچھر ذرا پیچھے رہ گیا تھا۔ خدا نے اس کو نمرود پر مسلط کر دیا اور وہ اس کی ناک کے ذریعہ دماغ میں داخل ہو گیا اور کاٹنا شروع کر دیا۔ نمرود کو سخت تکلیف ہوتی تھی اور جب تک اس کے سر پر کوئی چوٹ نہ لگائی جائے آرام نہیں آتا تھا۔ چنانچہ اس کے سر پر روزانہ جوتیاں لگائی جاتی تھیں۔ اور چالیس سال تک یہی حال رہا۔ بالآخر اسی عذاب سے مر گیا۔

حضرت ابراہیم کوفہ کے ایک شہر ثاربا میں پیدا ہوئے تھے اور وہیں پلے بڑھے اور زمین بابل میں قیام رہا۔ جب بی بی سائرہ سے نکاح ہوا تو بی بی نے تمام اپنا مال حضرت ابراہیم کو دے دیا وہ نہایت مالدار تھیں اور ان کے پاس گلہ گوسفند نہایت زائد تعداد میں تھے۔ حضرت ابراہیم نے اپنی محنت اور کوشش اور تربیت سے اس میں اور بھی اضافہ کر لیا۔ اور آپ اس قدر مالدار اور آپ کا گلہ گوسفند اتنا ہو گیا کہ وثاربا کی زمین میں ان سے بہتر کوئی نہ تھا۔ قحط سالی کی وجہ سے آپ وہاں سے مصر کی طرف روانہ ہوئے۔ اور آپ کا ارادہ بیت المقدس جانے کا تھا۔

حضرت ابراہیم و حضرت لوط اپنے اہل وعیال کو لے کر روانہ ہوئے آپ نے ایک صندوق بنوایا جس میں بی بی سائرہ کو بٹھایا اپنا تمام مال اور گلہ اپنے ساتھ لیا اور جب اس زمین سے گزرے جہاں ایک قبط کا تسلط تھا تو اس کے کارندوں نے حضرت کو روک لیا۔ اور کہا کہ آپ ہمارے بادشاہ کی زمین میں سے نہیں گزر سکتے۔ جب تک بادشاہ کا حصہ اس میں سے ادا نہ کریں اور انہوں نے تمام مال دیکھنا شروع کیا اور بادشاہ کا حصہ جدا کرنے لگے۔ یہاں تک کہ صندوق کے پاس پہنچے جس میں بی بی سائرہ بیٹھی تھیں۔ آپ نے فرمایا کہ آپ اس کے نزدیک نہیں جا سکتے۔ جب تک میری جان باقی ہے انہوں نے بادشاہ کو خبر کی اور بادشاہ نے ابراہیم کو طلب کیا۔ جب آپ وہاں پہنچے تو اس نے صندوق کا پردہ ہٹایا دیکھا کہ ایک حسین و جمیل عورت بیٹھی ہے۔ اس نے ارادہ کیا کہ ہاتھ بڑھائے جناب ابراہیم نے خدا سے دعا کی اور اس کا ہاتھ خشک ہو گیا۔ اس نے پوچھا یہ کون ہے۔ آپ نے کہا کہ میری خالہ کی لڑکی ہے میری بہن ہے۔ اس نے کہا کہ آپ دعا کریں کہ میرا ہاتھ درست ہو جائے آپ سے معافی چاہتا ہوں آپ نے دعا کی اور اس کا ہاتھ درست ہو گیا۔ اس نے حضرت ابراہیم کی بزرگی سے متاثر ہو کر اپنی لڑکی ہاجرہ آپ کو دے دی۔ یہ آپ کی بہن کی خدمت کرتی رہے گی اور وہ بادشاہ آپ کو دور تک پہنچانے گیا اور کچھ مال و متاع بھی دیا۔

آپ روانہ ہو کر شامات کے اوپر کے حصہ میں فروکش ہوئے اور جناب لوط کو نیچے کے حصہ میں اتار دیا۔ چنانچہ آپ اسی علاقہ میں آباد ہو گئے۔ آپ اور بی بی سائرہ برابر اولاد کی دعائیں کرتے اولاد کی بے حد تمنا تھی۔ مگر آپ کی عمر ستر سال سے زیادہ ہو چکی تھی لیکن اولاد نہیں تھی بی بی سائرہ نے کہا آپ ہاجرہ سے نکاح کر لیں تاکہ اولاد پیدا ہو اور نسل باقی رہے۔ چنانچہ آپ نے نکاح کر لیا اور اللہ تعالیٰ نے بی بی ہاجرہ کو فرزند عطا فرمایا۔ جس کا نام اسمٰعیل رکھا گیا۔

جب اسماعیل تیرہ سال کے ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے بی بی سائرہ کو بھی اولاد عطا کی اور ایک بچہ پیدا ہوا جس کا نام اسحاق رکھا۔ جب اسحاق کی دودھ بڑھائی ہو چکی تو بی بی سائرہ نے سوکن کی اولاد کو پسند نہ کیا اور یہ سوچ کر میرے بیٹے کے ساتھ دوسرے بچہ کی محبت اور پھر مال و دولت میں اس کی شرکت کیوں ہو۔ اپنے شوہر جناب ابراہیم سے کہا کہ ان کو الگ کر دیجئے اور کہیں دوسری جگہ پہنچا دیجئے خداوند عالم نے جناب

Presented by www.ziyaraat.net/

ابراہیم کو ہدایت فرمائی کہ ان کو لے کر حرم کعبہ میں پہنچا دو اور سارہ کی خواہش کو پورا کر دو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور خدا اس صورت حال میں کچھ اور ہی کرامات کا ظہور چاہتا تھا۔

حضرت ابراہیم اپنی زوجہ ہاجرہ اور اپنے بیٹے اسماعیل کو لے کر زمین مکہ پر وارد ہوئے۔ اور انہیں پانی کی مشک اور کچھ کھانے پینے کی چیزیں دے کر واپس تشریف لے گئے اور پھر برابر ان کی خبر گیری کے لیے آتے رہتے تھے۔ بی بی ہاجرہ اور اسماعیل کو جس وقت چھوڑ کر آنے لگے تو دعا کی اے پروردگار میں کچھ اپنی ذریت کو یہاں بے آب و گیاہ زمین پر تیرے گھر کے زیر سایہ چھوڑ کر جا رہا ہوں تو ان کی طرف لوگوں کے دلوں کو موڑ دے اور آپ جب تشریف لے گئے تو ایک مرتبہ پانی ختم ہو گیا۔ بی بی ہاجرہ پانی کی تلاش میں نکلیں کوہ صفا پر چڑھ کر دور دور پانی تلاش کیا مگر نہ ملا پھر کوہ صفا و مروہ کو دیکھا اس طرح سات مرتبہ ایک پہاڑی سے دوسری پہاڑی تک تلاش میں آپ سرگرداں رہیں اور آخر تھک گئیں ایک مرتبہ نظر پڑی تو دیکھا کہ اسماعیل کے قدموں سے ایک چشمہ جاری ہے نہایت صاف و شفاف شیریں پانی ہے دونوں نے خدا کا شکر کیا اور پرندے اس پانی کی طلب میں آنے لگے اور اس پر چکر لگانے لگے۔ ابراہیم نے جب دیکھا کہ پرندے چکر لگا رہے ہیں وہ سمجھے یہاں ضرور پانی ہے کیونکہ پانی کی عرب میں بہت کمی تھی جہاں پانی ہوتا سب اپنا مسکن بنا لیتے تھے قبیلہ جرہم وہاں آیا اور بی بی ہاجرہ سے اجازت لے کر وہاں قیام کیا اور حضرت اسماعیل اب جوان ہو چکے تھے ان کے برکات بھی اس قبیلہ نے دیکھے اس لیے انہوں نے خواہش ظاہر کی کہ اپنی بیٹی حضرت اسماعیل کے نکاح میں دے دیں۔ چنانچہ جناب اسمٰعیل کا نکاح ان کے قبیلہ میں ہو گیا اور وہ اسی جگہ آباد ہو گئے۔

حضرت ابراہیم جب آئے اور اپنے بیٹے اسماعیل کے اثرات و برکات ملاحظہ کئے تو خدا کا شکر بجا لائے اور اس نکاح پر بے حد خوشی کا اظہار کیا اور قبیلہ جرہم نے آپ کی بے حد تعظیم و تکریم کی۔ جب آخری مرتبہ آئے تو خدا نے حکم دیا کہ کعبہ کی دیواروں کو بلند کر کے اس کی تعمیر کو مکمل کرو۔ چنانچہ دونوں نے مل کر کعبہ کو تعمیر کیا اور بحکم خدا ایک آواز دی کہ لوگ اس کے حج کے لیے آئیں چنانچہ اطراف و جوانب سے لوگ آنے لگے اور خصوصاً" قبیلہ جرہم نے لبیک کہہ کر آپ کے حسب ہدایت مناسک حج ادا کئے۔ اور ان کے بعد دوسرے لوگ اور قبائل بھی ایمان لائے۔ ان میں قوم عمالیق بھی ایمان لائے۔

حضرت ابراہیم نے ایک مردہ کو دیکھا کہ آدھا دریا میں ہے اور آدھا باہر ہے۔ اور اس کو پانی کے جانور بھی کھا رہے ہیں اور باہر صحرا کے جانور کھا رہے ہیں اور وہ جانور بھی آپس میں ایک دوسرے کو کھا رہے ہیں۔ حضرت ابراہیم نے خدا سے عرض کی کہ اے پالنے والے تو مردہ کو کس طرح زندہ کرے گا۔ کیونکہ اس کے تمام اجزاء جدا جدا ہو گئے اور وہ جانوروں کے جسموں میں داخل ہو کر ان کا جزو بن گئے۔ خدا نے فرمایا کہ کیا تم ایمان نہیں لائے۔ عرض کی کہ ایمان تو لایا ہوں اپنی آنکھوں سے ان کے زندہ ہونے کی کیفیت دیکھنا

چاہتا ہوں تاکہ دل کو اطمینان حاصل ہو پس خدا نے حکم دیا کہ چار پرندے پکڑو اور ان کو اپنے پاس رکھو اور خوب پہچان لو پھر ان کو ذبح کر کے ان کا گوشت ریزہ ریزہ کر کے باہم ملا دو۔ پھر ان ریزوں کو دس پہاڑوں پر تھوڑا تھوڑا ڈال دو۔ اور ان کے سر اپنے پاس رکھو اور دانہ اور پانی بھی اپنے پاس رکھو پھر ان کو آواز دو یہ تمہارے پاس دوڑتے ہوئے آ جائیں گے۔

چنانچہ ابراہیم نے ایسا ہی کیا اور جب آواز دی تو ہر ایک کا گوشت جو ریزہ ریزہ تھا اور آپس میں مخلوط تھا الگ الگ ہوا اور پھر ہر ایک کا جزو اپنے ہی بدن میں شامل ہو کر پورا جسم بنا کر اڑتے ہوئے آئے اور اپنے سروں سے مل کر پرواز کرنے لگے اور پانی اور دانہ پینے اور کھانے لگے۔

واقعہ ذبح اسمٰعیل

جناب ابراہیم نے دعا کی کہ پروردگارا مجھے ایک صالح فرزند عطا فرما۔ چنانچہ خدا نے ان کی دعا قبول فرمائی اور ایک بردبار پسر عطا فرمایا یعنی اسمٰعیل شکم ہاجرہ سے پیدا ہوئے جب ان کی قربانی کا واقعہ خدا نے ذکر فرمایا" تو اس کے بعد خدا نے ارشاد فرمایا کہ ہم نے ابراہیم کو بشارت دی اسحاق پیغمبر کی جو صالح ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ پہلے اسمٰعیل پیدا ہوئے اور ان کے بعد اسحاق پیدا ہوئے اور قربانی کا واقعہ اسمٰعیل کے لیے ہے نہ کہ اسحاق کے لیے۔ حضرت ابراہیم نے خواب میں دیکھا کہ میں اپنے بیٹے کو ذبح کر رہا ہوں اور یہ خواب مشعر الحرام میں دیکھا اور سمجھ گئے کہ مجھے خدا کا حکم ہے کہ میں اپنے بیٹے کی قربانی دوں۔ چنانچہ انہوں نے اپنے بیٹے اسمٰعیل سے کہا کہ اے بیٹا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ تم سوچ سمجھ کر بتاؤ کہ تمہاری کیا رائے اور منشاء ہے؟ اسمٰعیل نے عرض کی کہ آپ کو جو حکم ہوا ہے اس پر عمل کیجئے۔ آپ انشاء اللہ مجھے صابروں میں پائیں گے۔ چنانچہ دونوں باپ بیٹا تیار ہو گئے اور بی بی ہاجرہ سے کہا کہ مجھے ایک چھری اور ایک رسی دے دو۔ چنانچہ دونوں روانہ ہو گئے۔ راستہ میں شیطان نے ابراہیم سے کہا کہ تم بڑھاپے میں کیا کر رہے ہو ایک بے گناہ بچے کو قتل کرتے ہو۔ ابراہیم نے جواب دیا کہ خدا کا حکم اسی طرح ہے جس کی میں فرمانبرداری کر رہا ہوں اور اپنے بیٹے کو اپنی قباء زمین پر بچھا کر لٹا دیا اور ہاتھ پاؤں رسی سے باندھ دیئے اور اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ لی۔ اور چھری لے کر اپنے بچے کے حلق پر رکھ کر آسمان کی طرف منہ کر کے پوری قوت سے چلا دی۔ جبرئیل نے چھری کو فورا" الٹا کر دیا۔ پھر ابراہیم نے چھری کو سیدھا کیا اور چلانے لگے مگر پھر الٹی ہو گئی۔ تیسری مرتبہ پھر سیدھا کر کے پھیرا۔ جبرئیل نے اسماعیل کو ہٹا کر دنبہ ان کی جگہ لٹا دیا۔ اور دنبہ ذبح ہو گیا۔ ابراہیم کو آواز آئی کہ اے ابراہیم! تم نے خواب کو سچا کر دکھایا۔ ہم اپنے نیک بندوں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔ یہ یقیناً" تمہارا امتحان تھا۔ جب

Presented by www.ziyaraat.net/

شیطان نے دونوں باپ بیٹوں کو مستقل مزاج پایا۔ تو وہ بی بی ہاجرہ کے پاس گیا اور کہنے لگا۔ کہ تمہارا شوہر تمہارے بیٹے کو ذبح کر رہا ہے۔ ہاجرہ نے کہا کہ کیوں ایسا کر رہے ہیں۔ کہنے لگا کہ ان کا خیال ہے کہ خدا نے حکم دیا ہے۔ بی بی ہاجرہ نے کہا کہ پھر کیا ہوا۔ وہ خدا کی اطاعت کر رہے ہیں' دور ہو جا تو شیطان ہے ان پر الزام لگاتا ہے۔ جب بی بی ہاجرہ کو اپنے بیٹے کی قربانی کی خبر ہوئی اور انہوں نے اسمٰعیل کی گردن پر چھری کا نشان دیکھا تو غمگین ہوئیں اور یہ خیال آیا کہ اگر دنبہ نہ آتا تو میرا بچہ ذبح ہو جاتا۔ اسی غم میں بیمار ہو گئیں اور اسی غم میں انتقال فرمایا۔

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دو ذبیحوں کی اولاد ہوں ایک اسمٰعیل اور دوسرے عبداللہ پسر عبدالمطلب کہ اس سے معلوم ہوا کہ واقعہ ذبح کا تعلق حضرت اسماعیل ہی سے ہے۔

حضرت ابراہیم کو اس واقعہ کے بعد یہ غم رہا کہ میں اپنے بیٹے کی قربانی نہ دے سکا۔ اور دنبہ اس کے بدلہ میں آگیا۔ اگر میں اسمٰعیل کو ذبح کر دیتا تو مجھے زیادہ مراتب حاصل ہوتے۔ خداوند عالم نے ابراہیم سے کہا کہ اے ابراہیم تمہیں اپنے بیٹے سے زیادہ محبت ہے یا محمد مصطفےٰ سے جو آخری نبی تمہاری اولاد میں سے ہوں گے انہوں نے کہا کہ محمد مصطفےٰ سے زیادہ محبت ہے۔ پھر خدا نے کہا تمہیں اپنے بیٹے کی قربانی سے زیادہ درد پہنچتا یا ان کے بیٹے کی قربانی سے۔ حضرت ابراہیم نے کہا ان کے بیٹے کی قربانی سے پس وحی ہوئی کہ اے ابراہیم محمد مصطفےٰ کا ایک بیٹا حسین ہو گا۔ جس کو ان کی امت کے ظالم لوگ قتل کر ڈالیں گے اور اس طرح ذبح کریں گے جس طرح قربانی کا دنبہ کیا جاتا ہے۔ یہ واقعہ سن کر ابراہیم کے دل میں بے حد درد و غم پیدا ہوا۔ خدا نے فرمایا کہ اے ابراہیم جو درد و غم تمہارے بیٹے اسمٰعیل کے ذبح سے تمہیں پہنچتا ہے وہ زیادہ ہوتا ہے یا یہ زیادہ ہے۔ ابراہیم نے کہا یہ درد و غم زیادہ ہے۔ محمد مصطفےٰ کے بیٹے حسین کو ذبح کیا گیا ہے۔ ابراہیم نے عرض کی کہ اے پروردگار یہ غم و درد بہت زیادہ ہے۔ پس خدا نے فرمایا کہ ہم نے اسمٰعیل کے غم کا بدلہ اس کے عظیم غم کے ذریعہ کر دیا اور تمہارے درجات بلند کر دیئے۔ اے ابراہیم! ہم نے تمہیں لوگوں کا امام بنا دیا۔ ابراہیم نے عرض کی پروردگارا یہ عہدہ اور درجہ امامت میری اولاد کو بھی نصیب ہو گا۔ خدا نے فرمایا کہ جو ظالم ہوں گے ان کو نہیں ملے گا۔

خداوند عالم نے ابراہیم کے لیے آسمانوں اور زمین کے تمام پردے ہٹا دیئے اور ملکوت سماوات و ارض ان کو دکھا دئے۔ اور خداوند عالم نے اس یادگار کو تمام مسلمانوں کے لیے قائم کر دیا کہ وہ قربانی دیا کریں۔

حضرت ابراہیم کی ملت کی دس چیزیں قیامت تک کے لیے جاری کر دی جائیں (۱) جسم کے بالوں کا صاف کرنا۔ (۲) ختنہ کرنا۔ (۳) ناخن کاٹنا (۴) غسل جنابت کرنا (۵) پانی سے استنجا کرنا۔ (۶) مونچھوں کو کترنا۔ (۷) داڑھی رکھنا۔ (۸) سر مونڈھنا (۹) مسواک کرنا۔ (۱۰) حلال کرنا۔

حضرت ابراہیم نے ایک فرشتہ کو دیکھا اور اس سے پوچھا کہ تم کون ہو اس نے عرض کی کہ میں ملک الموت

ہوں۔ حضرت نے فرمایا کہ تم مجھے اپنی وہ شکل دکھاؤ کہ جس حالت میں تم مومن کی روح قبض کرتے ہو اس نے کہا کہ ذرا اپنا منہ پھیر لیجئے۔ آپ نے منہ پھیر لیا اب جو دیکھا کہ ایک نہایت خوبصورت جوان ہے اور بہترین لباس پہنے ہوئے ہے اور بہترین خوشبو ہے آپ نے کہا کہ مومن جب اس شکل زیبا اور محبوب زین صورت کو دیکھے گا تو اس کے لیے اسی حسن و جمال کا دیکھنا کافی ہے۔

پھر آپ نے فرمایا کہ اب مجھے وہ صورت دکھاؤ جس صورت میں فاجروں کی روح قبض کرتے ہو۔ اس نے کہا ذرا منہ پھیر لو۔ اب جو نظر کی تو دیکھا کہ ایک سیاہ مرد ہے جس کے جسم کے تمام بال کھڑے ہوئے اور سخت بدبو ہے اور سیاہ لباس پہنے ہوئے اس کے منہ اور ناک کے نتھنوں سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں اور دھواں بلند ہو رہا ہے۔ یہ دیکھ کر حضرت نے کہا کہ اگر فاجر یہی صورت دیکھ لے تو ان کے عذاب کے لیے کافی ہے۔

حضرت ابراہیم نے ایک مرتبہ کچھ مہمانوں کی دعوت کی۔ ان میں ایک ایسا مرد بوڑھا تھا جس کے ہاتھ میں رعشہ تھا۔ اور وہ خود جب لقمہ اٹھاتا تو وہ لقمہ کبھی اس کی داڑھی سے لگ جاتا اور کبھی لقمہ گر جاتا اور کبھی آنکھ پر لگ جاتا اور کبھی ناک سے لگ جاتا اور کبھی گر جاتا وہ اپنے ہاتھ سے کھانا نہ کھا سکتا۔ دوسرا شخص اس کے منہ میں لقمہ دیتا تھا۔ یہ دیکھ کر ابراہیم نے تمنا کی کہ خدایا میں زیادہ عمر نہیں چاہتا تو اپنے پاس بلا لے۔

حضرت ابراہیم نے دعا کی اے خدا مجھے ایک لڑکا بھی عطا کر جو میرے مرنے کے بعد مجھ پر گریہ کرے۔

حضرت ابرہیم کی عمر ایک سو پچھتر سال ہوئی۔

حضرت ابراہیم کی زوجہ ہاجرہ سے ایک لڑکا اسمٰعیل پیدا ہوا اور بی بی سائرہ سے ایک لڑکا اسحاق پیدا ہوا۔ اور آپ نے ایک شادی کنعانوں میں کی جس کا نام قطورہ تھا۔ اس سے چار لڑکے پیدا ہوئے اور شادی حجورا ت کی اس سے سات بچے پیدا ہوئے۔ اور آپ نے ایک زمین مقام جرون میں خریدی تھی اس میں آپ دفن ہوئے۔ (۴)

حضرت ابراہیم نور مصطفیٰ کی وجہ سے نہ گھبرائے

بسند معتبر منقول ہے کہ حضرت صادق سے لوگوں نے پوچھا کہ موسیٰ بن عمران نے جب فرعون کے جادوگروں کے عصاؤں اور رسیوں کو دیکھا تو ان پر خوف کیوں طاری ہوا' اور ابراہیم کو جب منجنیق میں رکھ کر آگ میں ڈالا میں تو وہ کیوں نہ ڈرے؟ فرمایا کہ ابراہیم کو محمدؐ و علی و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام اور امام حسین علیہ السلام کے فرزندوں کے انوار مقدسہ پر جو ابراہیم کی پشت میں تھے اعتماد و بھروسہ تھا اس

Presented by www.ziyaraat.net/

لیے وہ نہیں ڈرے۔ اور چونکہ موسٰی کے صلب میں یہ انوار نہ تھے اس لیے ان کو خوف ہوا۔

حضرت ابراہیم کا خمس نکالنا

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ ابراہیم پہلے شخص تھے جنہوں نے مہمانوں کی مہمانی کی اور ختنہ کیا اور خدا کی راہ میں جہد کیا اور اپنے مال سے خمس نکالا اور نعلین پہنی اور جنگ کے لیے علموں کو درست کیا۔

ختنہ حضرت ابراہیم

بسند معتبر مروی ہے کہ محمد بن عرفہ نے حضرت صادق سے عرض کی کہ ایک جماعت کہتی ہے کہ ابراہیم خلیل نے ختنہ کرکے استرہ ایک تالاب میں ڈال دیا؟ فرمایا سبحان اللہ! ایسا نہیں ہے وہ لوگ جھوٹ کہتے ہیں بلکہ پیغمبروں کا ختنہ اور ناف بھی ساتویں روز گر جاتی ہے۔

صالحین کون

خدا کا ان کے لیے گواہی دینا کہ وہ صالحین میں سے ہیں جس جگہ کہ فرمایا ہے کہ تحقیق میں نے ابراہیم کو دنیا میں برگزیدہ کیا اور وہ آخرت میں یقیناً" صالحین میں سے ہیں۔ (صالحین) یعنی رسول خدا اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام۔ پیغمبروں کا ان کے بعد ان کی اقتدا کرنا۔ اسی جگہ فرماتا ہے کہ (اے محمد) میں نے تم کو وحی کی کہ ملت ابراہیم کی متابعت کرو۔ اور پھر فرمایا کہ تمہارے باپ ابراہیم کا دین سچا ہے جس نے تمہارا نام مسلمان رکھا۔

قربانی حضرت اسمٰعیل

بسند حسن بلکہ صحیح حضرت صادق سے منقول ہے کہ جبرئیل حضرت ابراہیم کے پاس آٹھویں ذی الحجہ کو زوال آفتاب کے قریب آئے اور کہا اے ابراہیم سیراب ہو جیۓ یعنی پانی اپنے اور اپنے اہل کے لیے جمع کیجئے۔ اس زمانہ میں مکہ اور عرفات کے درمیان پانی نہ تھا۔ غرض کہ وہ ابراہیم کو منٰی میں لائے اور وہاں ظہر و عصر اور مغرب و عشا اور صبح کی نماز ادا کی۔ جب آفتاب طلوع ہوا عرفات کو روانہ ہوئے اور مرہ میں

پہنچ کر قیام کیا۔ پھر زوال آفتاب کے وقت غسل کیا اور نماز ظہر و عصر ایک اذان اور دو اقامت کے ساتھ اس مسجد کی جگہ پر بجا لائے جو عرفات میں ہے پھر ان کو لے گئے اور محل وقوف میں کھڑا کیا اور کہا اے ابراہیم اپنے گناہوں کا اعتراف کیجئے اور اپنے مناسک حج کو شناخت کر لیجئے اور حضرت ابراہیم کو اس جگہ کھڑا رکھا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہوا تو ان سے کہا کہ مشعر الحرام کے قریب جایئے۔ وہاں جا کر مغرب و عشا کی نماز ایک اذان اور دو اقامت سے بجا لائے اور رات وہاں قیام کیا اور صبح کے وقت جب نماز پڑھ چکے تو جبرائیل نے ان کو موشف دکھایا اور ان کو منٰی میں لائے پھر ان کو حکم دیا کہ جمرۂ عقبہ میں پتھر پھینکیں کیونکہ شیطان وہاں ان کے سامنے ظاہر ہوا تھا پھر ان کو ذبح کا حکم دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب مشعر الحرام میں پہنچے اس جگہ رات کو شاد و خرم سوئے۔ خواب میں دیکھا کہ اپنے فرزند کو ذبح کر رہے ہیں۔ حضرت اپنے ساتھ لڑکے کی والدہ کو بھی حج کے لیے لائے تھے۔ جب منٰی میں پہنچے اپنے اہل کے ساتھ رمی جمرہ کیا۔ پھر سائرہ سے کہا کہ تم کعبہ کی زیارت کے لیے جاؤ اور لڑکے کو اپنے پاس روک لیا وہاں سے ان کو وسط جمرہ میں لے گئے اس جگہ اس نے اپنے فرزند سے مشورہ کیا جیسا کہ حق تعالیٰ نے قرآن میں ذکر کیا ہے۔ **یا بنی انی اری فی المنام انی اذ بحک فانظر ماذا تری** (آیت ۱۰۲ سورۃ والصفت پ ۲۳) اے فرزند عزیز میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تم کو ذبح کرتا ہوں تو غور کرو اور سمجھو کہ تمہیں کیا بہتر معلوم ہوتا ہے اور کیا مصلحت سمجھتے ہو۔ اس سعادت مند فرزند نے کہا اے پدر بزرگوار جس کام پر آپ مامور ہوئے ہیں جلد اس کو انجام دیجئے۔ اگر خدا چاہے گا تو آپ مجھ کو صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔ ان لوگوں نے خدا کے حکم پر گردن جھکا دی۔ ناگاہ شیطان ایک مرد پیر کی صورت میں آیا اور کہا اے ابراہیم اس طفل سے کیا چاہتے ہو؟ فرمایا کہ میں اسے ذبح کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا سبحان اللہ تم ایسے فرزند کو ذبح کرنا چاہتے ہو جس نے ایک چشم زدن کے لیے بھی گناہ نہیں کیا ہے۔ ابراہیم نے کہا خدا نے مجھ کو یہ حکم دیا ہے کہا تمہارا پروردگار منع کرتا ہے۔ اس کام کا جس نے حکم دیا ہے وہ شیطان ہے حضرت ابراہیم نے کہا تجھ پر وائے ہو۔ مجھ کو اس مرتبہ تک پہنچایا ہے۔ اسی نے مجھ کو حکم دیا ہے اور اسی ایک فرشتہ سے میں نے یہ حکم بھی سنا ہے جس کی آواز ہمیشہ میرے کان میں پہنچی ہے اور اس میں شک مجھ کو نہیں ہے۔ اس نے کہا نہیں خدا کی قسم اس کام کا تم کو سوائے شیطان کے کسی نے حکم نہیں دیا ہے۔ حضرت ابراہیم نے کہا خدا کی قسم اب تجھ سے گفتگو نہ کروں گا اور ارادہ کیا کہ فرزند کو ذبح کریں۔ شیطان نے کہا اے ابراہیم تم پیشوائے خلق ہو اور لوگ تمہاری پیروی کرتے ہیں۔ اگر تم ایسا عمل کرو گے تو لوگ تمہارے بعد فرزندوں کو ذبح کریں گے۔ حضرت ابراہیم نے اس کا جواب نہ دیا اور بیٹے کی جانب رخ کرکے ذبح کے بارے میں مشورہ کیا جب دونوں خدا کے حکم پر راضی ہو گئے لڑکے نے کہا بابا جان میرا منہ چھپا دیجئے اور میرے ہاتھ اور پیروں کو مضبوط باندھ دیجئے۔ حضرت ابراہیم نے کہا اے فرزند یا تم کو ذبح کروں یا تمہارے دست و پا

Presented by www.ziyaraat.net/

باندھوں خدا کی قسم یہ دونوں تمہارے لیے جمع نہ کروں گا۔ پھر دراز گوش کا زین بچھایا اور فرزند کو اس پر لٹایا اور چھری ان کے حلق پر رکھی اور اپنا سر آسمان کی جانب بلند کیا اور چھری اپنے پوری قوت سے پھیر دی۔ جبرائیل نے چھری پھیرنے سے قبل چھری الٹی کر دی۔ جب ابراہیم نے دیکھا کہ چھری الٹی ہے اس کو سیدھی کر کے بچہ کے حلق پر رکھی اور پھیر دی' جبرائیل نے پھر اس کو الٹی کر دیا یہاں تک کہ کئی مرتبہ ایسا ہوا۔ پھر جبرائیل ایک گوسفند کو پہاڑی کی جانب سے لائے اور ابراہیم کے ہاتھ کے نیچے سے فرزند کو نکال کر اس گوسفند کو ان کی جگہ پر لٹا دیا اور مسجد خیف کی بائیں جانب سے حضرت ابراہیم کو آواز آئی کہ تم نے اپنے خواب کو صحیح کر دکھایا ہم ایسی ہی جزا نیک بندوں کو دیتے ہیں۔ یقیناً" یہ کھلا ہوا امتحان اور آزمائش تھی۔ اسی اثناء میں شیطان حضرت اسمٰعیل کی ماں کے پاس پہنچا جس وقت کہ کعبہ ان کو دور سے دھوئیں کی طرح دکھائی دے رہا تھا اور کہا وہ پیر مرد کون ہے جس کو میں نے دیکھا کہا میرے شوہر ہیں۔ کہا وہ طفل کون ہے جو ان کے ساتھ ہے؟ کہا میرا فرزند ہے۔ اس نے کہا میں نے دیکھا کہ اس لڑکے کو وہ مرد لٹائے ہوئے تھا' چھرا اس کے ہاتھ میں تھا' وہ اس کے ذبح کرنے کا ارادہ کر رہا تھا۔ پوچھا کیوں؟ شیطان ملعون نے کہا کہ وہ گمان رکھتا ہے کہ اس کے پروردگار نے اس کو حکم دیا ہے۔ سارہ نے کہا کہ سزاوار ہے ان کو کہ وہ اپنے پروردگار کی اطاعت کریں۔ لیکن ان کے دل میں یہ بات آگئی کہ ابراہیم کو ان کے فرزند کے بارے میں کوئی حکم ملا ہے۔ پھر اپنے مناسک سے جب فارغ ہوئیں وادی میں منٰی کی جانب رخ کیا اور دوڑیں۔ اور ہاتھ سر پر رکھے ہوئے کہتی تھیں خداوندا مجھ سے مواخذہ نہ کر جو کچھ میں نے مادر اسمٰعیل سے سلوک کیا ہے۔ جب ابراہیم کے پاس پہنچیں اور فرزند کی خبر معلوم ہوئی اور ان کے گلے پر چھری کی خراش دیکھی بہت رنجیدہ ہوئیں اور بیمار ہو گئیں اور اسی مرض میں عالم بقا کی جانب رحلت فرمائی۔ راوی نے پوچھا کہ ابراہیم نے ان کو کس جگہ ذبح کرنا چاہا؟ فرمایا کہ جمرۂ وسط کے قریب اور گوسفند ایک پہاڑ پر آسمان سے نازل ہوا جو مسجد منٰی کی داہنی جانب ہے۔ وہ تاریکی میں راہ چلتا تھا اور بول و براز کرتا تھا۔ یعنی علف زار میں۔ پوچھا اس کا کیا رنگ تھا فرمایا کہ سیاہ و سفید کشادہ چشم اور اس کے سینگ بڑے تھے۔

بسند موثق منقول ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے قول رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معنی لوگوں نے دریافت کئے جو آنحضرت نے فرمایا تھا کہ میں دو ذبح کا فرزند ہوں امام نے فرمایا کہ وہ دو ذبح حضرت اسمٰعیل پسر ابراہیم خلیل علیہما السلام اور عبداللہ پسر عبدالمطلب تھے۔ اسمٰعیل وہ حلیم بندہ ہیں جن کی خدا نے ابراہیم کو خوشخبری دی۔ جب وہ اتنے بڑے ہو گئے کہ حضرت کے ساتھ چلنے لگے تو ایک روز ابراہیم نے فرمایا کہ اے فرزند میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تم کو ذبح کرتا ہوں۔ لہٰذا غور کرو کہ تم کیا بہتر سمجھتے ہو اور تمہاری کیا رائے ہے۔ عرض کی بابا جان آپ وہ بجا لائیے جس پر مامور ہوئے ہیں۔ یہ نہیں کہا کہ وہ بجا لائیے جو آپ نے دیکھا ہے۔ انشاء اللہ آپ مجھے صابروں میں سے پائیں گے۔ جب ان کے

ذبح کا ارادہ کیا تو خدا نے سیاہ گوسفند سے ذبح عظیم کا فدیہ عطا فرمایا جو تاریکی میں کھاتا پیتا تھا۔ دیکھتا تھا۔ راستہ چلتا تھا۔ بول و براز کرتا تھا اور اس سے چالیس سال قبل بہشت کے باغوں میں چرتا تھا۔ ماں کے پیٹ سے پیدا نہیں ہوا تھا بلکہ خدا نے فرمایا کہ ہو جا اور وہ پیدا ہو گیا تاکہ اسمٰعیل کا فدیہ ہو۔ اور قیامت تک کی ہر قربانی جو منیٰ میں ہوتی رہے گی حضرت اسمٰعیل کا فدیہ ہے لہٰذا ذبیحین کا یہی مطلب ہے۔

شیخ محمد بن بابویہ نے اس حدیث کو وارد کرنے کے بعد کہا ہے کہ ذبح کے بارے میں مختلف روایتیں ہیں۔ بعض میں وارد ہوا ہے کہ اسحٰق ہیں۔ اور خبریں جن کے ذرائع صحیح ہوں تو رد نہیں کی جا سکتی ہیں۔ حقیقت میں ذبیح اسمٰعیل ہوئے لیکن جب اسحٰق پیدا ہوئے اس واقعہ کے بعد وہ متمنی ہوئے کہ کاش ان کے پدر ان کے ذبح پر مامور ہوتے اور وہ خدا کے حکم پر صبر کرتے اور اطاعت و فرمانبرداری کرتے جس طرح ان کے بھائی نے صبر و اطاعت کی۔ اور ثواب میں ان کے برابر ہوتے۔ خدا نے ان کے دل کی یہ آرزو معلوم کی کہ وہ اس میں سچے ہیں تو ملائکہ میں ان کا نام ذبیح رکھا۔ یہ مضمون معتبر سند کے ساتھ حضرت صادقؑ سے منقول ہے۔ اور حضرت رسول کی حدیث کہ میں دو ذبیح کا فرزند ہوں اس کی موید ہے کیونکہ چچا کو بھی باپ کہتے ہیں۔ اور قرآن میں بھی وارد ہوا ہے۔ اور حضرت رسول نے فرمایا کہ چچا بھی مثل باپ کے ہے۔ اس وجہ سے بھی آنحضرت کا قول درست ہے کہ آپ دو ذبیح کے فرزند ہیں جو اسمٰعیل اور اسحٰق علیہما السلام ہوں گے کہ ان میں سے ایک حقیقی ذبیح ہیں یعنی حقیقی والد اور دوسرے مجازی ذبیح یعنی مجازی والد۔ اور ذبح عظیم کے لیے دوسری وجہ ہے۔ جیسا کہ فضل بن شاذان سے روایت ہے اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام رضا کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب خدا نے ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ اپنے فرزند اسمٰعیل کے بجائے اس گوسفند کو ذبح کریں جو ان پر نازل ہوا تھا حضرت ابراہیم نے تمنا کی کہ کاش اپنے فرزند اسمٰعیل کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرتے اور ان کے عوض گوسفند ذبح کرنے پر مامور نہ ہوتے تاکہ اس کا عوض وہ ہوتا جو ایک باپ کے لیے اپنے عزیز ترین فرزند کو خدا کی راہ میں ذبح کرنے میں ہوتا ہے۔ تو خدا نے ان پر وحی کی کہ تمہارے نزدیک خلق میں سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ عرض کی خداوندا مجھے تیرے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ کوئی محبوب نہیں۔ اس وقت خدا نے فرمایا کہ تم کو وہ زیادہ محبوب ہیں یا تمہاری جان؟ عرض کی وہ مجھے اپنی جان سے زیادہ محبوب ہیں۔ فرمایا ان کے فرزند تم کو زیادہ پیارے ہیں یا خود تمہارے فرزند؟ عرض کی انہی کے فرزند۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ دشمنوں کے ہاتھ سے ان کے فرزندوں کا مذبوح و کشتہ ہونا تمہارے دل کو زیادہ بے چین کرے گا یا تمہارے فرزند کا میری اطاعت میں تمہارے ہاتھ سے ذبح ہونا؟ عرض کی پروردگار ان کے فرزند کا دشمنوں کے ہاتھوں سے ذبح ہونا میرے دل کو زیادہ تکلیف دے گا۔ اس وقت خدا نے وحی کی کہ اے ابراہیم یقیناً" ایک گروہ محمدؐ کی امت میں ہونے کا دعویٰ کرے گا وہ لوگ ان کے بعد ان کے فرزند کو اس طرح ذبح کریں گے جیسے گوسفند کو ذبح کرتے ہیں اور

Presented by www.ziyaraat.net/

میرے غضب کے مستحق ہوں گے اس جاں سوز قصہ کو سن کر حضرت ابراہیم کا دل بے چین ہو گیا۔ اور وہ فریاد کرکے رونے لگے۔ اس وقت خدا نے ان کو وحی فرمائی کہ اے ابراہیم تمہارے اس اضطراب کو تمہارے فرزند اسمٰعیل پر میں نے فدیہ کیا۔ اگر تم ان کو اس بے چینی و اضطراب کے ساتھ ذبح کرتے جس کا اظہار تم نے حضرت امام حسین علیہ السلام اور ان کے ذبح ہونے پر کیا۔ اور میں نے اہل ثواب کے بلند ترین درجات کو تم پر واجب کیا جو ان کی مصیبتوں پر عطا کرتا ہوں۔ یہ ہیں قول خدا **و فدینٰہ بذبح عظیم** کے معنی کہ ہم نے اس کا فدیہ ذبح عظیم سے کیا۔ ابن بابویہ کا مضمون تمام ہوا۔

احادیث معتبرہ میں گذرا ہے کہ حضرت ابراہیم کا گوسفند ان میں سے تھا جن کو خدا نے خلق فرمایا ہے بغیر اس کے کہ رحم مادر سے پیدا ہوں۔

حدیث موثق میں منقول ہے کہ لوگوں نے امام رضا سے پوچھا کہ ذبح اسمٰعیل تھے یا اسحٰق؟ فرمایا کہ اسمٰعیل تھے۔ شاید تو نے قول خدا کو نہیں سنا ہے جو اس نے سورۃ صافات میں اسمٰعیل کی خوشخبری و قصہ ذبح کے بعد فرمایا ہے کہ ہم نے ابراہیم کو اسحٰق کی خوشخبری دی پھر کیونکر ذبح اسحٰق ہو سکتے تھے۔

.بسند معتبر حضرت امیر المومنین سے منقول ہے کہ ذبح اسمٰعیل ہیں۔ .بسند موثق منقول ہے کہ لوگوں نے حضرت صادق سے پوچھا کہ سپرز (تلی) کیوں حرام ہوئی اس حیوان کے اجزاء میں جو ذبح کیے جاتے ہیں؟ فرمایا کہ جب حضرت ابراہیم کے پاس کوہ بشیر سے جو مکہ میں ایک پہاڑ ہے گوسفند لایا گیا تاکہ اس کو وہ اپنے فرزند کے فدیہ میں ذبح کریں تو ان کے پاس شیطان آیا اور کہا کہ اس میں سے میرا حصہ دیجئے۔ حضرت ابراہیم نے کہا اس میں تیرا کیا حصہ ہے؟ حالانکہ وہ میرے پروردگار کے لیے قربانی ہے جو میرے فرزند کا فدیہ ہے۔ خدا نے وحی فرمائی کہ اس کا بھی اس گوسفند میں کچھ حصہ ہے اور وہ تلی ہے کیونکہ وہ خون کے جمع ہونے کا مقام ہے اور خصیے بھی حرام ہیں کیونکہ وہ نطفہ کے جاری ہونے کی جگہ ہے۔ لہٰذا حضرت ابراہیم نے تلی اور دونوں خصیے شیطان ملعون کو دے دیئے۔

.بسند صحیح منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت صادق سے سوال کیا کہ اسمٰعیل بڑے تھے یا اسحٰق اور ذبح کون تھا؟ فرمایا کہ اسمٰعیل پانچ سال اسحٰق سے بڑے تھے اور وہی ذبح تھے۔ وہ مکہ میں رہتے تھے۔ ابراہیم نے چاہا کہ ان کو موسم حج میں منیٰ کے اندر ذبح کریں۔ اور خدا کی جانب سے ابراہیم کو اسمٰعیل و اسحٰق کی ولادت کی خوشخبری میں پانچ سال کا فاصلہ تھا۔ کیا ابراہیم کا قول تو نے نہیں سنا کہ **رب ھب لی من الصلحین** انہوں نے خدا سے سوال کیا کہ ان کو ایک پسر صالح عطا فرمائے۔ اور حق تعالیٰ نے سورۃ صافات میں فرمایا۔ **فبشر نٰہ بغلام حلیم** پس ہم نے ان کو ایک بردبار لڑکے کی خوشخبری دی۔ یعنی اسمٰعیل کی بطن ہاجرہ سے۔ پس ایک بڑے گوسفند سے اسمٰعیل کا فدیہ کیا پھر اس ذکر کے بعد فرمایا۔ کہ ہم نے ان کو صالحین میں سے ایک پیغمبر اسحٰق کی خوشخبری دی۔ اور ہم نے ان پر اور اسحٰق پر برکت نازل کی۔ غرض اسمٰعیل

اسحٰق کی خوشخبری سے قبل ذبح ہو چکے تھے۔ لہٰذا کوئی اگر گمان کرتا ہے کہ ذبح اسحٰق تھے اور وہ اسمٰعیل سے بڑے تھے تو اس نے اس خبر کی تکذیب کی جو خدا نے قرآن میں فرمائی ہے۔

.بسند صحیح حضرت امام رضا سے منقول ہے کہ اگر خدا کے نزدیک گوسفند سے زیادہ کوئی حیوان بہتر ہو تو یقیناً" اسی کو وہ اسمٰعیل کا فدیہ قرار دیتا۔ اور دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ اگر گوسفند سے زیادہ طیب کسی کا گوشت ہوتا تو بیشک خدا اسی کو اسمٰعیل پر فدیہ کرتا۔ ایک حدیث میں اسمٰعیل کی بجائے اسحٰق وارد ہوا ہے۔

.بسند صحیح حضرت امام رضا سے منقول ہے کہ اگر خدا کے نزدیک گوسفند سے زیادہ کوئی حیوان بہتر ہوتا تو یقیناً" اسی کو وہ اسمٰعیل کا فدیہ قرار دیتا۔ اور دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ اگر گوسفند سے زیادہ طیب کسی کا گوشت ہوتا تو بیشک خدا اسی کو اسمٰعیل پر فدیہ کرتا۔ ایک حدیث میں اسمٰعیل کی بجائے اسحٰق وارد ہوا ہے۔

دوسری حدیث میں حضرت صادق سے منقول ہے کہ یعقوب نے عزیز مصر کو لکھا کہ ہم اہل بیت مورد ابتلاء و امتحان ہیں۔ ہمارے باپ ابراہیم کا آگ سے امتحان لیا گیا۔ اور ہمارے پدر اسحٰق کا ذبح سے امتحان کیا گیا۔

حدیث معتبر میں حضرت صادق سے منقول ہے کہ سائرہ نے حضرت ابراہیم سے کہا کہ آپ پیر ہو گئے کاش دعا کرتے کہ خدا ایک فرزند عطا کرتا جس سے ہماری آنکھیں روشن ہوتیں کیونکہ خدا نے آپ کو اپنا خلیل قرار دیا ہے اور آپ کی دعا مستجاب ہے۔ حضرت ابراہیم نے اپنے خدا سے دعا کی کہ ان کو ایک عقلمند لڑکا عطا فرمائے۔ خدا نے ان کو وحی فرمائی کہ میں پسر دانا عطا کرتا ہوں۔ اور اس کے ذریعہ سے اپنی اطاعت میں تمہارا امتحان لوں گا۔ اس خوشخبری کے تین سال بعد دوسری مرتبہ پھر اسمٰعیل کے بارے میں بشارت ہوئی۔

حدیث حسن میں منقول ہے کہ حضرت صادق سے لوگوں نے پوچھا کہ صاحب ذبح کون تھا؟ فرمایا کہ اسمٰعیل تھے۔

معتبر حدیث میں ہے کہ آنحضرت سے لوگوں نے پوچھا کہ اسمٰعیل کے بارے میں خوشخبری اور اسحٰق کے متعلق خوشخبری کے درمیان کس قدر فاصلہ تھا؟ فرمایا کہ پانچ سال کا فاصلہ تھا۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے **فبشر نٰہ بغلام حلیم** یہ اسمٰعیل کی پہلی خوشخبری تھی۔ جو خدا نے حضرت ابراہیم کو فرزند کے بارے میں دی اور جب سائرہ سے اسحٰق پیدا ہوئے اور تین سال کے ہوئے ایک روز حضرت ابراہیم کی گود میں بیٹھے تھے۔ اسمٰعیل آئے اور اسحٰق کو علیحدہ کرکے ان کی جگہ پر بیٹھ گئے۔ سائرہ نے یہ کیفیت دیکھی تو کہا ہاجرہ کا فرزند میرے فرزند کو آپ کی گود سے علیحدہ کرکے اس جگہ پر خود بیٹھتا ہے۔ خدا کی قسم اب ممکن نہیں ہے کہ ہاجرہ اور اس کا فرزند میرے ساتھ ایک شہر میں رہیں۔ ان کو میرے پاس سے دور کیجئے۔ حضرت ابراہیم

Presented by www.ziyaraat.net/

سائرہ کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ اور ان کے حق کی رعایت کرتے تھے کیونکہ وہ پیغمبروں کی اولاد سے تھیں اور ان کی خالہ کی دختر تھیں۔ لیکن یہ امر حضرت ابراہیم پر بہت دشوار گذرا اور اسمٰعیل کی مفارقت پر غمگین ہوئے۔ اسی رات ایک فرشتہ خدا کی جانب سے ابراہیم کے خواب میں آیا اور ان کو ان کے فرزند اسمٰعیل کا مکہ میں زمانہ حج میں ذبح کرنا دکھایا۔ حضرت ابراہیم صبح بہت رنجیدہ اٹھے۔ حج کا زمانہ تھا۔ حضرت ابراہیم حضرت ہاجرہ اور اسمٰعیل کو ذی الحجہ کے مہینہ میں شام سے مکہ لے گئے تاکہ حج کے زمانے میں ان کو ذبح کریں۔ اور کعبہ کے ستونوں کو بلند کیا اور حج کے ارادہ سے منیٰ کی جانب متوجہ ہوئے۔ منیٰ کے اعمال بجا لا چکے تو اسمٰعیل کو ساتھ لے کر مکہ واپس آئے پھر کعبہ کا سات مرتبہ طواف کیا اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کے لیے متوجہ ہوئے۔ جب سعی کے مقام پر پہنچے حضرت ابراہیم نے اسمٰعیل سے کہا۔ کہ اے فرزند میں نے خواب میں دیکھا کہ تم کو اس سال حج کے زمانہ میں ذبح کر رہا ہوں تو تمہاری کیا رائے ہے؟ عرض کی بابا جان جس امر پر آپ مامور ہوئے ہیں۔ بجا لایئے۔ جب سعی سے فارغ ہوئے وہ اسمٰعیل کو منیٰ میں لے گئے وہی قربانی کا دن تھا۔ جمرہ میں پہنچے تو ان کو بائیں پہلو پر لٹایا۔ اور چھری اٹھائی کہ ذبح کریں اس وقت ان کو آواز آئی کہ اے ابراہیم تم نے اپنا خواب سچا کر دکھایا اور میرے حکم کی تعمیل کر دی۔ پھر ایک بڑے گوسفند کو اسمٰعیل کا فدیہ کیا اور اس کے گوشت کو مسکینوں پر تصدق کر دیا۔

حضرت امام رضا علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ منیٰ کو کس لیے منیٰ کہتے ہیں؟ فرمایا اس لیے کہ اس جگہ پہنچ کر جبرئیل نے حضرت ابراہیم سے کہا کہ جو حاجت ہو اس کی تمنا کیجئے اور خدا سے طلب کیجئے۔ آپ نے دل میں یہ تمنا اور آرزو کی کہ خدا اسمٰعیل کی بجائے ایک گوسفند قرار دے جس کو وہ اسمٰعیل کے فدیہ میں ذبح کریں۔ لہٰذا خدا نے ان کی آرزو پوری کی۔

امام حسین ذبیح عظیم ہیں

فضل بن شاذان سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام رضاؑ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب خدا نے ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ اپنے فرزند اسمٰعیل کے بجائے اس گوسفند کو ذبح کریں جو ان پر نازل ہوا تھا حضرت ابراہیم نے تمنا کی کہ کاش اپنے فرزند اسمٰعیل کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرتے اور ان کے عوض گوسفند ذبح کرنے پر مامور نہ ہوتے تاکہ اس کا عوض وہ ہوتا جو ایک باپ کے لیے اپنے عزیز ترین فرزند کو خدا کی راہ میں ذبح کرنے میں ہوتا ہے۔ تو خدا نے ان پر وحی کی کہ تمہارے نزدیک خلق میں سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ عرض کی خداوند مجھے تیرے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ کوئی محبوب نہیں۔ اس قوت خدا نے فرمایا کہ تم کو وہ زیادہ محبوب ہیں یا تمہاری جان؟ عرض کی وہ مجھے اپنی جان

سے زیادہ محبوب ہیں۔ فرمایا ان کے فرزند تم کو زیادہ پیارے ہیں یا خود تمہارے فرزند؟ عرض کی انہی کے فرزند۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ دشمنوں کے ہاتھ سے ان کے فرزندوں کا مذبوح و کشتہ ہونا تمہارے دل کو زیادہ بے چین کرے گا یا تمہارے فرزند کا میری طاعت میں تمہارے ہاتھ سے ذبح ہونا؟ عرض کی پروردگارا ان کے فرزند کا دشمنوں کے ہاتھ سے ذبح ہونا میرے دل کو زیادہ تکلیف دے گا۔ اس وقت خدا نے وحی کی کہ اے ابراہیم یقیناً" ایک گروہ محمدؐ کی امت میں ہونے کا دعوی کرے گا وہ لوگ اس کے بعد ان کے فرزند کو اس طرح ذبح کریں گے جیسے گوسفند کو ذبح کرتے ہیں اور میرے غضب کے مستحق ہوں گے۔ اس جاں سوز قصہ کو سن کر حضرت ابراہیم کا دل بے چین ہو گیا اور وہ فریاد کرکے رونے لگے۔ اس وقت خدا نے ان کو وحی فرمائی کہ اے ابراہیم تمہارے اس اضطراب کو تمہارے فرزند اسمٰعیل پر میں نے فدیہ کیا۔ اگر تم ان کو اس بے چینی و اضطراب کے ساتھ ذبح کرتے۔ جس کا اظہار تم نے حضرت امام حسین علیہ السلام اور ان کے ذبح ہونے پر کیا اور میں نے اہل ثواب کے بلند ترین درجات کو تم پر واجب کیا جو ان کی مصیبتوں پر عطا کرتا ہوں۔ یہ ہیں قول خدا **وفدیناہ بذبح عظیم** کے معنی کہ ہم نے اس کا فدیہ ذبح عظیم سے کیا۔ ابن بابویہ کا مضمون تمام ہوا۔

مصطفیٰ کی حفاظت

تاریخ روضتہ الصفا میں بحوالہ منہاج الطالبین بروایت حضرت صادق آل محمدؐ مذکور ہے کہ جب اسماعیل ذبح ہونے سے بچ گئے تو حضرت ابراہیم سخت رنجیدہ ہوئے' یہ دیکھ کر خداوند عالم نے ارشاد فرمایا کہ اے ابراہیم صلب اسماعیل میں نور محمد مصطفےٰ جاگزیں ہے۔ میں نے اس کی حفاظت ضروری قرار دی اور انہیں بچا لیا۔ اب تم مستقبل کے حالات دیکھو۔ چنانچہ خدا نے حجابات اٹھا دیئے۔ انہوں نے فرزندان اسماعیل میں سرکار دو عالم اور ان کے اہل بیتؑ کو دیکھا۔ ابراہیم نے اولاد اسماعیل میں امام حسین پر نظر کی' تو پوچھا۔ مالک اس عظیم شرف کا مالک کون ہے؟ فرمایا حسین بن علی جو کہ رسول محمدؐ کا نواسہ ہے۔ عرض کی کہ میرے مالک' حسین کے فضائل و کمالات کی وجہ سے میں انہیں اسماعیل سے زیادہ دوست رکھتا ہوں۔ میرے خدا نے فرمایا کہ بس میں نے اسی حسین کو اسماعیل کے عوض قبول کر لیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ذبح عظیم سے مراد حسین بن علی کی شہادت ہے۔ حیات القلوب میں ہے کہ حضرت ابراہیم واقعہ کربلا دیکھ کر بے انتہا روئے۔(۲)

لسان صدق

Presented by www.ziyaraat.net/

ایک روایت میں بحوالہ آیہ قرآنی **و اجعل لی لسان صدق فی الاخرین** مروی ہے کہ حضرت ابراہیم وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے آخر زمانہ میں سچی زبان کی خواہش کی تھی۔ خدا نے اسے عہد رسول کریم میں پیدا کیا۔ ارشاد خدا ہے۔ و جعلنا لہ لسان صدق علیا ہم نے ان کے لیے علی ابن ابی طالب کو سچی زبان بنا دیا۔ (حیات القلوب جلد ا ص۹۹) عرائس ثعلبی میں ہے۔ **ان اللہ تعالی اوحی الی ابراہیم یا ابراہیم انک لما سلمت ما لک الی الضیفان و ابنک الی القربان ونفسک لی المیزان و قلبک الی الرحمن اتخذ خلیلا** خداوند عالم نے حضرت ابراہیم کی طرف وحی کی کہ اے ابراہیم جب تم نے اپنے مال کو مہمانوں کے لیے وقف کر دیا اور اپنے بیٹے کو ذبح کر دیا اور اپنے آپ کو آگ میں ڈال دیا اور خدا سے پورے طور پر لو لگا لیا تو ہم نے تم کو اپنا خلیل بنا لیا۔ اکثر روایتوں میں ہے کہ حضرت ابراہیم نے زمین پر بے شمار سجدے کئے' خدا سے کوئی چیز مانگی نہیں' بے شمار مہمانوں کو کھانا کھلایا نماز شب کی پوری پابندی کی اور محمدؐ و آل محمدؐ پر کثرت سے درود بھیجا تو خدا نے انہیں خلعت عطا کی اور اپنا "خلیل" یعنی دوست بنا لیا۔ ایک روایت میں ہے کہ خلعت کا پیغام جبرئیل لے کر آئے تھے اور حضرت ابراہیم نے جناب سارہ کو سنایا تھا اور وہ خوش ہوئی تھیں۔

شیعوں کے لیے حضرت ابراہیم کی دعا

علامہ مجلسی کو بحوالہ حضرت امام باقر تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم ایک مرتبہ گھر سے باہر نکل کر عبرت حاصل کرنے کے لیے جنگلوں اور شہروں میں پھر رہے تھے کہ ناگاہ ان کی نظر عظیم قسم کے عابد پر پڑی' وہ اس کے قریب تشریف لے گئے اور اس کی نماز کو دیکھ کر متحیر ہوئے۔ تھوڑی دیر انتظار کے بعد اسے اپنی طرف متوجہ کیا اور اس سے کہا کہ مجھے تمہاری نماز بہت پسند آئی ہے۔ میں تم سے پوچھتا ہوں کہ تم کس کی نماز پڑھتے ہو۔ اس نے جواب دیا اس خدا کی جس نے تم کو اور ہم سب کو پیدا کیا ہے۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ سنو میں تم کو اپنا دوست بنانا چاہتا ہوں۔ اور تم سے بھائی چارگی کا خواہشمند ہوں اور یہ چاہتا ہوں کہ اپنی جگہ بتا دو تاکہ میرا جب جی چاہے وہاں پہنچ جایا کروں۔ اس عابد نے کہا سب کچھ منظور ہے لیکن تم کو اپنی جگہ بتانا بیکار ہے۔ کیونکہ وہاں پہنچ نہیں سکتے۔ حضرت ابراہیم نے پوچھا کہ کیوں نہیں پہنچ سکتا؟ اس نے کہا کہ درمیان میں بہت بڑا دریا حائل ہے اور کوئی کشتی وغیرہ نہیں ہے۔ حضرت ابراہیم نے پوچھا کہ تم کس طرح جاتے ہو۔ اس نے کہا کہ میں پانی پر چلا جاتا ہوں۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ شاید میں پانی پر چلا جاؤں۔ اچھا اٹھو چلیں۔ چنانچہ دونوں چل پڑے۔ جب دریا کے قریب پہنچے تو عابد بسم اللہ الرحمن الرحیم کہہ کر چل پڑا حضرت ابراہیم بھی رواں ہو گئے۔ اس نے بڑا تعجب کیا۔ وہاں پہنچ کر حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ آؤ ہم تم مل کر نماز کے بعد عاصیان مومنین کے لیے دعا کریں کہ خدا قیامت کے دن

ان پر نگاہ خاص رکھے' عابد نے کہا کہ میں تو دعا نہ کروں گا۔ کیونکہ خدا میری سنتا نہیں۔ میں نے عرصہ ہوا ایک امر کے لیے دعا کی تھی اور پھر بار بار دعا کی لیکن وہ مستجاب نہ ہوئی۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ خدا جس سے محبت رکھتا ہے اس کی دعا دیر میں قبول کرتا ہے۔ تاکہ اس سے مخاطبہ جاری رہے۔
اس کے بعد حضرت ابراہیم نے پوچھا کہ تم نے کیا دعا کی تھی۔ اس نے کہا کہ میں محو نماز تھا کہ دیکھا کہ ایک حسین نوجوان اپنی بھیڑوں کو ہنکا رہا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا اسمٰعیل فرزند ابراہیم ہوں۔ میں نے اس دن سے دعا شروع کر دی کہ خدا مجھے ابراہیم خلیل اللہ سے ملا دے۔ مگر وہ دعا آج تک قبول نہ ہوئی۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ تیری دعا قبول ہو گئی' وہ لڑکا اسماعیل میرا فرزند تھا اور میں ہی خلیل اللہ ابراہیم ہوں یہ سن کر اس نے دونوں رخساروں کا بوسہ دیا اور بہت خوش ہوا۔ اس کے بعد دونوں نے مل کر گناہگار مومنین کے لیے دعائیں کیں۔ حضرت امام باقر ارشاد فرماتا ہے کہ جن مومنوں کے لیے حضرت ابراہیم نے دعا فرمائی ہے وہ ہمارے شیعہ ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ اس عابد کا نام "ماریا بن آسن" تھا اور اس کی عمر ۶۶۰ سال تھی۔

دین ابراہیم پر صرف شیعہ ہوں گے

حضرت رسول کریم فرماتے ہیں **ما علی دین ابراہیم غیرنا و غیر شیعتنا** دین ابراہیم پر ہمارے اور ہمارے شیعوں کے علاوہ کوئی نہ ہو گا۔
(النور المبین جزائری ص۱۱۳ طبع نجف اشرف)

کلمات سے مراد حضور اکرمؐ ہیں

جس طرح خداوند عالم نے حضرت آدم کو چند کلمات بتا دیئے اور انہیں کے ذریعہ سے ان کی توبہ قبول ہوئی تھی۔ **فتلقی آدم من ربہ کلمات فتاب علیہ** اسی طرح حضرت ابراہیم کے سامنے چند کلمات لائے گئے اور ان کے لیے نار نمرود گلزار بن گئی **اذا بتلی ابراہیم ربہ بکلمات فاتمھن** یعنی جن کلمات کا واسطہ دے کر دعا کرنے سے آدم کی توبہ قبول ہوئی تھی انہیں کلمات کا واسطہ دے کر دعا کرنے سے حضرت ابراہیم آگ میں جلنے سے بچ گئے تھے اور طویل و عریض آگ کی وادی ان کے لیے باغ جنت بن گئی تھی۔ لاریب و کلمات چودہ اسماء تھے جیسا خود لفظ کلمات سے ظاہر ہے۔ اس کے باصول ابجد یہ اعداد نکلتے ہیں۔ ک کے ۲۰ ل کے ۳۰ م کے ۴۰ ا کا ۱ ت کے ۴۰۰ جب ان اعداد کے جمل صغیر نکالے جاتے ہیں یعنی اعداد کے نقطوں کو اڑا کر جوڑا

Presented by www.ziyaraat.net/

جاتا ہے تو ۱۴ ہوتے ہیں علامہ شیخ سیلمان قندوزی اپنی کتاب ینابیع المودت کے ص۸۰ پر تحریر فرماتے ہیں کہ کلمات سے چہار دہ معصومین علیہم السلام کے اسماء مراد ہیں۔ حدیث میں ہے کہ وہ چودہ اسماء یہ ہیں۔

(۱)حضرت محمدؐ (۲) حضرت فاطمہ (۳) حضرت علی (۴) حضرت حسن (۵) حضرت حسین (۶) حضرت زین العابدین (۷) حضرت محمد باقر (۸) حضرت جعفر صادق (۹) حضرت موسٰی کاظم (۱۰) حضرت علی رضا (۱۱) حضرت محمد تقی (۱۲) حضرت علی نقی (۱۳) حضرت حسن عسکری (۱۴) حضرت محمد مہدی (حیات القلوب جلد۱ ص۹۹)

پھر اس لفظ کلمات میں پانچ حروف ہیں جن میں حسب قاعدہ صرف ایک ہی مونث ہے اور وہ ت ہے اور چودہ معصومین میں بھی صرف ایک ہی مونث ہے اور وہ فاطمہ الزاہرا ہیں۔

یہ تھا حضرت ابراہیم کے ابتلا کا رموزی اور باطنی مطلب لیکن اس کا ظاہری مطلب بھی ہے جسے علامہ ابن بابویہ بیان فرماتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ابراہیم کے ابتلاء کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خداوندعالم نے ان کا بیس مندرجہ ذیل امور میں امتحان لیا تھا اور وہ کامیاب ہوئے تھے۔

(۱) یقین: خداوند عالم نے ملکوت السموات والارض دکھا کر ان کے یقین کا امتحان لیا اور وہ کامیاب ہوئے۔

(۲) معرفت: انہوں نے اپنی معرفت کاملہ کا ثبوت بت پرستوں۔ ستارہ پرستوں۔ چاند پرستوں۔ سورج پرستوں کے سامنے نہایت خوبصورتی سے پیش کیا۔

(۳) شجاعت: بت شکنی کے موقع پر اپنی شجاعت و دلیری کا مظاہرہ کیا۔

(۴) حلم: جس کی تصدیق خدا نے خود قرآن میں کی ہے۔ **حلیم رواہ الخ**

(۵) سخاوت: مہمان نوازی کے سلسلہ میں سب کچھ لٹا دیا۔ جسکا خدا نے خود قرآن مجید میں ذکر فرما دیا ہے۔

(۶) عزلت: وہ گوشہ نشینی کرتے تھے اور عبادت میں اکثر گزر اوقات فرماتے تھے۔

(۷) امر بالمعروف و نہی عن المنکر: حضرت ابراہیم اچھی باتوں کا حکم کرتے تھے اور بری باتوں سے روکتے تھے' یہاں تک کہ اپنے چچا آذر کو بھی ہدایات فرمائیں۔

(۸) دفع بدی بذریعہ نیکی: وہ بدی کو نیکی کے ذریعہ سے دور کرتے تھے۔ جیسا کہ انہوں نے آذر کے اس کہنے کے بعد میں تمہیں سنگسار کر دوں گا۔ اگر ہمارے خداؤں کے ساتھ برائی کرو گے فرمایا تھا کہ تم ایمان لاؤ ہم تمہارے لیے اپنے خدا سے بخشش کی دعا کریں گے۔

(۹) توکل: انہوں نے چچا آذر کے ایک سوال کے جواب میں فرمایا تھا کہ مجھے صرف خدا پر بھروسہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔

(۱۰) **دعا بالحاق صالحان:** وہ دعا کیا کرتے تھے کہ خدایا مجھے صالح لوگوں میں ملحق کرو اور وہی محمد مصطفٰی اور آئمہ ہدٰی ہیں اور میرے لیے آخری زمانہ میں علی کو لسان صدق قرار دے۔

(۱۱) امتحان: حضرت ابراہیم کو جب نار نمرود میں ڈالا گیا تو انہوں نے جبرائیل تک سے مدد نہیں چاہی اور خدا

ہی پر بھروسہ رکھ کر اپنے کو کامیاب کیا۔

(۱۲) امتحان بالا و لاد: ذبح اولاد کے موقع پر پوری کامیابی حاصل کی۔

(۱۳) امتحان بالمرۃ: جب فرعون مصر نے حضرت سائرہ پر ہاتھ ڈالا تو آپ نے پوری ہمت اور پورے صبر سے کام لے کر کامیابی حاصل کی تھی۔

(۱۴) صبر: آپ جناب سائرہ کی بد مزاجی پر صبر کرتے تھے۔

(۱۵) نزاہت: وہ پاک دل تھے' خدا نے خود تصدیق کی ہے کہ وہ مشرک نہ تھے اور نہ یہودی و نصرانی تھے۔ بلکہ صحیح مسلمان تھے۔

(۱۶) طاعات: وہ ہر قسم کی اطاعت کیا کرتے تھے اور اپنے کو اول مسلمین فرماتے تھے۔

(۱۷) انقیاد: وہ ہر حکم میں انقیاد و اطاعت کرتے تھے اور خدا کے سامنے اپنے آپ کو ذلیل ترین مردم سمجھتے تھے۔

(۱۸) **مستجاب الدعوات:** وہ جو دعا کرتے تھے۔ ان کی دعا مستجاب ہوتی تھی حتیٰ کہ مردوں کو زندہ کرنے کی دعا بھی قبول ہوئی۔

(۱۹) تصدیق خدا: خداوند عالم نے ان کی صالح ہونے کی تصدیق کی ہے اور فرمایا ہے کہ وہ دنیا میں صالح ہیں اور آخرت میں صالحین محمدؐ و آل محمدؐ کے ساتھ ہوں گے۔

(۲۰) اقتدا: تمام پیغمبروں کو خدا نے ابراہیم کی اقتداء کا حکم دیا ہے اور سب ان کی پیروی کرتے رہے اور ان کے دین پر چلتے رہے۔

تاریخ طبری میں ہے کہ خداوندعالم نے جب کلمات کے ذریعہ سے امتحان لے لیا اور انہیں بہرنہج کامیاب پایا تو فرمایا **جاعلک للناس اماما** میں نے تمہیں لوگوں کا امام بنا دیا۔ یہ سن کر ابراہیم نے عرض کی۔ **و من ذریتی** مالک اور میری ذریت میں بھی امام ہوں گے۔ فرمایا بیشک ہوں گے۔ لیکن **لا ینال عهدی الظالمین** لیکن میرا یہ عہد امامت میری طرف سے ظالموں کو نصیب نہ ہو گا۔ (۳)

حلہ ہائے بہشت

معتبر سندوں کے ساتھ حضرت صادق سے منقول ہے کہ جب قیامت کا روز ہو گا حضرت محمد مصطفٰیؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلائیں گے اور ان کو ایک سرخ حلہ گلاب کے رنگ کا پہنا کر عرش کی داہنی جانب کھڑا کریں گے۔ پھر ابراہیم علیہ السلام بلائے جائیں گے اور ان کو ایک سفید حلہ پہنا کر عرش کے بائیں جانب استادہ کریں گے۔ پھر امیر المومنین کو طلب کریں گے اور ایک سرخ حلہ پہنا کر پیغمبر کی داہنی جانب کھڑا

Presented by www.ziyaraat.net/

کریں گے۔ پھر حضرت اسمٰعیل کو طلب کریں گے اور ایک سفید حلہ پہنا کر ابراہیم کی بائیں جانب کھڑا کریں گے۔اس کے بعد حضرت امام حسن کو بلائیں گے اور ایک سرخ جامہ پہنا کر امیر المومنین کی داہنی طرف استادہ کریں گے۔ اس کے بعد حضرت امام حسین کو بلا کر سرخ لباس پہنا کر امام حسن کی داہنی طرف کھڑا کریں گے۔ اس طرح ہر امام کو بلا کر سرخ لے پہنائیں گے اور امام سابق کے داہنے بازو پر استادہ کریں گے۔ اس کے بعد آئمہ کے شیعوں کو طلب کرکے ان کے ساتھ کھڑا کریں گے۔ ان سب کے بعد جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام کو شیعوں کی عورتوں اور بچوں کے ساتھ بلائیں گے اور سب کے سب بے حساب بہشت میں داخل ہوں گے۔ پھر بحکم خدا ایک منادی عرش کے درمیان سے ندا کرے گا کہ اے محمدؐ ابراہیم تمہارے لیے کیا اچھے باپ ہیں اور علی تمہارے لیے کیا اچھے بھائی ہیں اور کیا اچھے فرزند زادے ہیں اور وہ حسن اور حسین علیہما السلام ہیں اور کیا اچھا جنین ہے تمہارا محسن جو شکم میں شہید ہوا ہے اور امام زین العابدین سے آخر آئمہ علیہم السلام تک تمہارے ذریت سے کیا اچھے رہنما امام ہیں اور کیا اچھے شیعہ ہیں۔ تمہارے شیعہ یقیناً محمد اور ان کے وصی اور ان کے فرزند زادے اور ان کی ذریت سے آئمہ سب کے سب کامیاب و راستگار ہیں۔ پھر ان کو بہشت میں داخل ہونے کا حکم دیا جائے گا۔ یہ ہیں معنی قول خدا کے جو فرمایا کہ جو آتش جہنم سے دور کیا جائے گا اور دروازۂ بہشت سے داخل کیا جائے گا وہ یقیناً کامیاب ہے۔ (۲)

حضرت ابراہیم کی بت شکنی

اسی مقصد کے پیش نظر حضرت ابراہیم برابر جدوجہد کرتے رہے اور موقعہ تلاش فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ سال کا وہ اہم دن آگیا جسے وہ لوگ "یوم عید" قرار دیتے تھے۔

اس عہد عید کے دن میں وہ ایسا کرتے تھے کہ سب کے عمدہ عمدہ کھانے تیار کرتے تھے اور بہترین لباس مہیا کرتے تھے اور ان سامانوں کو لا کر بتوں کے سامنے رکھ دیا کرتے تھے اور سارے کے سارے عید گاہ چلے جاتے تھے۔ پھر جب وہاں سے فراغت کرکے واپس آتے تھے تو اپنے اپنے سامان بتوں کے سامنے سے اٹھا لیا کرتے تھے۔ پھر عمدہ لباس پہنتے اور فرحت و انبساط کے ساتھ کھانے استعمال کرتے تھے اور ایک دوسرے کو مبارک باد اس امر کی دیتے تھے کہ بتوں نے ان کے کھانوں اور لباسوں کو پر از برکت کردیا ہے اور اب تمام سال خوشی اور مسرت میں گزرے گا۔

معالم التنزیل میں ہے کہ اس بت خانہ میں جو بت نصب تھے' ان میں بعض وہ تھے جو چاندی کے بنے ہوئے تھے۔ بعض وہ تھے جو لوہے کے تھے اور بعض پتھر اور لکڑی کے تھے۔ "تفسیر تیسیر" میں ہے کہ وہاں جو بت تھے ان کی تعداد نوے تھی اور وہ سب اعلیٰ درجے کے بنے ہوئے تھے۔ ان بتوں میں جو سب سے بڑا

تھا وہ خالص سونے کا بنا ہوا تھا اور جواہرات کے نقش و نگار سے مرصع تھا۔ اس کی آنکھیں دو گوہر شاہوار کی تھیں۔ طبری میں ہے کہ جب اس عید کے موقعہ پر لوگ جاتے تھے تو پہلے بت خانے میں جا کر بتوں کو سجدہ کرتے تھے اور جب واپس آتے تھے تو بتوں کو سجدہ کیا کرتے تھے۔ طبری میں یہ بھی لکھا ہے کہ ان لوگوں کی یہ عید اتنی اہم ہوتی تھی کہ اس میں سب کو شرکت کرنا پڑتی تھی اور کوئی شخص بھی ایسا نہ ہوتا تھا جو شرکت نہ کرے' سوا ان لوگوں کے جو بیمار ہوں۔

روانگی کے وقت لوگوں نے حضرت ابراہیم پر زور دیا کہ تم بھی ہماری عیدگاہ میں چلو' اور ہماری شان و شوکت دیکھو تو تمہیں اندازہ ہو کہ ہم لوگ کس عزت کے مالک ہیں اور ہمارے بتوں کی برکت کس درجہ وسعت رکھتی ہے اور ہم ان کی توجہ سے کتنی بلندی و برتری رکھتے ہیں۔ حضرت ابراہیم نے یہ سن کر آسمان کی طرف دیکھا اور نجوم پر نظر دوڑائی اور فرمایا۔ انی سقیم میں بیمار ہوں یعنی مجھے ذبح عظیم واقعہ کربلا کا دکھ ہے اور جسے اس آنے والے واقعہ عظیم کا دکھ ہو وہ کسی شادی اور خوشی میں شرکت نہیں کر سکتا۔ (حیات القلوب) ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابراہیم جب جانے پر تیار نہ ہوئے تو آذر نے زور دیا اور حضرت ابراہیم نے فرمایا بہتر ہے میں چلتا ہوں۔ چنانچہ کچھ دور ہی گئے تھے کہ پاؤں میں ٹھوکر لگی اور آپ گر کر تڑپنے لگے۔ **و قال انی سقیم اشتکی رجلی فتو لوا عنہ و ہو صریع** اور فرمایا کہ اب تم لوگ چلے جاؤ۔ میں نہیں جا سکتا' کیونکہ میں بیمار ہوں۔ میرے پاؤں میں شدید درد ہے۔ یہ سن کر وہ لوگ ان کو تڑپتا ہوا چھوڑ کر چلے گئے۔ (عرائس ثعلبی ص۴۵)

حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ جاؤ' جب لوٹ کر آؤ گے تو تمہیں اپنے خداؤں کا حشر معلوم ہو گا۔ حضرت ابراہیم کی یہ بات ایک شخص نے سن لی تھی اور آخر میں اسی شخص نے ابراہیم کے خلاف انہی جملوں کو دہرا کر گواہی دی تھی۔ جس کے نتیجہ میں حضرت ابراہیم آگ میں ڈالے گئے تھے۔ الغرض وہ لوگ عیدگاہ کی طرف چلے گئے اور حضرت ابراہیم ان کے بت خانے میں پہنچے اور جا کر بطور استہزاء ان بتوں سے کہا کہ تمہارے سامنے جو یہ کھانے رکھے ہیں۔ انہیں کھاتے کیوں نہیں ہو۔ پھر اس کے بعد ایک مضبوط تیشے کے ذریعہ تمام بتوں کو چکنا چور کر ڈالا۔ البتہ اس بت کو باقی رکھا جو ان میں سب سے بڑا تھا۔ جب سب کو توڑ چکے تو اس تیشے کو بڑے بت کے گلے میں ایک رسی باندھ کر ڈال دیا اور وہاں سے چل کھڑے ہوئے۔ امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم نے جس دن بت شکنی کی ہے وہ نوروز کا دن تھا۔ (حیات القلوب جلد۱ ص۹۲) میرے نزدیک حضرت ابراہیم کا بڑے بت کو نہ توڑنا اور اس کے گلے میں تیشہ کا ڈالنا نہایت پر از حکمت عمل تھا۔ حضرت نے سوچا ہو گا کہ جب یہ لوگ واپس آئیں گے اور اپنے پتھر کے خداؤں کو مٹی میں ملا ہوا دیکھیں گے تو اس بڑے بت سے بدظن ہوں گے اور سمجھ لیں گے کہ اگر ان میں مدافعت کی طاقت ہوتی تو یہ ضرور دیگر بتوں کو جو اس سے چھوٹے تھے بچا لیتا۔ اور جب یہ نہ بچا سکا اور "بت کا بت"

Presented by www.ziyaraat.net/

بنا بیٹھا رہا تو ایسے مجبور سے توبہ کر لینی چاہیے۔ (۳)

حضرت علی کا بت توڑنا

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ایک دفعہ میں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبے میں گئے۔ حضرت نے مجھے فرمایا تو میرے کندھے پر سوار ہو۔ میں دوش اقدس پر سوار ہوا تو گویا یہ خیال ہو سکتا تھا کہ میں چاہوں تو آسمان کے کنارے تک پہنچ جاؤں۔ یہاں تک کہ میں خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھ گیا۔ چھت پر ایک مورت پیتل یا لوہے کی تھی میں اسے آگے پیچھے دائیں بائیں ہلانے لگا۔ یہاں تک کہ میں نے اسے اکھاڑ لیا۔ حضرت نے مجھے فرمایا پھینک دے میں نے اسے پھینک دیا وہ بت شیشہ کی طرح چکناچور ہو گیا۔

عمدۃ القاری جلد۱۶ ص۲۱۵ سطر۱۷۔ کنز العمال جلد۶ ص۴۰۷۔ حدیث ۶۱۰۱۔ الریاض النضرہ جلد۲ ص۲۰۰ سطر۲۲۔ ذخائر العقبیٰ ص۸۵ سطر۱۶۔ مطالب السئول ص۴۳ سطر۷۔ خصائص نسائی ص۱۱۳ سطر۶۔ سیرت حلبیہ جلد۳ ص۹۹ سطر آخر۔ شرح حدیدی جلد۴ ص۴۳ سطر۷۔ مفتاح کنوز السنہ ص۳۵۵ کالم۱ سطر۶۔ الریاض النضرہ ص۲۰۰ سطر۲۲۔ تاریخ بغداد جلد۱۳ ص۳۰۲ سطر۱۳۔ مناقب ابن مغالی ص۲۲ سطر۵۔ مسند دمشق ص۴۲ سطر۲۔ مودت القربیٰ ص۱۷ سطر۱۳۔ ارجح المطالب ص۵۲ سطر۳۔ ینابیع المودت ص۱۱۴۔ کوکب دری ص۲۴۵۔ مسند احمد حنبل جلد۱ ص۸۴۔ صفتہ الصفوہ ص۱۱۹ جلد۱۔ منتخب کنز العمال جلد۵ ص۵۴۔ مواہت لدینہ جلد۱ ص۲۰۴۔ سیرت دحلان جلد۲ ص۲۹۳۔ شرح عینیہ ص۷۵۔ شرح مواہب ص۳۳۶۔ تاریخ خمیس جلد۲ ص۹۵۔ خصائص کبریٰ ص۲۶۴ جلد۱۔ کفایتہ الطالب ص۱۲۸۔ مسند ابو یعلی ص۳۰۷۔ مجمع الزوائد جلد۶ ص۲۴ سطر۵۔ تذکرۃ ص۳۱۔ جوہرۃ الکلام ص۵۵۔ تفریح الاحباب روضہ ندیہ ص۱۰۔ سیرت علویہ ۹۸۔ مفتاح لنوز السنہ ص۷۔ وسیلۃ النجات ص۷۳۔ ازالتہ الخفاء جلد۳ ص۲۷۷۔ المستدرک جلد۲ ص۳۶۶ سطر۲۔ تلخیص المستدرک جلد۳ ص۵ سطر۲۰۔ موضوع اوہام الجمع و التفریق جلد۲ ص۴۳۲۔ مناقب خوارزمی ص۷۲ سطر۱۲۔ تفسیر نیشاپوری جلد۱۵ ص۸۷۔ نزہتہ المجالس جلد۲ ص۲۸۔ الفتح الربانی ص۲۲۴

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بت توڑے تھے اور حضرت علی علیہ السلام نے بھی۔ فرق یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چھپ کر بت توڑے تھے اور حضرت علی علیہ السلام نے ظاہراً۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک بت چھوڑ دیا تھا۔ حضرت علی علیہ السلام نے تمام بت توڑ دیئے تھے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک بار نکالے دوبارہ آگئے لیکن حضرت علی نے خانہ کعبہ سے ایک بار نکالے

دوبارہ قیامت تک نہیں آئیں گے۔

حضرت علی علیہ السلام نے کعبہ بنا دیا۔ اور علی علیہ السلام نے پیدا ہو کر اسے قبلہ بنا دیا۔

بشارت مصطفیٰ پر حضرت ابراہیم کا تشکر

روضۃ الصفا میں ہے کہ جناب سائرہ بشارت کے ساتویں دن حاملہ ہوئیں اور جب مدت حمل پوری ہوئی تو حضرت ابراہیم نے خواب میں دیکھا کہ ایک ہزار ستارے آسمان پر مجتمع ہیں۔ جبرائیل سے ذکر کیا تو انہوں نے کہا اس کے صلب میں ایک ہزار انبیاء پیدا ہوں گے۔ یہ سن کر حضرت ابراہیم نے جبرائیل سے کہا کہ پھر اسماعیل کے لیے کیا ہے۔ عرض کی ان کی نسل سے خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ پیدا ہوں گے۔ جو سب کے سرتاج ہوں گے۔ یہ سن کر حضرت ابراہیم خدا کا شکر ادا کرنے لگے۔

حضور اکرمؐ پر درود بھیجنے کی وجہ سے ابراہیم خلیل اللہ بنے

بسند معتبر امام علی نقی سے منقول ہے کہ ان کو اس واسطے اپنا خلیل بنایا کہ محمد و آل محمد پر بہت صلوات بھیجتے تھے۔

سب سے پہلے جنتی لباس حضرت ابراہیم اور حضور اکرمؐ پہنیں گے

حضرت عبداللہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے پہلے جس شخص کو قیامت کے روز لباس پہنایا جائے گا وہ حضرت ابراہیم ہوں گے جن کو ان کی خلعت کی وجہ سے لباس پہنایا جائے گا۔ پھر میں ہوں گا مجھے میری صفوت کی وجہ سے لباس پہنایا جائے گا۔ پھر علی بن ابی طالب ہوں گے جو میرے اور ابراہیم کے درمیان شان و شوکت سے جنت کی طرف جائیں گے۔

مناقب خوارزمی ص۲۱۹ سطر۳۔ الاوائل ص۸۷۔ الانس الجلیل ص۵۱۔ محاضرۃ الاوائل ص۸۷۔ ینابیع المودت ص۱۹۵ سطر آخر۔ مجمع بحار الانوار جلد۲ ص۶۳۔ ارجح المطالب ۹۰

جنت میں حضرت ابراہیم و حضرت محمد مصطفیٰ کے لیے قبہ

Presented by www.ziyaraat.net/

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت کے روز میرے لیے مرجان سرخ کا خیمہ لگایا جائے گا۔ عرش کی دائیں طرف اور ابراہیم علیہ السلام کے لیے سبز یاقوت کا قبہ عرش کی بائیں جانب لگایا جائے گا اور ان دونوں کے درمیان علی کے لیے سفید موتی کا قبہ بنایا جائے گا پس اس حبیب کی نسبت تمہارا کیا گمان ہے جو کہ دو خلیلوں کے درمیان میں ہو گا۔

الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۲۱۱۔ ذخائر العقبیٰ ص ۹۰۔ نظم درر السمطین ص ۱۱۳۔ منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۳۳۔ کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۶۔ حدیث ۲۶۰۵۔ تفریح الاحباب ص ۳۱۴۔ روضۃ الندیہ۔ الروض الفائق ص ۳۸۹۔ ارجح المطالب ص ۵۳

حضرت ابراہیم اور حضور اکرمؐ کے لیے نوری منبر

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اے علی تجھے مبارک ہو، مبارک ہو تیری مانند کون شخص ہے کہ فرشتے تیرے مشتاق اور آرزو مند ہیں اور بہشت تیرے واسطے ہے جب قیامت کا دن ہو گا تو میرے واسطے نور کا ایک منبر نصب کیا جائے گا اور نور کا ایک منبر حضرت ابراہیم کے واسطے اور نور کا ایک منبر تیرے واسطے نصب ہو گا۔ پس ہم ان منبروں پر بیٹھیں گے۔ اس وقت ایک ندا کرنے والا ندا کرے گا کہ خوشحال وہی کا جو حبیب اور خلیل کے درمیان بیٹھا ہے۔ پھر بہشت اور دوزخ کی کنجیاں وہاں لائی جائیں گی اور میں وہ کنجیاں تیرے ہاتھ دے دوں گا۔

لسان المیزان جلد ۴ ص ۲۶۶۔ مودت القربیٰ ص ۸۳۔ کوکب دری ص ۱۸۸۔

حضرت ابراہیم اور حضور اکرمؐ کے لیے جنت میں محل

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے بتحقیق خدا نے مجھے اپنا خلیل بنایا ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم کو اپنا خلیل بنایا تھا اور بتحقیق میرا قصر جنت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصر کے مقابل ہو گا اور علی بن ابی طالب کا قصر میرے قصر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصر کے درمیان میں ہو گا۔ پس مبارک ہے اس حبیب کے لیے جو دو خلیلوں کے درمیان میں ہو گا۔

کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۶ حدیث ۲۶۰۶۔ منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۳۳۔ الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۲۱۱۔ ذخائر

العقبیٰ ص ۹۰۔ ارجح المطالب ص ۸۱۹ سطر آخر۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام

اسماعیل بن ابراہیم بن تارخ بن ناحور بن اشرغ بن ارعو بن قائع بن عابر بن شائخ بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام

حضرت اسماعیل کی والدہ ہاجرہ ایک بادشاہ جابر کی بیٹی تھی۔ جس کا نام صادوف تھا۔ اس نے بی بی سائرہ پر نظر بد کی تھی جس کی وجہ سے اس کا ہاتھ شل ہو گیا تھا۔ اور وہ پھر ان کی بزرگی اور تقدس کا قائل ہو گیا اور حضرت ابراہیم کو بہت کافی مال اور مویشی دیئے اور اپنی لڑکی ہاجرہ بھی دے دی یہ بادشاہ قبطم بن مصرایم کی اولاد سے تھا۔ اور اس کی طرف سے منسوب ہو کر قبطی کہلائے۔ اور یہ قبطی طوفان نوح کے سات سو سال بعد قبطی کہلائے۔

اسماعیل حضرت ابراہیم کی دعا سے پیدا ہوئے اور یہ اسم دو لفظوں سے مشتق ہے اسمع اور ایل سے۔ اسمع کو سمع سے لیا گیا ہے یعنی سنا اور ایل یعنی خدا مقصد یہ ہے کہ اللہ نے ابراہیم کی دعا کو سنا اور ایک بچہ عطا کیا۔ جس کا نام ہی اسماعیل ہوا۔ حضرت اسماعیل اپنے باپ حضرت ابراہیم کی شریعت کو جاری کرتے تھے اور ان کی تبلیغ تمام حجاز اور یمن اور بیروت تک پھیلی۔ حضرت اسمٰعیل کو اللہ تعالیٰ نے بارہ بیٹے عطا کیے جو قبیلہ جرہم کی لڑکی رملہ کے بطن سے ہوئے اور دوسری طرف سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ وہ قبیلہ عمالقہ سے تھی۔ حضرت اسمٰعیل کو بنی جرہم نے بکریاں دے دیں وہ ان کو چراتے تھے۔ اور خدا نے اتنی برکت عطا کی کہ مال کثیر کے مالک ہو گئے۔ اور حضرت اسمٰعیل ہی نے صحرائی گھوڑوں کو پکڑ لیا اور ان کو تربیت دے کر سواری کا کام شروع کیا اور گھوڑے گھروں میں رہنے لگے۔ اور آپ ہی نے تیراندازی سکھائی اللہ تعالیٰ نے آپ کو بارہ بیٹے عطا کیے۔ اور ان کی اولاد اتنی کثیر ہوئی کہ زمین مکہ تنگ ہو گئی اور دوسرے شہروں میں نقل ہو گئے اور جہاں کہیں پہنچے ان کو اللہ تعالیٰ نے برکت بزرگی عطا کی اور سردار بن کر ہی رہے۔

حضرت اسمٰعیل کی عمر ایک سو سینتیس سال ہوئی اور آپ اپنی والدہ ہاجرہ کے مقام حجر میں دفن ہوئے۔

حضرت اسمٰعیل کی اولاد بیت اللہ کی محافظ اور معلم مناسک حج اور منتظم و مہتمم کعبہ رہی حتیٰ کہ زمانہ عدنان بن اُد تک یہی سلسلہ جاری رہا۔ حضرت اسمٰعیل نے اپنے باپ حضرت ابراہیم کی موجودگی ہی میں وفات پائی۔

حضرت اسمٰعیل کی ایک زوجہ قبیلہ حمیر سے تھی۔ انہوں نے سب سے پہلے کعبہ کا غلاف اون سے تیار کیا تھا۔ اور حاجیوں نے جب کعبہ کا غلاف دیکھا تو بہت خوش ہوئے اور اسماعیل کے لیے ہدیے اور تحفے لے کر آئے اور جب ہدیئے زیادہ ہو گئے تو خدا نے فرمایا کہ ان کی قربانی کر کے حاجیوں کو کھلا دیا کرو۔ حضرت

Presented by www.ziyaraat.net/

اسماعیل کے لیے اللہ تعالیٰ نے چشمہ زمزم پیدا کیا۔ اور اس میں برکت عطا فرمائی۔ اور حضرت اسماعیل کی اولاد سے بارہ سردار عطا کیے۔

حضرت ابراہیم جب اسماعیل و ہاجرہ کو بے آب و گیاہ مقام پر چھوڑ کر جانے لگے اور بی بی ہاجرہ کو اس ویرانے سے دہشت اور تنہائی کا رنج ہوا۔ تو ابراہیم نے دعا کی اے پروردگار میں اپنی کچھ ذریت کو بے آب و گیاہ زمین میں چھوڑے جاتا ہوں۔ تو لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف پھیر دے اور ان کو رزق عطا فرما۔ پھلوں اور میوہ جات کا۔ تو خدا نے فرمایا کوہ ابوقیس پر کھڑے ہو کر ندا کرو۔ چنانچہ انہوں نے ایک ندا کی اور یہ آواز تمام مشرق و مغرب میں پہنچی اور تمام روحوں نے سنی۔ اب جس نے لبیک کہی وہ حج ضرور کریں گے اور جنہوں نے لبیک نہیں کہی وہ حج سے محروم ہوں گے۔

حضرت ابراہیم و اسماعیل نے جب حج ادا کیا تو جبرئیل نے نازل ہو کر ان کے ساتھ ساتھ رہ کر ہر ایک طریقہ عبادت اور مقام عبادت اور مناسک حج تعلیم دیئے۔ (۴)

حضرت اسحاق علیہ السلام

اسحاق بن ابراہیم بن تارخ بن ناحور بن اشرع بن ارعد بن قائع بن عامر بن شانخ بن ار فخشد بن سام بن نوح علیہ السلام

ان کی والدہ بی بی سائرہ حضرت لوط کی حقیقی بہن تھیں اور حضرت ابراہیم کی خالہ زاد بہن تھیں اور لوط و سائرہ دونوں لاج کے فرزند تھے اور وہ پیغمبر تھے۔ مگر ان کو رسالت نہیں ملی تھی حضرت ابراہیم اور سائرہ کی مائیں دونوں بہنیں تھیں۔

حضرت اسحاق نے بی بی رفقاء بنت ناہرہ بن آذر سے شادی کی جو ابراہیم علیہ السلام کے چچا تھے۔ اس کے بیٹے عیص پیدا ہوئے اور حضرت اسحاق کی عمر ایک سو اسی سال ہوئی ان کی قبر اپنے باپ ابراہیم کے پاس ہے اسی کھیت میں جس کو ابراہیم نے خریدا تھا۔

عیص بن اسحاق سرخ رنگ کے تھے۔ جسم پر بال زیادہ تھے۔ یہ باپ ہیں روم کے اور روم ان کا بیٹا زرد رنگ کا تھا۔ اسی وجہ سے اولاد روم بنی اصفر کہلاتے ہیں۔ عیص نے اپنے چچا اسمٰعیل کی بیٹی سے شادی کی تھی جس سے روم پیدا ہوا تھا۔ اور پانچ بیٹے اور پیدا ہوئے جو روم کے حقیقی بھائی تھے جیسے رومی ہیں وہ اسی روم اور اس کے پانچ بھائیوں کی اولاد ہیں۔

عیص کی عمر ایک سو چالیس ہوئی اور وہ بھی حضرت ابراہیم ہی کی قبر کے پاس دفن ہوئے۔ بعض روایات میں ہے کہ ذبیح اللہ اسحاق ہیں۔ لیکن یہ یہودیوں نے حسد کی وجہ سے مشہور کیا ہے۔ در حقیقت ذبیح اللہ

اسمٰعیل ہیں جیسا کہ حضرت رسول نے فرمایا ہے کہ میں دو ذبیحوں کی اولاد میں سے ہوں۔

حضرت اسحاق اگر ذبیح اللہ ہوتے تو ان کی اولاد اور ان کے ماننے والے بیت المقدس اور شام و مصر کے علاقوں میں ان کی کوئی تو یادگار قائم کرتے مگر آج تک ان کی کوئی یادگار نہیں ہے۔ مگر حضرت اسماعیل کی قربانی کی یادگار تمام اولاد اسمٰعیل اور ان کے عقیدت مندوں میں مسلسل آ رہی ہے۔

نیز قربانی اکلوتے بیٹے کی ہوئی ہے اور اکلوتا بیٹا اسماعیل ہی ہے کیونکہ اسحاق جب پیدا ہوئے تو اس وقت اسماعیل موجود تھے لہٰذا اسحاق اکلوتے بیٹے نہیں ہو سکتے۔

حضرت اسحاق نے اپنے باپ ابراہیم کی شریعت کی تبلیغ کی اور لوگوں کو توحید کا درس دیا۔ (۴)

حضرت لوط علیہ السلام

لوط بن لاج بن ناحور بن اشرع بن ارصو بن فانح بن عامر بن شانخ بن ار فخشد بن سام بن نوح علیہ السلام

حضرت لوط جناب ابراہیم کے چچا زاد اور خالہ زاد بھائی تھے۔ حضرت ابراہیم نے قحط کی وجہ سے علاقہ بابل سے ہجرت کی تو آپ کے ہمراہ حضرت لوط بھی تھے۔ جب آپ شامات کے علاقہ میں پہنچے اور وہیں فروکش ہوئے تو آپ نے لوط کو تقریباً ۳۴ میل کے فاصلہ پر ایک آبادی میں تبلیغ کے لیے بھیجا اس آبادی میں چار شہر تھے جن کا نام سدوم اور صیدوم اور لدنا اور عمرتھا اور یہ شہر علاقہ شام میں تھے جہاں اب بحیرۂ طبریہ ہے اور نہایت سبزہ زار جگہ تھی۔ میوہ جات کی کافی پیداوار تھی اور یہ شہر یمن اور شام کے راستہ پر واقع تھے۔ مسافروں کے قافلے شام و یمن سے آتے جاتے۔ ان شہروں میں قیام کرتے تھے۔ اور اس شہر کے میوہ جات کھاتے تھے اور شہری اس سے تنگ آ گئے تھے کہ جو گزرتا ہے وہ ہمارے درختوں سے میوہ کھاتا ہے اور زراعت میں اپنے مویشی چراتا ہے ان لوگوں نے تنگ آ کر قافلوں کے کپڑے اتارنے شروع کر دیئے اور ان سے بد فعلی کرتے تاکہ لوگ ان کے باغات کا میوہ نہ کھائیں۔ اور اس جگہ قافلے نہ اتریں اس بدفعلی یعنی مرد سے جماع کرتے تھے۔ ان لوگوں کو آپس میں بھی عادت بد ہو گئی اور عورتوں کو چھوڑ دیا۔ اور مرد سے مرد جماع کرنے لگا اور پھر عورتیں آپس میں چپٹی کرنے لگیں۔

حضرت لوط نے ان لوگوں کو سمجھایا اور خدا کے عذاب سے تیس سال تک ڈراتے اور وعظ و نصیحت کرتے تھے۔ مگر ان لوگوں نے آپ کی ہدایت پر عمل نہیں کیا قافلوں کے ساتھ اور آپس میں یہی بدفعلی جاری رکھی جس مرد کو اس فعل بد کے لیے پکڑتے تھے وہ حضرت لوط سے پناہ اور مدد مانگتا تھا۔ حضرت لوط اس کو پناہ دیتے تھے اور ان کو عذاب خدا سے ڈراتے تھے۔ جب یہ لوگ حضرت لوط سے تنگ آنے لگے تو کہنے لگے کہ اے لوط اگر تم نے ہمیں روکا یا کسی مرد کی مدد کی تو ہم تم کو سنگسار کر دیں گے۔ اور اپنے شہر سے باہر نکال دیں گے۔ حضرت لوط نے ان کے لیے بد دعا کی اور سخت تنگ آ گئے۔

Presented by www.ziyaraat.net/

چنانچہ حضرت ابراہیم جس جگہ تشریف فرما تھے اور مہمان نوازی سے فارغ ہو کر بیٹھے تھے وہاں ان کے پاس چار شخص آ گئے جو آدمی کی شکل میں تھے۔ اور انہوں نے کہا سلام ابراہیم نے بھی کہا سلام۔ حضرت ابراہیم اپنی زوجہ سارہ کے پاس آئے اور کہا کہ چار مہمان اور آ گئے ہیں۔ ان کے لیے کچھ کھانا ضروری ہے۔ بی بی سارہ نے ایسا ہی کیا۔ اور ان چار مہمانوں کے سامنے پیش کر دیا مگر انہوں نے کھانے کے لیے ہاتھ نہیں بڑھائے۔ حضرت ابراہیم نے سوچا کہ جو میرا کھانا نہیں کھاتا تھا وہ دشمن سمجھا جاتا تھا۔ حضرت ابراہیم نے اپنی زوجہ سارہ سے کہا یہ لوگ کھانا نہیں کھاتے۔ بی بی سارہ چند عورتوں کو لے کر ان کے پاس آ کر کہنے لگیں کہ تم خلیل خدا کے کھانے سے کیوں انکار کرتے ہو انہوں نے حضرت ابراہیم سے کہا ہم فرشتے ہیں خدا نے ہمیں قوم لوط پر عذاب کے لیے بھیجا ہے۔ جب ان چار فرشتوں نے عذاب کا نام لیا تو بی بی سارہ خوف زدہ ہوئیں اور انہیں حیض آ گیا حالانکہ ان کے بڑھاپے کی وجہ سے حیض بند ہو چکا تھا۔ خدا نے بشارت دی کہ سارہ کے بیٹا ہو گا جس کا نام اسحاق ہو گا۔ اور اسحاق کے بیٹا ہو گا جس کا نام یعقوب ہو گا۔ یہ بشارت سن کر بی بی سارہ نے اپنا ہاتھ اپنے منہ پر مارا اور کہا کہ ہائے میرے بچہ ہو گا۔ حالانکہ میں بوڑھی ہو چکی ہوں اور میرا شوہر بھی بوڑھا ہو چکا ہے۔ یہ عجیب ماجرا ہے۔ پس جبرئیل نے کہا کہ تم اے سارہ اللہ کے امر سے تعجب کرتی ہو اللہ کی رحمت اور برکتیں تم پر ہیں اے اہل بیت یقیناً" خدا لائق حمد و بزرگی ہے۔ جب حضرت ابراہیم کو علم ہو گیا کہ یہ فرشتے ہیں تو ابراہیم نے کہا کہ قوم لوط سے عذاب ٹل جائے تو بہتر ہے۔ جبرئیل سے کہا کہ وہاں مومن بھی تو ہیں پھر عذاب کے وقت کیا ہو گا۔ جبرئیل نے کہا کہ ان کو بچا لیا جائے گا۔

پس وہ فرشتے ابراہیم سے رخصت ہو کر حضرت لوط کے پاس پہنچے اس وقت حضرت لوط اپنی کھیتی میں کام کر رہے تھے اور کھیتوں کو پانی دے رہے تھے۔ کہنے لگے کہ ہم مہمان ہیں آج کی رات تمہارے پاس رہنا چاہتے ہیں۔ حضرت لوط نے کہا مجھے کوئی عذر نہیں ہے مگر اس شہر کے لوگ نہایت درجہ بد عمل ہیں۔ وہ مہمانوں سے بد فعلی کرتے ہیں۔ میں اپنے مہمانوں کو بمشکل ان سے بچاتا ہوں۔ اور اب وہ مجھے تنگ کر رہے ہیں کہ میں مہمانوں کو پناہ دیتا ہوں۔ فرشتوں نے کہا اب وقت بھی شام کا ہو گیا ہے کہیں دوسری جگہ جانے کا وقت نہیں رہا ہے لہٰذا ہم تمہارے ہی مہمان ہوں گے۔ آپ نے قبول کیا اور ان کو اپنے گھر لے آئے اور اپنی زوجہ سے کہا جو اسی شہر کی اور اسی قبیلہ کی تھی کہ میرے مہمان آ گئے ہیں تو کسی کو ان کی خبر نہ کرنا اور ان کے لیے کھانا تیار کر اس عورت نے کوٹھے پر چڑھ کر سیٹی بجا دی اور اپنے شہریوں کو اطلاع کر دی وہ ہر طرف سے دوڑتے ہوئے آ گئے اور حضرت لوطؑ کے گھر کا گھیرا ڈال لیا اور کہا کہ تم نے پھر مہمان رکھ لیے۔ حالانکہ تمہیں روکا گیا ہے کہ کبھی اپنے گھر میں مہمان نہ رکھو۔ اور اندر داخل ہو گئے اور مہمانوں کو پکڑنے کا ارادہ کیا حضرت لوط نے کہا کہ تم باز آ جاؤ۔ دیکھو یہ پاکیزہ لڑکیاں تمہارے نکاح کے

لیے موجود ہیں۔ میرے مہمانوں سے گستاخی نہ کرو۔ خدا سے ڈرو اور مجھے ذلیل و خوار نہ کرو۔ کیا تم میں کوئی بھی سمجھدار اور نیک آدمی نہیں ہے وہ کہنے لگے کہ ہم تمہاری لڑکیاں نہیں چاہتے ہم جو کچھ کہنا چاہتے ہیں تم جانتے ہی ہو۔ حضرت لوط جب ان سے ناامید ہو گئے تو کہنے لگے کاش مجھے طاقت ہوتی کہ میں تم سے جدا ہو کر کسی بڑی طاقتور پناہ میں چلا جاتا کیونکہ یہاں میرا کوئی قبیلہ نہیں ہے۔ تنہا ہوں۔ جبرئیل نے کہا کہ کاش تمہیں معلوم ہوتا کہ تمہارے ساتھ بڑی طاقت ہے حضرت لوط نے کہا کہ کس طرح آئے ہو کہنے لگے اس قوم کو ہلاک کرنے آئے ہیں۔ آپ نے کہا بہت خوب ان کو ابھی ہلاک کر دو۔ جبرئیل نے کہا صبح تک ایسا ہی ہو گا۔ کیا صبح نزدیک نہیں ہے چنانچہ جب ان لوگوں نے دروازہ توڑ کر اندر داخل ہو کر مہمانوں کے پکڑنے کا ارادہ کیا تو جبرئیل نے پر مار کر ان کو اندھا کر دیا اور وہ سمجھ گئے کہ عذاب آ گیا۔ کیونکہ لوط نے وعدہ کیا کہ عذاب آئے گا۔ وہ لوگ اپنے ایک عالم کے پاس گئے۔ اس سے واقعہ بیان کیا کہ عذاب آنے والا ہے اب ہم کیا کریں اس عالم نے کہا کہ تم حضرت لوط کے گھر کو گھیر لو۔ جب تک لوط تمہارے درمیان میں ہے عذاب نہیں آئے گا۔ چنانچہ وہ خانہ لوط کے گرد جمع ہو گئے۔ جبرئیل نے حضرت لوط کو کہہ دیا کہ تم نصف شب اپنے گھر سے اپنے اہل و عیال کو لے کر نکل جاؤ اور ایک گھر جو ایمان دار ہے وہ بھی شہر سے نکل جائے اور جب باہر نکلو تو پیچھے کی طرف نہ دیکھنا چنانچہ نصف شب گھر سے نکل گئے اور ان کو کوئی نہ دیکھ سکا۔ اور انہوں نے پیچھے مڑ کر بھی نہیں دیکھا مگر لوط کی زوجہ نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور اس کا مقصد تھا کہ لوگوں کو خبر دے دے کہ لوط جا رہے ہیں چنانچہ وہ رہ گئی اور اس نے اپنی قوم کو نہ چھوڑا۔ مگر لوط کو چھوڑ دیا آخر وہ بھی عذاب میں آ گئی۔ چنانچہ جب صبح نمودار ہوئی تو جبرئیل کو حکم خدا ہوا اور انہوں نے ان چاروں شہروں کو معہ زمین ہفتم کے طبقہ کے اکھاڑ کر اپنے پروں پر اتنا بلند کیا کہ آسمان پر ان کے مرغوں اور کتوں کی آوازیں پہنچنے لگیں۔ جب آفتاب نکل آیا تو حکم خدا ہوا کہ اے جبرئیل اب ان شہروں کو الٹ دے چنانچہ اوپر کا حصہ نیچے اور نیچے کا حصہ اوپر کر کے ان کو دریائے شام میں پھینک دیا اور ان پر پتھروں کی بارش کی گئی جو سخت مٹی کی شکل میں تھے ان شہروں کو غرق کیا گیا۔ مگر حضرت لوط کا مکان اسی طرح باقی رکھا گیا تاکہ عبرت حاصل کرنے والوں کے لیے سبق حاصل ہو۔ قوم لوط میں اس بد فعلی کے علاوہ اور بھی چند بری باتیں تھیں۔ وہ راستہ میں بیٹھ کر مسافروں پر کنکریاں مارتے تھے اور ایک دوسرے کے منہ پر گوز مارتے تھے اور غلیل کے ذریعہ مسافروں کو گول گول پتھر مارتے تھے اور انگلی کے ذریعہ سنگریزوں سے کھیلتے اور اتنے لمبے کپڑے پہنتے تھے جو زمین پر گھسیٹتے تھے اور اپنی قمیص اور قباء کے بند کھلے رکھتے تھے اور یہ سب تکبر کی وجہ سے کرتے تھے۔ اور رفع حاجت کے بعد طہارت نہیں کرتے تھے۔ اور غسل جنابت بھی نہیں کرتے تھے۔ اور ایک دوسرے کے ساتھ فعل قبیح کرتے تھے۔ حضرت لوط نے جو ان سے کہا تھا کہ میری لڑکیاں لے لو اور بد فعل چھوڑ دو یہ لڑکیاں درحقیقت اسی قوم کی تھیں کیونکہ نبی کی

Presented by www.ziyaraat.net/

امت کی عورتیں اس کی لڑکیاں ہوتی ہیں اور یا یہ مطلب تھا کہ تم ایمان لے آؤ میری ہدایت قبول کرلو یہ لڑکیاں حاضر ہیں۔ لوط کی زوجہ کا نام واہلہ یا والغہ یا والہ تھا۔ لوط کے معنی مضبوط اور پائیدار ہیں۔ (۴)

حضرت ذوالقرنین

ذوالقرنین لقب ہے اور نام اس کا عیاش یا عبداللہ بن ضحاک بن معد ہے۔ یہ اسکندر رومی کے علاوہ ہے۔ اس کو اسکندر رومی بھی کہتے ہیں۔ یہ بچپن ہی سے نیک اور صاحب اخلاق و جمیل اور پاکباز تھا اور لوگوں کو نیکی کی تعلیم دیتا تھا اور کہتا تھا کہ تم خدا کی اطاعت و فرمانبرداری کرو۔ وہ تمام عالم کا خالق ہے۔ اس کی ہدایت کو لوگوں نے قبول نہ کیا اور اس کے سر پر ایک ایسی ضرب لگائی کہ سر کی داہنی جانب شدید زخم ہو گیا اور اس صدمہ سے ایک بیابان میں جا کر مرگیا۔ خدا نے سو سال کے بعد اس کو زندہ کر دیا اور پھر اسی طرح تبلیغ کرنے لگا اور خدا کی اطاعت کی طرف لوگوں کو دعوت دینے لگا۔ لوگوں نے پھر اس کے سر پر ضرب لگائی اور بائیں جانب شدید زخمی ہو گیا اور اس شدید زخم کی تاب نہ لا سکا اور ایک صحرا میں جا کر مر گیا۔ پھر خدا نے سو سال کے بعد اس کو زندہ کیا اور دو زخموں کی جگہ کو خدا نے بلند کر دیا جس طرح دو سینگ ہیں اور خدا نے اس کو عزت و قوت عطا کی اور آسمان کی طرف اس قدر بلند کیا کہ اس نے زمین کے تمام اطراف کو خدا کی عطا کردہ طاقت سے دیکھا اور مشرق و مغرب کی تمام مخلوقات، پہاڑ اور صحرا اور دریا دیکھے۔ پھر خدا نے اس کو علم و حکمت اور طاقت و قوت عطا کی جس کے ذریعہ تمام روئے زمین پر حکمران ہو گیا اور ایک ٹکڑا ابر کا عطا کیا جس کی گرج اور چمک تھی اور خدا نے اس قدر رعب و ہیبت بخشا کہ تمام زمین پر اس کے مقابلہ کی کسی کو تاب نہ تھی۔ جب اس کو غصہ آتا تھا تو اس کے دو قرنوں سے جو سر میں دو بلندیاں تھیں ایک ہیبت ناک آواز نکلتی تھی جس سے دل دہل جاتے تھے۔ اور لوگ اس کی اطاعت قبول کرلیتے تھے۔

چنانچہ اس نے تمام روئے زمین میں خدا کا پیغام پہنچایا اور لوگوں سے اطاعت خدا کا اقرار لیا جس شہر میں پہنچتا تھا لوگ اس کی اطاعت قبول کرتے تھے اور جو مخالفت یا دشمنی کرتا تھا وہ اس کے دو قرنوں کی گرج چمک سے ہلاک ہو جاتا تھا۔ خدا نے اس کو ہر قسم کے اسباب عطا کئے تھے۔

چنانچہ ذوالقرنین آفتاب کے غروب ہونے کی جگہ تک پہنچا جہاں اس نے دیکھا کہ آفتاب ایک گرم چشمہ کے اندر ڈوب رہا ہے اور یہ شہر جابلقا ہے اور وہاں ایک قوم کو دیکھا جس کے بارے میں خدا نے فرمایا کہ اے ذوالقرنین تم ان کو قتل کرو گے یا ان کے ساتھ نیکی کرو گے ذوالقرنین نے عرض کی میں ظالموں اور مشرکوں کو سزا دوں گا۔ کہ اس کے بعد خدا ان کو عذاب سخت دے گا۔ اور جو ایمان لائیں گے ان کے ساتھ نیکی

اور احسان کروں گا۔ اور ایسی تعلیمات دوں گا کہ ہر معاملہ ان کے لیے آسان ہو جائے گا۔ پھر وہاں سے روانہ ہوا اور اللہ کے عطا کردہ اسباب کے ذریعہ آفتاب کے طلوع ہونے کی جگہ پہنچا۔ وہاں ایک ایسی قوم آباد تھی کہ جن پر آفتاب سے بچنے کا کوئی ذریعہ یا سایہ نہ تھا کہ اس کی دھوپ سے بچ سکیں پھر وہاں سے روانہ ہوا اور خدا کے عطا کردہ اسباب کے ذریعہ دو پہاڑی دیواروں کے درمیان پہنچا اور وہاں ایک قوم کو آباد دیکھا جن کی زبان جداگانہ تھی اور وہ ہوشیار عقلمند بھی نہ تھے۔ انہوں نے ذوالقرنین سے کہا کہ ہمارے اس ملک میں یاجوج و ماجوج رہتے تھے جو ہمارے باغات اور کھیتوں کو تباہ کر جاتے ہیں اور میوہ جات کھا جاتے ہیں اور کچھ لے جاتے ہیں اور ہمارے آدمیوں کو کھا جاتے ہیں اور اتنی تعداد میں ہیں کہ جن کا شمار ہی نہیں ہے۔ لہٰذا آپ ہماری امداد کریں اور ان دونوں پہاڑیوں کے برابر اونچا بند بنا دیجئے کہ ان کے آنے جانے کا راستہ بند ہو جائے۔ ہم آپ کو خرچ اور معاوضہ دینے کو تیار ہیں۔

ذوالقرنین نے جواب دیا کہ مجھے خدا نے جو بادشاہی اور طاقت عطا کی ہے وہ میرے لیے بہت کافی ہے۔ مجھے تمہارے معاوضے کی ضرورت نہیں ہے ہاں تم میری ہدایت کے مطابق کام کرو میں بند تیار کر دوں گا۔

یاجوج و ماجوج

یہ ایک بہت بڑی قوم ہے۔ جو جانب شمال آخری حصہ زمین میں ہے۔ جو ترکستان کی طرف ہے اور یہ دو نام اس قوم کے دادوں کے ہیں اور یہ قوم دونوں کے نام سے مشہور ہے۔

یہ انسانی شکل میں اولاد پیدا کرتے ہیں۔ ان میں عورت اور مرد ہوتے ہیں ان کا قد پانچ بالشت سے زیادہ نہیں ہے اور جسم بھی انسان کے بچوں کی طرح چھوٹا ہے۔ ان کے بدن پر ریچھ کی طرح بال ہیں سردی اور گرمی سے بچاتے ہیں یہ نہ جوتا پہنتے ہیں نہ کپڑے۔ برہنہ ہی رہتے ہیں اور ان کے ہاتھوں میں بجائے ناخن کے لمبے لمبے کانٹے ہیں جس طرح درندہ جانوروں کے ہوتے ہیں ان کے دو کان اتنے بڑے بڑے کہ ایک کو فرش کی طرح بچھاتے ہیں اور دوسرے کو اوپر مثل چادر کے اوڑھتے ہیں۔ یہ درندہ جانوروں کی طرح جانداروں کو بھی کھاتے ہیں اور سبزہ اور میوہ جات بھی کھاتے ہیں ان کا ایک فرد اس وقت مرتا ہے جب ایک ہزار بچے پیدا کر لیتا ہے۔ اس سے پہلے موت نہیں آتی اس لیے ان کی تعداد اس قدر ہے کہ جو شمار میں نہیں آتی ہے۔ یہ چلتے پھرتے راستوں میں جفتی کرتے ہیں اور جانوروں کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں۔

ان کی غذا مچھلی ہے۔ جب وہاں بارش ہوتی ہے۔ تو مچھلیاں برستی ہیں وہی ان کی خوراک ہوتی ہے۔ جب کبھی بارش میں تاخیر ہو تو بھوک کی وجہ سے ان کے غول کے غول اپنے ملک سے باہر نکل پڑتے ہیں اور جہاں کہیں باغات اور میوہ جات ملتے ہیں کھا جاتے ہیں اور جس جگہ پہنچ جاتے ہیں ٹڈی دل کی طرح جا کر

Presented by www.ziyaraat.net/

تباہی مچا دیتے ہیں۔ لوگ اپنے باغات اور زراعت کو چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں۔ کیونکہ ان کا مقابلہ ممکن نہیں ہوتا کیونکہ کہ جب یہ کسی شہر میں پہنچ جاتے ہیں تو وہاں پاؤں رکھنے کی جگہ بھی نہیں ملتی ان کی تعداد کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

یہ جب داخل ہوتے ہیں تو ان کے جسم سے اس قدر بوئے بد آتی ہے کہ کوئی انسان برداشت نہیں کر سکتا۔ اور اس جگہ کے جانور بھی ان کو دیکھ کر بھاگ جاتے ہیں۔ ان کی آوازیں اس قدر بلند اور سخت ہوتی ہیں کہ میلوں تک گنگ کر دیتی ہیں اور اس سے پتہ چل جاتا ہے کہ قوم یاجوج ماجوج آ رہی ہے اور لوگ فورا" آواز سن کر اپنے گھروں کو چھوڑ کر اور جانوروں کو جنگل میں چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں۔ جب ذوالقرنین دو پہاڑیوں کے پاس پہنچے اور وہاں کے لوگوں نے آپ سے شکایت کی کہ قوم یاجوج و ماجوج ہماری فصلوں کو تباہ کر دیتی ہے اور ہم اس قوم سے سخت تنگ آ چکے ہیں خدا نے آپ کو طاقت عطا کی ہے۔ آپ ہمارے لیے ان دونوں دیواروں کے درمیان ایک بند بنا دیجئے کہ یہ قوم ہمارے شہر میں نہ آ سکے۔ ان کے آنے کا بس یہ ایک راستہ ہے جو دو پہاڑوں کے درمیان ہے۔ جناب ذوالقرنین نے وعدہ کر لیا اور انہیں حکم دیا کہ لوہے کے ٹکڑے مہیا کرو۔ انہوں نے کہا اتنا لوہا کہاں سے لائیں۔ اور کس طرح لوہے کو کاٹیں کہ یہ راستہ بند ہو جائے۔ ذوالقرنین نے کہا میں تمہیں لوہے اور تانبے کی کان بتاتا ہوں وہاں سے کاٹ کر لوہا اور تانبہ لاؤ۔ انہوں نے کہا کس طرح کاٹ سکتے ہیں۔ ذوالقرنین نے ایک اور کان بتائی کہ اس کو سامور کہتے ہیں اور وہ سفید قسم کی دھات تھی اس کے اوزار تیار کرائے۔ وہ جس لوہے اور تانبے پر ماری جاتی تھی۔ لوہا اور تانبہ پگھل کر جدا ہو جاتا تھا یہی وہ دھات ہے جس سے سلیمان پیغمبر نے کچھ اوزار تیار کرائے تھے اور اس کے ذریعہ بیت المقدس کے ستون بنائے گئے تھے۔

چنانچہ ان اوزاروں کے ذریعہ لوہے کے بڑے بڑے تختے بنائے گئے ہیں۔ اس کے ذریعہ لوہا پگھل جاتا تھا۔ جب لوہے کے تختے تیار ہو گئے تو ان اوزاروں کے ذریعہ تانبہ کو پگھلایا گیا اور لوہے کے تختوں کے درمیان بجائے گارے کے پگھلا ہوا تانبہ ڈالا گیا اس کی بنیادیں اتنی گہری کیں کہ پانی تک پہنچ گئی اور یہ بند ایک میل چوڑا اور تین میل لمبا تھا ایک تختہ لوہے کا اور اس پر پگھلا ہوا تانبہ بجائے گارے کے وہ بھی ایک تختہ معلوم ہوتا تھا اور دیوار ایسی معلوم ہوتی تھی کہ جیسے سرخ اور سیاہ چافانہ ہوتا ہے۔ یہ سد یعنی بند مکمل ہو گیا۔ اور قوم یاجوج و ماجوج سے نجات مل گئی وہ اس دیوار میں نہ سوراخ کر سکتے تھے اور نہ اس کو توڑ سکتے تھے اور نہ اس کے اوپر سے آ سکتے تھے' کیونکہ دونوں پہاڑوں کے برابر بلند ہے جب ظہور آل محمد علیہم السلام ہو گا اس وقت خدا اس بند کو ہٹائے گا اس وقت آمد و رفت ہو گی۔

حضرت ذوالقرنین کی امداد کے لیے خدا نے ایک فرشتہ مقرر کیا تھا جس کا نام رقائیل تھا اس نے بتایا کہ اے ذوالقرنین خدا نے ایک چشمہ حیات پیدا کیا ہے جو اس چشمہ سے کچھ پی لے وہ جب تک زندگی چاہے

زندہ رہے گا۔ اس کو موت نہیں آئے گی۔ ذوالقرنین نے دریافت کیا کہ وہ آب حیات کہاں ہے۔ فرشتہ نے جواب دیا کہ وہ ایسی ظلمت میں ہے کہ جہاں کوئی جن و انس نہیں جا سکا ہے۔ چنانچہ ذوالقرنین نے علماء و فقہاء کو جمع کیا اور کتب آسمانی کے عالموں سے دریافت کیا انہوں نے بتایا کہ ایک چشمہ حیات جو مشرق کی طرف ہے۔ چنانچہ ذوالقرنین نے اپنے اصحاب کو جمع کیا اور خصوصیت سے اپنے ایک عالم و دانا اصحابی خضر کو بھی ہمراہ لیا اور ان کو اپنے ساتھیوں کا رہنما بنایا اور کچھ مردہ مچھلیاں ساتھ رکھ لیں حتیٰ کہ ایسی تاریکی میں پہنچے کہ جہاں سوائے ظلمت کے اور کچھ نہ تھا۔ خداوند عالم نے ذوالقرنین کے سر میں روشنی عطا کی تھی کہ وہ شب کو بھی اسی طرح دیکھتا تھا جس طرح دن کو دیکھتا تھا۔ جب یہ لوگ تاریکیوں کو عبور کر رہے تھے تو کچھ چشمے نظر آئے۔ یہ لوگ اپنی اپنی مچھلیاں لے کر چشموں پر پہنچے خضر آگے تھے چنانچہ جو چشمہ خضر کے سامنے تھا اس میں مردہ مچھلی کو ڈالا تو وہ فورا" زندہ ہو کر چلنے لگی۔ خضر اس کو پکڑنے کے لیے چشمے میں اتر گئے اور ہاتھ منہ دھویا اور کچھ پانی پیا اور مچھلی کی تلاش میں بہت سرگرداں رہے مگر نہ مل سکی۔ اب وہاں سے واپس ہوئے کہ اپنے ساتھیوں اور ذوالقرنین کو بتائیں۔ چنانچہ سارا ماجرا سنایا اور یہ سب سمجھ گئے کہ چشمہ حیات وہی تھا۔ چنانچہ وہاں پہنچے مگر تاریکی کی وجہ سے وہ چشمہ نہ مل سکا وہاں سینکڑوں چشمے تھے یہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کونسا چشمہ تھا۔ چالیس روز سرگرداں ہو کر واپس آ گئے۔

تہی دستان قسمت راچہ سود از رہبر کامل
کہ خضر از آب حیوان تشنہ می آرد سکندر را

ذوالقرنین جب سد بنا کر واپس ہوئے تو اپنے لشکر سمیت ایک صحرا سے گزرے وہاں دیکھا کہ ایک شخص نماز میں مشغول ہے۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو ذوالقرنین نے خواہش کی کہ تم میرے ساتھ چلو اس نے کہا کہ چار چیزوں کی ضمانت دو تو ہمراہ چل سکتا ہوں اول ایسی نعمت کہ جس کو زوال نہ ہو۔ دوم ایسی صحت کہ جس کے بعد بیماری نہ ہو سوم ایسی جوانی کہ جس کے بعد پیری نہ ہو۔ چہارم ایسی زندگی جس کے بعد موت نہ ہو۔ ذوالقرنین نے کہا خدا کے سوا اس پر کوئی قادر نہیں ہے۔ پھر ایک عالم ملا اس نے ذوالقرنین سے پوچھا کہ بتاؤ دو چیزیں کونسی ہیں جو روز پیدائش سے لے کر آج تک اپنی حالت میں برقرار رہیں اور وہ دو چیزیں کونسی ہیں جو برابر جاری ہیں اور وہ دو چیزیں کونسی ہیں جو ایک دوسرے کے برابر آتی رہتی ہیں اور وہ دو چیزیں کہ ایک دوسرے کی دشمن ہیں۔ ذوالقرنین نے کہا جو دو چیزیں روز پیدائش سے برقرار ہیں زمین و آسمان ہیں اور وہ دو چیزیں جاری شمس و قمر ہیں۔ اور وہ دو چیزیں جو یکے بعد دیگرے آتی رہتی ہیں شب و روز ہیں۔ اور وہ دو چیزیں جو آپس میں دشمن ہیں زندگی و موت ہیں۔

ذوالقرنین اپنے سفر دنیا سے ایک ایسی قوم کے پاس سے گذرے کہ جو بہت خوشحال تھی اور ان کے ہر گھر کے دروازہ پر قبریں تھیں۔ ذوالقرنین نے پوچھا کہ تم نے یہ دروازوں پر قبریں کیوں بنائی ہیں۔ انہوں نے کہا اس لیے بنائی ہیں کہ موت ہر وقت یاد رہے پھر پوچھا کہ تمہارے مکانوں میں دروازے کیوں نہیں

Presented by www.ziyaraat.net/

انہوں نے کہا کہ ہمارے شہر میں کوئی چور و خائن نہیں ہے پھر پوچھا کہ تمہارے شہر میں امیر نہیں ہیں انہوں نے کہا کہ ہمارے شہر میں ظالم نہیں ہیں۔ پھر پوچھا تمہارا کوئی بادشاہ نہیں ہے کہا کہ ہم میں کوئی زیادتی کرنے والا نہیں ہے۔ پھر پوچھا کہ تم سب ایک جیسی حالت میں کس طرح ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم میں مساوات اس لیے ہے کہ ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں۔ جس کے پاس کمی ہو جاتی ہے ہم مل کر پورا کر دیتے ہیں۔ پھر پوچھا کہ تم میں نزاع اور جھگڑا کیوں نہیں ہے۔ کہا کہ ہم اپنے نفسوں پر قادر ہیں اور جھوٹ نہیں بولتے ہیں۔ اور اپنا مال تقسیم کرتے رہتے ہیں۔ اس لیے ہم میں کوئی فقیر نہیں ہے۔ پھر پوچھا تمہاری عمریں کیوں بڑی ہیں، کہا کہ ہم کسی کا حق غصب نہیں کرتے عدل و انصاف سے رہتے ہیں۔ پھر پوچھا کہ تمہارے شہر میں قحط کیوں نہیں آتا۔ کہا کہ ہم استغفار سے کبھی غافل نہیں رہتے۔ ذوالقرنین سوال کرتے گئے اور وہ اسی قسم کے جواب دیتے گئے۔ ذوالقرنین نے اپنے لیے اس جگہ کو پسند کر لیا اور اپنی زندگی اسی جگہ پر گزاری اور ان کی عمر پانچ سو سال ہوئی۔ (۴)

خدا امام مہدی کے زمانے میں ذوالقرنین کی طرح عدل قائم فرمائے گا

بسند معتبر حضرت رسولؐ مقبول سے منقول ہے کہ ذوالقرنین ایک صالح بندہ تھے جن کو خدا نے اپنے بندوں پر حجت قرار دیا تھا۔ انہوں نے اپنی قوم کو دین حق کی طرف بلایا۔ اور ان کو گناہوں سے پرہیز کا حکم دیا۔ لوگوں نے ان کے سر کے ایک جانب ضرب لگائی تو وہ اپنی قوم سے غائب ہو گئے۔ یہاں تک کہ لوگوں نے سمجھا کہ وہ مر گئے یا ہلاک ہو گئے۔ حالانکہ وہ کسی جنگل میں چلے گئے تھے پھر ظاہر ہوئے اور اپنی قوم کی طرف واپس آئے پھر ظالموں نے ان کے سر کے دوسری جانب ایک ضربت لگائی۔ حضرت رسول نے فرمایا کہ یقیناً" تمہارے درمیان میں ایک شخص ہے جو ان کی سنت پر ہو گا۔ یعنی امیر المومنین نے پھر فرمایا کہ ذوالقرنین کو حق تعالیٰ نے زمین میں متمکن کیا اور ہر چیز کا ایک سبب ان کو عطا فرمایا۔ اور وہ دنیا میں مغرب سے مشرق تک پہنچے اور خداوند عالم جلد ان کی سنت کو ہمارے فرزندوں میں سے قائم میں جاری کرے گا جو مشرق و مغرب کو طے کرے گا۔ یہاں تک کہ کوئی صحرا اور میدان اور پہاڑ جو ذوالقرنین نے طے کیا ہے باقی نہ بچے گا کہ وہ طے نہ کرے اور زمین کے خزانوں اور معدنوں کو خدا اس کے لیے ظاہر کرے گا۔ وہ اس کی مدد کرے گا۔ دلوں میں اس کا خوف ڈال دے گا وہ زمین کو عدل اور راستی سے پر کر دے گا بعد اس کے کہ وہ ظلم و جور سے بھر گئی ہو گی۔ (۳)

حضرت علی ذوالقرنین ہیں

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یا علی تیرے لیے بہشت میں ایک خزانہ ہے اور تو اس کا ذوالقرنین یعنی دونوں طرف کا مالک ہے۔

لسان العرب جلد ۱۳ ص ۳۳۳ سطر ۱۳ کالم ۱۔ کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۹۔ حدیث ۲۶۷۴۔ مناقب خوارزمی ص ۲۵۷ سطر ۱۱۔ مشکل جلد ۲ ص ۳۵۰۔ الدرر اللآل ص ۱۹۸۔ تفریح الاحباب ص ۳۳۸۔ مناقب عینی ص ۵۹۔ تاریخ دمشق ص ۳۳۷۔ المستدرک جلد ۳ ص ۱۲۳۔ شرح مشکل الاثر جلد ۲ ص ۸۔ الترغیب و الترھیب جلد ۴ ص ۱۰۷۔ المحکم جلد ۶ ص ۲۲۱۔ التبصرہ ص ۱۵۷۔ منتخب کنز العمال جلد ۵ ۳۶۔ ارجح المطالب ص ۴۷۔ الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۲۱۰۔ حسن الاسوہ ص ۳۶۱۔ غریب الحدیث جلد ۳ ص ۷۸۔ جنی الجنتین ص ۱۶۱۔ المحاسن المساوی ص ۳۰۔ تاج العروس جلد ۹ ص ۳۰۷۔ الزواجر جلد ۲ ص ۳۔ مفردات اصفہانی ص ۴۱۱۔ التدوین جلد ۲ ص ۱۹۹۔

ہروی نے ذوالقرنین کی تفسیر میں لکھا ہے کہ قرنین سے یہاں جنت کے دونوں طرف مراد ہیں۔ ابو عبیدہ نے کہا ہے کہ ذو قرنیھا میں ضمیر مونث غائب امت کی طرف راجع ہے یعنی یا علی تم اس امت کے ذوالقرنین ہو۔

ابوالطفیل کہتے ہیں کہ خوارج کے پیش نماز ابن الکویٰ نے جناب امیر سے پوچھا کہ ذوالقرنین نبی تھا یا بادشاہ۔ آپ نے فرمایا نہ نبی تھا نہ بادشاہ ایک نیک بندہ تھا۔ خدا نے اس سے محبت کی اور اس کو صاحب محبت بنا دیا اور خدا نے اسے نصیحت کی اور اس کو نصیحت والا کر دیا۔ پھر اس کو خدا نے اس کی قوم کی طرف بھیجا ان لوگوں نے اس کی کن پٹی پر چوٹ لگائی جس سے اس کا انتقال ہو گیا۔ پھر خدا تعالیٰ نے اس کو ان کے جہاد کے لیے زندہ کر کے اس قوم کی طرف بھیجا انہوں نے اس کی دوسری کنپٹی پر مارا۔ وہ مر گیا خدا نے اس کو پھر ان کے جہاد کے واسطے زندہ کیا۔ اس لیے اس کا نام ذوالقرنین ہوا۔ اس کے بعد جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا بہ تحقیق تم میں اس کی مثال موجود ہے۔ (ارجح المطالب ص ۴۷ سطر ۱۳)

امام مہدی سخت ابر پر سوار ہوں گے

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ خدا نے ذوالقرنین کو دو ابر کے درمیان اختیار دیا۔ انہوں نے نرم و ملائم ابر کو اختیار کیا اور سخت ابر کو حضرت صاحب الامر علیہ السلام کے لیے چھوڑ دیا تھا کہ ابر سخت کون ہے فرمایا کہ جس ابر میں صاعقہ، رعد اور برق ہوتی ہے اور حضرت قائم ایسے ہی ابر پر سوار ہوں گے اور ساتوں آسمانوں کے اسباب کے ساتھ اوپر جائیں گے اور ساتوں زمین میں گھومیں گے جس میں پانچ زمین آباد ہیں

Presented by www.ziyaraat.net/

اور دو غیر آباد و بیکار ہیں۔

دوسری حدیث میں حضرت صادق نے فرمایا ہے جب ذوالقرنین کو مخیر کیا گیا انہوں نے نرم ابر اختیار کیا اور ابر صعب کو اختیار نہ کرسکے اس لیے کہ خدا نے اس کو حضرت صاحب الامر کے لیے ذخیرہ کیا ہے۔(۲)

حضرت یعقوب و حضرت یوسف علیہ السلام

جناب یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام ان کا لقب اسرائیل ہے ان ہی کی اولاد بنی اسرائیل کہلاتی ہے۔ انہوں نے اپنے ماموں لابان کی لڑکی راحیل سے شادی کی جس سے یوسف اور بنیامین پیدا ہوئے۔ اور دوسرے بیٹے دوسری بیویوں سے ہیں۔ لابان بن نابر بن آذر نے شرط کی تھی کہ سات سال میری بکریاں چراؤ تو تمہیں اپنی بیٹی راحیل دوں گا۔ چنانچہ اپنے باپ اسحاق کی وصیت کے مطابق انہوں نے اپنے ماموں کی بکریاں چرائیں اور راحیل بن لابان سے شادی کی اور ان کی اولاد اسباط کہلائی۔ یہ جب اس خدمت کے لیے روانہ ہوئے تو رات کو ایک نور کا زینہ آسمان تک دیکھا اور خدا کی آواز آئی کہ ہم نے تجھے چن لیا اور تیری ذریت کو بھی اور ارض مقدس تجھے عطا کی اور اسی جگہ تیرے لیے ایک مکان قرار دیا کہ جس میں تو ہماری عبادت کر یہی بیت المقدس کہلاتا ہے۔ حضرت یعقوب سب سے پہلے عبادت کے لیے جاتے تھے اور سب سے آخر میں نکل کر آتے تھے اور روزانہ اس جگہ چراغ جلاتے تھے۔

حضرت یعقوب روزانہ ایک بکرا ذبح کرتے تھے اور فقیروں کو کھلا دیتے تھے اور کچھ حصہ اپنے اہل و عیال کو دے دیتے تھے ایک مرتبہ شب جمعہ ایک سائل مومن بوقت افطار ان کے در پر آیا جو مسافر اور غریب اور روزہ دار بھی تھا۔ اس نے سوال کیا۔ کہ مجھے کھانا دو میں بھوکا ہوں اس کی آواز حضرت یعقوب کے گھر میں پہنچی مگر انہیں یقین نہ تھا کہ یہ واقعی بھوکا ہے حالانکہ کھانا بچا ہوا تھا وہ سائل شب کو بھوکا ہی رہا۔ اسی حالت میں وہ حمد خدا کرتا تھا اور صبر بھی کیا۔

خدا نے حضرت یعقوب کو وحی کی کہ اے یعقوب میرے نزدیک میرا وہ بندہ ہے جو مسکینوں پر رحم کرے اور بھوکوں کو سیر و سیراب کرے۔ میرا ایک بندہ شب کو بھوکا رہا جو روزہ دار تھا اور میری عبادت کرتا تھا۔ اور تم اور تمہاری اولاد شکم سیر تھے اور کھانا بھی تمہارے گھر میں موجود تھا۔ اے یعقوب میں اپنے بندوں میں سے جو محبوب ہوتا ہے اس کا امتحان لیا کرتا ہوں۔ اب تم امتحان کے لیے تیار ہو جاؤ۔ اسی رات یوسف نے خواب دیکھا کہ آفتاب و ماہتاب اور گیارہ ستارے مجھے سجدہ کر رہے ہیں اور یہ خواب اپنے باپ یعقوب سے بیان کی۔ انہوں نے فرمایا کہ بیٹا اس خواب کو اپنے بھائیوں سے نہ بیان کرنا ورنہ وہ اپنے حسد کی وجہ سے تیرے ساتھ مکر و فریب کریں گے۔ کیونکہ شیطان انسانوں کا بڑا دشمن ہے۔ اور خدا تجھے برگزیدہ کرے

گا۔ اور علم و نعمت عطا کرے گا۔ جس طرح تیرے آباؤ و اجداد کو دی ہے۔

حضرت یعقوب کو یوسف سے بے حد محبت تھی اور وہ بھی سمجھ گئے تھے کہ خدا ان کا امتحان لینا چاہتا ہے۔ یوسف کے حسن جمال اور نیکی و عقلمندی کی وجہ سے حضرت یعقوب کو سب بچوں سے زیادہ یوسف پیارے تھے وہ ہر وقت اپنے پاس رکھتے اور پیار کرتے دوسرے بچوں کو یہ بات ناگوار تھی کہ ہم سب سے اتنی محبت نہیں کرتے جتنی یوسف سے کرتے ہیں۔ یوسف اور ان کا چھوٹا بھائی بنیامین ایک ماں سے تھے اور باقی دوسری ماں سے تھے اور یہ دس نفر تھے اور بڑے تھے گھر کا اور باہر کا کاروبار اور انتظام یہی کرتے تھے۔ ان کو یہ گراں گزرتا تھا کہ کام ہم کرتے ہیں اور ہمارا باپ یوسف سے محبت زیادہ کرتا ہے۔ یہ انصاف کے خلاف اور کھلی ہوئی زیادتی ہے۔ ایک دن ان بھائیوں نے مشورہ کیا کہ یوسف کو قتل کر دیا جائے تاکہ اس کے بعد ہمارا باپ ہم سے خاص طور پر محبت کرنے لگے۔ اس پر لاوی نے کہا جو سب سے بڑا تھا کہ قتل نہ کرو بلکہ باپ سے جدا کر دو۔ چنانچہ اسی پر سب کا اتفاق ہو گیا۔ اس وقت یوسف کی عمر سات سال کی تھی۔

یہ سب مل کر آئے اور کہا بابا یوسف کو کل ہمارے ساتھ بھیج دو۔ ہمارے ساتھ بکریاں بھی چرائے گا اور کھیل کود بھی کرے گا۔ ہم یوسف کے خیر خواہ ہیں آپ ہم پر بھروسہ کیجئے اور ہم اس کی پوری نگرانی کریں گے۔ حضرت یعقوب نے کہا کہ تم اسے لے جاؤ گے تو مجھے رنج و غم ہو گا اور خطرہ ہے کہ تم کھیل کود میں مشغول رہو اور یوسف کو بھیڑیا لے جائے کہنے لگے بابا ہم دس بھائیوں کی جماعت ہیں۔ اگر ہمارے ہوتے ہوئے ایسا ہو جائے تو ہم بالکل نکھٹو ہیں۔ حضرت یعقوب نے ان کے کہنے پر حضرت یوسف کو ان کے ہمراہ بھیج دیا۔ جب یہ روانہ ہوئے تو یعقوب بیتاب ہو گئے اور دوڑتے ہوئے ان کے پیچھے گئے اور یوسف کو گلے سے لگا کر رونے لگے اور پھر ان کے حوالے کر کے واپس آ گئے انہوں نے یوسف کو لے کر تیز رفتاری سے چلنا شروع کیا کہ کہیں بابا پھر نہ آ جائیں اور یوسف کو واپس نہ لے جائیں۔ چنانچہ یوسف کو تیز چلا چلا کر ایک دور دراز جنگل میں لے گئے اور اب ارادہ کیا کہ یوسف کو قتل کر دیں اور اس کی لاش درخت کے نیچے ڈال دیں تاکہ رات کو بھیڑیئے کھا جائیں۔ لیکن بڑے بھائی لاوی نے کہا کہ اس کو قتل نہ کرو بلکہ کنویں میں ڈال دو کوئی قافلہ آئے گا تو اس کو نکال کر لے جائے گا اور تمہارا مطلب حل ہو جائے گا۔

چنانچہ جب اس کو کنویں میں ڈالنے لگے تو کہا کہ اپنی قبا اتار دو۔ یوسف رونے لگا اور کہا کہ اے میرے بھائیو مجھے برہنہ نہ کرو، اتنے میں ایک بھائی نے چھرا اٹھایا اور کہا کہ جلدی سے قبا اتارو۔ ورنہ قتل کرتا ہوں۔ یوسف ڈرتے ہوئے قباء اتارنے لگا۔ انہوں نے جلدی سے اس کی قبا کھینچ لی اور اٹھا کر کنویں میں ڈال دیا۔ یوسف نے باآواز بلند کہا کہ اے بھائیو! جب گھر پہنچنا تو میرے بابا کو میرا سلام پہنچا دینا۔ یوسف نے مناجات کی۔ اے میرے پالنے والے اور میرے باپ دادا یعقوب و اسحاق و ابراہیم کے خدا میری کم سنی اور بیچارگی پر رحم کر ابھی کچھ دیر نہیں گزری تھی کہ ایک قافلہ اس کنویں کے پاس اترا جو مصر کے رہنے

Presented by www.ziyaraat.net/

والے تھے۔ ان میں ایک شخص پانی لینے کے لیے گیا اور کنویں میں ڈول ڈالا یوسف نے ڈول پکڑ لیا اور اس سے لپٹ گئے۔ جب اس نے ڈول اوپر کھینچا تو دیکھا کہ بجائے پانی کے ایک نہایت خوبصورت حسین و جمیل بچہ ڈول سے لپٹا ہوا ہے۔ فورا" بچہ کو اٹھا کر قافلے کے پاس لے آیا۔ سب نے دیکھ کر کہا کہ ایسا خوبصورت بچہ کبھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ قافلے والے بہت خوش ہوئے اور ایک بڑی نعمت سمجھے کہ اس کے ذریعہ بڑا مال حاصل ہو گا۔

برادران یوسف کو پتہ لگ گیا کہ یوسف کو نکال لیا گیا ہے۔ فورا" دوڑتے ہوئے آئے اور کہا کہ ہمارا ایک غلام گم ہو گیا ہے اس کی تلاش کر رہے ہیں۔ یہ جو تمہارے پاس ہے یہی ہمارا غلام ہے۔ ان دس بھائیوں میں ایک نے یوسف کو پکڑ کر کہا کہ تم فورا" کہہ دو کہ میں ان کا غلام ہوں ورنہ ہم قتل کر دیں گے۔ یوسف نے کہا میں ان کے قبضہ میں ہوں۔ ان کا غلام ہوں قافلہ والوں نے کہا کہ اس غلام کو ہمارے ہاتھ فروخت کر دو انہوں نے کہا کہ ہاں ہم بیچتے ہیں قیمت پوچھی تو بہت ذلت کے ساتھ کہنے لگے کہ بیس درہم میں فروخت کرتے ہیں۔ یہ سنتے ہی قافلہ کے ایک شخص مالک بن زعر نے خرید لیا۔

جب فرزندان یعقوب واپس گھر آنے لگے تو ایک بکری کا بچہ ذبح کر کے یوسف کی قمیص اس کے خون میں تر کر کے ساتھ لے آئے اور روتے ہوئے اپنے باپ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اے بابا ہم کھیل میں مصروف ہو گئے اور اپنے مال و متاع کے پاس اس کو بٹھا دیا اتنے میں ایک بھیڑیا آیا اور اس نے یوسف کو پھاڑ کھایا مگر تم ہماری بات کا یقین نہیں کرو گے خواہ ہم کتنا ہی سچ بولیں چنانچہ جھوٹا خون لگا ہوا کرتا اپنے باپ کے سامنے رکھ دیا۔ یعقوب نے کہا کہ یہ تمہاری من گھڑت باتیں ہیں۔ میں صبر جمیل کرتا ہوں اور خدا سے اپنے صبر کے لیے مدد چاہتا ہوں۔ یہ کتنے غضب کی بات ہے کہ بھیڑیئے نے یوسف کو تو پھاڑ کھایا مگر اس کے کرتے سے اتنی محبت تھی کہ اس کو نہیں پھاڑا۔

جب مالک بن زعر یوسف کو لے کر چلا تو قافلہ والوں کے مال و متاع میں خیر و برکت کی زیادتی ہونے لگی اور یوسف کی پیشانی سے عظمت و جلالت ٹپکتی تھی ایک روز اس نے پوچھا کہ تمہارا نسب کیا ہے تو انہوں نے بتایا کہ میں یعقوب کا بیٹا ہوں اور وہ اسحاق کے بیٹے ہیں اور وہ ابراہیم خلیل کے فرزند تھے یہ سن کر وہ رونے لگا اور کہا کہ آپ میرے لیے دعا کریں میرے اولاد نہیں ہے انہوں نے دعا کی اور خدا نے اس کو بارہ بیٹے عطا کئے۔ پھر وہ قافلہ یوسف کو لے کر مصر چلا گیا اور عزیز مصر کے ہاتھ یوسف کو فروخت کر دیا۔

جب عزیز مصر نے حسن و جمال یوسف کو دیکھا اور اس کی پیشانی میں نور جلالت مشاہدہ کیا تو اپنی زوجہ زلیخا سے کہا کہ ان کی خوب خدمت کرو اور عزت و آبرو کے ساتھ ان کو بہترین جگہ دو خدا ان کے ذریعہ ہمیں نفع بخشے گا یا ہم اس کو بیٹا بنا کر رکھیں گے کیونکہ ہماری کوئی اولاد نہیں ہے' چنانچہ یوسف کی تربیت اور خدمت بہترین طریقہ پر ہونے لگی۔ یہاں تک کہ یوسف بالغ ہو گئے اور جوانی میں حسن و جمال اور زیادہ ہو

گیا۔ زلیخا ان کے حسن و جمال کی وجہ سے یوسف پر عاشق ہو گئی اور جو عورت بھی ان کو دیکھتی تھی وہی عاشق ہو جاتی تھی۔ آپ کا چہرہ نورانی چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔ جب زلیخا ان کی محبت میں بر قرار ہونے لگی تو ایک روز ان کو کمرہ میں بلایا اور دروازہ بند کر دیا اور انہیں اپنی طرف مائل کرنے لگی۔ یوسف نے کہا کہ ہم اس خاندان سے ہیں کہ ہمارے خاندان نے کبھی ایسا فعل نہیں کیا' میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں مجھے عزیز نے تربیت کیا ہے' اور میری خاطر و مدارت کی ہے۔ میں ایسی جرات اس کے اہل کے ساتھ نہیں کر سکتا۔ خدا کبھی ایسا فعل کرنے والوں کو نہیں بخشتا۔ وہ پھر یوسف سے لپٹ گئی اور اپنا لباس ایک بت کے اوپر ڈال دیا جو اس کے گھر میں تھا۔ یوسف نے پوچھا کہ یہ کیا ہے کہنے لگی کہ یہ بت ہے میں نے اس پر اپنے کپڑے ڈال دیئے ہیں کہ یہ ہمیں نہ دیکھے کیونکہ مجھے اس سے شرم آتی ہے۔ یوسف نے کہا کہ تو شرم کرتی ہے اس سے جو نہ دیکھتا ہے اور نہ سنتا ہے اور میں اپنے خدا سے شرم نہ کروں جو دیکھتا بھی ہے اور سنتا بھی ہے۔ میں ہرگز یہ فعل نہیں کروں گا۔ یہ کہہ کر یوسف اس کمرے سے باہر نکلنے لگے۔ دروازہ کھولا اور وہاں سے بھاگنے لگے۔ زلیخا نے آپ کا کرتا پکڑ لیا تو یوسف نے جھٹکا دے کر چھڑایا کہ آپ کا کرتا پھٹ گیا اور جب باہر نکلے تو پیچھے پیچھے زلیخا تھی جو ان کو پکڑنا چاہتی تھی۔ دروازہ کے باہر دیکھا کہ عزیز مصر کھڑا ہے' اس نے جب یہ حالت دیکھی تو فورا" زلیخا نے کہا کہ اے عزیز جو شخص تیرے اہل کے ساتھ بدی کرے تو اس کی سزا کیا ہے۔ یا تو اس کو قید کر دیا جائے یا اس کو سخت عذاب کیا جائے۔ بادشاہ نے یہ حالت دیکھ کر ارادہ کیا کہ یوسف کو سخت عذاب کیا جائے۔ یوسف نے کہا کہ اے بادشاہ خود اس عورت نے بدی کا رادہ کیا ہے اور مجھ سے یہ جبرا" بدی کرانا چاہتی تھی۔ میں اس کے ہاتھوں سے نکل کر بھاگا ہوں۔ اور خدا نے مجھے اس فعل سے بچایا ہے۔ اے بادشاہ تم اس بچے سے دریافت کر لو۔ جو گھوارہ میں پڑا ہے۔ کہ ہم دونوں میں کس نے بدی کا ارادہ کیا ہے۔ وہاں ایک بچہ بادشاہ کے خاندان کا گھوارہ میں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس بچہ کو گویا کر دیا اور اس بچہ نے کہا کہ اے بادشاہ تم یوسف کی قمیص کو دیکھو اگر آگے سے پھٹی ہے تو زلیخا کی غلطی ہے اور یوسف سچے ہیں۔ بادشاہ نے جب بچہ کی یہ بات سنی تعجب پیدا ہوا اور کچھ ڈرا اور اس نے قمیص یوسف کو دیکھا کہ پیچھے سے پھٹی ہوئی ہے۔ تو اپنی زوجہ زلیخا سے کہا کہ یہ تمہارا مکر ہے اور تم عورتوں کے مکر بہت بڑے بڑے ہوتے ہیں۔ اے زلیخا تو اپنی غلطی کی توبہ کر اور خدا سے استغفار کر یوسف بالکل بے گناہ ہے۔ یہ سب تیری ہی تقصیر ہے اور اس نے یوسف سے کہا کہ آپ واقعہ کو پوشیدہ رکھیں کسی پر ظاہر نہ کریں۔ کیونکہ اس میں میری بدنامی ہے۔ مگر یہ واقعہ چھپ نہ سکا اور تمام شہر میں لوگوں کو خبر ہو گئی' اور عورتوں میں چرچا ہو گیا کہ بادشاہ کی زوجہ نے اپنے پروردہ ایک جوان سے عشق بازی کی ہے اور اس کو برے فعل کی طرف مائل کیا ہے۔ جب زلیخا کو اپنی رسوائی کی خبر پہنچی تو اس نے شہر کی مشہور نامی اور معزز عورتوں کو کھانے کی دعوت دی اور جب وہ آ گئیں تو ان کے ہاتھوں میں

Presented by www.ziyaraat.net/

ایک ایک چھری اور ایک ایک لیموں دے دیا اور کہا کہ میں یوسف کوبلاتی ہوں جب وہ تمہارے سامنے آئیں تو تم لیموں کو کاٹ دینا۔ چنانچہ زلیخا نے یوسف کو بلایا جب یوسف عورتوں کے سامنے آئے تو ان عورتوں نے ان کے حسن و جمال کو دیکھا اور بے ہوش ہونے لگیں اور لیموں کے بجائے اپنی انگلیاں کاٹ لیں اور کہنے لگیں یہ بشر نہیں ہے۔ یہ تو کوئی بزرگ فرشتہ ہے اس وقت زلیخا نے کہا کہ یہ یوسف ہے جس کی محبت میں تم نے مجھے بدنام کیا تھا وہ عورتیں چلی گئیں اور اپنے اپنے قاصد جناب یوسف کے پاس بھیجنے لگیں کہ ہمیں ایک مرتبہ اپنی زیارت کرا دو اور یوسف برابر انکار کرتے رہے۔ ان کی اس درخواست کو کبھی منظور نہ کیا اور تنگ آکر دربار الٰہی میں دعا کرنے لگے کہ اے خدا مجھے قید خانہ پسند ہے تاکہ میں ان عورتوں کے مکر سے نجات پاؤں۔

یہ واقعہ زلیخا اور عورتوں کے بے ہوش ہونے کی خبر اور لیموں کاٹنے کا قصہ تمام شہر میں مشہور ہو گیا اور بادشاہ کی بدنامی ہونے لگی اس نے اپنی بدنامی کو دور کرنے کے لیے حکم دیا کہ یوسف کو قید کر دیا جائے۔ چنانچہ انہیں قید خانہ میں ڈال دیا گیا۔ اور دو شخص اور بھی یوسف کے ساتھ قید خانہ میں بھیج دیئے ایک ان میں بادشاہ کا ساقی یعنی پلانے والا تھا اور دوسرا کھانا کھلانے والا۔ اور یہ دونوں یوسف کے نگران تھے۔

ایک دن دونوں نے یوسف سے پوچھا کہ آپ کیا صفت اور کمال رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں تعبیر خواب جانتا ہوں۔ ایک نے کہا میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں انگور کی شراب بنا رہا ہوں۔ یوسف نے کہا کہ تم قید سے رہا ہو جاؤ گے اور بادشاہ کے ساقی بنو گے اور تمہاری عزت بادشاہ کے دربار میں زیادہ ہو جائے گی دوسرے نے کہا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میرے سر پر روٹیاں ہیں اور چیل اور کوے میرے سر پر چکر لگاتے ہیں۔ اور روٹیاں نوچ نوچ کر کھا رہے ہیں۔ جناب یوسف نے کہا تم کو بادشاہ قتل کرے گا' اور تمہارے سر کا بھیجا چیل کوے کھائیں گے۔ اس نے کہا میں نے جھوٹ کہا تھا۔ یہ خواب بھی میں نے نہیں دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جو کچھ میں نے کہا ہے ایسا ہی ہو گا۔ چنانچہ پہلا خواب دیکھنے والا شخص رہا ہو گیا اور بادشاہ نے اس کو اپنا ساقی بنا لیا اور اس کی عزت زیادہ ہو گئی' جب اس کی رہائی کا حکم آیا تھا یوسف نے اس سے کہا تھا کہ جب تو بادشاہ کے پاس پہنچے تو میرا ذکر کرنا۔ مگر وہ بھول گیا اور کئی سال تک اس کو یاد نہ آیا کہ جناب یوسف قیدیوں کے ساتھ بہت مہربانی کرتے تھے اور انہیں خدا کی عبادت کا سبق دیتے اور نیکی کی ہدایت کرتے رہتے تھے اور جو بیمار ہو جاتا اس کی تیمارداری کرتے اور جس کی جگہ تنگ ہوتی اس کو اپنی جگہ دے دیتے تھے۔ اور اپنا کھانا بھی انہیں کھلا دیتے تھے۔ اسی طرح سات سال گزر گئے اور یوسف قید ہی میں رہے۔

ایک مرتبہ بادشاہ نے خواب میں دیکھا کہ سات موٹی تازہ گائیں ہیں جو سات دبلی پتلی گایوں کو کھا رہی ہیں اور سات بالیاں گندم کی سرسبز و شاداب ہیں ان کے ساتھ سات بالیاں گندم کی خشک اور بغیر دانہ کے ہیں

جو سبز بالیوں سے لپٹی ہوئی ہیں بادشاہ نے اس خواب کو اپنے وزیروں اور مصاحبوں کے سامنے ذکر کیا اور ان سے کہا کہ میرے اس خواب کی تعبیر دو مگر وہ کہنے لگے کہ یہ خواب پریشان ہے اس کی کوئی تعبیر نہیں ہے اسی اثناء میں اس ساقی کو یاد آگیا جو قید خانہ سے رہا ہو کر بادشاہ کا ساقی بنا تھا کہ مجھے یوسف نے تعبیر خواب بتائی تھی اور مجھے کہا تھا کہ بادشاہ کے سامنے ذکر کرو فوراً" اس نے بادشاہ سے کہا کہ مجھے اجازت دو میں قید خانہ میں جا کر یوسف سے اس خواب کی تعبیر معلوم کروں بادشاہ نے اجازت دی اور وہ یوسف کے پاس آیا اور عرض کی کہ میں معافی چاہتا ہوں۔ بادشاہ سے آپ کا ذکر کرنا بھول گیا تھا۔ اب بادشاہ نے مجھے اجازت دی ہے۔ اور اس نے ایک خواب دیکھا ہے کہ سات عدد پتلی دبلی گائیں اور سات عدد موٹی گایوں کو کھا رہی ہیں اور سات خشک خوشے سات سبز خوشوں سے لپٹے ہوئے ہیں۔ اس کی تعبیر دو حضرت یوسف نے فرمایا کہ سات سال پیداوار بہت اچھی ہو گی اس پیدوار کو حفاظت سے رکھو۔

اور گندم کی بالیاں اسی طرح بغیر دانے جدا کئے رکھ لو۔ اس کے بعد سات سال بعد شدید قحط سالی ہو گی۔ اور ان سات سالوں میں پہلے سات سالوں کا غلہ کھایا جائے گا اور جب یہ سات سال قحط کے گزر جائیں گے تو باران رحمت خوب ہوگی اور میوہ جات اور زمین سرسبز و شاداب ہو جائیں گی یہ ہے اس خواب کی تعبیر۔

یہ شخص خواب کی تعبیر لے کر بادشاہ کے پاس گیا اور تمام حالات سنائے جو یوسف نے بیان کرے تھے بادشاہ نے کہا کہ یوسف کو میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ وہ شخص پھر آیا اور کہا کہ آپ کو بادشاہ نے بلایا ہے۔ چنانچہ جب یوسف نے کہا کہ بادشاہ سے کہو کہ وہ زلیخا اور عورتوں سے دریافت کرے جنہوں نے اپنی انگلیاں کاٹ لیں تھیں کہ اب ان کا خیال میرے بارے میں کیا ہے کیا وہ اپنی غلطیاں تسلیم کرتی ہیں یا نہیں۔ چنانچہ بادشاہ نے ان سب عورتوں کو بلایا اور ان سے دریافت کیا کہ اب صحیح صحیح بتاؤ کہ یوسف کی خطا تھی یا تم نے مکر کیا تھا ان عورتوں نے اور زلیخا نے صاف صاف کہہ دیا کہ یہ غلطیاں ہماری ہی تھیں ہم نے ہی بدکاری کا ارادہ کیا تھا۔ اور یوسف بالکل پاکدامن تھا۔ یہ سن کر یوسف نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ بادشاہ کو معلوم ہو جائے کہ میں نے کوئی بد دیانتی نہیں کی ہے۔ کیونکہ خدا خیانت کرنے والوں کو ہدایت نہیں کرتا اور میں اپنے آپ برائی سے پاک نہیں سمجھتا کیونکہ انسان کا نفس برائی کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ مگر یہ میرے خدا کی مہربانی کہ وہ جس پر مہربان ہو جائے۔ وہ اس بزرگی سے پاک رہتا ہے اور خدا بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے۔

جب بادشاہ کو یوسف کا یہ پیغام پہنچا' اور تمام حالات عیاں ہو گئے تو اس نے حکم دیا کہ یوسف کو میرے پاس لاؤ میں اس کو پسند کرتا ہوں اور میں اس کو اپنا خاص دوست بنانا چاہتا ہوں۔ چنانچہ یوسف تشریف لائے اور اس نے یوسف پر نظر ڈالی اور یوسف کی پیشانی سے انوار عظمت ملاحظہ کئے اور ان کے چہرہ سے جو

Presented by www.ziyaraat.net/

دانائی و عقلمندی اور نیکی و پاکیزگی کے آثار دیکھے کہنے لگا کہ میں آپ کو اپنا مقرب اور امین بناتا ہوں آپ کا ہر حکم تسلیم کروں گا اور آپ کے ہر ارشاد کی تعمیل کے لیے حاضر ہوں۔ حضرت یوسف نے فرمایا کہ تم اپنے ملک کے خزانے اور پیداوار اور آمدنی و خرچ میرے حوالہ کر دو۔ میں نہایت عمدگی اور دیانت داری کے ساتھ یہ کام کروں گا۔ اور پیداوار میں اضافہ کروں گا۔ اور جائز اور صحیح مصرف میں خرچ کروں گا۔ تمام اختیارات میرے سپرد کر دو۔ چنانچہ بادشاہ نے تمام اختیارات حضرت یوسف کو دے دیئے اب تمام ملک میں آپ ہی کا حکم جاری ہو گیا۔ اور سلطنت آپ کے ہاتھ میں آ گئی۔ آپ نے زراعت کی طرف توجہ فرمائی اور پیداوار کو جمع کیا اور بقدر ضرورت بالیوں سے غلہ جدا کیا باقی بالیوں میں رکھا اور اس کے لیے بڑے بڑے گودام بنوائے اور اسی طرح سات سال تک غلہ جمع کیا جب قحط سالی شروع ہوئی اور تمام ملک میں غلہ نایاب ہو گیا تو سات سال کا جمع شدہ غلہ برآمد کیا گیا اور دوسرے شہروالوں کے ہاتھ فروخت بھی کیا جانے لگا۔ لوگ دور دور سے غلہ خریدنے آتے تھے اور دیگر اشیاء کے بدلے غلہ لے جاتے تھے۔

جناب یعقوب اور ان کے بیٹے مصر سے ۱۸ یوم کی مسافت پر دور تھے اور وہ ایسے جنگل میں قیام پذیر تھے جہاں نقل یعنی گوگل زیادہ ہوتا تھا چنانچہ برادران یوسف نے نقل جمع کرکے اونٹوں پر بار کیا اور اس کے فروخت کرنے کے لیے مصر پہنچے تو یوسف نے انہیں پہنچان لیا اور ان سے پوچھا کہ تم کون ہو انہوں نے جواب دیا کہ یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم کے بیٹے ہیں جن کے لیے نمرود کی آگ گلزار بن گئی تھی۔ یوسف نے اپنے باپ کا حال دریافت کیا اور کہا کہ وہ کیوں نہیں آئے۔ انہوں نے جواب دیا کہ وہ بہت ضعیف ہیں۔ پھر پوچھا کہ تمہارا کوئی اور بھائی بھی ہے۔ کہا ایک چھوٹا بھائی اور ہے جس کا نام بنیامین ہے۔ وہ دوسری ماں سے ہے۔ یوسف نے کہا کہ تم جب آنا تو اس کو اپنے ہمراہ لے آنا تمہیں زیادہ غلہ دیا جائے گا۔ اور یوسف نے ان کے مال کو جو وہ فروخت کرنے کے لیے لائے تھے واپس ان کے بار میں بندھوا دیا اور نہایت عزت و احترام کے ساتھ ان کو واپس کیا انہوں نے کہا کہ ہم کوشش کرکے اپنے چھوٹے بھائی کو بھی ضرور لائیں گے۔ چنانچہ جب لوگ واپس پہنچے تو یوسف کی بہت تعریف کی اور اپنا مال بھی واپس دیکھ کر جو فروخت کرنے لے گئے تھے کیونکہ یوسف نے قیمت بھی نہیں لی تھی۔ اپنے والد سے کہا کہ اب ہمارے ساتھ چھوٹے بھائی بنیامین کو بھی بھیج دو تاکہ ایک اونٹ کا بار زیادہ غلہ آ جائے گا اور ہم اس کی حفاظت کریں گے۔ عزیز مصر ہم پر بہت مہربان ہے۔ یعقوب نے کہا کہ میں نے پہلے بھی اس کے بھائی یوسف کو تمہاری امانت میں دیا تھا۔ خدا ہی بہترین محافظ اور مہربان ہے کہنے لگے کہ ہم ذمہ داری لیتے ہیں اس کی حفاظت کریں گے اور ایک اونٹ بار زیادہ لے کر آئیں گے۔ یعقوب نے کہا کہ تم قسم کھاؤ کہ میرے بچہ کو واپس میرے پاس لاؤ گے تب میں اس کو ہمراہ بھیجوں گا۔ انہوں نے قسم کھائی حضرت یعقوب نے کہا کہ خدا کو تمہارے اور ہمارے حالات کا زیادہ علم ہے۔ چنانچہ یہ سب روانہ ہوئے اور حضرت یعقوب نے ان سے

کہا کہ جب تم شہر میں داخل ہو تو ایک دروازہ سے داخل نہ ہونا۔ تاکہ نظربد سے محفوظ رہو مختلف دروازوں سے داخل ہونا اور جو کچھ خدا نے مقدر کر دیا ہے اس کو میں نہیں بدل سکتا اسی کا حکم جاری ہوتا ہے۔ میں اسی پر توکل کرتا ہوں اور توکل کرنے والوں کو اسی پر توکل کرنا چاہئے۔ یعقوب نے بنیامین کو کچھ علیحدگی میں بھی سمجھا دیا تھا اور وہ ان سے کوئی چیز لے کر نہیں کھاتا تھا اور ان سے الگ ہو کر بیٹھتا تھا۔ جب سب بھائی یوسف کے سامنے پہنچے اور سلام کرکے بیٹھ گئے تو بنیامین بالکل تنہا بیٹھ گیا۔ یوسف نے جب بنیامین کو دیکھا تو بہت خوش ہوئے اور محبت میں آنسو بھی نکل آئے۔ اور پوچھنے لگے کہ تم ان کے بھائی بنیامین ہو۔ بنیامین نے کہا جی ہاں میں ان کا بھائی ہوں۔ یوسف نے کہا تم ان کے ساتھ کیوں نہیں بیٹھتے۔ اس نے کہا کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ میں ان سے الگ رہوں گا۔ کیونکہ یہ میرے ایک بھائی کو اپنے ہمراہ لے گئے تھے اور پھر واپس نہیں لائے اور یہ کہہ دیا کہ اس کو بھیڑیا کھا گیا ہے۔ اس لیے میں ان سے جدا رہتا ہوں پھر یوسف نے پوچھا کہ تمہاری شادی ہو گئی ہے۔ کہا جی ہاں پوچھا کہ کتنے بچے ہیں کہا تین ہیں۔ پوچھا کیا نام ہیں کہا کہ ایک کا نام خون ہے دوسرے کا پیراہن یعنی قمیص اور تیسرے کا نام بھیڑیا ہے۔ یوسف نے پوچھا کہ یہ نام کیوں پسند کیے ہیں۔ کہنے لگے میں نے یہ نام اس لیے رکھے ہیں کہ جب میں ان میں سے کسی بیٹے کو پکاروں تو مجھے بھائی یوسف یاد آ جائے یہ سن کر یوسف بہت غمگین ہوئے اور اپنے بھائیوں سے کہا کہ تم سب باہر بیٹھو میں بنیامین سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ جب وہ باہر چلے گئے تو یوسف نے بنیامین کو سینے سے لگا لیا اور کہا میں تمہارا بھائی یوسف ہوں دونوں بھائی گلے مل مل کر رونے لگے۔ یوسف نے کہا اب تم میرے پاس ہی رہو اس نے کہا میں کیوں کر رہ سکتا ہوں یہ میرے بھائی مجھے نہیں چھوڑ سکتے۔ کیونکہ یہ قسم کھا کر مجھے اپنے ساتھ لائے ہیں کہ مجھے بابا کے پاس واپس پہنچائیں گے۔ یوسف نے کہا کہ تم کوئی فکر نہ کرو میں اس کا انتظام کروں گا۔ مگر ابھی ان کو کچھ نہ بتانا کہ میں تمہارا بھائی یوسف ہوں۔

چنانچہ یوسف نے ان کو غلہ دیا اور اونٹوں پر بار کر دیا گیا تو ایک سونے کا پیالہ بنیامین کے اونٹ کے بار میں رکھوا دیا۔ اور ایک منادی سے ندا کرا دی کہ اے قافلہ والو تم چور معلوم ہوتے ہو' ہمارے بادشاہ کا سونے کا پیالہ گم ہو گیا ہے جو اس کو تلاش کرکے دے گا اس کو ایک اونٹ کا بار غلہ زیادہ دیا جائے گا۔ اس کی ہم ذمہ داری لیتے ہیں۔ برادران یوسف نے کہا کہ ہم چور نہیں ہیں اور ہم خدا کی زمین میں فساد کرنے نہیں آئے ہیں' حضرت یوسف نے کہا کہ اگر ہمارا پیالہ تم میں سے کسی کے پاس نکل آئے تو اس کی سزا کیا ہے' اگر تم جھوٹے ثابت ہو جاؤ۔ انہوں نے کہا کہ اس کی سزا یہ ہے کہ اس کو اپنا غلام بنا کر اپنے پاس رکھ لو' اور ہم ستم کرنے والوں کو یہی سزا دیتے ہیں۔ کیونکہ شریعت یعقوب میں یہی سزا تھی کہ جو چوری کرے اس کو غلام بنا لیا جائے۔ چنانچہ ان کی تلاشی شروع ہوئی اور دیکھتے دیکھتے آخر میں بنیامین کا بار دیکھا گیا تو اس

Presented by www.ziyaraat.net/

میں وہ پیالہ نکل آیا۔ اس وقت برادران یوسف خاموش سنتے رہے اور حضرت نے جو منادی کرائی تھی کہ تم لوگ چور ہو' کا مطلب یہ تھا کہ تم پہلے چوری کر چکے ہو یعنی یوسف کو اس کے باپ سے چوری کر کے لے گئے تھے۔

چنانچہ یہ سب جمع ہوئے اور نہایت غصہ میں تھے کہ ان کے جسم کے بال کھڑے ہو گئے اور زرد زرد خون ٹپکنے لگا۔ اور کہنے لگے کہ اس کا باپ بہت بوڑھا ہے۔ تم اس کو چھوڑ دو اور اس کے بدلے ہم میں سے کسی ایک کو لے لو یوسف نے کہا کہ ہم تو اسی کو لیں گے جس کے پاس ہمارا پیالہ ہے۔

برادران یوسف نے جو یہ بات کہی تھی کہ بنیامین کا چھوٹا بھائی بھی چور تھا اس کا واقعہ یہ ہے کہ یوسف کی پھوپھی نے ان کو اپنی گود میں پالا تھا اور بہت زیادہ محبت رکھتی تھی۔ جب یوسف کچھ بڑے ہو گئے تو یعقوب نے اپنی بہن سے کہا کہ اب یوسف کو میرے پاس بھیج دو مگر ان کی محبت اس قدر تھی کہ یوسف کی جدائی گوارہ نہ تھی' انہوں نے مجبورا" یوسف کو بھیجا مگر یوسف کے ساتھ ایک کمر بند جو تھا وہ حضرت اسحاق کا تھا اور ان کے پاس تھا۔ وہ بھی چھپا کر یوسف کے کپڑوں میں رکھ دیا اور اس زمانہ میں یہ طریقہ تھا کہ جس کے پاس کسی کا مال نکل آئے تو وہ اس کا غلام بنا لیا جاتا تھا۔ یوسف کی پھوپھی نے یہ کمر بند اسی لیے رکھ دیا تھا کہ وہ یوسف کو اپنے پاس ہی رکھیں اسی واقعہ کی طرف برادران یوسف نے یہ فیصلہ کیا کہ بڑا بھائی مصر ہی میں بنیامین کے پاس رہے اور باقی چلے گئے جب وہ اپنے باپ یعقوب کے پاس پہنچے تو انہوں نے سارا قصہ سنایا حضرت یعقوب نے کہا کہ یہ سب کچھ تمہارے عمل کا نتیجہ ہے اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ مجھے صبر عطا کرے اور ہم سب کو ایک جگہ جمع کر دے اور وہ بہترین حکمت والا اور دانا ہے۔

حضرت یعقوب اپنے بیٹے یوسف کے فراق میں اتنے روئے کہ ان کی آنکھیں سفید ہو گئیں اور مسلسل ہائے یوسف ہائے یوسف کرتے رہتے تھے یہاں تک کہ برادران یوسف نے کہا بابا آپ اس قدر روتے ہیں کہ رنج و غم کرتے کرتے ہلاک ہو جائیں گے۔ آپ کا گریہ بکا اتنا ستر عورتیں اپنے جواں بیٹوں پر گریہ و بکا کریں۔

حضرت یعقوب کہتے تھے کہ میں اپنے جنم و غم کی شکایت کسی سے نہیں کرتا بلکہ اللہ کے روبرو پیش کرتا ہوں وہی لطف و کرم کرنے والا ہے۔ اے میرے بیٹو خدا کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ یوسف اور ان کے بھائی کو تلاش کرو اور اس کی خبر لاؤ خدا کی رحمت سے کافر مایوس ہوتے ہیں۔ حضرت یعقوب اور حضرت یوسف بیس سال جدا رہے ہیں اور یعقوب بیس سال تک گریہ و بکا کرتے رہے ہیں۔ یعقوب نے ملک الموت سے دریافت کر لیا تھا کہ یوسف کی روح قبض نہیں کی گئی ہے۔ اسی لیے اپنے بیٹوں کو کہتے تھے کہ جاؤ یوسف کو تلاش کرو اور ایک خط عزیز مصر کے نام لکھ کر بھیجا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ خط یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم کا عزیز مصر کے نام اے عزیز مصر میرے دادا

ابراہیم کو نمرود نے آگ میں ڈالا تھا۔ مگر خدا نے آگ کو گلزار کر دیا اور میرے باپ اسحاق کو خدا نے برگزیدہ فرمایا تم نے میرے بنیامین کو غلامی میں رکھ لیا ہے میں نے اس کے ذریعہ اپنے بیٹے یوسف کا غم غلط کر لیا تھا اب مجھ میں تاب ضبط باقی نہیں ہے میری کمر جھک گئی ہے آنکھوں سے کچھ نظر نہیں آتا تم نے میرے بیٹے کو چور بنا کر قید کر لیا ہے۔ حالانکہ ہمارا خاندان اس عیب سے پاک ہے۔ ہم نے کبھی بھی گناہ نہیں کیا ہے۔ میں تم کو اپنے باپ اسحاق اور اپنے داد ابراہیم کی قسم دیتا ہوں کہ میرے بیٹے کو واپس کر دو۔

یہ خط عزیز مصر کے پاس پہنچا تو حضرت یوسف نے اس خط کو آنکھوں سے لگایا اور بوسہ دیا اور پڑھنے لگے۔ اور اس قدر روئے کہ پڑھتے پڑھتے رکھ دیا پھر اپنا منہ دھویا اور خط پڑھنے لگے اور پھر روئے اسی طرح تین مرتبہ پڑھا اور روتے رہے اپنے بھائیوں سے کہا کہ تم نے یوسف کے ساتھ کیا سلوک کیا تم نے اس کو کنویں میں پھینک دیا۔ یہ سن کر بھائیوں نے کہا تم یوسف ہو' آپ نے کہا ہاں میں ہی یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی بنیامین ہے' خدا نے مجھ پر یہ انعام کیا ہے اور جو شخص صبر کرے اور ہر حالت میں بلا و مصیبت کو برداشت کرے تو خدا اس کی مزدوری کو ضائع نہیں کرتا۔ وہ کہنے لگے کہ اے یوسف ہم سے خطا ہو گئی اور جو کچھ کیا برا کیا' واقعی خدا نے تمہیں نوازا ہے تم ہماری خطا معاف کر دو یوسف نے کہا کہ تمہارے لیے میرے دل میں اب کوئی سختی نہیں ہے' خدا تمہارے گناہ کو معاف کرے اور وہ بڑا ارحم الراحمین ہے۔

اے میرے بھائیو! یہ میری قمیص لے جاؤ اور میرے بابا کے چہرے پر ڈال دو۔ ان کی آنکھیں بالکل درست ہو جائیں گی اور تم میرے باپ کو معہ تمام اہل و عیال اور عورتوں بچوں کو لے کر میرے پاس آ جاؤ' چنانچہ قمیص یوسف کو بشیر لے چلا ادھر حضرت یعقوب نے کہا مجھے یوسف کی خوشبو آ رہی ہے۔ اگر تم لوگ مجھے بے عقل نہ کہو میں سچ کہہ رہا ہوں۔ کہ مجھے خوشبوئے یوسف آ رہی ہے لوگوں نے کہا تم یوسف کی اس پرانی محبت میں دیوانہ ہو گئے ہو یہاں تک کہ بشیر آ گیا اور قمیص کو اس کے چہرہ پر ڈالا فورا" آنکھیں کھل گئیں اور یعقوب نے کہا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ خدا بڑا مہربان ہے مگر تم نہیں جانتے ہو۔ برادران یوسف نے کہا کہ بابا ہماری تقصیر معاف کر دیجئے اور خدا سے ہمارے لیے استغفار کیجئے۔ ہم بے شک خطاکار ہیں' آپ نے کہا میں کچھ توقف کے بعد تمہارے لیے استغفار کروں گا اور خدا بیشک بڑا بخشنے والا مہربان ہے چنانچہ شب جمعہ ان کے لیے دعائے مغفرت کی۔

یہ پیراہن یوسف کا وہ پیراہن تھا جو حضرت جبرائیل ابراہیم کے لیے جنت سے لائے تھے جبکہ ابراہیم کو نمرود نے آگ میں ڈالا تھا اور یہ پیراہن ابرہیم کے بعد اسحاق کے پاس رہا پھر انہوں نے یعقوب کو دیا اور انہوں نے اپنے بیٹے یوسف کو دے دیا۔ جب اس پیراہن کو یوسف نے مصر سے نکالا تو اس کی خوشبو فلسطین میں حضرت یعقوب کو پہنچ گئی۔

حضرت یعقوب اپنے اہل و عیال کو لے کر مصر پہنچے تو حضرت یوسف اس وقت تاج شاہی پہنے ہوئے تخت

Presented by www.ziyaraat.net/

اور احسان کروں گی۔ اور ایسی تعلیمات دوں گا کہ ہر معاملہ ان کے لیے آسان ہو جائے گا۔ پھر وہاں سے روانہ ہوا اور اللہ کے عطا کردہ اسباب کے ذریعہ آفتاب کے طلوع ہونے کی جگہ پہنچا۔ وہاں ایک ایسی قوم آباد تھی کہ جن پر آفتاب سے بچنے کا کوئی ذریعہ یا سایہ نہ تھا کہ اس کی دھوپ سے بچ سکیں پھر وہاں سے روانہ ہوا اور خدا کے عطا کردہ اسباب کے ذریعہ دو پہاڑی دیواروں کے درمیان پہنچا اور وہاں ایک قوم کو آباد دیکھا جن کی زبان جداگانہ تھی اور وہ ہوشیار عقلمند بھی نہ تھے۔ انہوں نے ذوالقرنین سے کہا کہ ہمارے اس ملک میں یاجوج و ماجوج رہتے تھے جو ہمارے باغات اور کھیتوں کو تباہ کر جاتے ہیں اور میوہ جات کھا جاتے ہیں اور کچھ لے جاتے ہیں اور ہمارے آدمیوں کو کھا جاتے ہیں اور اتنی تعداد میں ہیں کہ جن کا شمار ہی نہیں ہے۔ لہٰذا آپ ہماری امداد کریں اور ان دونوں پہاڑیوں کے برابر اونچا بند بنا دیجئے کہ ان کے آنے جانے کا راستہ بند ہو جائے۔ ہم آپ کو خرچ اور معاوضہ دینے کو تیار ہیں۔

ذوالقرنین نے جواب دیا کہ مجھے خدا نے جو بادشاہی اور طاقت عطا کی ہے وہ میرے لیے بہت کافی ہے۔ مجھے تمہارے معاوضے کی ضرورت نہیں ہے ہاں تم میری ہدایت کے مطابق کام کرو میں بند تیار کر دوں گا۔

یاجوج و ماجوج

یہ ایک بہت بڑی قوم ہے۔ جو جانب شمال آخری حصہ زمین میں ہے۔ جو ترکستان کی طرف ہے اور یہ دو نام اس قوم کے دادوں کے ہیں اور یہ قوم دونوں کے نام سے مشہور ہے۔

یہ انسانی شکل میں اولاد پیدا کرتے ہیں۔ ان میں عورت اور مرد ہوتے ہیں ان کا قد پانچ بالشت سے زیادہ نہیں ہے اور جسم بھی انسان کے بچوں کی طرح چھوٹا ہے۔ ان کے بدن پر ریچھ کی طرح بال ہیں سردی اورگرمی سے بچاتے ہیں یہ نہ جوتا پہنتے ہیں نہ کپڑے۔ برہنہ ہی رہتے ہیں اور ان کے ہاتھوں میں بجائے ناخن کے لمبے لمبے کانٹے ہیں جس طرح درندہ جانوروں کے ہوتے ہیں ان کے دو کان اتنے بڑے بڑے کہ ایک کو فرش کی طرح بچھاتے ہیں اور دوسرے کو اوپر مثل چادر کے اوڑھتے ہیں۔ یہ درندہ جانوروں کی طرح جانداروں کو بھی کھاتے ہیں اور سبزہ اور میوہ جات بھی کھاتے ہیں ان کا ایک فرد اس وقت مرتا ہے جب ایک ہزار بچے پیدا کر لیتا ہے۔ اس سے پہلے موت نہیں آتی اس لیے ان کی تعداد اس قدر ہے کہ جو شمار میں نہیں آتی ہے۔ یہ چلتے پھرتے راستوں میں جفتی کرتے ہیں اور جانوروں کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں۔

ان کی غذا مچھلی ہے۔ جب وہاں بارش ہوتی ہے۔ تو مچھلیاں برستی ہیں وہی ان کی خوراک ہوتی ہے۔ جب کبھی بارش میں تاخیر ہو تو بھوک کی وجہ سے ان کے غول کے غول اپنے ملک سے باہر نکل پڑتے ہیں اور جہاں کہیں باغات اور میوہ جات ملتے ہیں کھا جاتے ہیں اور جس جگہ پہنچ جاتے ہیں ٹڈی دل کی طرح جا کر

Presented by www.ziyaraat.net/

سلطنت پر جلوہ افروز تھے۔ جب حضرت یعقوب داخل دربار میں ہوئے اور تخت شاہی پر قدم رکھا تو یعقوب اور ان کے اہل و عیال سجدہ میں جھک گئے اس وقت حضرت یوسف نے کہا اے بابا یہی تعبیر ہے میرے اس خواب کی جو میں نے بچپنے میں دیکھا تھا۔ خدا نے میرے خواب کو سچا کیا اور مجھ پر احسان کیا۔ کہ زندان سے نجات دی اور بادشاہی بخشی اور تمہیں ایک جنگل سے نکال کر یہاں پہنچایا۔ حالانکہ شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان فساد پیدا کر دیا تھا۔ بیشک خداوند عالم بڑا لطف و احسان کرنے والا ہے۔ وہ جو چاہے اپنے لطف اور تدبیر سے کر لیتا ہے اور وہ بڑا جاننے والا اور حکمت والا ہے۔ حضرت یعقوب اور ان کے بیٹوں نے خدا کا سجدۂ شکر ادا کیا اور تعظیم و تکریم یوسف ادا کی جس طرح ملاءکہ نے طاعت خدا کا سجدہ ادا کیا اور تعظیم و تکریم آدم بجا لائے۔

حضرت یعقوب کے بڑے بیٹے لادی نے یوسف کو قتل کیے جانے سے روکا تھا اور پھر جب بنیامین کو مصر میں روکا گیا تو لادی واپس نہیں گیا بلکہ مصر ہی میں رہا اور اپنی قسم کا خیال رکھا اس لیے خدا نے لادی کی اولاد میں پیغمبر پیدا کیے اور بنی اسرائیل کے انبیاء اسی کی اولاد میں سے ہوئے بعض روایات میں ہے کہ بنیامین حضرت یوسف کی خالہ کا لڑکا تھا جو ان کی ماں راحیل کی وفات کے بعد یعقوب کے نکاح میں آئیں۔

حضرت یوسف کے خواب کے بعد گیارہ ستاروں اور ایک سورج اور ایک چاند کا سجدہ تھا' اس سے مراد گیارہ بھائی ایک والد اور ایک والدہ ہیں۔

جب سات سال قحط پڑا تو اسی عرصہ میں عزیز مصر فوت ہو گیا اور تمام ملک کے بادشاہ حضرت یوسف ہو گئے اور زلیخا بیوہ ہو گئی اس کی کوئی اولاد نہیں ہوئی وہ ایک روز راہ میں بیٹھ گئی کہ یوسف گذریں تو ان سے باتیں کروں۔ چنانچہ جب یوسف گزرے۔ تو اس نے عرض کی کہ خدائے بزرگ وہ ہے کہ بادشاہوں کو ان کی نیکی اور اطاعت کی وجہ سے فقیر بنا دیتا ہے اور قیدیوں کو ان کی نیکی اور اطاعت کی وجہ سے بادشاہ بنا دیتا ہے۔ حضرت یوسف نے کہا کہ تو زلیخا ہے اس نے عرض کی میں ہی زلیخا ہوں۔ بوڑھی ہو گئی ہوں' میرے لیے دعا کیجئے کہ میں جوان ہو جاؤں' آپ نے دعا کی وہ جوان ہو گئی اور اس سے آپ نے شادی کر لی وہ بالکل باکرہ تھی کیونکہ اس کا شوہر عنین یا نامرد تھا۔

حضرت یوسف اٹھارہ سال قید خانہ میں رہے اور اسی سال بادشاہی کی ان کی عمر ایک سو دس سال کی ہوئی۔ بادشاہ مصر کا نام زیان تھا اور وزیر کا نام قطفیر تھا۔

حضرت یعقوب اپنے دادا حضرت ابراہیم کے مدفون ہوئے' اور ان کی عمر ایک سو سینتالیس سال ہوئی۔ حضرت یوسف اور حضرت موسٰی بن عمران کے درمیان چار سو سال کا فاصلہ ہے حضرت یوسف اپنے پدر بزگوار کے بعد تیئس سال زندہ رہے۔ ان کے دو بیٹے ہوئے ایک کا نام افراہیم اور دوسرے کا نام یشائم تھا۔ برادران یوسف اپنے بھائی یوسف کو نہ پہچان سکے۔ جب تک یوسف نے انہیں نہیں بتایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ

سہیل سکینہ سلام اللہ علیہا

تباہی مچا دیتے ہیں۔ لوگ اپنے باغات اور زراعت کو چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں۔ کیونکہ ان کا مقابلہ ممکن نہیں ہوتا کیونکہ کہ جب یہ کسی شہر میں پہنچ جاتے ہیں تو وہاں پاؤں رکھنے کی جگہ بھی نہیں ملتی ان کی تعداد کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

یہ جب داخل ہوتے ہیں تو ان کے جسم سے اس قدر بوئے بد آتی ہے کہ کوئی انسان برداشت نہیں کر سکتا۔ اور اس جگہ کے جانور بھی ان کو دیکھ کر بھاگ جاتے ہیں۔ ان کی آوازیں اس قدر بلند اور سخت ہوتی ہیں کہ میلوں تک گنگ کر دیتی ہیں اور اس سے پتہ چل جاتا ہے کہ قوم یاجوج ماجوج آ رہی ہے اور لوگ فورا" آواز سن کر اپنے گھروں کو چھوڑ کر اور جانوروں کو جنگل میں چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں۔ جب ذوالقرنین دو پہاڑیوں کے پاس پہنچے اور وہاں کے لوگوں نے آپ سے شکایت کی کہ قوم یاجوج و ماجوج ہماری فصلوں کو تباہ کر دیتی ہے اور ہم اس قوم سے سخت تنگ آ چکے ہیں خدا نے آپ کو طاقت عطا کی ہے۔ آپ ہمارے لیے ان دونوں دیواروں کے درمیان ایک بند بنا دیجئے کہ یہ قوم ہمارے شہر میں نہ آ سکے۔ ان کے آنے کا بس یہ ایک راستہ ہے جو دو پہاڑوں کے درمیان ہے۔ جناب ذوالقرنین نے وعدہ کر لیا اور انہیں حکم دیا کہ لوہے کے ٹکڑے مہیا کرو۔ انہوں نے کہا اتنا لوہا کہاں سے لائیں۔ اور کس طرح لوہے کو کاٹیں کہ یہ راستہ بند ہو جائے۔ ذوالقرنین نے کہا میں تمہیں لوہے اور تانبے کی کان بتاتا ہوں وہاں سے کاٹ کر لوہا اور تانبہ لاؤ۔ انہوں نے کہا کس طرح کاٹ سکتے ہیں۔ ذوالقرنین نے ایک اور کان بتائی کہ اس کو سامور کہتے ہیں اور وہ سفید قسم کی دھات تھی اس کے اوزار تیار کرائے۔ وہ جس لوہے اور تانبے پر ماری جاتی تھی۔ لوہا اور تانبہ پگھل کر جدا ہو جاتا تھا یہی وہ دھات ہے جس سے سلیمان پیغمبر نے کچھ اوزار تیار کرائے تھے اور اس کے ذریعہ بیت المقدس کے ستون بنائے گئے تھے۔

چنانچہ ان اوزاروں کے ذریعہ لوہے کے بڑے بڑے تختے بنائے گئے ہیں۔ اس کے ذریعہ لوہا پگھل جاتا تھا۔ جب لوہے کے تختے تیار ہو گئے تو ان اوزاروں کے ذریعہ تانبہ کو پگھلایا گیا اور لوہے کے تختوں کے درمیان بجائے گارے کے پگھلا ہوا تانبہ ڈالا گیا اس کی بنیادیں اتنی گہری کیں کہ پانی تک پہنچ گئی اور یہ بند ایک میل چوڑا اور تین میل لمبا تھا ایک تختہ لوہے کا اور اس پر پگھلا ہوا تانبہ بجائے گارے کے وہ بھی ایک تختہ معلوم ہوتا تھا اور دیوار ایسی معلوم ہوتی تھی کہ جیسے سرخ اور سیاہ چافانہ ہوتا ہے۔ یہ سد یعنی بند مکمل ہو گیا۔ اور قوم یاجوج و ماجوج سے نجات مل گئی وہ اس دیوار میں نہ سوراخ کر سکتے تھے اور نہ اس کو توڑ سکتے تھے اور نہ اس کے اوپر سے آ سکتے تھے' کیونکہ دونوں پہاڑوں کے برابر بلند ہے جب ظہور آل محمد علیہم السلام ہو گا اس وقت خدا اس بند کو ہٹائے گا اس وقت آمد و رفت ہو گی۔

حضرت ذوالقرنین کی امداد کے لیے خدا نے ایک فرشتہ مقرر کیا تھا جس کا نام رقائیل تھا اس نے بتایا کہ اے ذوالقرنین خدا نے ایک چشمہ حیات پیدا کیا ہے جو اس چشمہ سے کچھ پی لے وہ جب تک زندگی چاہے

زندہ رہے گا۔ اس کو موت نہیں آئے گی۔ ذوالقرنین نے دریافت کیا کہ وہ آب حیات کہاں ہے۔ فرشتہ نے جواب دیا کہ وہ ایسی ظلمت میں ہے کہ جہاں کوئی جن و انس نہیں جا سکا ہے۔ چنانچہ ذوالقرنین نے علماء و فقہاء کو جمع کیا اور کتب آسمانی کے عالموں سے دریافت کیا انہوں نے بتایا کہ ایک چشمہ حیات جو مشرق کی طرف ہے۔ چنانچہ ذوالقرنین نے اپنے اصحاب کو جمع کیا اور خصوصیت سے اپنے ایک عالم و دانا اصحابی خضر کو بھی ہمراہ لیا اور ان کو اپنے ساتھیوں کا رہنما بنایا اور کچھ مردہ مچھلیاں ساتھ رکھ لیں حتیٰ کہ ایسی تاریکی میں پہنچے کہ جہاں سوائے ظلمت کے اور کچھ نہ تھا۔ خداوند عالم نے ذوالقرنین کے سر میں روشنی عطا کی تھی کہ وہ شب کو بھی اسی طرح دیکھتا تھا جس طرح دن کو دیکھتا تھا۔ جب یہ لوگ تاریکیوں کو عبور کر رہے تھے تو کچھ چشمے نظر آئے۔ یہ لوگ اپنی اپنی مچھلیاں لے کر چشموں پر پہنچے خضر آگے تھے چنانچہ جو چشمہ خضر کے سامنے تھا اس میں مردہ مچھلی کو ڈالا تو وہ فورا" زندہ ہو کر چلنے لگی۔ خضر اس کو پکڑنے کے لیے چشمے میں اتر گئے اور ہاتھ منہ دھویا اور کچھ پانی پیا اور مچھلی کی تلاش میں بہت سرگرداں رہے مگر نہ مل سکی۔ آب وہاں سے واپس ہوئے کہ اپنے ساتھیوں اور ذوالقرنین کو بتائیں۔ چنانچہ سارا ماجرا سنایا اور یہ سب سمجھ گئے کہ چشمہ حیات وہی تھا۔ چنانچہ وہاں پہنچے مگر تاریکی کی وجہ سے وہ چشمہ نہ مل سکا وہاں سینکڑوں چشمے تھے یہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کونسا چشمہ تھا۔ چالیس روز سرگرداں ہو کر واپس آ گئے۔

تہی دستان قسمت راچہ سود از رہبر کامل — کہ خضر از آب حیوان تشنہ می آرد سکندر را

ذوالقرنین جب سد بنا کر واپس ہوئے تو اپنے لشکر سمیت ایک صحرا سے گزرے وہاں دیکھا کہ ایک شخص نماز میں مشغول ہے۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو ذوالقرنین نے خواہش کی کہ تم میرے ساتھ چلو اس نے کہا کہ چار چیزوں کی ضمانت دو تو ہمراہ چل سکتا ہوں اول ایسی نعمت کہ جس کو زوال نہ ہو۔ دوم ایسی صحت کہ جس کے بعد بیماری نہ ہو سوم ایسی جوانی کہ جس کے بعد پیری نہ ہو۔ چہارم ایسی زندگی جس کے بعد موت نہ ہو۔ ذوالقرنین نے کہا خدا کے سوا اس پر کوئی قادر نہیں ہے۔ پھر ایک عالم ملا اس نے ذوالقرنین سے پوچھا کہ بتاؤ دو چیزیں کونسی ہیں جو روز پیدائش سے لے کر آج تک اپنی حالت میں برقرار رہیں اور وہ دو چیزیں کونسی ہیں جو برابر جاری ہیں اور وہ دو چیزیں کونسی ہیں جو ایک دوسرے کے برابر آتی رہتی ہیں اور وہ دو چیزیں کہ ایک دوسرے کی دشمن ہیں۔ ذوالقرنین نے کہا جو دو چیزیں روز پیدائش سے برقرار ہیں زمین و آسمان ہیں اور وہ دو چیزیں جاری شمس و قمر ہیں۔ اور وہ دو چیزیں جو یکے بعد دیگرے آتی رہتی ہیں شب و روز ہیں۔ اور وہ دو چیزیں جو آپس میں دشمن ہیں زندگی و موت ہیں۔

ذوالقرنین اپنے سفر دنیا سے ایک ایسی قوم کے پاس سے گذرے کہ جو بہت خوشحال تھی اور ان کے ہر گھر کے دروازہ پر قبریں تھیں۔ ذوالقرنین نے پوچھا کہ تم نے یہ دروازوں پر قبریں کیوں بنائی ہیں۔ انہوں نے کہا اس لیے بنائی ہیں کہ موت ہر وقت یاد رہے پھر پوچھا کہ تمہارے مکانوں میں دروازے کیوں نہیں

Presented by www.ziyaraat.net/

انہوں نے کہا کہ ہمارے شہر میں کوئی چور و خائن نہیں ہے پھر پوچھا کہ تمہارے شہر میں امیر نہیں ہیں انہوں نے کہا کہ ہمارے شہر میں ظالم نہیں ہیں۔ پھر پوچھا تمہارا کوئی بادشاہ نہیں ہے کہا کہ ہم میں کوئی زیادتی کرنے والا نہیں ہے۔ پھر پوچھا کہ تم سب ایک جیسی حالت میں کس طرح ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم میں مساوات اس لیے ہے کہ ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں۔ جس کے پاس کمی ہو جاتی ہے ہم مل کر پورا کر دیتے ہیں۔ پھر پوچھا کہ تم میں نزاع اور جھگڑا کیوں نہیں ہے۔ کہا کہ ہم اپنے نفسوں پر قادر ہیں اور جھوٹ نہیں بولتے ہیں۔ اور اپنا مال تقسیم کرتے رہتے ہیں۔ اس لیے ہم میں کوئی فقیر نہیں ہے۔ پھر پوچھا تمہاری عمریں کیوں بڑی ہیں' کہا کہ ہم کسی کا حق غصب نہیں کرتے عدل و انصاف سے رہتے ہیں۔ پھر پوچھا کہ تمہارے شہر میں قحط کیوں نہیں آتا۔ کہا کہ ہم استغفار سے کبھی غافل نہیں رہتے۔ ذوالقرنین سوال کرتے گئے اور وہ اسی قسم کے جواب دیتے گئے۔ ذوالقرنین نے اپنے لیے اس جگہ کو پسند کر لیا اور اپنی زندگی اسی جگہ پر گزاری اور ان کی عمر پانچ سو سال ہوئی۔ (۴)

خدا امام مہدی کے زمانے میں ذوالقرنین کی طرح عدل قائم فرمائے گا

بسند معتبر حضرت رسولؐ مقبول سے منقول ہے کہ ذوالقرنین ایک صالح بندہ تھے جن کو خدا نے اپنے بندوں پر حجت قرار دیا تھا۔ انہوں نے اپنی قوم کو دین حق کی طرف بلایا۔ اور ان کو گناہوں سے پرہیز کا حکم دیا۔ لوگوں نے ان کے سر کے ایک جانب ضرب لگائی تو وہ اپنی قوم سے غائب ہو گئے۔ یہاں تک کہ لوگوں نے سمجھا کہ وہ مر گئے یا ہلاک ہو گئے۔ حالانکہ وہ کسی جنگل میں چلے گئے تھے پھر ظاہر ہوئے اور اپنی قوم کی طرف واپس آئے پھر ظالموں نے ان کے سر کے دوسری جانب ایک ضربت لگائی۔ حضرت رسول نے فرمایا کہ یقیناً" تمہارے درمیان میں ایک شخص ہے جو ان کی سنت پر ہو گا۔ یعنی امیر المومنین نے پھر فرمایا کہ ذوالقرنین کو حق تعالیٰ نے زمین میں متمکن کیا اور ہر چیز کا ایک سبب ان کو عطا فرمایا۔ اور وہ دنیا میں مغرب سے مشرق تک پہنچے اور خداوند عالم جلد ان کی سنت کو ہمارے فرزندوں میں سے قائم میں جاری کرے گا جو مشرق و مغرب کو طے کرے گا۔ یہاں تک کہ کوئی صحرا اور میدان اور پہاڑ جو ذوالقرنین نے طے کیا ہے باقی نہ بچے گا کہ وہ طے نہ کرے اور زمین کے خزانوں اور معدنوں کو خدا اس کے لیے ظاہر کرے گا۔ وہ اس کی مدد کرے گا۔ دلوں میں اس کا خوف ڈال دے گا وہ زمین کو عدل اور راستی سے پر کر دے گا بعد اس کے کہ وہ ظلم و جور سے بھر گئی ہو گی۔ (۳)

حضرت علی ذوالقرنین ہیں

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یا علی تیرے لیے بہشت میں ایک خزانہ ہے اور تو اس کا ذوالقرنین یعنی دونوں طرف کا مالک ہے۔

لسان العرب جلد ۱۳ ص ۳۳۳ سطر ۱۳ کالم ۱۔ کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۹۔ حدیث ۲۶۷۴۔ مناقب خوارزمی ص ۲۵۷ سطر ۱۱۔ مشکل جلد ۲ ص ۳۵۰۔ الدرر الال ص ۱۹۸۔ تفریح الاحباب ص ۳۳۸۔ مناقب عینی ص ۵۹۔ تاریخ دمشق ص ۳۲۷۔ المستدرک جلد ۳ ص ۱۲۳۔ شرح مشکل الاثر جلد ۲ ص ۸۔ الترغیب و الترھیب جلد ۴ ص ۱۰۷۔ المحکم جلد ۶ ص ۲۲۱۔ التبصرہ ص ۱۵۷۔ منتخب کنز العمال جلد ۵ ۳۶۔ ارجح المطالب ص ۴۷۔ الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۲۱۰۔ حسن الاسوہ ص ۳۶۱۔ غریب الحدیث جلد ۳ ص ۷۸۔ جنی الجنتین ص ۱۶۱۔ المحاسن المساوی ص ۳۰۔ تاج العروس جلد ۹ ص ۳۰۷۔ الزواجر جلد ۲ ص ۳۔ مفردات اصفہانی ص ۴۱۱۔ التدوین جلد ۲ ص ۱۹۹۔

ہروی نے ذوالقرنین کی تفسیر میں لکھا ہے کہ قرنین سے یہاں جنت کے دونوں طرف مراد ہیں۔ ابو عبیدہ نے کہا ہے کہ ذو قرنیھا میں ضمیر مونث غائب امت کی طرف راجع ہے یعنی یا علی تم اس امت کے ذوالقرنین ہو۔

ابو الطفیل کہتے ہیں کہ خوارج کے پیش نماز ابن الکویٰ نے جناب امیر سے پوچھا کہ ذوالقرنین نبی تھا یا بادشاہ۔ آپ نے فرمایا نہ نبی تھا نہ بادشاہ ایک نیک بندہ تھا۔ خدا نے اس سے محبت کی اور اس کو صاحب محبت بنا دیا اور خدا نے اسے نصیحت کی اور اس کو نصیحت والا کر دیا۔ پھر اس کو خدا نے اس کی قوم کی طرف بھیجا ان لوگوں نے اس کی کن پٹی پر چوٹ لگائی جس سے اس کا انتقال ہو گیا۔ پھر خدا تعالیٰ نے اس کو ان کے جہاد کے لیے زندہ کر کے اس قوم کی طرف بھیجا انہوں نے اس کی دوسری کنپٹی پر مارا۔ وہ مر گیا خدا نے اس کو پھر ان کے جہاد کے واسطے زندہ کیا۔ اس لیے اس کا نام ذوالقرنین ہوا۔ اس کے بعد جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا بہ تحقیق تم میں اس کی مثال موجود ہے۔ (ارجح المطالب ص ۴۷ سطر ۱۳)

امام مہدی سخت ابر پر سوار ہوں گے

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ خدا نے ذوالقرنین کو دو ابر کے درمیان اختیار دیا۔ انہوں نے نرم و ملائم ابر کو اختیار کیا اور سخت ابر کو حضرت صاحب الامر علیہ السلام کے لیے چھوڑ دیا تھا کہ ابر سخت کون ہے فرمایا کہ جس ابر میں صاعقہ' رعد اور برق ہوتی ہے اور حضرت قائم ایسے ہی ابر پر سوار ہوں گے اور ساتوں آسمانوں کے اسباب کے ساتھ اوپر جائیں گے اور ساتوں زمین میں گھومیں گے جس میں پانچ زمین آباد ہیں

Presented by www.ziyaraat.net/

اور دو غیر آباد و بیکار ہیں۔

دوسری حدیث میں حضرت صادق نے فرمایا ہے جب ذوالقرنین کو مخیر کیا گیا انہوں نے نرم ابر اختیار کیا اور ابر صعب کو اختیار نہ کرسکے اس لیے کہ خدا نے اس کو حضرت صاحب الامر کے لیے ذخیرہ کیا ہے۔(۲)

حضرت یعقوب و حضرت یوسف علیہ السلام

جناب یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام ان کا لقب اسرائیل ہے ان ہی کی اولاد بنی اسرائیل کہلاتی ہے۔ انہوں نے اپنے ماموں لابان کی لڑکی راحیل سے شادی کی جس سے یوسف اور بنیامین پیدا ہوئے۔ اور دوسرے بیٹے دوسری بیویوں سے ہیں۔ لابان بن نابر بن آذر نے شرط کی تھی کہ سات سال میری بکریاں چراؤ تو تمہیں اپنی بیٹی راحیل دوں گا۔ چنانچہ اپنے باپ اسحاق کی وصیت کے مطابق انہوں نے اپنے ماموں کی بکریاں چرائیں اور راحیل بن لابان سے شادی کی اور ان کی اولاد اسباط کہلائی۔ یہ جب اس خدمت کے لیے روانہ ہوئے تو رات کو ایک نور کا زینہ آسمان تک دیکھا اور خدا کی آواز آئی کہ ہم نے تجھے چن لیا اور تیری ذریت کو بھی اور ارض مقدس تجھے عطا کی اور اسی جگہ تیرے لیے ایک مکان قرار دیا کہ جس میں تو ہماری عبادت کریں بیت المقدس کہلاتا ہے۔ حضرت یعقوب سب سے پہلے عبادت کے لیے جاتے تھے اور سب سے آخر میں نکل کر آتے تھے اور روزانہ اس جگہ چراغ جلاتے تھے۔

حضرت یعقوب روزانہ ایک بکرا ذبح کرتے تھے اور فقیروں کو کھلا دیتے تھے اور کچھ حصہ اپنے اہل و عیال کو دے دیتے تھے ایک مرتبہ شب جمعہ ایک سائل مومن بوقت افطار ان کے در پر آیا جو مسافر اور غریب اور روزہ دار بھی تھا۔ اس نے سوال کیا۔ کہ مجھے کھانا دو میں بھوکا ہوں اس کی آواز حضرت یعقوب کے گھر میں پہنچی مگر انہیں یقین نہ تھا کہ یہ واقعی بھوکا ہے حالانکہ کھانا بچا ہوا تھا وہ سائل شب کو بھوکا ہی رہا۔ اسی حالت میں وہ حمد خدا کرتا تھا اور صبر بھی کیا۔

خدا نے حضرت یعقوب کو وحی کی کہ اے یعقوب میرے نزدیک میرا وہ بندہ ہے جو مسکینوں پر رحم کرے اور بھوکوں کو سیر و سیراب کرے۔ میرا ایک بندہ شب کو بھوکا رہا جو روزہ دار تھا اور میری عبادت کرتا تھا۔ اور تم اور تمہاری اولاد شکم سیر تھے اور کھانا بھی تمہارے گھر میں موجود تھا۔ اے یعقوب میں اپنے بندوں میں سے جو محبوب ہوتا ہے اس کا امتحان لیا کرتا ہوں۔ اب تم امتحان کے لیے تیار ہو جاؤ۔ اسی رات یوسف نے خواب دیکھا کہ آفتاب و ماہتاب اور گیارہ ستارے مجھے سجدہ کر رہے ہیں اور یہ خواب اپنے باپ یعقوب سے بیان کی۔ انہوں نے فرمایا کہ بیٹا اس خواب کو اپنے بھائیوں سے نہ بیان کرنا ورنہ وہ اپنے حسد کی وجہ سے تیرے ساتھ مکر و فریب کریں گے۔ کیونکہ شیطان انسانوں کا بڑا دشمن ہے۔ اور خدا تجھے برگزیدہ کرے

گا۔ اور علم و نعمت عطا کرے گا۔ جس طرح تیرے آباؤ و اجداد کو دی ہے۔

حضرت یعقوب کو یوسف سے بے حد محبت تھی اور وہ بھی سمجھ گئے تھے کہ خدا ان کا امتحان لینا چاہتا ہے۔ یوسف کے حسن جمال اور نیکی و عقلمندی کی وجہ سے حضرت یعقوب کو سب بچوں سے زیادہ یوسف پیارے تھے وہ ہر وقت اپنے پاس رکھتے اور پیار کرتے دوسرے بچوں کو یہ بات ناگوار تھی کہ ہم سب سے اتنی محبت نہیں کرتے جتنی یوسف سے کرتے ہیں۔ یوسف اور ان کا چھوٹا بھائی بنیامین ایک ماں سے تھے اور باقی دوسری ماں سے تھے اور یہ دس نفر تھے اور بڑے تھے گھر کا اور باہر کا کاروبار اور انتظام یہی کرتے تھے۔ ان کو یہ گراں گزرتا تھا کہ کام ہم کرتے ہیں اور ہمارا باپ یوسف سے محبت زیادہ کرتا ہے۔ یہ انصاف کے خلاف اور کھلی ہوئی زیادتی ہے۔ ایک دن ان بھائیوں نے مشورہ کیا کہ یوسف کو قتل کر دیا جائے تاکہ اس کے بعد ہمارا باپ ہم سے خاص طور پر محبت کرنے لگے۔ اس پر لاوی نے کہا جو سب سے بڑا تھا کہ قتل نہ کرو بلکہ باپ سے جدا کر دو۔ چنانچہ اسی پر سب کا اتفاق ہوگیا۔ اس وقت یوسف کی عمر سات سال کی تھی۔

یہ سب مل کر آئے اور کہا بابا یوسف کو کل ہمارے ساتھ بھیج دو۔ ہمارے ساتھ بکریاں بھی چرائے گا اور کھیل کود بھی کرے گا۔ ہم یوسف کے خیر خواہ ہیں آپ ہم پر بھروسہ کیجئے اور ہم اس کی پوری نگرانی کریں گے۔ حضرت یعقوب نے کہا کہ تم اسے لے جاؤ گے تو مجھے رنج و غم ہو گا اور خطرہ ہے کہ تم کھیل کود میں مشغول رہو اور یوسف کو بھیڑیا لے جائے کہنے لگے بابا ہم دس بھائیوں کی جماعت ہیں۔ اگر ہمارے ہوتے ہوئے ایسا ہو جائے تو ہم بالکل نکھٹو ہیں۔ حضرت یعقوب نے ان کے کہنے پر حضرت یوسف کو ان کے ہمراہ بھیج دیا۔ جب یہ روانہ ہوئے تو یعقوب بیتاب ہو گئے اور دوڑتے ہوئے ان کے پیچھے گئے اور یوسف کو گلے سے لگا کر رونے لگے اور پھر ان کے حوالے کرکے واپس آ گئے انہوں نے یوسف کو لے کر تیز رفتاری سے چلنا شروع کیا کہ کہیں بابا پھر نہ آ جائیں اور یوسف کو واپس نہ لے جائیں۔ چنانچہ یوسف کو تیز چلا چلا کر ایک دور دراز جنگل میں لے گئے اور اب ارادہ کیا کہ یوسف کو قتل کر دیں اور اس کی لاش درخت کے نیچے ڈال دیں تاکہ رات کو بھیڑیئے کھا جائیں۔ لیکن بڑے بھائی لاوی نے کہا کہ اس کو قتل نہ کرو بلکہ کنویں میں ڈال دو کوئی قافلہ آئے گا تو اس کو نکال کر لے جائے گا اور تمہارا مطلب حل ہو جائے گا۔

چنانچہ جب اس کو کنویں میں ڈالنے لگے تو کہا کہ اپنی قبا اتار دو۔ یوسف رونے لگا اور کہا کہ اے میرے بھائیو مجھے برہنہ نہ کرو' اتنے میں ایک بھائی نے چھرا اٹھایا اور کہا کہ جلدی سے قبا اتارو۔ ورنہ قتل کرتا ہوں۔ یوسف ڈرتے ہوئے قباء اتارنے لگا۔ انہوں نے جلدی سے اس کی قبا کھینچ لی اور اٹھا کر کنویں میں ڈال دیا۔ یوسف نے باآواز بلند کہا کہ اے بھائیو! جب گھر پہنچنا تو میرے بابا کو میرا سلام پہنچا دینا۔ یوسف نے مناجات کی۔ اے میرے پالنے والے اور میرے باپ دادا یعقوب و اسحاق و ابراہیم کے خدا میری کم سنی اور بیچارگی پر رحم کر ابھی کچھ دیر نہیں گزری تھی کہ ایک قافلہ اس کنویں کے پاس اترا جو مصر کے رہنے

Presented by www.ziyaraat.net/

والے تھے۔ ان میں ایک شخص پانی لینے کے لیے گیا اور کنویں میں ڈول ڈالا یوسف نے ڈول پکڑ لیا اور اس سے لپٹ گئے۔ جب اس نے ڈول اوپر کھینچا تو دیکھا کہ بجائے پانی کے ایک نہایت خوبصورت حسین و جمیل بچہ ڈول سے لپٹا ہوا ہے۔ فورا" بچہ کو اٹھا کر قافلے کے پاس لے آیا۔ سب نے دیکھ کر کہا کہ ایسا خوبصورت بچہ کبھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ قافلے والے بہت خوش ہوئے اور ایک بڑی نعمت سمجھے کہ اس کے ذریعہ بڑا مال حاصل ہو گا۔

برادران یوسف کو پتہ لگ گیا کہ یوسف کو نکال لیا گیا ہے۔ فورا" دوڑتے ہوئے آئے اور کہا کہ ہمارا ایک غلام گم ہو گیا ہے اس کی تلاش کر رہے ہیں۔ یہ جو تمہارے پاس ہے یہی ہمارا غلام ہے۔ ان دس بھائیوں میں ایک نے یوسف کو پکڑ کر کہا کہ تم فورا" کہہ دو کہ میں ان کا غلام ہوں ورنہ ہم قتل کر دیں گے۔ یوسف نے کہا میں ان کے قبضہ میں ہوں۔ ان کا غلام ہوں قافلہ والوں نے کہا کہ اس غلام کو ہمارے ہاتھ فروخت کر دو انہوں نے کہا کہ ہاں ہم بیچتے ہیں قیمت پوچھی تو بہت ذلت کے ساتھ کہنے لگے کہ بیس درہم میں فروخت کرتے ہیں۔ یہ سنتے ہی قافلہ کے ایک شخص مالک بن زعر نے خرید لیا۔

جب فرزندان یعقوب واپس گھر آنے لگے تو ایک بکری کا بچہ ذبح کر کے یوسف کی قمیص اس کے خون میں تر کر کے ساتھ لے آئے اور روتے ہوئے اپنے باپ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اے بابا ہم کھیل میں مصروف ہو گئے اور اپنے مال و متاع کے پاس اس کو بٹھا دیا اتنے میں ایک بھیڑیا آیا اور اس نے یوسف کو پھاڑ کھایا مگر تم ہماری بات کا یقین نہیں کرو گے خواہ ہم کتنا ہی سچ بولیں چنانچہ جھوٹا خون لگا ہوا کرتا اپنے باپ کے سامنے رکھ دیا۔ یعقوب نے کہا کہ یہ تمہاری من گھڑت باتیں ہیں۔ میں صبر جمیل کرتا ہوں اور خدا سے اپنے صبر کے لیے مدد چاہتا ہوں۔ یہ کتنے غضب کی بات ہے کہ بھیڑیئے نے یوسف کو تو پھاڑ کھایا مگر اس کے کرتے سے اتنی محبت تھی کہ اس کو نہیں پھاڑا۔

جب مالک بن زعر یوسف کو لے کر چلا تو قافلہ والوں کے مال و متاع میں خیر و برکت کی زیادتی ہونے لگی اور یوسف کی پیشانی سے عظمت و جلالت ٹپکتی تھی ایک روز اس نے پوچھا کہ تمہارا نسب کیا ہے تو انہوں نے بتایا کہ میں یعقوب کا بیٹا ہوں اور وہ اسحاق کے بیٹے ہیں اور وہ ابراہیم خلیل کے فرزند تھے یہ سن کر وہ رونے لگا اور کہا کہ آپ میرے لیے دعا کریں میرے اولاد نہیں ہے انہوں نے دعا کی اور خدا نے اس کو بارہ بیٹے عطا کئے۔ پھر وہ قافلہ یوسف کو لے کر مصر چلا گیا اور عزیز مصر کے ہاتھ یوسف کو فروخت کر دیا۔

جب عزیز مصر نے حسن و جمال یوسف کو دیکھا اور اس کی پیشانی میں نور جلالت مشاہدہ کیا تو اپنی زوجہ زلیخا سے کہا کہ ان کی خوب خدمت کرو اور عزت و آبرو کے ساتھ ان کو بہترین جگہ دو خدا ان کے ذریعہ ہمیں نفع بخشے گا یا ہم اس کو بیٹا بنا کر رکھیں گے کیونکہ ہماری کوئی اولاد نہیں ہے' چنانچہ یوسف کی تربیت اور خدمت بہترین طریقہ پر ہونے لگی۔ یہاں تک کہ یوسف بالغ ہو گئے اور جوانی میں حسن و جمال اور زیادہ ہو

گیا۔ زلیخا ان کے حسن و جمال کی وجہ سے یوسف پر عاشق ہو گئی اور جو عورت بھی ان کو دیکھتی تھی وہی عاشق ہو جاتی تھی۔ آپ کا چہرہ نورانی چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔ جب زلیخا ان کی محبت میں بے قرار ہونے لگی تو ایک روز ان کو کمرہ میں بلایا اور دروازہ بند کر دیا اور انہیں اپنی طرف مائل کرنے لگی۔ یوسف نے کہا کہ ہم اس خاندان سے ہیں کہ ہمارے خاندان نے کبھی ایسا فعل نہیں کیا' میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں مجھے عزیز نے تربیت کیا ہے' اور میری خاطر و مدارت کی ہے۔ میں ایسی جرات اس کے اہل کے ساتھ نہیں کر سکتا۔ خدا کبھی ایسا فعل کرنے والوں کو نہیں بخشتا۔ وہ پھر یوسف سے لپٹ گئی اور اپنا لباس ایک بت کے اوپر ڈال دیا جو اس کے گھر میں تھا۔ یوسف نے پوچھا کہ یہ کیا ہے کہنے لگی کہ یہ بت ہے میں نے اس پر اپنے کپڑے ڈال دیئے ہیں کہ یہ ہمیں نہ دیکھے کیونکہ مجھے اس سے شرم آتی ہے۔ یوسف نے کہا کہ تو شرم کرتی ہے اس سے جو نہ دیکھتا ہے اور نہ سنتا ہے اور میں اپنے خدا سے شرم نہ کروں جو دیکھتا بھی ہے اور سنتا بھی ہے۔ میں ہرگز یہ فعل نہیں کروں گا۔ یہ کہہ کر یوسف اس کمرے سے باہر نکلنے لگے۔ دروازہ کھولا اور وہاں سے بھاگنے لگے۔ زلیخا نے آپ کا کرتا پکڑ لیا تو یوسف نے جھٹکا دے کر چھڑایا کہ آپ کا کرتا پھٹ گیا اور جب باہر نکلے تو پیچھے پیچھے زلیخا تھی جو ان کو پکڑنا چاہتی تھی۔ دروازہ کے باہر دیکھا کہ عزیز مصر کھڑا ہے' اس نے جب یہ حالت دیکھی تو فورا" زلیخا نے کہا کہ اے عزیز جو شخص تیرے اہل کے ساتھ بدی کرے تو اس کی سزا کیا ہے۔ یا تو اس کو قید کر دیا جائے یا اس کو سخت عذاب کیا جائے۔ بادشاہ نے یہ حالت دیکھ کر ارادہ کیا کہ یوسف کو سخت عذاب کیا جائے۔ یوسف نے کہا کہ اے بادشاہ خود اس عورت نے بدی کا رادہ کیا ہے اور مجھ سے یہ جبرا" بدی کرانا چاہتی تھی۔ میں اس کے ہاتھوں سے نکل کر بھاگا ہوں۔ اور خدا نے مجھے اس فعل سے بچایا ہے۔ اے بادشاہ تم اس بچے سے دریافت کر لو۔ جو گہوارہ میں پڑا ہے۔ کہ ہم دونوں میں کس نے بدی کا ارادہ کیا ہے۔ وہاں ایک بچہ بادشاہ کے خاندان کا گہوارہ میں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس بچہ کو گویا کر دیا اور اس بچہ نے کہا کہ اے بادشاہ تم یوسف کی قمیص کو دیکھو اگر آگے سے پھٹی ہے تو زلیخا کی غلطی ہے اور یوسف سچے ہیں۔ بادشاہ نے جب بچہ کی یہ بات سنی تعجب پیدا ہوا اور کچھ ڈرا اور اس نے قمیص یوسف کو دیکھا کہ پیچھے سے پھٹی ہوئی ہے۔ تو اپنی زوجہ زلیخا سے کہا کہ یہ تمہارا مکر ہے اور تم عورتوں کے مکر بہت بڑے بڑے ہوتے ہیں۔ اے زلیخا تو اپنی غلطی کی توبہ کر اور خدا سے استغفار کر یوسف بالکل بے گناہ ہے۔ یہ سب تیری ہی تقصیر ہے اور اس نے یوسف سے کہا کہ آپ واقعہ کو پوشیدہ رکھیں کسی پر ظاہر نہ کریں۔ کیونکہ اس میں میری بدنامی ہے۔ مگر یہ واقعہ چھپ نہ سکا اور تمام شہر میں لوگوں کو خبر ہو گئی' اور عورتوں میں چرچا ہو گیا کہ بادشاہ کی زوجہ نے اپنے پروردہ ایک جوان سے عشق بازی کی ہے اور اس کو برے فعل کی طرف مائل کیا ہے۔ جب زلیخا کو اپنی رسوائی کی خبر پہنچی تو اس نے شہر کی مشہور نامی اور معزز عورتوں کو کھانے کی دعوت دی اور جب وہ آگئیں تو ان کے ہاتھوں میں

Presented by www.ziyaraat.net/

ایک ایک چھری اور ایک ایک لیموں دے دیا اور کہا کہ میں یوسف کو بلاتی ہوں جب وہ تمہارے سامنے آئیں تو تم لیموں کو کاٹ دینا۔ چنانچہ زلیخا نے یوسف کو بلایا جب یوسف عورتوں کے سامنے آئے تو ان عورتوں نے ان کے حسن و جمال کو دیکھا اور بے ہوش ہونے لگیں اور لیموں کے بجائے اپنی انگلیاں کاٹ لیں اور کہنے لگیں یہ بشر نہیں ہے۔ یہ تو کوئی بزرگ فرشتہ ہے اس وقت زلیخا نے کہا کہ یہ یوسف ہے جس کی محبت میں تم نے مجھے بدنام کیا تھا وہ عورتیں چلی گئیں اور اپنے اپنے قاصد جناب یوسف کے پاس بھیجنے لگیں کہ ہمیں ایک مرتبہ اپنی زیارت کرا دو اور یوسف برابر انکار کرتے رہے۔ ان کی اس درخواست کو کبھی منظور نہ کیا اور تنگ آکر دربار الٰہی میں دعا کرنے لگے کہ اے خدا مجھے قید خانہ پسند ہے تاکہ میں ان عورتوں کے مکر سے نجات پاؤں۔

یہ واقعہ زلیخا اور عورتوں کے بے ہوش ہونے کی خبر اور لیموں کاٹنے کا قصہ تمام شہر میں مشہور ہو گیا اور بادشاہ کی بدنامی ہونے لگی اس نے اپنی بدنامی کو دور کرنے کے لیے حکم دیا کہ یوسف کو قید کر دیا جائے۔ چنانچہ انہیں قید خانہ میں ڈال دیا گیا۔ اور دو شخص اور بھی یوسف کے ساتھ قید خانہ میں بھیج دیئے ایک ان میں بادشاہ کا ساقی یعنی پلانے والا تھا اور دوسرا کھانا کھلانے والا۔ اور یہ دونوں یوسف کے نگران تھے۔

ایک دن دونوں نے یوسف سے پوچھا کہ آپ کیا صفت اور کمال رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں تعبیر خواب جانتا ہوں۔ ایک نے کہا میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں انگور کی شراب بنا رہا ہوں۔ یوسف نے کہا کہ تم قید سے رہا ہو جاؤ گے اور بادشاہ کے ساقی بنو گے اور تمہاری عزت بادشاہ کے دربار میں زیادہ ہو جائے گی دوسرے نے کہا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میرے سر پر روٹیاں ہیں اور چیل اور کوے میرے سر پر چکر لگاتے ہیں۔ اور روٹیاں نوچ نوچ کر کھا رہے ہیں۔ جناب یوسف نے کہا تم کو بادشاہ قتل کرے گا، اور تمہارے سر کا بھیجا چیل کوے کھائیں گے۔ اس نے کہا میں نے جھوٹ کہا تھا۔ یہ خواب بھی میں نے نہیں دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جو کچھ میں نے کہا ہے ایسا ہی ہو گا۔ چنانچہ پہلا خواب دیکھنے والا شخص رہا ہو گیا اور بادشاہ نے اس کو اپنا ساقی بنا لیا اور اس کی عزت زیادہ ہو گئی، جب اس کی رہائی کا حکم آیا تھا یوسف نے اس سے کہا تھا کہ جب تو بادشاہ کے پاس پہنچے تو میرا ذکر کرنا۔ مگر وہ بھول گیا اور کئی سال تک اس کو یاد نہ آیا کہ جناب یوسف قیدیوں کے ساتھ بہت مہربانی کرتے تھے اور انہیں خدا کی عبادت کا سبق دیتے اور نیکی کی ہدایت کرتے رہتے تھے اور جو بیمار ہو جاتا اس کی تیمارداری کرتے اور جس کی جگہ تنگ ہوتی اس کو اپنی جگہ دے دیتے تھے۔ اور اپنا کھانا بھی انہیں کھلا دیتے تھے۔ اسی طرح سات سال گزر گئے اور یوسف قید ہی میں رہے۔

ایک مرتبہ بادشاہ نے خواب میں دیکھا کہ سات موٹی تازہ گائیں ہیں جو سات دبلی پتلی گایوں کو کھا رہی ہیں اور سات بالیاں گندم کی سرسبز و شاداب ہیں ان کے ساتھ سات بالیاں گندم کی خشک اور بغیر دانہ کے ہیں

جو سبز بالیوں سے لپٹی ہوئی ہیں بادشاہ نے اس خواب کو اپنے وزیروں اور مصاحبوں کے سامنے ذکر کیا اور ان سے کہا کہ میرے اس خواب کی تعبیر دو مگر وہ کہنے لگے کہ یہ خواب، پریشان ہے اس کی کوئی تعبیر نہیں ہے اسی اثناء میں اس ساقی کو یاد آگیا جو قید خانہ سے رہا ہو کر بادشاہ کا ساقی بنا تھا کہ مجھے یوسف نے تعبیر خواب بتائی تھی اور مجھے کہا تھا کہ بادشاہ کے سامنے ذکر کرو فورا" اس نے بادشاہ سے کہا کہ مجھے اجازت دو میں قید خانہ میں جا کر یوسف سے اس خواب کی تعبیر معلوم کروں بادشاہ نے اجازت دی اور وہ یوسف کے پاس آیا اور عرض کی کہ میں معافی چاہتا ہوں۔ بادشاہ سے آپ کا ذکر کرنا بھول گیا تھا۔ اب بادشاہ نے مجھے اجازت دی ہے۔ اور اس نے ایک خواب دیکھا ہے کہ سات عدد پتلی دبلی گائیں اور سات عدد موٹی گایوں کو کھا رہی ہیں اور سات خشک خوشے سات سبز خوشوں سے لپٹے ہوئے ہیں۔ اس کی تعبیر دو حضرت یوسف نے فرمایا کہ سات سال پیداوار بہت اچھی ہو گی اس پیدوار کو حفاظت سے رکھو۔

اور گندم کی بالیاں اسی طرح بغیر دانے جدا کئے رکھ لو۔ اس کے بعد سات سال بعد شدید قحط سالی ہو گی۔ اور ان سات سالوں میں پہلے سات سالوں کا غلہ کھایا جائے گا اور جب یہ سات سال قحط کے گزر جائیں گے تو باران رحمت خوب ہوگی اور میوہ جات اور زمین سرسبز و شاداب ہو جائیں گی یہ ہے اس خواب کی تعبیر۔

یہ شخص خواب کی تعبیر لے کر بادشاہ کے پاس گیا اور تمام حالات سنائے جو یوسف نے بیان کرے تھے بادشاہ نے کہا کہ یوسف کو میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ وہ شخص پھر آیا اور کہا کہ آپ کو بادشاہ نے بلایا ہے۔ چنانچہ جب یوسف نے کہا کہ بادشاہ سے کہو کہ وہ زلیخا اور عورتوں سے دریافت کرے جنہوں نے اپنی انگلیاں کاٹ لیں تھیں کہ اب ان کا خیال میرے بارے میں کیا ہے کیا وہ اپنی غلطیاں تسلیم کرتی ہیں یا نہیں۔ چنانچہ بادشاہ نے ان سب عورتوں کو بلایا اور ان سے دریافت کیا کہ اب صحیح صحیح بتاؤ کہ یوسف کی خطا تھی یا تم نے مکر کیا تھا ان عورتوں نے اور زلیخا نے صاف صاف کہہ دیا کہ یہ غلطیاں ہماری ہی تھیں ہم نے ہی بدکاری کا ارادہ کیا تھا۔ اور یوسف بالکل پاکدامن تھا۔ یہ سن کر یوسف نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ بادشاہ کو معلوم ہو جائے کہ میں نے کوئی بد دیانتی نہیں کی ہے۔ کیونکہ خدا خیانت کرنے والوں کو ہدایت نہیں کرتا اور میں اپنے آپ برائی سے پاک نہیں سمجھتا کیونکہ انسان کا نفس برائی کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ مگر یہ میرے خدا کی مہربانی کہ وہ جس پر مہربان ہو جائے۔ وہ اس بزرگی سے پاک رہتا ہے اور خدا بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے۔

جب بادشاہ کو یوسف کا یہ پیغام پہنچا، اور تمام حالات عیاں ہو گئے تو اس نے حکم دیا کہ یوسف کو میرے پاس لاؤ میں اس کو پسند کرتا ہوں اور میں اس کو اپنا خاص دوست بنانا چاہتا ہوں۔ چنانچہ یوسف تشریف لائے اور اس نے یوسف پر نظر ڈالی اور یوسف کی پیشانی سے انوار عظمت ملاحظہ کئے اور ان کے چہرہ سے جو

Presented by www.ziyaraat.net/

دانائی و عقلمندی اور نیکی و پاکیزگی کے آثار دیکھے کہنے لگا کہ میں آپ کو اپنا مقرب اور امین بناتا ہوں آپ کا ہر حکم تسلیم کروں گا اور آپ کے ہر ارشاد کی تعمیل کے لیے حاضر ہوں۔ حضرت یوسف نے فرمایا کہ تم اپنے ملک کے خزانے اور پیداوار اور آمدنی و خرچ میرے حوالہ کر دو۔ میں نہایت عمدگی اور دیانت داری کے ساتھ یہ کام کروں گا۔ اور پیداوار میں اضافہ کروں گا۔ اور جائز اور صحیح مصرف میں خرچ کروں گا۔ تمام اختیارات میرے سپرد کر دو۔ چنانچہ بادشاہ نے تمام اختیارات حضرت یوسف کو دے دیئے اب تمام ملک میں آپ ہی کا حکم جاری ہو گیا۔ اور سلطنت آپ کے ہاتھ میں آ گئی۔ آپ نے زراعت کی طرف توجہ فرمائی اور پیداوار کو جمع کیا اور بقدر ضرورت بالیوں سے غلہ جدا کیا باقی بالیوں میں رکھا اور اس کے لیے بڑے بڑے گودام بنوائے اور اسی طرح سات سال تک غلہ جمع کیا جب قحط سالی شروع ہوئی اور تمام ملک میں غلہ نایاب ہو گیا تو سات سال کا جمع شدہ غلہ برآمد کیا گیا اور دوسرے شہر والوں کے ہاتھ فروخت بھی کیا جانے لگا۔ لوگ دور دور سے غلہ خریدنے آتے تھے اور دیگر اشیاء کے بدلے غلہ لے جاتے تھے۔

جناب یعقوب اور ان کے بیٹے مصر سے ۱۸ یوم کی مسافت پر دور تھے اور وہ ایسے جنگل میں قیام پذیر تھے جہاں نقل یعنی گوگل زیادہ ہوتا تھا چنانچہ برادران یوسف نے نقل جمع کرکے اونٹوں پر بار کیا اور اس کے فروخت کرنے کے لیے مصر پہنچے تو یوسف نے انہیں پہچان لیا اور ان سے پوچھا کہ تم کون ہو انہوں نے جواب دیا کہ یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم کے بیٹے ہیں جن کے لیے نمرود کی آگ گلزار بن گئی تھی۔ یوسف نے اپنے باپ کا حال دریافت کیا اور کہا کہ وہ کیوں نہیں آئے۔ انہوں نے جواب دیا کہ وہ بہت ضعیف ہیں۔ پھر پوچھا کہ تمہارا کوئی اور بھائی بھی ہے۔ کہا ایک چھوٹا بھائی اور ہے جس کا نام بنیامین ہے۔ وہ دوسری ماں سے ہے۔ یوسف نے کہا کہ تم جب آنا تو اس کو اپنے ہمراہ لے آنا تمہیں زیادہ غلہ دیا جائے گا۔ اور یوسف نے ان کے مال کو جو وہ فروخت کرنے کے لیے لائے تھے واپس ان کے بار میں بندھوا دیا اور نہایت عزت و احترام کے ساتھ ان کو واپس کیا انہوں نے کہا کہ ہم کوشش کرکے اپنے چھوٹے بھائی کو بھی ضرور لائیں گے۔ چنانچہ جب لوگ واپس پہنچے تو یوسف کی بہت تعریف کی اور اپنا مال بھی واپس دیکھ کر جو فروخت کرنے لے گئے تھے کیونکہ یوسف نے قیمت بھی نہیں لی تھی۔ اپنے والد سے کہا کہ اب ہمارے ساتھ چھوٹے بھائی بنیامین کو بھی بھیج دو تاکہ ایک اونٹ کا بار زیادہ غلہ آ جائے گا اور ہم اس کی حفاظت کریں گے۔ عزیز مصر ہم پر بہت مہربان ہے۔ یعقوب نے کہا کہ میں نے پہلے بھی اس کے بھائی یوسف کو تمہاری امانت میں دیا تھا۔ خدا ہی بہترین محافظ اور مہربان ہے کہنے لگے کہ ہم ذمہ داری لیتے ہیں اس کی حفاظت کریں گے اور ایک اونٹ بار زیادہ لے کر آئیں گے۔ یعقوب نے کہا کہ تم قسم کھاؤ کہ میرے بچہ کو واپس میرے پاس لاؤ گے تب میں اس کو ہمراہ بھیجوں گا۔ انہوں نے قسم کھائی حضرت یعقوب نے کہا کہ خدا کو تمہارے اور ہمارے حالات کا زیادہ علم ہے۔ چنانچہ یہ سب روانہ ہوئے اور حضرت یعقوب نے ان سے

کہا کہ جب تم شہر میں داخل ہو تو ایک دروازہ سے داخل نہ ہونا۔ تاکہ نظربد سے محفوظ رہو مختلف دروازوں سے داخل ہونا اور جو کچھ خدا نے مقدر کر دیا ہے اس کو میں نہیں بدل سکتا اسی کا حکم جاری ہوتا ہے۔ میں اسی پر توکل کرتا ہوں اور توکل کرنے والوں کو اسی پر توکل کرنا چاہئے۔ یعقوب نے بنیامین کو کچھ علیحدگی میں بھی سمجھا دیا تھا اور وہ ان سے کوئی چیز لے کر نہیں کھاتا تھا اور ان سے الگ ہو کر بیٹھتا تھا۔ جب سب بھائی یوسف کے سامنے پہنچے اور سلام کرکے بیٹھ گئے تو بنیامین بالکل تنہا بیٹھ گیا۔ یوسف نے جب بنیامین کو دیکھا تو بہت خوش ہوئے اور محبت میں آنسو بھی نکل آئے۔ اور پوچھنے لگے کہ تم ان کے بھائی بنیامین ہو۔ بنیا مین نے کہا جی ہاں میں ان کا بھائی ہوں۔ یوسف نے کہا تم ان کے ساتھ کیوں نہیں بیٹھتے۔ اس نے کہا کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ میں ان سے الگ رہوں گا۔ کیونکہ یہ میرے ایک بھائی کو اپنے ہمراہ لے گئے تھے اور پھر واپس نہیں لائے اور یہ کہہ دیا کہ اس کو بھیڑیا کھا گیا ہے۔ اس لیے میں ان سے جدا رہتا ہوں پھر یوسف نے پوچھا کہ تمہاری شادی ہو گئی ہے۔ کہا جی ہاں پوچھا کہ کتنے بچے ہیں کہا تین ہیں۔ پوچھا کیا نام ہیں کہا کہ ایک کا نام خون ہے دوسرے کا پیراہن یعنی قمیص اور تیسرے کا نام بھیڑیا ہے۔ یوسف نے پوچھا کہ یہ نام کیوں پسند کیے ہیں۔ کہنے لگے میں نے یہ نام اس لیے رکھے ہیں کہ جب میں ان میں سے کسی بیٹے کو پکاروں تو مجھے بھائی یوسف یاد آ جائے یہ سن کر یوسف بہت غمگین ہوئے اور اپنے بھائیوں سے کہا کہ تم سب باہر بیٹھو میں بنیامین سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ جب وہ باہر چلے گئے تو یوسف نے بنیامین کو سینے سے لگا لیا اور کہا میں تمہارا بھائی یوسف ہوں دونوں بھائی گلے مل مل کر رونے لگے۔ یوسف نے کہا اب تم میرے پاس ہی رہو اس نے کہا میں کیوں کر رہ سکتا ہوں یہ میرے بھائی مجھے نہیں چھوڑ سکتے۔ کیونکہ یہ قسم کھا کر مجھے اپنے ساتھ لائے ہیں کہ مجھے بابا کے پاس واپس پہنچائیں گے۔ یوسف نے کہا کہ تم کوئی فکر نہ کرو میں اس کا انتظام کروں گا۔ مگر ابھی ان کو کچھ نہ بتانا کہ میں تمہارا بھائی یوسف ہوں۔

چنانچہ یوسف نے ان کو غلہ دیا اور اونٹوں پر بار کر دیا گیا تو ایک سونے کا پیالہ بنیامین کے اونٹ کے بار میں رکھوا دیا۔ اور ایک منادی سے ندا کرا دی کہ اے قافلہ والو تم چور معلوم ہوتے ہو' ہمارے بادشاہ کا سونے کا پیالہ گم ہو گیا ہے جو اس کو تلاش کرکے دے گا اس کو ایک اونٹ کا بار غلہ زیادہ دیا جائے گا۔ اس کی ہم ذمہ داری لیتے ہیں۔ برادران یوسف نے کہا کہ ہم چور نہیں ہیں اور ہم خدا کی زمین میں فساد کرنے نہیں آئے ہیں' حضرت یوسف نے کہا کہ اگر ہمارا پیالہ تم میں سے کسی کے پاس نکل آئے تو اس کی سزا کیا ہے' اگر تم جھوٹے ثابت ہو جاؤ۔ انہوں نے کہا کہ اس کی سزا یہ ہے کہ اس کو اپنا غلام بنا کر اپنے پاس رکھ لو' اور ہم ستم کرنے والوں کو یہی سزا دیتے ہیں۔ کیونکہ شریعت یعقوب میں یہی سزا تھی کہ جو چوری کرے اس کو غلام بنا لیا جائے۔ چنانچہ ان کی تلاشی شروع ہوئی اور دیکھتے دیکھتے آخر میں بنیامین کا بار دیکھا گیا تو اس

Presented by www.ziyaraat.net/

میں وہ پیالہ نکل آیا۔ اس وقت برادران یوسف خاموش سنتے رہے اور حضرت نے جو منادی کرائی تھی کہ تم لوگ چور ہو' کا مطلب یہ تھا کہ تم پہلے چوری کر چکے ہو یعنی یوسف کو اس کے باپ سے چوری کرکے لے گئے تھے۔

چنانچہ یہ سب جمع ہوئے اور نہایت غصہ میں تھے کہ ان کے جسم کے بال کھڑے ہو گئے اور زرد زرد خون ٹپکنے لگا۔ اور کہنے لگے کہ اس کا باپ بہت بوڑھا ہے۔ تم اس کو چھوڑ دو اور اس کے بدلے ہم میں سے کسی ایک کو لے لو یوسف نے کہا کہ ہم تو اسی کو لیں گے جس کے پاس ہمارا پیالہ ہے۔

برادران یوسف نے جو یہ بات کہی تھی کہ بنیامین کا چھوٹا بھائی بھی چور تھا اس کا واقعہ یہ ہے کہ یوسف کی پھوپھی نے ان کو اپنی گود میں پالا تھا اور بہت زیادہ محبت رکھتی تھی۔ جب یوسف کچھ بڑے ہو گئے تو یعقوب نے اپنی بہن سے کہا کہ اب یوسف کو میرے پاس بھیج دو مگر ان کی محبت اس قدر تھی کہ یوسف کی جدائی گوارہ نہ تھی' انہوں نے مجبوراً" یوسف کو بھیجا مگر یوسف کے ساتھ ایک کمربند جو تھا وہ حضرت اسحاق کا تھا اور ان کے پاس تھا۔ وہ بھی چھپا کر یوسف کے کپڑوں میں رکھ دیا اور اس زمانہ میں یہ طریقہ تھا کہ جس کے پاس کسی کا مال نکل آئے تو وہ اس کا غلام بنا لیا جاتا تھا۔ یوسف کی پھوپھی نے یہ کمربند اسی لیے رکھ دیا تھا کہ وہ یوسف کو اپنے پاس ہی رکھیں اسی واقعہ کی طرف برادران یوسف نے یہ فیصلہ کیا کہ بڑا بھائی مصر ہی میں بنیامین کے پاس رہے اور باقی چلے گئے جب وہ اپنے باپ یعقوب کے پاس پہنچے تو انہوں نے سارا قصہ سنایا حضرت یعقوب نے کہا کہ یہ سب کچھ تمہارے عمل کا نتیجہ ہے اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ مجھے صبر عطا کرے اور ہم سب کو ایک جگہ جمع کر دے اور وہ بہترین حکمت والا اور دانا ہے۔

حضرت یعقوب اپنے بیٹے یوسف کے فراق میں اتنے روئے کہ ان کی آنکھیں سفید ہو گئیں اور مسلسل ہائے یوسف ہائے یوسف کرتے رہتے تھے یہاں تک کہ برادران یوسف نے کہا بابا آپ اس قدر روتے ہیں کہ رنج و غم کرتے کرتے ہلاک ہو جائیں گے۔ آپ کا گریہ بکا اتنا ستر عورتیں اپنے جواں بیٹوں پر گریہ و بکا کریں۔

حضرت یعقوب کہتے تھے کہ میں اپنے جنم و غم کی شکایت کسی سے نہیں کرتا بلکہ اللہ کے روبرو پیش کرتا ہوں وہی لطف و کرم کرنے والا ہے۔ اے میرے بیٹو خدا کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ یوسف اور اس کے بھائی کو تلاش کرو اور اس کی خبر لاؤ خدا کی رحمت سے کافر مایوس ہوتے ہیں۔ حضرت یعقوب اور حضرت یوسف بیس سال جدا رہے ہیں اور یعقوب بیس سال تک گریہ و بکا کرتے رہے ہیں۔ یعقوب نے ملک الموت سے دریافت کرلیا تھا کہ یوسف کی روح قبض نہیں کی گئی ہے۔ اسی لیے اپنے بیٹوں کو کہتے تھے کہ جاؤ یوسف کو تلاش کرو اور ایک خط عزیز مصر کے نام لکھ کر بھیجا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ خط یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم کا عزیز مصر کے نام اے عزیز مصر میرے دادا

ابراہیم کو نمرود نے آگ میں ڈالا تھا۔ مگر خدا نے آگ کو گلزار کر دیا اور میرے باپ اسحاق کو خدا نے برگزیدہ فرمایا تم نے میرے بنیامین کو غلامی میں رکھ لیا ہے میں نے اس کے ذریعہ اپنے بیٹے یوسف کا غم غلط کر لیا تھا اب مجھ میں تاب ضبط باقی نہیں ہے میری کمر جھک گئی ہے آنکھوں سے کچھ نظر نہیں آتا تم نے میرے بیٹے کو چور بنا کر قید کر لیا ہے۔ حالانکہ ہمارا خاندان اس عیب سے پاک ہے۔ ہم نے کبھی بھی گناہ نہیں کیا ہے۔ میں تم کو اپنے باپ اسحاق اور اپنے داد ابراہیم کی قسم دیتا ہوں کہ میرے بیٹے کو واپس کر دو۔

یہ خط عزیز مصر کے پاس پہنچا تو حضرت یوسف نے اس خط کو آنکھوں سے لگایا اور بوسہ دیا اور پڑھنے لگے۔ اور اس قدر روئے کہ پڑھتے پڑھتے رکھ دیا پھر اپنا منہ دھویا اور خط پڑھنے لگے اور پھر روئے اسی طرح تین مرتبہ پڑھا اور روتے رہے اپنے بھائیوں سے کہا کہ تم نے یوسف کے ساتھ کیا سلوک کیا تم نے اس کو کنویں میں پھینک دیا۔ یہ سن کر بھائیوں نے کہا تم یوسف ہو' آپ نے کہا ہاں میں ہی یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی بنیامین ہے' خدا نے مجھ پر یہ انعام کیا ہے اور جو شخص صبر کرے اور ہر حالت میں بلا و مصیبت کو برداشت کرے تو خدا اس کی مزدوری کو ضائع نہیں کرتا۔ وہ کہنے لگے کہ اے یوسف ہم سے خطا ہو گئی اور جو کچھ کیا برا کیا' واقعی خدا نے تمہیں نوازا ہے تم ہماری خطا معاف کر دو یوسف نے کہا کہ تمہارے لیے میرے دل میں اب کوئی سختی نہیں ہے' خدا تمہارے گناہ کو معاف کرے اور وہ بڑا ارحم الراحمین ہے۔

اے میرے بھائیو! یہ میری قمیص لے جاؤ اور میرے بابا کے چہرے پر ڈال دو۔ ان کی آنکھیں بالکل درست ہو جائیں گی اور تم میرے باپ کو معہ تمام اہل و عیال اور عورتوں بچوں کو لے کر میرے پاس آ جاؤ' چنانچہ قمیص یوسف کو بشیر لے چلا ادھر حضرت یعقوب نے کہا مجھے یوسف کی خوشبو آ رہی ہے۔ اگر تم لوگ مجھے بے عقل نہ کہو میں سچ کہہ رہا ہوں۔ کہ مجھے خوشبوئے یوسف آ رہی ہے لوگوں نے کہا تم یوسف کی اس پرانی محبت میں دیوانہ ہو گئے ہو یہاں تک کہ بشیر آگیا اور قمیص کو اس کے چہرہ پر ڈالا فوراً" آنکھیں کھل گئیں اور یعقوب نے کہا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ خدا بڑا مہربان ہے مگر تم نہیں جانتے ہو۔ برادران یوسف نے کہا کہ بابا ہماری تقصیر معاف کر دیجئے اور خدا سے ہمارے لیے استغفار کیجئے۔ ہم بے شک خطاکار ہیں' آپ نے کہا میں کچھ توقف کے بعد تمہارے لیے استغفار کروں گا اور خدا بیشک بڑا بخشنے والا مہربان ہے چنانچہ شب جمعہ ان کے لیے دعائے مغفرت کی۔

یہ پیراہن یوسف کا وہ پیراہن تھا جو حضرت جبرائیل ابراہیم کے لیے جنت سے لائے تھے جبکہ ابراہیم کو نمرود نے آگ میں ڈالا تھا اور یہ پیراہن ابرہیم کے بعد اسحاق کے پاس رہا پھر انہوں نے یعقوب کو دیا اور انہوں نے اپنے بیٹے یوسف کو دے دیا۔ جب اس پیراہن کو یوسف نے مصر سے نکالا تو اس کی خوشبو فلسطین میں حضرت یعقوب کو پہنچ گئی۔

حضرت یعقوب اپنے اہل و عیال کو لے کر مصر پہنچے تو حضرت یوسف اس وقت تاج شاہی پہنے ہوئے تخت

Presented by www.ziyaraat.net/

سلطنت پر جلوہ افروز تھے۔ جب حضرت یعقوب داخل دربار میں ہوئے اور تخت شاہی پر قدم رکھا تو یعقوب اور ان کے اہل و عیال سجدہ میں جھک گئے اس وقت حضرت یوسف نے کہا اے بابا یہی تعبیر ہے میرے اس خواب کی جو میں نے بچپنے میں دیکھا تھا۔ خدا نے میرے خواب کو سچا کیا اور مجھ پر احسان کیا۔ کہ زندان سے نجات دی اور بادشاہی بخشی اور تمہیں ایک جنگل سے نکال کر یہاں پہنچایا۔ حالانکہ شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان فساد پیدا کر دیا تھا۔ بیشک خداوند عالم بڑا لطف و احسان کرنے والا ہے۔ وہ جو چاہے اپنے لطف اور تدبیر سے کرلیتا ہے اور وہ بڑا جاننے والا اور حکمت والا ہے۔ حضرت یعقوب اور ان کے بیٹوں نے خدا کا سجدۂ شکر ادا کیا اور تعظیم و تکریم یوسف ادا کی جس طرح ملائکہ نے طاعت خدا کا سجدہ ادا کیا اور تعظیم و تکریم آدم بجا لائے۔

حضرت یعقوب کے بڑے بیٹے لادی نے یوسف کو قتل کئے جانے سے روکا تھا اور پھر جب بنیامین کو مصر میں روکا گیا تو لادی واپس نہیں گیا بلکہ مصر ہی میں رہا اور اپنی قسم کا خیال رکھا اس لیے خدا نے لادی کی اولاد میں پیغمبر پیدا کیے اور بنی اسرائیل کے انبیاء اسی کی اولاد میں سے ہوئے بعض روایات میں ہے کہ بنیامین حضرت یوسف کی خالہ کا لڑکا تھا جو ان کی ماں راحیل کی وفات کے بعد یعقوب کے نکاح میں آئیں۔

حضرت یوسف کے خواب کے بعد گیارہ ستاروں اور ایک سورج اور ایک چاند کا سجدہ تھا' اس سے مراد گیارہ بھائی ایک والد اور ایک والدہ ہیں۔

جب سات سال قحط پڑا تو اسی عرصہ میں عزیز مصر فوت ہو گیا اور تمام ملک کے بادشاہ حضرت یوسف ہو گئے اور زلیخا بیوہ ہو گئی اس کی کوئی اولاد نہیں ہوئی وہ ایک روز راہ میں بیٹھ گئی کہ یوسف گذریں تو ان سے باتیں کروں۔ چنانچہ جب یوسف گزرے تو اس نے عرض کی کہ خدائے بزرگ وہ ہے کہ بادشاہوں کو ان کی نیکی اور اطاعت کی وجہ سے فقیر بنا دیتا ہے اور قیدیوں کو ان کی نیکی اور اطاعت کی وجہ سے بادشاہ بنا دیتا ہے۔ حضرت یوسف نے کہا کہ تو زلیخا ہے اس نے عرض کی میں ہی زلیخا ہوں۔ بوڑھی ہو گئی ہوں' میرے لیے دعا کیجئے کہ میں جوان ہو جاؤں' آپ نے دعا کی وہ جوان ہو گئی اور اس سے آپ نے شادی کرلی وہ بالکل باکرہ تھی کیونکہ اس کا شوہر عنین یا نامرد تھا۔

حضرت یوسف اٹھارہ سال قید خانہ میں رہے اور اسی سال بادشاہی کی ان کی عمر ایک سو دس سال کی ہوئی۔ بادشاہ مصر کا نام زیان تھا اور وزیر کا نام قطفیر تھا۔

حضرت یعقوب اپنے دادا حضرت ابراہیم کے مدفون ہوئے' اور ان کی عمر ایک سو سینتالیس سال ہوئی۔ حضرت یوسف اور حضرت موسیٰ بن عمران کے درمیان چار سو سال کا فاصلہ ہے حضرت یوسف اپنے پدر بزرگوار کے بعد تیئس سال زندہ رہے۔ ان کے دو بیٹے ہوئے ایک کا نام افراہیم اور دوسرے کا نام یشائم تھا۔ برادران یوسف اپنے بھائی یوسف کو نہ پہچان سکے۔ جب تک یوسف نے انہیں نہیں بتایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ

و جواہر پر بہت ناز ہے۔ اے خدا ان کے مال کو سنگریزوں میں تبدیل کر دے چنانچہ ان کے تمام اموال حتی کہ غلہ بھی سنگریزوں میں تبدیل ہو گئے۔ مگر پھر بھی ایمان نہ لائے خدا کا حکم ہوا کہ ان کی عورتوں پر طاعون کی بیماری بھیجتا ہوں۔ چنانچہ طاعون کا عذاب آیا اور ان کی تمام لڑکیاں ہلاک ہو گئیں۔ فرعون نے ہامان سے کہا کہ میرے لیے ایک بہت اونچا قصر بنا۔ چنانچہ پچاس ہزار آدمیوں نے کام کیا اور اس قدر بلند قصر بنایا گیا تو تیز ہوا کی وجہ سے اس سے زیادہ اونچا ممکن نہ تھا خدا نے اس کو ایک تند ہوا کے جھونکے سے جڑ سے اکھاڑ دیا۔

بنی اسرائیل نے موسیٰ سے عرض کی کہ یہ لوگ ہر قسم کا عذاب دیکھ چکے ہیں۔ پھر بھی ہمیں آزاد نہیں کرتے اور نکل کر بھاگ بھی نہیں سکتے کیونکہ ہمارے سامنے دریا ہے اس کو کس طرح عبور کریں۔ لہٰذا خدا سے دعا کرو کہ ہم کو ظالموں سے نجات دے۔ چنانچہ خدا کا حکم پہنچا کہ اے موسیٰ تم اپنی قوم بنی اسرائیل اور دوسرے ایمان والوں کو اپنے ہمراہ لے کر شب کو روانہ ہو جاؤ۔ چنانچہ موسیٰ نے اس طرح کیا۔ جب دریا کے کنارے پہنچے تو حکم ہوا کہ دریا میں عصا مارو۔ چنانچہ عصا مارا۔ دریا میں رستہ بن گیا۔ بنی اسرائیل نے عرض کی کہ ہمارے بارہ قبیلے ہیں یعنی بارہ اسباط کی اولاد ہیں ہمارے لیے جدا جدا راستہ بنا دو تاکہ ہم ایک دوسرے کو دیکھتے چلیں چنانچہ بارہ رستے بن گئے اور پانی دیواروں کی طرح کھڑا ہو گیا۔ پھر کہنے لگے کہ ہمارے بھائی ہمیں نظر نہیں آتے کہ زندہ ہیں یا ڈوب گئے دریا میں کھڑکیاں بنا دو تاکہ ہم ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے چلیں۔ چنانچہ حکم ہوا اور ہر دیوار آب میں کھڑکیاں بن گئیں۔ جب فرعون کو خبر ہوئی کہ موسیٰ اپنی قوم کو لے کر نکل گئے ہیں اس نے اپنا لشکر تیار کرکے موسیٰ کا پیچھا کیا۔ جب مع لشکر دریائے نیل پر پہنچا تو دیکھا وہ دریا میں جا رہے ہیں اور راستے بنے ہوئے ہیں۔ اس نے اپنا لشکر بھی دریا میں ڈال دیا۔ جب بنی اسرائیل کا آخری آدمی دریا کے پار نکلنے لگا۔ اور لشکر فرعون کا آخر آدمی دریا میں داخل ہو گیا تو خدا نے ہوا کو حکم دیا کہ اس نے پانی کو تہہ و بالا کر دیا اور تمام لشکر فرعون غرق ہونے لگا۔ اس وقت فرعون نے کہا کہ میں ایمان لاتا ہوں میرا بھی خدا وہی ہے جو بنی اسرائیل کا ہے اور اس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے خدا کی ندا آئی کہ اب ایمان لاتا ہے اور پہلے نافرمانی کرتا رہا اور زمین میں فساد برپا کرتا رہا یعنی اب عذاب دیکھ کر ایمان لاتا ہے۔ جو قابل قبول نہیں ہے خدا نے اس کو بھی غرق کر دیا اور اس کا تمام لشکر غرق ہو گیا۔ مگر تمام لشکر پانی کی تہہ میں چلا گیا اور فرعون کے جسم کو خدا نے باہر رکھا کہ لوگ عبرت حاصل کریں اور یہ نشانی باقی رہے اس نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا جس کا حشر یہ ہوا اور اس کے ماننے والے دھوکہ میں نہ رہیں کہ وہ ہم سے پوشیدہ ہو گیا ہے یا آسمانوں پر چلا گیا ہے اس لیے خدا نے اس کے جسم کو نشانی بنا کر باقی رکھا اور یہ دن روز چہار شنبہ تھا۔

خداوند عالم نے جب مصر میں طوفان بھیجا تو حضرت موسیٰ کو حکم دیا کہ تم یوسف کا مرمری صندوق زمین سے

Presented by www.ziyaraat.net/

نکالو کیونکہ وہ دریائے نیل کے کنارے پر مدفون ہوئے تھے۔ چنانچہ وہ صندوق حضرت یوسف کا نکالا گیا اور حضرت موسٰی اس کو اپنے ہمراہ شام میں لے گئے اور ان کو وہیں دفن کر دیا۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ چھ جاندار رحم مادر سے نہیں پیدا ہوئے۔ حضرت آدم۔ حضرت حوا۔ دنبہ جو حضرت ابراہیم نے ذبح کیا۔ ناقہ صالح عصائے موسٰی وہ چمگادڑیں جس کو حضرت عیسٰی نے بنایا۔

فرعون کو ذوالاوتاد اس لیے کہتے ہیں کہ اس نے لوگوں کو اس طرح عذاب دیا کہ ان کو منہ کے بل زمین پر یا تختہ پر لٹا کر دونوں پیروں اور دونوں ہاتھوں میں لمبی لمبی میخیں گاڑ دیتا تھا کہ وہ حرکت نہ کر سکتے تھے اور اسی حالت میں مرجاتے تھے اوتاد میخوں کو کہتے ہیں۔ وتد کی جمع ہے ذوالاتاد میخوں والا۔

جب حضرت موسٰی اور بنی اسرائیل دریائے نیل کے کنارے پہنچے تو حضرت موسٰی نے بنی اسرائیل سے کہا کہ تم یہ کلمات خلوص کے ساتھ کہو اور دریا میں داخل ہو جاؤ پانی سخت ہو جائے گا اور تم با آسانی گذر جاؤ گے کلمات یہ ہیں۔

اے خدا تجھے واسطہ محمد اور اس کی پاک آل کا پانی کو سخت کر دے کہ ہم با آسانی گذر جائیں مگر انہوں نے عذر کیا۔ لیکن شخص کالب بن یوحنا نے کہا کہ میں گذرتا ہوں چنانچہ اس نے توحید خدا کے اقرار کو تازہ کیا اور بدل و جان یہ کلمات ادا کیے۔ **اللھم بجاہ محمد و آلہ الطاھرین** پانی کو سخت کر دے کہ میں گذر جاؤں یہ کہہ کر اپنا گھوڑا پانی میں ڈال دیا اب جو قدم گھوڑے کا پانی سے لگا تو پانی سخت ہو گیا اور وہ اس پار چلا گیا۔

مومن آل فرعون کا نام حزقیل اور فرعون کا چچا زاد بھائی تھا وہ حضرت موسٰی پر ایمان لا چکا تھا۔ مگر وہ فرعون کے خوف سے اپنے ایمان کو چھپائے رکھتا تھا۔ فرعون نے اس کو اپنا خازن بنایا ہوا تھا۔ کئی مرتبہ اس کی شکایت کی گئی مگر خدا نے اس کو فرعون کے مکر سے بچایا اور اس کے دشمن ذلیل و خوار ہوئے جب لوگ اس کی شکایت کرتے تھے تو وہ مومن تمام درباریوں کے سامنے کہتا تھا کہ اے فرعون میں تجھے اور تمام حاضرین کو گواہ کرکے کہتا ہوں کہ جو پروردگار اور خالق و رازق ان کا ہے وہی میرا خالق و رازق و پروردگار ہے اور میں ان کے خالق و رازق و پروردگار کے سوا کسی کو اپنا خدا نہیں مانتا اس کے اس قول سے لوگ سمجھتے تھے کہ فرعون کو کہہ رہا ہے حالانکہ وہ حقیقی خالق و رازق کی طرف اشارہ کرتا تھا۔ جس کو وہ لوگ نہیں سمجھتے تھے۔ لیکن موسٰی کا مقابلہ جادوگروں سے ہوا تو مومن آل فرعون نے اپنا ایمان ظاہر کر دیا۔ اور فرعون نے اس کو شہید کر دیا۔

بنت مراہم مومنہ تھی وہ فرعون سے چھپ کر خدا کی عبادت کرتی تھی۔ جب فرعون نے مومن آل فرعون حزقیل کی زوجہ اور اس کے بچوں کو تنور میں ڈال کر جلایا تو آسیہ نے کہا کہ تو نے ایک مومنہ کو عذاب دیا ہے جو خدا پر ایمان لائی تھی یہ سن کر فرعون نے آسیہ کو بھی شیہد کر دیا۔

جب فرعون اور اس کا لشکر ہلاک ہو گیا اور بنی اسرائیل دریائے نیل پار کرکے حضرت موسٰی کے ہمراہ ایک بیابان میں وارد ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ایک ابر کو پیدا کیا جو دن بھر ان پر سایہ کرتا تھا اور شب کو گھاس اور پتھروں پر اترتا تھا۔ جس سے ترنجبین پیدا ہو جاتی تھی جس کو وہ کھاتے تھے اور یہ دن کی خوراک تھی اور شام کو بذریعہ ہوا بھنے ہوئے تیتر آ جاتے تھے۔ اور جو شام کا کھانا ہوتا تھا اور حضرت موسٰی کے ساتھ ایک پتھر تھا جس پر وہ اپنا عصا مارتے تھے جس سے بارہ چشمے بارہ اسباط کے لیے جدا جدا جاری ہو جاتے تھے جب کافی عرصہ اسی طرح آب و غذا کا استعمال کرتے گزر گیا تو کہنے لگے کہ اے موسٰی ایک ہی طرح کا کھانا کھاتے کھاتے ہمارا جی اکتا گیا ہے۔ تم اپنے پیارے خدا سے کہو کہ ہمارے لیے کچھ ساگ پات کھیرے، ککڑی، لہسن، پیاز، مسور یا روٹی پیدا کرے، حضرت موسٰی نے فرمایا کہ تم اچھی غذا کو چھوڑ کر ادنیٰ چیزیں پسند کرتے ہو تو ارض مقدس کے شہروں میں داخل ہو وہاں سب چیزیں تمہیں مل جائیں گی۔ یعنی فلسطین میں چلو انہوں نے کہا کہ وہاں قوم عمالقہ رہتی ہے وہ بہت جابر لوگ ہیں ان سے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے پہلے ان کو ان شہروں سے نکالو پھر ہم داخل ہوں گے حالانکہ بنی اسرائیل کی تعداد چھ ہزار تھی۔ مگر جنگ پر تیار نہ ہوئے تھے۔ حضرت موسٰی نے انہیں ہرچند تیار کیا۔ مگر کہنے لگے کہ تم خود ان سے لڑو ہم اس جگہ بیٹھے ہیں۔ جب یہ بارہ شہر فتح کر لو تو ہم بھی ان میں داخل ہو جائیں گے۔ حضرت موسٰی کے لشکر میں دو شخص خدا کے برگزیدہ یوشع بن نون اور کالب بن یوحنا بھی تھے انہوں نے بہت کچھ سمجھایا اور تسلیاں دیں کہ جب تم اس شہر میں داخل ہو گے تو خدا تمہیں فتح دے گا ہمت کرکے آگے بڑھو مگر وہ نہ مانے اور صاف انکار کر دیا اور کہنے لگے کہ ہم ہرگز اس شہر میں داخل نہ ہوں گے۔ جب تک وہ لوگ نکالے نہ جائیں۔ اگر جنگ کرنا ہے تو اے موسٰی تم اور تمہارا خدا ان سے جنگ کرو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔ اس وقت حضرت موسٰی نے تنگ آ کر خدا سے کہا۔ کہ اے خدا میں اپنی جان اور اپنے بھائی کا ذمہ دار ہوں تو جس طرح حکم دے ہم حاضر ہیں اے خدا ہم میں اور ان سرکشوں میں جدائی ڈال دے۔ چنانچہ حضرت موسٰی اپنے بھائی ہارون کو ساتھ لے کر روانہ ہونے لگے۔ بنی اسرائیل نے جب دیکھا کہ موسٰی روانہ ہو رہے ہیں تو آپس میں کہنے لگے کہ اگر موسٰی ہمارے درمیان سے چلے گئے تو ہم پر عذاب نازل ہو جائے گا۔ ان کو روکا چنانچہ سب جمع ہو کر آئے اور موسٰی سے عرض کی کہ اب یہ توبہ کرتے ہیں ان کی توبہ کو قبول فرمایا۔ خدا نے اس شرط سے ان کی توبہ قبول فرمائی کہ چالیس سال تو اسی بیابان میں سرگرداں رہیں گے اور شہر میں داخل نہ ہو سکیں گے۔ چنانچہ وہ روزانہ شب کو تیار ہو کر اپنا سامان باندھ کر روانہ ہوتے تھے۔ مگر جب صبح ہوتی تھی تو دیکھتے تھے کہ اسی جگہ ہیں جہاں وہ روانہ ہوئے تھے۔ اسی طرح چالیس سال گزر گئے اور انہیں وہی پرانی غذا ترنجبین اور بھنے ہوئے تیتر ملتے رہے اور وہی پتھر سے نکلا ہوا پانی پیتے رہے۔ خداوند عالم نے ان کے لباس کو حکم دیا کہ جس قدر وہ بڑھتے تھے ان کا لباس بھی اتنا بڑھتا تھا۔

Presented by www.ziyaraat.net/

بہت سے مر گئے اور ان کی اولاد جوان ہو گئی اور جو جوان تھے بوڑھے ہو گئے یعنی چالیس سال میں ایک اور ان کی نسل پیدا ہو گئی اور اس بیابان اور فلسطین میں چار فرخ کا فاصلہ تھا مگر چالیس سال تک چلتے رہے اور یہ فاصلہ طے نہ ہوا۔ کیونکہ جہاں سے وہ سفر کرکے آگے پہنچ جاتے تھے خدا اس زمین کو پھر وہیں کر دیتا تھا۔ جہاں سے چلے تھے۔ جب چالیس سال پورے ہو گئے تو پھر بحکم خدا حضرت موسٰی ان کو لے کر روانہ ہو گئے اور فلسطین میں پہنچے جہاں حضرت یعقوب پیدا ہوئے تھے اور حضرت اسحاق اور حضرت یوسف سب کا وہی مسکن و مدفن تھا۔

چنانچہ جب حضرت موسٰی ان کو ہمراہ لے کر روانہ ہوئے اور ایک بستی نزدیک آئی جس کا نام اریحا تھا تو اس کے دروازہ کے قریب ٹھہر گئے اور حضرت موسٰی نے حکم دیا کہ اب تم آبادی میں داخل ہو گئے ہو۔ لہٰذا تم لوگ اس دروازے سے جھک کر اپنا اپنا سر ٹیک کر گزرو اور حطتہ حطتہ کہتے جاؤ خدا تمہارے گناہوں کو بخش دے گا اور جو نیک ہیں ان کی نیکیاں بڑھا کر ثواب عطا کرے گا جب وہ لوگ داخل ہوئے تو ان میں سے جو لوگ غلط کار تھے انہوں نے اس لفظ کو بدل دیا اور اسے حنطتہ حنطتہ کہنے لگے یعنی گندم گندم مطلب یہ تھا کہ ہم من و سلوٰی کھا کھا کر تنگ آ گئے ہیں اب ایک بیابان سے نکل کر شہر میں داخل ہو رہے ہیں اب ہمیں گندم کی روٹیاں ملنی چاہئیں ان کی اس سرکشی کی وجہ سے خدا نے طاعون بھیج دیا اور وہ اس عذاب سے ہلاک ہو گئے اور انہیں شہری زندگی نصیب نہیں ہوئی۔

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اہل بیت میری امت کے لیے اسی طرح ہیں جس طرح بنی اسرائیل کے لیے باب حطہ تھا۔ یعنی جس طرح اس دروازہ کی تعظیم کرنے والوں کے گناہ معاف ہو گئے اور خدا کی نعمتوں سے سرفراز ہوئے اسی طرح میرے اہل بیت کو تعظیم و تکریم سے گناہ معاف ہوں گے اور خدا کی نعمتیں حاصل ہوں گی اور جو لوگ مخالفت کریں گے ان پر خدا کا عذاب ہو گا۔

جب حضرت موسٰی ارض مقدس میں داخل ہوئے تو بروایت عامہ عوج بن عناق سے جنگ ہوئی اور اس کو حضرت موسٰی نے ہلاک کیا اس کا قد تیئس ہزار تین سو ہاتھ سے کچھ زیادہ بتایا جاتا ہے اور اس کی عمر تین ہزار سال سے زیادہ کہی جاتی ہے۔ حضرت موسٰی کا قد دس ہاتھ تھا اور دس ہاتھ کا عصا تھا۔ اور دس ہاتھ اچھل کر اس عصا کو مارا تو اس کی پنڈلی پر لگا اور ہلاک ہو گیا۔ حضرت موسٰی نے بارہ قبیلوں کا ایک ایک سردار منتخب کیا تھا اور وہ بارہ نقیب کہلاتے تھے۔ ہر ایک نقیب اپنے اپنے قبیلہ کا نمائندہ اور جوابدہ تھا۔

حضرت موسٰی نے وہاں پہنچ کر بنی اسرائیل کے لیے ایک مسجد تیار کی جس کو بیت المقدس کہتے ہیں۔ اور اسی میں نماز باجماعت ہوتی تھی اور توراۃ کے رکھنے کی جگہ تھی اور اسی میں تابوت سکینہ تھا اور تمام تبرکات اسی میں رہتے تھے۔ حضرت موسٰی نے ان کا انتظام اپنے بھائی ہارون کے حوالہ کیا تھا۔ اور ان کے بعد ان کے دو بیٹوں شبر و شبیر کے حوالہ رہا اور پھر ان کی اولاد ان کی متولی رہی۔ حضرت رسول خدا صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ اے علی تمہیں مجھ سے وہی منزلت حاصل ہے جو ہارون کو موسٰی سے حاصل تھی۔ فرق اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا۔

آنحضرتؐ نے حضرت علی کے بیٹوں کے نام حسن و حسین ان ہی ناموں کے مطابق رکھے جو حضرت ہارون کے بیٹوں کے تھے۔ اور علی و اولاد علی اسی طرح تبرکات اور بیت اللہ کے متولی و نگہبان ہیں جس طرح ہارون و اولاد ہارون بیت المقدس کے۔

بنی اسرائیل کو جو نعمتیں ملتی تھیں وہ صبح کے وقت آفتاب نکلنے سے پہلے ملتی تھیں۔ جو اس وقت سوتا رہتا تھا وہ اپنے حصہ سے محروم ہو جاتا تھا۔ کیونکہ وہ تقسیم رزق کے بعد جاگتا تھا۔ اسی لیے صبح کو آفتاب نکلنے سے پہلا سونا نہیں چاہئے۔ کیونکہ روزی کے تقسیم ہونے کا وقت ہے۔

خداوند عالم نے حضرت موسٰی کو وحی فرمائی۔ کہ چالس روز کے لیے اپنی قوم سے جدا ہو کر ہماری خلوت کے لیے کوہ طور پر آؤ تاکہ تمہیں توراۃ عطا کی جائے۔ جس میں تمام ضروریات اور احکام اور سنت اور واقعات اور موعظہ ہو گا اور کچھ الواح ہوں گے جو تمہاری قوم کی ہدایت کے لیے تمہیں دیے جائیں گے۔ لہٰذا تم اپنی جگہ اپنے بھائی ہارون کو خلیفہ مقرر کرو تاکہ وہ نگرانی کرتے رہیں۔ چنانچہ حضرت موسٰی نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ مجھے خدا نے خلوت میں بلایا ہے میں چالیس روز کے لیے تم سے جدا ہو رہا ہوں اور تمہارے پاس اپنے بھائی ہارون کو اپنا جانشین مقرر کرتا ہوں ان کی اطاعت کرنا حضرت موسٰی روانہ ہو گئے اور مقام مناجات میں پہنچے۔ جب بیس روز گزرے تو بنی اسرائیل نے کہا تھا کہ موسٰی کا وعدہ پورا ہو گیا۔ کیونکہ بیس دن اور بیس راتیں چالیس پورے ہو گئے مگر اب وہ نہیں آئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے غلط وعدہ کیا ہے وہ ہمیں چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں وہ اب نہیں آئیں گے۔ چنانچہ انہوں نے جناب ہارون کی اطاعت چھوڑ دی اور ان کے قتل پر تیار ہو گئے اور کہنے لگے کہ تم نے موسٰی کو ہم سے جدا کیا ہے۔ اسی اثناء میں شیطان بصورت مردان کے پاس آیا اور انہیں یقین دلایا کہ اب موسٰی نہیں آئیں گے تم اپنے لیے ایک بچھڑا بناؤ اور اس کی عبادت کرو۔ چنانچہ انہوں نے ایک سونے کا بچھڑا بنایا اور شیطان نے سامری کو بھی بہکایا سامری حضرت موسٰی کے لشکر کا سرگروہ تھا۔ جب فرعون غرق ہوا تھا اور جب جبرئیل رود نیل میں ایک گھوڑے پر سوار ہو کر بنی اسرائیل کو راستہ بتاتے ہوئے آگے آگے جا رہے تھے تو سامری نے دیکھا کہ ان کے گھوڑے کے قدموں کے نیچے کی مٹی میں حرکت پیدا ہو رہی ہے جس طرح کسی جاندار میں حرکت پیدا ہوتی ہے۔ شیطان نے سامری سے کہا کہ سونے کے بچھڑے کے پیٹ میں یہ مٹی رکھ دو یہ بچھڑا بولنے لگے گا اور اس سے آواز آئے گی جس طرح موسٰی کہتے ہیں کہ مجھے درخت سے خدا کی آواز آ رہی ہے۔ اسی طرح اب تمہیں اس بچھڑے سے خدا کی آواز آئے گی۔ اگر موسٰی نہیں ہیں تو نہ سہی تمہیں خدا کی آواز تو آ رہی ہے۔ لہٰذا اس کی پوجا کرو چنانچہ سامری نے جب اس میں مٹی ڈال دی تو بچھڑے سے

Presented by www.ziyaraat.net/

آواز آنے لگے اور کچھ بنی اسرائیل اس کی پوجا کرنے لگے۔ حضرت ہارون نے بہت کچھ سمجھایا مگر باز نہ آئے بلکہ ان کے قتل پر تیار ہو گئے۔ اور بعض روایات میں یہ ہے کہ سامری نے گو سالہ بچھڑے کو ایک دیوار کے ساتھ کھڑا کر دیا تھا۔ اور دیوار میں ایک سوراخ کر دیا تھا اور اس کے پیچھے ایک نقیب پوشیدہ سرنگ بنائی تھی وہاں آدمی بٹھا دیا تھا وہ اندر سے اپنا منہ دیوار کے پاس رکھ کر بولتا تھا اور لوگ سمجھتے تھے کہ بچھڑا بول رہا ہے یعنی خدا کی آواز اس بچھڑے سے آ رہی ہے۔ جب حضرت موسیٰ تورات اور الواح لے کر واپس آئے اور اپنی قوم کے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ وہ گوسالہ کی پرستش کر رہے ہیں تو وہ اپنی قوم پر ناراض ہوئے اور سخت غیظ و غضب میں آ کر اپنے بھائی ہارون سے باز پرس کی اور سختی کے ساتھ کہا کہ میری عدم موجودگی میں کیا ہو گیا اور یہ لوگ گمراہ ہو گئے جب کہ تم ان پر نگران تھے۔ اس وقت جب ہارون نے کہا کہ میری داڑھی اور سر نہ پکڑیں اور مجھ پر الزام نہ لگائیں میں نے تو ان کو بہت کچھ سمجھایا مگر ایک نہ مانی اور سامری کے کرتب سے گمراہ ہو گئے۔ حضرت موسیٰ کا مطلب یہ تھا کہ اپنے بھائی پر ناراض ہوں گا تو بنی اسرائیل پر زیادہ اثر پڑے گا۔ اور وہ میری ناراضگی سے سمجھ جائیں گے کہ بہت برا کام کیا ہے کہ موسیٰ اپنے بھائی پر اس قدر خفا ہیں۔ چنانچہ حضرت موسیٰ کے غیظ و غضب کو دیکھ کر سب نے کہا کہ سامری نے ہمیں دھوکا دیا ہے۔ پھر سامری پر آپ غضب ناک ہوئے اور کہا کہ اب تم سے کوئی تعلق نہیں رکھے گا اور نہ تمہارے پاس کوئی بیٹھے گا۔ چنانچہ یہ ہوا کہ سامری کے پاس اگر کوئی جاتا تو وہ بھی اور سامری بھی سخت تپ میں مبتلا ہو جاتے حتیٰ کہ اس کے پاس لوگوں نے آنا جانا ترک کر دیا اور وہ خود بھی کسی کے پاس نہیں جاتا تھا۔ کیونکہ وہ جس سے مس ہو جاتا وہ فوراً تپ میں مبتلا ہو جاتا تھا۔ تمام قوم سے بالکل کٹ گیا اور لامساس کا مصداق بن گیا اور اس کی اولاد بھی لامساس کے نام سے مشہور ہو گئی یعنی کہ کسی کو مس بھی نہ کر سکتے تھے۔ یعنی چھو لینا بھی عذاب بن گیا۔ حضرت موسیٰ نے اس گوسالہ کو جلا دیا اور اس کی راکھ دریا میں ڈال دی۔ حضرت موسیٰ پورا ماہ ذیقعد اور دس روز ماہ ذوالحجہ کے ان سے جدا رہے۔

حضرت موسیٰ نے بحکم خدا انہیں کہا کہ اب تم اس گناہ کی توبہ کرو اور طریقہ توبہ یہ ہے کہ جن لوگوں نے بچھڑے کی پوجا نہیں کی ہے وہ ان کو قتل کریں جنہوں نے پوجا کی ہے تب تمہارا گناہ معاف ہو گا یہ سن کر بنی اسرائیل گھبرا گئے اور کہنے لگے کہ ہم کس طرح اپنے ماں باپ اور بھائیوں کو اپنے ہاتھ سے قتل کریں ہم نے گوسالہ کی پوجا بھی نہیں کی ہے۔ اور پھر بھی ہم یہ سخت کام کریں کہ اپنے ہی ہاتھوں سے اپنے عزیزوں کو قتل کریں۔ اے موسیٰ خدا سے دعا کرو کہ ہماری خطا معاف کرے اور ہم کبھی ایسا گناہ نہیں کریں گے۔ اور انہوں نے بوسیلہ و محمد و آلہ الطاہرین دعائیں کیں اور خدا نے توبہ کو قبول فرما لیا اور یہ عذاب برطرف ہو گیا بعض روایات میں ہے کہ انہوں نے قتل کرنا شروع کر دیا اس وقت خدا نے توبہ قبول کر لی۔

اب حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ تم کتاب تورات پر عمل کرو۔ خدا نے تمہاری ہدایت کے لیے یہ کتاب بھیجی ہے۔ جو تختیوں پر نقش ہے یہ خدا نے مجھے عطا کی ہے۔ کہنے لگے کہ خدا نے تمہیں کس طرح دی ہے ہم اس وقت ایمان لائیں گے جب خدا کو ظاہر بظاہر دیکھ لیں گے۔ حضرت موسیٰ نے ہرچند سمجھایا مگر وہ کسی طرح قبول کرنے پر آمادہ نہ ہوئے اور صاف صاف کہہ دیا کہ پہلے خدا کو دکھاؤ۔ چنانچہ خدا کے حکم سے سات سو چنے اور پھر سات سو میں سے ستر آدمی چنے اور ان کو کوہ طور پر لے گئے۔ خدا کا حکم تھا کہ تم دیدار کی تمنا اپنا لیے کرنا اور جواب بھی تمہیں دیا جائے گا۔ تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ جو ہمارا چنا ہوا ہے وہ جب خدا کو نہیں دیکھ سکتا تو تمہارے چنے ہوئے کس طرح دیکھ سکتے ہیں۔ چنانچہ حضرت موسیٰ ان کو کوہ طور پر لے گئے اور آواز دی اے خدا مجھے اپنا جلوہ دکھا۔ ندا آئی کہ اے موسیٰ تم مجھ کو کبھی نہیں دیکھ سکتے۔ ہاں ذرا پہاڑ کی طرف دیکھو اگر یہ اپنی جگہ رکا رہے تو پھر مجھے دیکھ سکو گے۔ چنانچہ جب پہاڑ کی طرف نظریں پڑیں تو خدا نے ایک فرشتے کو حکم دیا اور اس نے پہاڑ کی طرف منہ کر دیا اور خدا نے اس طرح اپنی تجلی ظاہر کی تو پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور حضرت موسیٰ غش کھا کر گر پڑے اور وہ ستر آدمی خاکستر ہو گئے۔ جب غش سے افاقہ ہوا تو عرض کرنے لگے اے پالنے والے کیا ہمیں ہلاک کر دے گا۔ ان بیوقوفوں کی وجہ سے جنہوں نے دیدار کا سوال کیا ہے۔ چنانچہ جب موسیٰ نے وہ ستر آدمی ہلاک شدہ دیکھے تو عرض کی پروردگارا یہ میری قوم کے آدمی تھے ان کو زندہ کر دے کہ میں ان کو ساتھ لے کر واپس جاؤں۔ چنانچہ خداوند عالم نے پھر ان کو زندہ کر دیا۔

اس واقعہ سے مسئلہ رجعت پر روشنی پڑتی ہے اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہے کہ میری امت میں اسی طرح واقعات پیش آئیں گے جس طرح بنی اسرائیل میں ظاہر ہوئے۔

اور جب حضرت موسیٰ نے الواح تورات پر ایمان لانے کو کہا تو انہوں نے انکار کر دیا۔ خداوند عالم نے پہاڑ کا ایک ٹکڑا ہوا میں ان کے سروں کے قریب چھتری کی طرح معلق کر دیا جس نے تمام لشکر کو چھپا لیا کہ وہ اس کے گرتے ہی ہلاک ہو جائیں۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ اگر تم نے تورات کو قبول نہیں کیا اور اس پر ایمان نہیں لائے تو پہاڑ کا وسیع و عریض ٹکڑا تم پر گر جائے گا چنانچہ اس کی دہشت سے ایمان لے آئے اور اپنے سروں کو نیچے جھکا لیا۔ مگر ان کے دلوں میں بچھڑے کی محبت سمائی ہوئی تھی مگر خدا نے اس عذاب کو مخلص مومنین کی وجہ سے برطرف کر دیا۔

قارون بھی بنی اسرائیل سے تھا اور حضرت موسیٰ کا خالہ زاد بھائی تھا وہ اس قدر امیر تھا کہ اس کے خزانوں کی کنجیاں دس پندرہ طاقتور آدمی اٹھاتے تھے اور وہ علم کیمیا جانتا تھا۔ جس کے ذریعہ اتنی دولت جمع کر لی تھی۔ یا علم تجارت کی وجہ سے اس قدر مالدار ہو گیا تھا کہ وہ جب اپنے قصر سے باہر نکلتا تھا تو رنگا رنگ کے بہترین لباس میں ملبوس ہوتا تھا۔ اور لباس اتنا لمبا ہوتا تھا جو زمین پر گھسیٹا جاتا تھا۔ بڑے تکبر کے ساتھ

Presented by www.ziyaraat.net/

ایک مرتبہ چار ہزار سوار اس کے پیچھے پیچھے تھے جن کے گھوڑوں کی زین طلائی تھی اور ان سب کے لباس سرخ رنگ کے تھے اور تین ہزار عورتیں بہترین زیور پہنے ہوئے اونٹوں پر سوار ان کے پیچھے پیچھے بڑے غرور کے ساتھ اپنے قصر سے نکلا اور بنی اسرائیل پر اپنا رعب ڈالا اور لوگوں کو اپنی قوت اور مال و خزانہ کی وجہ سے گمراہ کرنے لگا کہ دنیا دار اس کو دیکھ کر دنیا طلبی کی طرف مائل ہونے لگے لیکن ایمان والوں پر اس کا کچھ اثر نہ ہوا۔

قارون اپنی دولت کی وجہ سے حضرت موسٰی کا استہزا کرتا تھا اور لوگوں کو مال و دولت کے ذریعہ اپنا ہم خیال بناتا تھا اور حضرت کو اذیت دیتا تھا۔ ایک مرتبہ خاکستر گھول کر حضرت کے سر پر ڈال دی۔ غرض جب اس کا تکبر حد سے بڑھ گیا اور پیغمبر کی توہین اور ان کے ساتھ تمسخر کرنے لگا تو خدا نے اس پر عذاب نازل کیا کہ اس کو اور اس کے قصر اور اس کے خزانوں کو زمین کے اندر اتار دیا اور اس کا اور کی دولت کا نام و نشان تک باقی نہ رہا۔

بنی اسرائیل میں ایک نیک مرد عالم تھا۔ اس نے ایک پاکدامن عورت کو اپنی شادی کا پیغام دیا اور اس عورت نے قبول کر لیا۔ اس عورت کا ایک چچا زاد بھائی تھا جو بدکردار تھا وہ بھی اس عورت سے شادی کرنا چاہتا تھا۔ مگر اس عورت نے اس کو قبول نہیں کیا۔ چنانچہ اس شخص نے اس مرد نیک عالم کو قتل کر دیا اور اس کی لاش کو خود اٹھا کر حضرت موسٰی کے پاس لے گیا اور گریہ و زاری کرنے لگا کہ میرے چچا زاد بھائی کو کسی نے قتل کیا ہے۔ اور قاتل کا پتہ نہیں چلتا یہ سن کر تمام قوم جمع ہو گئی۔ اور حضرت موسٰی سے کہا کہ قاتل کا پتہ ضرور لگایئے۔

بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس کے پاس ایک بہترین گائے تھی اور اس کا فرمانبردار بیٹا اس کو چراتا تھا۔ ایک روز اس کے بیٹے نے کچھ مال خریدا اور اس کی قیمت دینے کے لیے جب گھر میں آیا تو دیکھا کہ باپ سو رہا ہے اور صندوق کی کنجی اس کے سرہانے پڑی ہوئی ہے۔ اس نے باپ کا جگانا مناسب نہ سمجھا کہ باپ کو تکلیف نہ ہو اور مال واپس کر دیا۔ یہ سن کر باپ نے وہ گائے اپنے بیٹے کو بخش دی اور اس کے حق میں دعا کی۔

چنانچہ جب حضرت موسٰی کے پاس تمام بنی اسرائیل قاتل کا پتہ معلوم کرنے کے لیے جمع ہو گئے تو خدا نے فرمایا کہ اے موسٰی ان کو کہو کہ ایک گائے ذبح کریں اور اس کا گوشت اس کے مردہ سے مس کریں یہ مردہ زندہ ہو جائے گا۔ جب موسٰی نے انہیں یہ حکم سنایا تو کہنے لگے ہمارے ساتھ تمسخر کرتے ہو۔ حضرت موسٰی نے فرمایا کہ یہ تو جاہلوں کا کام ہے میں تو خدا کا حکم سناتا ہوں۔ وہ کہنے لگے کہ مرد مردہ سے مل کر کس طرح زندہ ہو گا۔ آپ نے فرمایا کہ کیا عورت اور مرد کے نطفے مل کر زندہ بچہ پیدا نہیں ہو جاتا وہ کہنے لگتے کہ اچھا وہ گائے کس صفت کی ہو۔ موسٰی نے بحکم خدا بتایا کہ نہ بوڑھی ہو اور نہ بچھیا جوان عمر کی ہو پھر

کہنے لگے کس رنگ کی ہو موسٰی نے بامر خدا بتایا کہ وہ زرد رنگ کی ہو دیکھنے والوں کو بھلی معلوم ہو پھر کہنے لگے کہ اس سے زیادہ صفت بیان کرو کیونکہ ایسی صفتوں والی گائیں بہت سی ہیں۔ تاکہ ہم صحیح طور پر معلوم کر سکیں۔ موسٰی نے کہا کہ وہ گائے ایسی ہو نہ ہل چلاتی ہو اور نہ کھیتوں میں پانی دیتی ہو بے عیب ہو کوئی داغ دھبہ نہ ہو کہنے لگے کہ اب ہم خوب سمجھ گئے چنانچہ مذکورہ بالا صفات کی وہی گائے تھی جو باپ نے اپنے بیٹے کو بخش دی تھی۔ اس کے پاس آئے اور قیمت پوچھی تو اس نے کہا اس کی کھال سونا یہ سن کر حضرت موسٰی کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ وہ قیمت بہت مانگتا ہے آپ نے فرمایا کہ اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔ تمہیں وہی خریدنا پڑے گی۔ چنانچہ انہوں نے باہم مل کر سونا جمع کیا اور اس کو ذبح کیا اور اس کی کھال بھر کر سونا دے دیا اور یہ اللہ نے اس کے بیٹے کو اجر دیا اپنے باپ کی خدمت اور اطاعت کا۔

جب گائے ذبح کر چکے تو حضرت موسٰی نے حکم دیا کہ اس کی دم مردہ سے مس کرو چنانچہ دم کا لگانا تھا کہ مردہ زندہ ہو گیا۔ اور اس نے بتا دیا کہ فلاں شخص نے مارا ہے جو میرا چچا زاد بھائی ہے اور وہ وہی تھا جو خون کا دعویدار بن کر حضرت موسٰی کے پاس آیا تھا۔

فرعون کے ماننے والوں نے ایک مرتبہ قحط آب کی شکایت کی کیونکہ بارش نہیں ہوئی تھی اس نے کہا تھا میں تم سے ناراض تھا اس لیے بارش نہیں کی انہوں کہا کہ اگر تم نے بارش نہ کی تو ہم کوئی اور خدا بنا لیں گے۔ چنانچہ فرعون نے وعدہ کر لیا اور ایک جنگل میں علیحدہ جا کر خاک سر پر رکھ کر خدا سے گڑگڑا کر دعا کی کہ تو ہی قادر ہے یا خدا بارش کر دے اس کی دعا قبول ہوئی اور خدا نے بارش کر دی اور اتنی زبردست ہوئی کہ دریائے نیل میں طغیانی آ گئی پھر لوگ فرعون کے سامنے آئے اس کو سجدہ کیا شکریہ ادا کیا اور فرعون نے کہا کہ دیکھا اب ہم راضی ہو گئے اس لیے بارش کر دی۔

خداوند عالم فرعون پر اس قدر مہربانیاں اور نوازشیں کرتا رہا کہ وہ مستحق عذاب دنیا ہو جائے اور اس کو استدراج کہتے ہیں۔ حضرت موسٰی نے ایک مرتبہ عرض کی کہ پروردگارا تو فرعون کو روزی دیتا ہے حالانکہ وہ تیرے سامنے خدا کا دعوٰی کرتا ہے۔ تو خدا نے جواب دیا کہ اے موسٰی بن عمران اگر فرعون نے میری زندگی چھوڑ دی تو چھوڑ دے میں اپنی خدائی نہیں چھوڑ سکتا۔

ایک مرتبہ خدا نے موسٰی کو وحی کی کہ اے موسٰی جب فرعون غرق ہونے لگا تو اس نے تمہیں پکارا اور تم سے مدد چاہی مگر تم نے اس کی مدد نہیں کی کیونکہ تم نے اس کو پیدا نہیں کیا تھا۔ اگر وہ مجھے پکارتا اور مدد مانگتا تو میں اس کی ضرور مدد کرتا۔

اس صفت کے مظہر کامل حضرت امیرؑ ہیں کہ قاتل پکڑا ہوا سامنے ہے اور آپ زخمی ہیں پیاس لگی ہے امام حسنؑ نے شربت کا گلاس پیش کیا مگر آپ فرماتے ہیں کہ اس (ابن ملجم) کو دے دو یہ پیاسا ہے اور فرماتے رہا کہ جب تک تم تمہارے قبضہ میں رہے اس کو وہی کھلانا جو تم کھاؤ اور وہی پلانا جو تم پیو۔ نیز آپ اپنے

Presented by www.ziyaraat.net/

مخالفوں کی مشکل کشائی کرتے رہے اور مسائل بتاتے رہے کیونکہ انہوں نے ماموميت کو چھوڑ دیا تھا تو چھوڑ دیں علی اپنی امامت کو نہیں چھوڑ سکتے تھے۔

موسٰی و خضر علیہما السلام

خضر یعنی بلیابن ملکان بن نافع بن عابر بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام۔ خضر کو خضر اس لیے کہتے ہیں کہ جس جگہ بیٹھتے تھے زمین سرسبز ہو جاتی تھی اور خضر کے معنی سبزی کے ہیں۔ اصل نام کابلیا ہے۔ یہ حضرت ذوالقرنین کے مصاحب خاص بھی رہے اور جب اس کے ہمراہ چشمۂ حیات کی تلاش میں نکلتے ہیں تو انہیں چشمۂ حیات نصیب ہو گیا اور اس سے منہ بھی دھویا اور غسل بھی کیا اور اس کو پیا بھی جس کے بعد تانفخ صوران کو زندگی عطا کی۔

ان کو یسع یا الیاس بھی بتایا گیا ہے غرض یہ نبی تھے۔ کیونکہ خدا نے ان کو علم لدنی عطا کیا تھا جیسا کہ قرآن پاک میں ہے کہ یہ ہمارے خاص بندوں میں سے ایک خاص بندہ ہیں جن کو خدا نے اپنی رحمت خاص سے نوازا اور علم لدنی سے سرفراز فرمایا ہے۔

جناب خضر اور موسٰی کے واقعہ کے متعلق کتاب معارف ابن قتیبہ میں ہے یہ موسٰی بن نشائیم بن یوسف علیہ السلام تھے یعنی موسٰی بن عمران نہیں تھے اور حیات القلوب میں بھی اہل کتاب کی جانب منسوب کرکے یہی لکھا ہے کہ جو موسٰی تلاش خضر میں نکلے تھے وہ موسٰی بن نیشائیم بن یوسف علیہ السلام تھے لیکن مشہور یہی ہے کہ وہ بن عمران تھے اور یوشع بن نون بن افرائیم بن یوسف علیہ السلام ہیں۔

غرض موسٰی اور خضر کا واقع اس طرح بیان ہوا ہے کہ موسٰی کو اپنے علوم پر کچھ ناز پیدا ہونے لگا تو جبرئیل نے از جانب خدا نہیں بتایا کہ اے موسٰی تم اور تمہارا وصی یوشع بن نون دونوں اس مقام پر جاؤ جہاں دو دریا آپس میں ملتے ہیں اور وہاں ایک پتھر ہے اس کے پاس ایک خدا کا خاص بندہ ہے جس کو علم لدنی حاصل ہے اور اس سے تم علم سیکھو چنانچہ حضرت موسٰی نے اپنے جوان سے کہا کہ میں مجمع البحرین تک پہنچنے کے لیے برابر سفر کرتا رہوں گا۔ خواہ کتنی ہی مدت صرف ہو جائے چنانچہ دونوں روانہ ہو گئے اور اپنے ساتھ توشہ میں مچھلی لے لی جب وہ مجمع البحرین یعنی دریا کے ملنے کی جگہ پہنچے تو یوشع نے مچھلی کو پانی میں دھویا وہ زندہ ہو کر پانی میں چلی گئی اور یہ دونوں روانہ ہو گئے جب چلتے چلتے تھک گئے اور بھوک لگی تو موسٰی نے کہا کہ لاؤ ہمارے ساتھ جو کھانا ہے کچھ کھا لیں یوشع نے کہا جب ہم پتھر کے پاس بیٹھے تھے اس مچھلی نے تو دریا میں عجب انداز سے اپنا راستہ لیا اور وہ زندہ ہو کر چلی گئی میں آپ سے واقع کا ذکر کرنا بھول گیا اور یہ شیطان نے بھلا دیا یہ سن کر موسٰی نے کہا کہ ہم اس تلاش میں نکلے تھے چلو اسی جگہ واپس چلیں جہاں

مچھلی زندہ ہوئی ہے۔ چنانچہ وہ دونوں اپنے نشان قدم پر غور کرتے ہوئے واپس لوٹے اور وہاں خدا کے ایک نیک بندہ کو دیکھا۔ جس کو خدا نے اپنی خاص رحمت سے نوازا تھا اور اس کو بذریعہ وحی اپنا خاص علم عطا کیا تھا موسٰی نے اس سے کہا کہ آپ یہ اجازت دیتے ہیں کہ آپ کا ہمراہی اس شرط پر اختیار کروں کہ آپ کو جو علم عطا کیا گیا ہے اس میں سے مجھے بھی سکھا دیں تاکہ مجھے بھی رشد و صلاح حاصل ہو۔

اس نے یعنی خضر نے جواب کہ تمہیں میرے ہمراہ رہ کر صبر کرنے کی طاقت نہیں ہے کہ جو کچھ تم مشاہدہ کرو اس پر خاموش رہو اور کیونکہ تم اس پر صبر نہیں کر سکتے ہو جس کے باطن کا تمہیں کچھ علم ہی نہ ہو یعنی ایسے مشاہدات کہ جو ظاہر میں برے معلوم ہوں گے اور باطن میں وہ درست ہوں گے۔ انہیں دیکھ کر نظرتاً" تم سے صبر نہیں ہو سکتا موسٰی نے کہا کہ اگر خدا کی مشیت ہوئی تو تم مجھے صابر پاؤ گے اور میں تمہارے کسی معاملے میں نافرمانی نہیں کروں گا۔ خضر نے کہا کہ اگر تم میری ہمراہی چاہتے ہو مجھ سے کسی بات کا سوال نہ کرنا جب تک میں خود ہی نہ بتا دوں۔ چنانچہ دونوں روانہ ہو گئے۔ اور ایک کشتی میں سوار ہو گئے۔ خضر نے کشتی میں سوراخ کر دیا اور ایک تختہ توڑ ڈالا اور اپنا کمبل مٹی میں مخلوط کرکے اس سوراخ کو بند کرنے لگے تو موسٰی نے کہا کہ تم نے اس کشتی کو توڑ ڈالا ہے کہ اس کے سواروں کو غرق کر دو تم نے یقیناً" یہ برا کام کیا ہے خضر نے کہا کہ اے موسٰی میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ تم میرے ساتھ صبر کی طاقت نہیں رکھتے موسٰی نے کہا کہ جو بات مجھ سے رہ گئی آپ اس کا مواخذہ مجھ سے نہ کریں۔ اور میری اس بات پر آپ مجھے سختی میں نہ ڈالیں چنانچہ کشتی سے اترے اور چل پڑے یہاں تک کہ ایک نوجوان کو ملے اور خضر نے اس کو قتل کر ڈالا موسی نے کہا کہ تم نے ایک پاک نفس کو قتل کر ڈالا۔ حالانکہ اس نے کسی کو قتل نہیں کیا تھا یہ تم نے بہت برا کام کیا۔ خضر نے کہا کہ اے موسٰی میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ تم میرے ساتھ رہ کر صبر نہیں کر سکتے۔ موسٰی نے جواب دیا کہ اے خضر اب میں اگر تم سے کسی بات کو دریافت کروں تو تم مجھے اپنے ساتھ نہ رکھنا اور اس کے بعد تم میرے طرف سے یقیناً" معذور ہو گے۔

چنانچہ پھر دونوں چل پڑے یہاں تک کہ ایک آبادی میں پہنچے جس کا نام ناصرہ ہے اہل شہر سے انہوں نے کھانا طلب کیا مگر انہوں نے مہمان نوازی سے انکار کر دیا۔ اس شہر میں ایک دیوار کو دیکھا جو گرا چاہتی تھی اس کو پایہ دے کر سیدھا کر دیا۔ موسٰی نے کہا کاش تم اس کی مزدوری مقرر کر لیتے تو شام کا کھانا تو ہو جاتا۔ خضر نے کہا پس تمہارا ہنگام جدائی ہے میں تمہیں ان واقعات کی اصل وجہ جلدی بتا دوں گا۔ جن کو تم دیکھ کر صبر نہ کر سکے۔ اچھا سنو کشتی کو میں نے اس لیے خراب کیا کہ وہ غریب لوگوں کی تھی جو کرایہ پر چلاتے تھے اور ان کے پیچھے ایک بادشاہ تھا جو لوگوں کی اچھی اچھی کشتیاں غصب کر لیتا ہے میں نے اسی لیے کشتی میں عیب پیدا کر دیا کہ وہ مسکینوں کی کشتی غصب نہ کرے اب رہا نوجوان کا قتل وہ اس لیے کیا کہ اس کے والدین مومن تھے ہمیں ڈر تھا کہ یہ اپنی سرکشی کے سبب انہیں مصیبت میں نہ ڈال دے اس لیے ہم نے

Presented by www.ziyaraat.net/

چاہا کہ اس کے بدلے ان کا پروردگار انہیں اس سے بہتر پاکباز بچہ عطا کرے جو اپنے ماں باپ پر زیادہ مہربان ہو۔ اور دیوار کو اس لیے درست کیا گیا کہ وہ اس شہر کے دو یتیم بچوں کی تھی اور اس کے نیچے ایک خزانہ تھا اور ان کا باپ ایک نیک آدمی تھا اس لیے تیرے رب نے چاہا کہ یہ دونوں بالغ ہو کر اپنا خزانہ اس دیوار کے نیچے سے نکال لیں اور یہ تیرے پروردگار نے اپنی خاص رحمت سے ان کو نوازا اور جو کچھ میں نے کیا وہ اپنی طرف سے نہیں کیا بلکہ بحکم پروردگار کیا تم جن باتوں پر صبر نہیں کر سکے اس کے اصل وجوہ یہ ہیں جو تمہیں بتائے گئے۔ یتیموں کے خزانہ کے متعلق روایت ہے وہ سونے کی تختی تھی۔ جس میں کلمہ اسلام اور یہ لکھا تھا کہ جس شخص کو موت کا یقین ہے اس پر تعجب ہے کہ وہ کس طرح خوش ہوتا ہے اور جس کو قیامت کا علم ہے وہ کس طرح ظلم کرتا ہے اور جس کو دنیا کی بے ثباتی کا یقین ہے وہ کس طرح دنیا میں دل لگاتا ہے اور جس کو حساب کا یقین ہے وہ کس طرح ہنستا ہے۔

ان واقعات پر حضرت موسیٰ کا بار بار یہ اعتراض کرنا اس لیے تھا کہ خضر کہ تمام کام بظاہر ظلم تھے اور موسیٰ کی شریعت میں ظلم گناہ عظیم تھا اور ان کی شریعت بھی ظاہری تھی اس لیے وہ اپنے شریعت کے مطابق بار بار ٹوکتے تھے جو ایک نبی کا فریضہ ہے۔ اور جو حضرت موسیٰ نے صبر کا وعدہ کیا تھا وہ انشاء اللہ کے ساتھ تھا یعنی اگر مشیت خدا ہوئی تو صبر کروں گا۔ ورنہ نہیں یعنی وعدہ مشروط تھا اور شریعت حضرت خضر باطنی تھی۔ اس لیے وہ ان کو ٹوکنے سے روکتے تھے جس کی اصل وجہ اور اس کا سبب بعد میں خضر کے بیان کرنے سے واضح ہوا۔

حضرت خضر نبی تھے جو سمندر کے جزیروں میں خدا کی توحید اور اس کی عبادت کی تبلیغ کرتے تھے اور ان کا معجزہ یہ تھا کہ جس زمین یا لکڑی پر بیٹھ جاتے تھے وہ سبز ہو کر شگوفے پیدا کر دیتی تھی اس لیے ان کو خضر کہتے ہیں۔ کیونکہ خضر کے معنی سبز کے ہیں۔

حضرت موسیٰ جب خضر کی ملاقات سے واپس آئے تو تمام حالات اپنے بھائی ہارون کو سنائے۔ خداوند عالم نے موسیٰ کو وحی کی کہ جو شخص اپنے والدین سے مہربانی کرتا ہے تو خدا اس کی اولاد اور اولاد کی اولاد میں اپنی رحمت نازل کرتا ہے۔ اور جس کا باپ نیک ہوتا ہے اس کی اولاد پر خدا اپنی مہربانیاں کرتا ہے۔ اور ماں کے ساتھ دو ثلث مہربانیاں کرو اور باپ کے ساتھ ایک ثلث ماں مہربانیوں کی زیادہ حقدار ہے۔

خدا نے موسیٰ کو وحی کی اے پسر عمران تم اپنے دل سے ہمیں کچھ خوف دے دو اور اپنے بدن سے انکساری و عاجزی دے دو اور اپنی آنکھوں سے کچھ آنسو دے دو اے پسر عمران وہ شخص جھوٹا ہے جو کہتا ہے کہ مجھے خدا سے محبت ہے اور جب رات کو اپنے بستر پر سوتا ہے تو مجھے بھول جاتا ہے۔

اور اے موسیٰ جو عورت کے ساتھ بد فعل کرتا ہے ضرور اس کی عورت کے ساتھ بھی فعل بد کیا جائے گا۔

حضرت موسیٰ کی امت کو تورات میں **یا ایہا المساکین** کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ اور حضور سرکار دو عالم کی

امت کو قرآن پاک میں **یا ایہا الذین امنو** کہہ کر پکارا گیا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت موسیٰ جناب ہارون کو اپنے ہمراہ طور پر لے گئے راستہ میں ایک مکان دیکھا کہ اس کے دروازے پر ایک ایسا درخت ہے جو انہوں نے کبھی نہ دیکھا تھا اور اس درخت پر دو پوشاکیں لٹکی ہوئی تھیں حضرت موسیٰ نے فرمایا اے ہارون یہ لباس پہن لو چنانچہ انہوں نے پہن لیا اور اس مکان میں داخل ہو گئے وہاں ایک تخت تھا حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ اے ہارون تم اس تخت پر لیٹ جاؤ۔ چنانچہ وہ لیٹ گئے اور خدا نے ان کی روح قبض کر لی اور پھر نہ وہ درخت رہا نہ وہ مکان اور نہ وہ تخت اور نہ حضرت ہارون۔ خدا نے سب کو آسمان کی طرف بلند کر لیا۔ جب حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کی طرف آئے اور ہارون کی موت کی خبر دی تو انہوں نے کہا کہ ہمیں ہارون بہت پیارا تھا۔ تم نے اس کو کہیں قتل کر دیا ہے۔ حضرت موسیٰ کو اس اتہام سے سخت صدمہ ہوا۔ خدا نے ملائکہ کو حکم دیا کہ ہارون کو معہ تخت کے آسمان سے نیچے لاؤ چنانچہ ان کو زمین سے اوپر آسمان کے نیچے ہوا میں تخت ہی پر رکھا گیا اور بنی اسرائیل کو دکھایا گیا تب ان کو یقین ہوا کہ قتل نہیں ہوئے بلکہ موت آئی ہے۔

حضرت موسیٰ نے ہارون کی وفات پر نہایت گریہ و بکا کیا اور اس صدمہ میں گریبان بھی چاک کیا اس لیے باپ کے لیے اپنے بیٹے کی موت پر اور بھائی کے لیے اپنی بھائی کی موت پر گریبان چاک کرنا ایک نبی کی سنت ہے۔

ایک مرتبہ ملک الموت حضرت موسیٰ کے پاس آیا اور موسیٰ نے پوچھا کہ کیوں آئے ہو۔ ملک الموت نے کہا کہ روح قبض کرنے آیا ہوں حضرت موسیٰ نے پوچھا کہ کس جگہ سے روح قبض کرو گے کہا کہ منہ کی طرف سے موسیٰ نے کہا کہ اپنے منہ سے خدا کے ساتھ کلام کرتا ہوں ملک الموت نے کہا کہ ہاتھوں کی طرف سے موسیٰ نے کہا کہ ان ہاتھوں سے تورات اٹھاتا ہوں۔ ملک الموت نے کہا کہ پیروں کی طرف سے حضرت نے کہا کہ کوہ طور پر مناجات کے لیے ان ہی پیروں سے چلتا ہوں۔ ملک الموت نے کہا کہ آنکھوں کی طرف سے حضرت موسیٰ نے کہا کہ ان آنکھوں سے خدا کی رحمتوں کی طرف نظر کرتا ہوں۔ ملک الموت نے کہا کہ اچھا کانوں کی طرف سے حضرت موسیٰ نے کہا کہ ان کانوں سے کلام پروردگار سنتا ہوں۔ خدا نے ملک الموت کو وحی دی کہ واپس آ جائے اور جب موسیٰ خود موت کا ارادہ کریں تو ان کے پاس جائے۔ چنانچہ موسیٰ زندہ رہے اور ہارون کے بعد آپ نے اپنا جانشین جناب یوشع بن نون کو بنایا اور پھر اپنی قوم سے پوشیدہ ہو کر اپنے ایسے مقام پر پہنچے کہ جہاں ایک شخص قبر کھود رہا تھا۔ موسیٰ نے کہا کہ میں قبر کھودنے میں تمہاری امداد کروں اس نے منظور کر لیا اور موسیٰ نے قبر تیار کر دی اور لحد بھی تیار ہو گئی اب وہ شخص قبر میں اترنے لگا کہ دیکھے لحد درست تیار ہو گئی ہے یا نہیں حضرت موسیٰ نے کہا کہ ذرا ٹھہر جا مجھے اس قبر میں اترنے دو چنانچہ موسیٰ اتر گئے اور اس میں لیٹ کر سو گئے۔ خدا نے انہیں درہائے جنت دکھائے موسیٰ نے

Presented by www.ziyaraat.net/

بہشت دیکھ کر عرض کی کہ خداوند مجھے اپنے پاس بلا لے۔ چنانچہ خدا کا حکم ہوا اور ملک الموت بہشت نے روح قبض کر لیا۔ اور اس مرد نے خاک ڈال کر قبر کو بند کردیا۔ اور موسٰی اسی قبر میں دفن ہو گئے اور وہ مرد درحقیقت فرشتہ تھا جو اسی لیے نازل کیا گیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اہل کتاب کو حضرت موسٰی کی قبر کا نشان معلوم نہیں ہے۔ حضرت رسول خداؐ نے فرمایا کہ ان کی قبر تل سرخ کے پاس ایک چوڑی سڑک کے پاس ہے۔

حضرت موسٰی کی عمر ایک سو تیس ہوئی اور حضرت ہارون کی بھی اتنی ہی ہوئی۔

حضرت موسٰی کے بعد جناب یوشع بن نون بنی اسرائیل کے نبی اور پیشوار قرار پائے اور ان کے زمانہ میں اس ملک میں بڑے سخت اور جابر ترین بادشاہ تھے جو یکے بعد دیگرے مرگئے اور ان کے مرنے کے بعد حضرت یوشع آزادی کے ساتھ تبلیغ و ہدیات میں مشغول ہوئے اس عرصہ میں دو منافقوں نے جو قوم موسٰی سے تھے یوشع کے ساتھ سازش کی اور حضرت موسٰی کی زوجہ بیوہ صفیر اور دختر شعیب کو اپنے ساتھ ملا کر لشکر تیار کیا اور یوشع کے خلاف بغاوت کر دی۔ چنانچہ جنگ ہوئی اور حضرت یوشع کو فتح ہوئی کچھ قتل ہوئے اور کچھ بھاگ گئے اور صفیرا اسیر ہو گئی۔ چنانچہ حضرت یوشع نے حضرت موسٰی کا احترام کرتے ہوئے اس کو دنیا میں معاف کر دیا اور آخرت کا معاملہ خدا کے سپرد کر دیا اور کہا کہ قیامت میں تیرے شوہر حضرت موسٰی سے جب ملاقات ہو گی تو یہ سب کچھ سناؤں گا جو کچھ تو نے اور اس قوم نے میرے ساتھ کیا ہے۔ یہ سن کر صفیراء واویلا کرنے لگی اور شرمندہ ہو کر واپس آئی۔

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کچھ بنی اسرائیل میں واقعات گزرے ہیں میری امت میں ویسا ہی ہو گا۔ موسٰی کی بیوی نے ان کے وصی کے مقابلہ میں لشکر تیار کر کے بغاوت کی اسی طرح میری امت میں بھی ایسا ہی ہو گا جیسا کہ وہاں ہوا۔ حضرت یوشع نے بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر عمالقہ سے جنگ کی اور ہر جگہ آپ کا لشکر فتح پاتا رہا۔ ایک بادشاہ جس کا نام بالق تھا جب اس سے جنگ ہوئی تو یوشع کو فتح نصیب نہ ہوئی اور نہ شکست ہوئی برابر کا مقابلہ ہوتا رہا چنانچہ باہمی صلح ہو گئی اور یوشع اپنا لشکر لے کر آگے ایک اور شہر میں پہنچے۔ بادشاہ شہر کو انکی خبر پہنچی تو وہ گھبرا گیا اور اس نے بلعم باعوراء کو بلایا کہ وہ اسم اعظم کے ذریعہ دعا کرے کیونکہ اس کی دعا مستجاب ہے۔ اس کو خدا نے اپنی نشانیاں عطا کی تھیں اور اس کو اسم اعظم معلوم تھا جس کے ذریعہ وہ دعا کرتا تھا اور وہ پوری ہوتی تھی۔ جب بادشاہ نے اس کو بلایا کہ وہ یوشع بن نون اور اس کے لشکر کے لیے بد دعا کرے تو اس نے منظور کر لیا اور گدھے پر سوار ہو کر چلا کہ خدا نے اس گدھے کو طاقت گفتار عطا کی تھی اس لیے بلعم باعور کو سمجھایا کہ تو نبی کے لیے نفرین اور بددعا نہ کر۔ اور گدھے نے آگے بڑھنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ مجھے معلوم نہیں ہے کہ اس کے ساتھ جبرئیل ہے اور وہ اپنے ہاتھ میں حربہ لیے ہوئے ہے۔ اس نے گدھے کو اس قدر مارا کہ وہ

مر گیا اور خدا نے اسم اعظم اس سے سلب کر لیا اور اس کی زبان منہ سے باہر نکل آئی اور اس کے سینے پر لٹک گئی۔

حضرت یوشع نے جنگ شروع کی اور فتح نزدیک ہوئی تو آفتاب غروب ہونے لگا اس وقت یوشع نے دعا کی کہ آفتاب پلٹ آیا اور لشکر کو فتح نصیب ہوئی۔

حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو کچھ امت موسٰی میں ہوا ہے وہی میری امت میں ہو گا۔ چنانچہ حضرت علی کے لیے بھی اس طرح آفتاب پلٹا ہے۔ یوشع حضرت موسٰی کے وصی تھے اور حضرت علی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصی تھے۔ حضرت یوشع بن نون کو دشمنوں نے شہید کر ڈالا اور ان کی شہادت کی تاریخ ۲۱ ماہ رمضان المبارک تھی اور حضرت موسٰی کی بھی وفات ۲۱ ماہ رمضان المبارک کو ہوئی۔ حضرت یوشع کی عمر ایک سو تیئیس سال ہوئی اور انہوں نے اپنا وصی بحکم خدا کالب بن یوفنا کو بنایا۔

حضرت یوشع نے تعلیم دی تھی کہ ہر روز یہ دعا پڑھی جائے اور اس سے ثواب کامل حاصل ہوتا ہے اور خدا کا شکر ادا ہوتا ہے۔

سبحان اللہ کما ینبغی للہ لا الہ الا اللہ کما ینبغی للہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ و صلی اللہ علی محمد و اہل بیتہ النبی العربی الهاشمی و صلی اللہ علیہ جمیع المرسلین و النبیین حتی یرضی اللہ (۴)

اولوالعزم پیغمبر محبت حضرت محمد مصطفٰیؐ میں

اولوالعزم صرف پانچ نبی تھے جو رسالت کے درجے پر فائز تھے اور شریعت لے کر آئے تھے۔ ان میں اول حضرت نوحؑ دوسرے حضرت ابراہیم تیسرے حضرت موسٰی چوتھے حضرت عیسٰی اور پانچویں حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ اول الذکر چار انبیاء کو اولوالعزم کا درجہ اس لیے دیا گیا تھا کہ یہ حضرات حضرت محمد مصطفٰیؐ اور ان کے اہل بیت کو بے حد و نہایت دوست رکھتے تھے۔

حدیث منزلت

سعد بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ تبوک میں جناب امیر کو اپنے پیچھے چھوڑنا چاہا جناب امیر علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے عورتوں اور لڑکوں میں چھوڑنا چاہتے ہیں حضرت نے ارشاد کیا کیا تو راضی نہیں کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو

Presented by www.ziyaraat.net/

موسٰی سے لیکن نبوت میرے بعد نہیں ہے۔
صحیح مسلم جلد ۲ ص۲۸۶ سطر۱۲۔ سنن ابن ماجہ ص۱۲ سطر۳۔ جامع ترمذی ص۵۳۴ سطر۱۶۔ مشکوٰۃ ص۵۶۳ سطر۱۷۔ صحیح بخاری جلد ۲ ص۱۹۵ سطر۳۔ فتح الباری جلد۷ ص۶۰ سطر۱۰۔ عمدۃ القاری جلد۱۶ ص۲۱۴ سطر۱۲۔ ارشاد الساری جلد۶ ص۹۶ سطر۱۸۔ تحفتہ الاحوذی جلد۴ ص۳۳۰ سطر۲۔ المرقات جلد۱۱ ص۳۳۵ سطر آخر۔ میزان الاعتدال جلد۱ ص۲۶۳ سطر۸۔ جامع الصغیر جلد ۲ ص۶۵ سطر۱۰۔ مفتاح کنوز السنہ جلد ۲ ص۱۹۱ سطر۱۹۔ تاریخ الخلفاء ص۱۱۸ سطر آخر۔ المستدرک جلد ۳ ص۱۳۳ سطر۵۔ اسد الغابہ جلد۴ ص۲۷ سطر۲۔ جامع الاصول جلد۹ ص۴۶۸ حدیث ۶۴۷۷۔ تبییر الوصول جلد ۲ ص۱۵۱ سطر۱۶۔ مجمع الوزائد جلد۹ ص۱۰۹ سطر۱۱۔ الاصابہ جلد۴ ص۵۰۱ سطر۲۔ استیعاب جلد ۲ ص۴۷۲ سطر آخر۔ تذکرۃ الحفاظ جلد۱ ص ۱۰ سطر۶۔ کنز العمال جلد۶ ص۱۵۲ حدیث ۲۴۹۹۔ المعجم الصغیر ص۱۷۰ سطر۲۔ ذخائر العقبیٰ ص۶۳ سطر۹۔ مطالب السئول ص۵۷ سطر آخر۔ الشرف المئوبد ص۱۱۲ سطر۵۔ فیض القدیر جلد۳ ص۳۵۷ سطر۳۔ تذکرہ الخواص ص۱۸ سطر۱۷۔ الفصول المہمہ ص۲۱ سطر آخر۔ اللئالی المصنوعہ ص۱۷۷ سطر۷۔ طبقات ابن سعد جلد ۳ ص۱۵ سطر۶۔ خصائص نسائی ص۷۶ سطر۱۰۔ مقتل خوارزمی ص۴۸ سطر آخر۔ البدایہ و النہایہ جلد۷ ص۳۳۴ سط۱۶۔ المختصر جلد ۲ ص۵۴ سطر۱۳۔ تاریخ طبری جلد ۳ ص۱۴۴ سطر۲۔ سیرت حلبیہ جلد۳ ص۱۵۱ سطر۱۲۔ شرح حدیدی جلد۴ ص۲۲۰ سطر آخر۔ تاریخ بغداد جلد۸ ص۵۳ سطر۴۔ دوول الاسلام جلد۱ ص۲۰ سطر۴۔ معارج النبوۃ رکن۲ ص۳۹۵ سطر۸۔ مبارک الازھار جلو۲ ص۲۲ سطر۱۱۔ نور الابصار ص۶۸ سطر۱۳۔ اسعاف الراغبین ص۱۱۷ سطر آخر۔ صواعق محرقہ ص۱۲۰ سطر۱۲۔ تلخیص المستدرک ص۱۳۳ سطر۱۲۔ جلد۳۔ سفینتہ الاولیاء ص۱۳ سطر آخر۔ تاریخ کامل جلد ۲ ص۱۹۰ سطر۱۴۔ ازالتہ الخفا مقصد۲ ۲۶۰ سطر۱۷۔ مشارق الانوار ص۴۹۵ حدیث ۱۵۶۵۔ عیون الاثر جلد۱ ص۲۱۷ سطر۷۔ مظاہر حق جلد۴ ص۲۹۲ سطر۲۶۔ الریاض النضرہ جلد ۲ ص۱۹۲ سطر۱۴۔ مفتاح کنوز السنہ ص۳۵۴ کالم۲ سطر۲۱۔ اربعین رازی ص۳۷۴ سطر۱۴۔ مسند حنبل جلد۱ ص۱۸۴ سطر۱۷۔ مناقب ابن مغازلی ص۲۸ سطر۴۔ تفویتہ الایمان ص۱۴۴ سطر۱۔ مودت القربیٰ ص۷۰ سطر۱۰۔

حضرت ہارون کے فرزند شبیر اور شبر تھے

حدیث معتبر میں منقول ہے کہ حضرت صادق علیہ سے لوگوں نے پوچھا کہ پہلے ہارون علیہ السلام کی وفات ہوئی یا موسٰی علیہ السلام کی۔ فرمایا کہ ہارون کی۔ ان کے فرزندوں کے نام شبر و شبیر تھے۔ جس کا ترجمہ عربی میں حسن اور حسین ہے۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ حجر اسمٰعیل میں خانہ کعبہ تک ناردان کے نیچے دو ہاتھ کے برابر پسران ہارون

شبر و شبیر کی نماز کی جگہ تھی۔

عصائے موسٰی امام مہدی لائیں گے

حدیث معتبر میں امام محمد باقر سے منقول ہے کہ وہ عصا آدم کا تھا جو شعیب کو ملا تھا اور شعیب سے موسٰی کے پاس آیا اور اب ہمارے پاس ہے۔ اور اب بھی جب میں اس کو دیکھتا ہوں تو وہ اسی طرح سبز ہے جیسا کہ اس روز تھا جبکہ درخت سے علیٰحدہ کیا گیا تھا۔ اس سے گفتگو کرو گے تو وہ بولے گا۔ وہ قائم آل محمد کے لیے باقی رکھا گیا ہے۔ وہ اس سے وہی کام لیں گے جو موسٰی لیا کرتے تھے ہم جب چاہتے ہیں وہ حرکت میں آتا ہے جس چیز کے کھانے کو کہتے ہیں کھا لیتا ہے۔ جب اس کو کسی چیز کے کھانے کا حکم دیا جاتا ہے تو وہ اپنے منہ کو کھولتا ہے ایک حصہ زمین سے اور دوسرا حصہ اس کے دہن کا چھت سے مل جاتا ہے۔ اس کا دہن چالیس ہاتھ کے برابر کھلتا ہے جو اس کے پاس موجود ہوتا ہے اس کو اپنی زبان سے اچک لیتا ہے۔

صلوات بر محمدؐ کی برکت

جب فرعون سے لوگوں نے کہا کہ بنی اسرائیل میں ایک فرزند پیدا ہو گا جس کے ذریعہ سے تیری ہلاکت ہو گی اور تیری سلطنت کو زوال ہو گا تو اس نے حکم دیا کہ ان کے فرزندوں کو ذبح کر دیا جائے بنی اسرائیل کی عورتیں حاملہ عورتوں کو رشوت دیتیں تھیں کہ اس کے حمل کا اظہار نہ کرے۔ جب بچہ پیدا ہوتا تو اس کو کسی صحرا یا غاب وغیرہ میں ڈال دیتیں اور اس پر دس مرتبہ صلوات پڑھتیں تو حق تعالیٰ ایک فرشتہ کو مقرر کرتا کہ اس کی تربیت کرے اور بچہ کی ایک انگلی سے دودھ جاری ہوتا جس کو وہ پیتا اور دوسری انگلی سے نرم و ہلکی غذا پیدا ہوتی جسے وہ کھاتا تھا اسی طرح بنی اسرائیل کی نشوونما ہوئی اور جو بچے ان کے بچ گئے وہ ان سے بہت زیادہ تھے جو مار ڈالے گئے۔ **و یستحیون نساء کم** یعنی تمہاری عورتوں کو زندہ چھوڑ دیتے تھے اور کنیزی میں لے لیتے تھے۔ موسٰی سے ان لوگوں نے فریاد کی کہ ہماری بہنوں اور بیٹیوں کو کنیز بنا لیتے ہیں اور ان کی بکارت زائل کر دیتے ہیں۔ خدا نے وحی فرمائی کہ ان عورتوں سے کہو کہ جب لوگ ان کے ساتھ ایسا ارادہ کریں محمد اور ان کی آل طاہر پر صلوات بھیجیں۔ جب ان عورتوں نے ایسا کیا قوم فرعون کے مظالم ان سے خدا نے دفع فرمایا۔ لہٰذا جب فرعونی ایسا ارادہ کرتے تو یا کسی دوسرے کام میں مشغول ہو جاتے یا بیمار ہو جاتے یا کسی سخت مرض میں گرفتار ہو جاتے تھے۔ خدا کے لطف و کرم سے کسی ایک بنی اسرائیل کی عورت کی بے عزتی پر قادر نہ ہو سکتے تھے۔ بلکہ حق تعالیٰ محمدؐ و آل محمدؐ پر صلوات کی برکت سے

Presented by www.ziyaraat.net/

ان سے یہ بلائیں دفع کر دیتا تھا۔ **و فی ذلکم بلاء من ربکم عظیم** (پ۱ سورۃ البقرۃ آیت۴۹) یعنی اس نجا دینے میں تمہارے پروردگار کی جانب سے ایک بڑی آزمائش تھی۔ خدا نے فرمایا کہ اے بنی اسرائیل یاد کرو اور سوچو کہ خدا نے جب تمہارے آباؤ اجداد محمدؐ و آل محمدؐ پر صلوات بھیجنے کے سبب سے بلاؤں کو دفع کیا تو جب آنحضرتؐ کو دیکھو گے اور ان پر ایمان لاؤ گے تو تم پر خدا کا کس قدر فضل و کرم ہو گا اور اس کی نعمتیں تمام ہوں گی۔ (۲)

حضرت حزقیل افضلیت مصطفیؐ و مرتضیؑ کے قائل تھے

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے منقول ہے کہ حزقیل مومن آل فرعون قوم فرعون خدا کی یگانہ پرستی اور موسیٰ کی پیغمبری کی طرف دعوت دیتے تھے اور محمد کو تمام پیغمبروں اور کل مخلوقات سے اور علی بن ابی طالب اور ائمہ طاہرین کو تمام اوصیائے پیغمبران سے افضل کہتے تھے اور فرعون کی خدائی سے بیزار رہنے کی تبلیغ کرتے تھے۔ چغلخوروں نے فرعون سے جا کر کہا کہ حزقیل لوگوں کو تیری مخالفت پر آمادہ کرتے ہیں اور تیرے دشمنوں کی تیری دشمنی میں امداد کرتے ہیں۔ فرعون نے کہا کہ وہ میرے چچا کا لڑکا ہے۔ میری مملکت پر میرا خلیفہ اور میرا ولی عہد ہے۔ اگر جیسا کہ تم لوگ کہتے ہو اس نے کیا ہو گا تو میرے عذاب کا مستحق ہو گا۔ اس لیے کہ پھر اس نے میری نعمتوں کو ضائع کیا اور اگر تم لوگوں نے جھوٹ کہا ہے تو میرے بدترین عذاب کے مستحق ہوئے ہو کیونکہ تم نے اس پر افترا کیا۔ پھر حکم دیا تو ان لوگوں کے ساتھ حزقیل کو حاضر کیا۔ ان لوگوں نے حزقیل سے اس کے روبرو کہا کہ اے بادشاہ کیا آپ نے کبھی مجھ سے جھوٹ سنا ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ انہوں نے کہا تو ان لوگوں سے دریافت کیجئے کہ ان کا خدا کون ہے کہا فرعون ہمارا پروردگار ہے کہا ان سے پوچھئے کہ کس نے ان کو پیدا کیا ہے۔ ان لوگوں نے کہا فرعون نے۔ کہا ان سے پوچھئے کہ کون ان کا روزی دینے والا اور ان کی ضروریات کا کفالت کرنے والا ہے اور کون برائیوں ان کو ان سے دفع کرتا ہے۔ ان لوگوں نے کہا فرعون۔ حزقیل نے کہا اے بادشاہ میں آپ کو اور تمام حاضرین کو گواہ کرتا ہوں کہ ان کا پروردگار میرا پروردگار ہے ان کا خالق میرا خالق ہے ان کا رازق میرا رازق ہے۔ ان کی معیشت کی اصلاح کرنے والا میری معیشت کی بھی اصلاح کرنے والا ہے۔ اور میرا پالنے والا' پیدا کرنے والا اور روزی دینے والا ان کے پروردگار' خالق اور روزی دینے والے کے سوا کوئی دوسرا نہیں ہے۔ اور اے بادشاہ تجھ کو اور کل حاضرین کو میں گواہ کرتا ہوں کہ ہر پروردگار' خالق اور رازق جو ان لوگوں کے پروردگار خالق اور رازق کے علاوہ ہے میں اس سے بیزار ہوں اور ان کی پروردگاری سے بھی اور اس کی خدائی سے انکار کرتا ہوں۔ حزقیل کی غرض ان کے واقعی خالق و رازق اور پروردگار سے تھی جو

تمام جہانوں کا خدا ہے۔ اس لیے یہ نہیں کہا کہ وہ پروردگار جس کو یہ لوگ کہتے ہیں بلکہ یہ کہا کہ ان کا پروردگار۔ یہ مفہوم فرعون اور اس کے دربار کے حاضرین پر پوشیدہ تھا۔ ان لوگوں نے سمجھا کہ وہ کہتے ہیں کہ فرعون میرا پروردگار' خالق و رازق ہے غرض کہ فرعون نے اس جماعت پر عتاب کیا اور کہا اے بدکردارو میرے اور میرے ابن عم اور میرے یار کے درمیان فساد کرنے والو تم لوگ میرے عذاب کے مستحق ہوئے کیونکہ تم لوگ چاہتے ہو کہ میرے معاملہ کو خراب کرو اور میرے ابن عم کو ہلاک کرو۔ اور میری بادشاہی میں رخنہ ڈالو پھر حکم دیا تو لوگوں نے ان سب کو لٹا کے ان کے زانوؤں کو سینہ پر رکھ کے کیلیں ٹھونک دیں اور آرے چلانے والوں کو بلا کر حکم دیا تو ان لوگوں نے ان کے گوشت کو آرے سے ہڈی سے جدا کیا۔

بنی اسرائیل کو حضرت محمدؐ کی تعظیم کا حکم

حضرت امام حسن عسکری صلوات اللہ علیہ کی تفسیر میں خداوند عالم کے قول **و ظللنا علیکم الغمام** کے متعلق مسطور ہے یعنی یاد کرو اے بنی اسرائیل اس وقت کو جبکہ تم پر ہم نے ابر کو سایہ فگن کیا جس وقت کہ تم لوگ تیہ میں تھے تاکہ تم کو آفتاب کی گرمی اور ماہتاب کی سردی سے محفوظ رکھے۔ **و انزلنا علیکم المن و السلویٰ** اور ہم نے تم پر من و سلویٰ نازل کیا جس کو ترنجبین کہتے ہیں۔ جو ان درختوں سے نیچے گرتی تھیں اور وہ اٹھا لیتے تھے اور سلویٰ خدا نے ان کے لیے بھیجا جو آسمانی پرندہ تھا۔ جس کا گوشت تمام پرندوں سے بہتر تھا اور وہ لوگ بلا محنت اس کا شکار کرتے اور کھاتے تھے غرض خدا نے ان سے کہا **کلوا من طیبات ما رزقناکم** یعنی پاکیزہ چیزیں کھاؤ جو ہم نے تم کو عطا کی ہیں اور میری نعمتوں پر شکر ادا کرو اور میرے ان خاص بندوں یعنی محمدؐ و آل محمدؐ کی تعظیم کرو کیونکہ میں نے ان کو قابل تعظیم بنایا ہے اور ان کو بڑا سمجھو۔ اس لیے کہ میں نے ان کو بڑا کیا ہے اور ان کی ولایت کا تم سے عہد و پیان لے چکا ہوں۔ **و ما ظلمونا** ان لوگوں نے ہم پر ظلم نہیں کیا کہ جو کچھ ہم نے ان سے ان بزرگواروں کے باب کے عہد میں لیا تھا انہوں نے اس کو بدل دیا اور اس پر وفا نہیں کی لہٰذا کافروں کے کفر سے ہماری بادشاہی کو کوئی ضرر نہیں پہنچتا جس طرح مومنوں کے ایمان سے ہماری سلطنت میں کچھ اضافہ نہیں ہوتا **ولکن کانو انفسھم یظلمون** لیکن انہوں نے کافر ہو کر ہمارے حکم تبدیل کر کے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ **و اذ قلنا ادخلوا ھذہ القریۃ** اور اس وقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے تمہارے آباؤ و اجداد گذشتگان کو حکم دیا کہ اس شہر میں یعنی شہر اریحا میں داخل ہو تو ملک شام کا ایک شہر ہے جبکہ بنی اسرائیل صحرائے تیہ سے رہا ہوئے تھے۔ **فکلوا منھا حیث شئتم رغدا** اور اس شہر میں جس جگہ چاہو بلا مشقت فراخی کے ساتھ روزی کھاؤ۔ **و ادخلوا**

سبیل سکینہ سلام اللہ علیہا

Presented by www.ziyaraat.net/

البلب سجدا اور شہر کے دروازہ میں سجدہ کرکے داخل ہو حضرت نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے ان کے لیے شہر کے دروازہ پر محمدؐ اور علی صلوات اللہ علیہ کی صورت ممثل فرمائی تھی اور ان کو حکم دیا تھا کہ ان تصویروں کی تعظیم کے لیے سجدہ کریں۔ اور ان کی بیعت و محبت اپنے دلوں میں تازہ کریں اور ان کی ولایت کا عہد و پیمان اور ان کی فضیلت کا اعتقاد جو ان لوگوں سے لیا گیا تھا یاد کریں۔ **و قولو حطتہ** اور کہیں کہ یہ ہمارا سجدہ خدا کے لیے محمد و علی کی تصویر کی تعظیم کے جہت سے ہے اور ان کی ولایت پر اعتقاد ہمارے گناہوں کو کم کرنے والا اور ہماری خطاؤں کو محو کرنے والا ہے۔ **نغفر لکم خطلیا کم** تاکہ ہم تمہارے گناہوں کو بخش دیں۔ **و سنزید المحسنین** اور عنقریب ہم نیک لوگوں کے ثواب کو اور زیادہ کردیں گے۔ یعنی جو لوگ ایسا کریں گے وہ پہلے گناہ نہ کئے ہوں گے تو ہم ان کے درجات و منازل کو اور زیادہ کردیں گے۔ **فبدل الذین ظلموا قولا غیر الذی قیل لھم** تو جن لوگوں نے اپنے اوپر ظلم کیا تھا انہوں نے اس قول کو بدل دیا۔ امام نے فرمایا کہ سجدہ نہیں کیا جیسا کہ حق تعالیٰ نے ان کو حکم دیا تھا اور نہ وہ بات کہی جو خدا نے فرمائی تھی اور دروازہ کی جانب پشت کرکے داخل ہوئے۔ نہ خم ہوئے اور نہ داخل ہوتے وقت سجدہ کیا اور کہا کہ دروازہ کی اس قدر بلندی کے باوجود ہم کیوں خم ہو کر داخل ہوں کہ ان دونوں موسیٰ اور یوشع میں سے کوئی ہمارا مذاق اڑائے۔ اور ہم سے باطل اور مہمل باتوں کے لیے وہ سجدہ کرائیں اور داخل ہوتے وقت حطہ کے بجائے حنطہ سمقاتا کہنے لگے یعنی سرخ گندم جسے ہم اپنی غذا بنائیں گے ہم کو اس قول و فعل سے زیادہ محبوب ہے۔ **فانزلنا علی الذین ظلموا رجزا من السماء بما کانوا یفسقون** تو ہم نے ان لوگوں پر جنہوں نے ظلم کیا تھا ان کے فسق کے سبب سے آسمان سے رجز اور ایک قسم کا عذاب بھیجا اس لیے کہ انہوں نے محمدؐ و آل محمدؐ کی ولایت کے لیے اطاعت نہیں کی اور وہ رجز یہ تھا کہ ایک روز سے کم وقت میں ان میں سے ایک لاکھ چوبیس ہزار اشخاص طاعون میں مرگئے اور وہ لوگ وہ تھے جن کو خدا جانتا تھا کہ ایمان نہ لائیں گے اور توبہ نہ کریں گے وہ عذاب اس پر نازل نہیں ہوا جس کے بارے میں خدا کو علم تھا کہ توبہ کرلے گا یا اس کے صلب سے کوئی مومن پیدا ہو گا جو خدا کی اس کی یکتائی کے ساتھ عبادت کرے گا اور محمدؐ کی رسالت پر ایمان لائے گا اور علی کی ولایت کو پہچانے گا۔ پھر خدا نے فرمایا کہ **و اذا ستسقیٰ موسیٰ لقومہ** اے بنی اسرائیل اس وقت کو یاد کرو جب موسیٰ نے اپنے قوم کے لیے پانی طلب کیا جبکہ وہ لوگ موسیٰ کے پاس صحرائے تیہ میں فریاد کرتے اور روتے ہوئے پیاسے آئے اور کہا کہ ہم تشنگی کے سبب ہلاک ہوئے جاتے ہیں تو موسیٰ نے کہا کہ خداوند بحق محمدؐ سید انبیاء اور بحق علی سید اوصیاء اور بحق فاطمہ سیدۂ نساء اور بحق حسن بہترین اولیاء اور بحق حسین افضل شہداء اور ان کے خلفاء اور عترت کا واسطہ جو تمام اذکیا اور پاک لوگوں میں بہتر ہیں اپنے ان بندوں کو سیراب کر **فقلنا اضرب بعصاک الحجر** تو خدا نے وحی کی کہ اے موسیٰ اپنے عصاء کو پتھر پر مارو **فانفجرت منہ اثنتا عشرۃ علینا** جب عصاء کو پتھر پر مارا تو اس سے بارہ چشمے

جاری ہو گئے۔ **قد علم کل اناس مشربھم** یعنی اولاد یعقوب اسباط میں سے ہر قبیلہ نے اپنے پانی پینے کی جگہ معلوم کرلی تاکہ دوسرے گروہ و قبیلہ سے پانی کے بارے میں مزاحمت و منازعت نہ کریں۔ پھر خدا نے ان سے خطاب کیا کہ **کلو واشربوا من رزق اللہ** یعنی اس رزق میں سے کھاؤ اور پیو۔ **ولا تعثو فی الارض مفسدین** اور زمین میں فساد کرنے والے نہ بنو۔ **و اذ قلتم یا موسیٰ لن نصبر علی طعام واحد** اور اس وقت کو یاد کرو جبکہ تمہارے گذشتہ آباؤ اجداد نے جو موسیٰ کے زمانہ میں تھے ان سے کہا کہ ہم سے ایک قسم کے کھانے پر یعنی من و سلویٰ پر نہیں رہا جاتا۔ ہم کو دوسرے کھانوں کی ضرورت ہے جس کو مخلوط کریں۔ **فادع لنا ربک یخرج لنا مما تنبت الارض** لہٰذا اپنے پروردگار سے دعا کرو۔ کہ ہمارے لیے وہ چیزیں مہیا کرے جو زمین سے اگاتا ہے۔ **من بقلھا و قثائھا و فومھا و عدسھا و بصلھا** سبزی (ساگ پات) ککڑی لہسن (یا گندم) مسور اور پیاز میں سے **قال اتستبدلون الذی ھو ادنی بالذی ھو خیر** موسیٰ نے کہا آیا یہ چاہتے ہو کہ بہتر چیز تم سے لے لی جائے اور اس سے بدتر تم کو دی جائے۔ **اھبطو مصرا فان لکم ما سالتم** تو اتر پڑو یعنی صحرائے تیہ سے کسی شہر میں چلو وہاں تمہارے لیے جو تم چاہتے ہو سب چیزیں حاصل ہو جائیں گی۔

بنی اسرائیل محبت مصطفیٰؐ چھوڑ بیٹھے

تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں قول خدا **و اذ و اعدنا موسیٰ اربعین لیلتہ ثم اتخذ تم العجل من بعدہ و انتم ظلمون** کی تفسیر میں منقول ہے کہ امام نے فرمایا کہ موسیٰ نے بنی اسرائیل سے کہا جب خدا تم کو مصیبتوں سے نجات دے گا اور تمہارے دشمن کو ہلاک کردے گا تو میں خدا کی جانب سے تمہارے لیے ایک کتاب لاؤں گا جو اوامر و نواہی' موعظوں' مثالوں اور نصیحتوں پر مشتمل ہو گی۔ جب خدا نے ان لوگوں کو نجات دی تو موسیٰ کو حکم دیا کہ اپنی وعدہ گاہ پر آویں اور پہاڑ کے نیچے تیس روز روزہ رکھیں۔ موسیٰ کو گمان ہوا کہ تیس روز کے بعد خدا ان کو کتاب عطا فرمائے گا تو تیس روز روزہ رکھا جب تیس روز پورے ہو گئے موسیٰ نے افطار کرنے سے پہلے مسواک کی تو خدا نے ان پر وحی کی کہ اے موسیٰ شاید تم کو نہیں معلوم کہ روزہ دار کے دہن کی بو میرے نزدیک مشک کی بو سے زیادہ بہتر ہے لہٰذا دس روز اور روزہ رکھو۔ افطار کے وقت مسواک مت کرنا۔ موسیٰ نے ایسا ہی کیا۔ خدا نے وعدہ کیا تھا کہ کتاب چالیس شب و روز میں ان کو عطا فرمائے گا۔ غرض چالیس روز کے بعد کتاب ان پر نازل کی ادھر سامری نے بنی اسرائیل کے ضعیف اعتقاد لوگوں کو شبہ میں ڈالا کہ موسیٰ نے تم سے چالیس شب و روز میں واپس آنے کا وعدہ کیا تھا۔ اور اس وقت بیس دن اور بیس راتیں گذر گئیں۔ (یعنی شب و روز ملا کر چالیس کی تعداد ہو گئی) اور موسیٰ

Presented by www.ziyaraat.net/

کا وعدہ ختم ہو گیا۔ موسی نے اپنے پروردگار کو نہیں دیکھا۔ وہ تو تمہاری طرف آیا ہے اور چاہتا ہے کہ تم کو اپنے تئیں دکھا دے کیونکہ وہ قادر ہے کہ تم کو اپنی طرف بلائے بغیر اس کے کہ موسیٰ درمیان میں ہوں اور سمجھ لو کہ موسیٰ کو اس لیے نہیں بھیجا ہے کہ ان کی اس کو ضرورت تھی۔ پھر سامری نے جو گوسالہ بنایا تھا۔ پیش کیا۔ بنی اسرائیل نے کہا کیونکر گوسالہ ہمارا خدا ہو سکتا ہے۔ اس نے کہا کہ تمہارا پروردگار اس گوسالہ کے ذریعہ تم سے بات کرے گا جس طرح کہ موسیٰ کے ساتھ درخت کے ذریعہ سے ہمکلام ہوا تھا۔ پھر ان لوگوں نے گوسالہ میں سے نکلتی ہوئی آواز سنی تو کہنے لگے کہ بیشک خدا اس بچھڑے میں آگیا ہے۔ جس طرح درخت میں داخل ہو گیا تھا جب موسیٰ واپس آئے اور یہ حالات معلوم کیئے تو گوسالہ سے پوچھا کیا تیرا پروردگار تجھ میں تھا جیسا کہ یہ لوگ بیان کرتے ہیں گوسالہ گویا ہوا اور بولا میرا پروردگار اس سے منزہ ہے کہ گوسالہ یا درخت اس کو احاطہ کر سکے یا وہ کسی مکان میں ہو۔ خدا کی قسم اے موسیٰ ایسا ممکن نہیں۔ لیکن سامری نے میرا پچھلا حصہ ایک دیوار سے متصل کر کے دیوار کی دوسری جانب زمین میں لگایا پھر اپنے گمراہوں میں سے ایک شخص کو اس جگہ چھپا دیا۔ وہ میری دم کی جانب منہ ڈال کر ان سے گفتگو کرتا ہے۔ چونکہ بنی اسرائیل محمدؐ و آل محمدؐ پر صلوات بھیجنے میں سستی کرنے لگے۔ ان کی محبت سے انکار کیا۔ اور پیغمبر آخرالزمان کی پیغمبری اور ان کے برگزیدہ وصی کی امامت کے اعتقاد سے منحرف ہو گئے۔ اس وجہ سے میری عبادت کے لیے مخذول ہوئے اور مجھ کو اپنا خدا سمجھا یہ ان کی تقصیر کا سبب ہوئی کہ خدا کی توفیق ان سے زائل ہو گئی۔ یہاں تک کہ اپنے پروردگار کے امر کو جانا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ جب وہ لوگ محمدؐ اور ان کے وصی پر صلوات میں تقصیر کے سبب سے ذلیل ہوئے یعنی گو سالہ پرستی میں مبتلا ہوئے تو اے بنی اسرائیل محمدؐ اور علی کے ساتھ عداوت کرنے میں تم لوگ نہیں ڈرتے حالانکہ ان کو دیکھتے ہو اور معجزات اور دلائل تم پر ظاہر ہیں۔ **ثم عفونا عنکم من بعد ذلک لعلکم تشکرون** یعنی میں نے تمہارے آباؤ اجداد کی ابتداء میں گوسالہ پرستی کی خطا معاف کر دی شاید کہ اے زمانہ محمدؐ کے بنی اسرائیل تم شکر کرو اور اس نعمت کا جو تم پر اور تمہارے بزرگوں پر نازل کی۔ حضرت نے فرمایا کہ خدا نے ان کو معاف نہ کیا مگر اس لیے کہ ان لوگوں نے محمد اور ان کی آل طاہرہ کے واسطہ سے خدا سے دعا کی اور ان کی محبت کا اقرار کیا اس وقت خدا نے ان پر رحم کیا اور ان کی خطاؤں سے درگذر کی۔ **و اذ اتینا موسیٰ الکتاب و الفرقان لعلھم تھتدون** اس وقت کو یاد کرو کہ ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی یعنی توریت جبکہ بنی اسرائیل سے عہد لیا تھا کہ ایمان لائیں اور ہر اس حکم پر عمل کریں جو توریت میں ان پر واجب کیا گیا ہے اور ہم نے موسیٰ کو فرقان بھی دیا جو حق و باطل کو جدا کرنے والا ایک حکم ہے اور وہ حق و باطل والوں کو بھی جدا کرنے والا ہے۔ اس لیے کہ جب خداؑ نے بنی اسرائیل کو کتاب توریت اور اس پر ایمان لانے اور اس کی فرمانبرداری کرنے کی وجہ سے گرامی کیا تو اس کے بعد خدا نے موسیٰ پر وحی کی کہ اے موسیؑ وہ لوگ کتاب پر ایمان تو

لائے۔ لیکن فرقان باقی ہے جو مومنوں اور کافروں اور اہل حق اور اہل باطل میں فرق کرنے والا ہے۔ لہٰذا ان پر اس قسم کا عہد تازہ کرو کیونکہ میں نے اپنے ذات مقدس کی قسم کھائی ہے اور وہ قسم حق ہے کہ خدا کسی کے ایمان و عمل کو قبول نہیں کرتا جب تک کہ اس پر ایمان نہ لائے۔ موسیٰ نے پوچھا وہ فرقان کیا ہے۔ فرمایا کہ وہ یہ ہے کہ بنی اسرائیل سے عہد لو کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہترین خلق ہیں۔ اور پیغمبروں میں سب سے بڑے اور سب کے سردار ہیں اور یہ کہ علی ان کے بھائی اور وصی صلواۃ اللہ علیہ بہترین اوصیاء پیغمبران ہیں اور یہ کہ ان کے اولیاء اور اوصیاء خلق میں امامت کے ساتھ مقرر ہوں گے اور وہ ذات مقدسہ بھی بہترین خلق ہیں اور یہ کہ ان کے شیعہ جو اوامر و نواہی میں ان کی پیروی کریں گے وہ بہشت میں فردوس اعلیٰ کے ستارے اور جناب عدن کے بادشاہ ہوں گے تو موسیٰ نے ان سے وہ عہد لیا بعضوں نے زبان و دل سے قبول کیا اور ایمان لائے اور بعض نے صرف زبان سے کہا اور دل سے قبول نہ کیا لہٰذا نور ایمان ان کو حاصل نہ ہوا۔ یہ تھا فرقان جو حق تعالیٰ نے موسیٰ کو عطا فرمایا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ شاید تم لوگ ہدایت پاؤ گے یعنی سمجھو کہ خدا کے نزدیک بندہ کا شرف ولایت کے اعتقاد سے ہے جیسا کہ تمہارے تمہارے آباؤ اجداد نے یہ شرف پایا۔

وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِہٖ اِنَّکُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَکُمْ بِاتِّخَاذِکُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْا اِلٰی بَارِئِکُمْ فَاقْتُلُوْا اَنْفُسَکُمْ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ عِنْدَ بَارِئِکُمْ فَتَابَ عَلَیْکُمْ اِنَّہٗ ھُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ

اے بنی اسرائیل یاد کرو اس وقت کو جبکہ موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ جن لوگوں نے گوسالہ کی پرستش کی تھی کہ تم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اپنے کو ضرر پہنچایا کیونکہ گو سالہ کو اپنا خدا قرار دیا لہٰذا رجوع اور توبہ اس خدا کی جناب میں کرو جس نے تم کو پیدا کیا اور تمہاری صورت درست کی اور اپنے نفسوں کو قتل کرو یعنی وہ لوگ جنہوں نے گوسالہ کی پرستش نہیں کی ان لوگوں کو قتل کریں جن لوگوں نے پرستش کی ہے۔ یہ قتل ہونا تمہارے لیے تمہارے پیدا کرنے والے کے نزدیک بہتر ہے اس سے کہ تم دنیا میں زندہ رہو اور بخشے نہ جاؤ اور دنیا کی نعمتیں تو تم کو حاصل ہو جائیں اور آخرت میں تمہاری بازگشت جہنم کی طرف ہو اور جب کشتہ ہو گے اور توبہ کر لو گے تو خدا تمہارے قتل ہونے کو تمہارے گناہوں کا کفارہ قرار دے گا اور تم کو ہمیشہ کی بہشت میں نعمتیں عطا فرمائے گا پھر خدا نے تمہاری توبہ قبول کی قبل اس کے کہ تم سب قتل ہو جاؤ۔ اور تم کو توبہ کی مہلت دی اور تم کو عبادت کے لیے باقی رکھا۔ اور وہ یقیناً" توبہ کا بہت قبول کرنے والا اور مہربان ہے واقعہ یہ تھا کہ جب موسیٰ کے ہاتھ سے امر گوسالہ کا باطل ہونا ظاہر ہوا اور گوسالہ نے سامری کے فریب کی خبر دی تو موسیٰ نے ان لوگوں کو جنہوں نے پرستش نہیں کی تھی حکم دیا کہ ان کو قتل کر دیں جن لوگوں نے گوسالہ کی پرستی کی ہے۔ پرستش کرنے والوں میں سے بہت کم لوگوں نے انکار کیا کہ ہم نے پرستش نہیں کی تھی تو خدا نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ اس بچھڑے کو ہتھوڑے سے

Presented by www.ziyaraat.net/

ٹکڑے ٹکڑے کرکے دریا میں ڈال دیں اور اس کا پانی سب کو پلائیں جس شخص نے پرستش کی ہوگی دریا کا پانی پیتے ہی اس کے ہونٹ اور ناک سیاہ ہو جائیں گے اس طرح وہ پہچان لیے جائیں گے۔ جن لوگوں نے اس کی پرستش نہیں کی تھی وہ بارہ ہزار اشخاص تھے۔ موسیٰ نے ان کو حکم دیا کہ تلواریں لے کر میدان میں نکلیں اور گناہگاروں کو قتل کریں اس وقت منادی نے ندا کی کہ خدا کی ان لوگوں پر لعنت ہے جو اپنے ہاتھ پیروں کو حرکت دیں۔ بس خاموشی سے قتل ہو جائیں اور قتل کرنے والو میں سے جو شخص دیکھے کہ وہ کس کو قتل کر رہا ہے اور عزیز و بیگانہ میں فرق کرے وہ بھی ملعون ہے۔ یہ سن کر گنہگاروں نے سرکشی کی اور قتل ہونے کے لیے گردنیں جھکا دیں اس وقت بے قصور لوگ موسیٰ کے پاس فریاد کرتے ہوئے آئے اور کہنے لگے کہ ہم نے گوسالہ کی پرستش نہیں کی پھر بھی ہماری سزا ان سے بہت زیادہ کہ ہم کو حکم ہو رہا ہے کہ ہم اپنے ہاتھ سے اپنے ماں باپ بھائیوں اور عزیزوں کو قتل کریں اس وقت حق تعالیٰ نے موسیٰ پر وحی کی کہ میں نے ان لوگوں کو اس شدید امتحان میں اس لیے مبتلا کیا ہے کہ ان لوگوں نے ان سے علیحدگی اختیار نہ کی جنھوں نے گوسالہ کی پرستش کی تھی نہ ان سے انکار کیا نہ ان پر غضبناک ہوئے اچھا ان سے کہو کہ محمدؐ و آل محمدؐ کا واسطہ دے کر دعا کریں تاکہ میں ان پر ان لوگوں کا قتل کرنا آسان کر دوں۔ لہٰذا ان لوگوں نے دعا کی اور رسول خدا اور آئمہ ہدیٰ کے انوار سے متوسل ہوئے تو حق تعالیٰ نے ان پر آسان کر دیا کہ کوئی رنج و الم ان کے قتل سے نہیں پہنچا۔ جب وہ چھ ہزار قتل ہونا شروع ہوئے تو خدا نے ان میں سے بعض کو توفیق دی کہ ایک نے دوسرے سے کہا کہ جب محمدؐ اور ان کی آل پاک کا توسل ایسا امر ہے کہ جو شخص اس کو عمل میں لاتا ہے کسی حاجت سے ناامید نہیں ہوتا اور اس کا کوئی سوال درگاہ خدا سے رد نہیں کیا جاتا اور تمام پیغمبروں نے بلاؤں میں ان کا وسیلہ اختیار کیا ہے تو ہم کیوں نہ ان کا توسل اختیار کریں یہ مشورہ کرکے سب جمع ہوئے اور فریاد کرنے لگے کہ پالنے والے بجاہ محمد جو تیرے نزدیک گرامی ترین خلق ہیں اور بجاہ علی جو محمد کے بعد افضل و اعظم خلق ہیں اور بجاہ ذریت طیبین و طاہرین آل طٰہٰ و یٰسین تجھ کو ہم قسم دیتے ہیں کہ ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہماری لغزشوں سے درگذر فرما اور یہ قتل ہونا ہم سے برطرف کر دے' اس وقت حق تعالیٰ نے موسیٰ پر وحی کی کہہ دو کہ قتل سے لوگ ہاتھ روک لیں کیونکہ ان میں سے بعض نے مجھ سے سوال کیا اور قسم دی۔ اگر ابتداء ہی میں یہ قسم مجھ کو دیتے تو ان کو توفیق نیک عطا فرماتا اور گوسالہ پرستی سے محفوظ رکھتا اور اگر شیطان بھی مجھ کو یہ قسم دیتا یقیناً" میں اس کی ہدایت کرتا اور اگر نمرود یا فرعون ایسی قسم دیتے ان کو بھی میں نجات دیتا غرضیکہ ان سے قتل کی سزا دفع کر دی گئی۔ وہ لوگ کہتے تھے کہ افسوس ہے کہ ابتدا کار میں ہم لوگ انکار محمدؐ و ان کی آل اطہار کے توسل سے غافل رہے ورنہ خداوندعالم ہم کو اس فتنہ کے شر سے محفوظ رکھتا۔ **وَ اِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰی لَنْ نُّؤْمِنَ لَکَ حَتّٰی نَرَی اللّٰہَ جَھْرَۃً** فرمایا یعنی اس وقت کو یاد کرو جبکہ تمہارے اسلاف نے کہا کہ اے موسیٰ ہم تم پر ہرگز ایمان نہ

لائیں گے جب تک خدا کو ظاہر بظاہر نہ دیکھ لیں۔ **فاخذتکم الصاعقۃ** تو ان کو بجلی نے لے ڈالا۔ **و انتم تنظرون** اور تم ان کو دیکھتے ہی رہے۔ **ثم بعثنٰکم من بعد موتکم** پھر ہم نے تمہارے اسلاف کو ان کی موت کے بعد زندہ کیا۔ **لعلکم تشکرون** شاید کہ وہ لوگ شکر کریں۔ اس زندگی پر جس کے سبب وہ خدا کی بارگاہ میں توبہ و رجوع کر سکے اور ہم نے ان کو موت دی اور وہ ہمیشگی کی موت نہ تھی جس کی بازگشت جہنم ہو جس میں وہ ہمیشہ رہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ اس بجلی کا سبب یہ تھا کہ جب موسیٰ نے فرقان کا عہد محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پیغمبری اور علی بن ابی طالب اور تمام ائمہ طاہرین کی امامت سے ان سے لینا چاہا تو ان لوگوں نے کہا کہ ہم کو یقین نہیں کہ یہ تمہارے پروردگار کا حکم ہے ہم اس پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک ہم خدا کو ظاہر بظاہر نہ دیکھ لیں جو خود ہم کو یہ حکم دے تو ان پر بجلی گری اور ان لوگوں نے دیکھا کہ ان پر بجلی آ رہی ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ میں اپنے دوستوں کو گرامی رکھتا ہوں۔ جو میرے برگزیدہ بندوں کی تصدیق کرتے ہیں اور اس بارے میں کس کی پرواہ نہیں کرتا اور میں عذاب کرنے والا ہوں ان دشمنوں پر جو انکار و سرتابی کرتے ہیں میرے برگزیدہ بندوں کے حقوق سے اور اس بارے میں بھی کسی کی پرواہ نہیں کرتا تو موسیٰ نے ان باقی ماندہ لوگوں سے کہا جن کو بجلی سے ضرر نہیں پہنچا تھا۔ آیا قبول کرتے ہو اور اعتراف کرتے ہو۔ ورنہ تم لوگ بھی ان ہی لوگوں سے ملحق ہو جاؤ گے۔ ان لوگوں نے کہا اے موسیٰ ہم نہیں جانتے کہ ان لوگوں پر بجلی کس سبب پر گری اگر تم سچ کہتے ہو کہ محمدؐ اور ان کی آل طاہرہ کی ولایت قبول نہ کرنے کے سبب سے یہ بجلی نازل ہوئی ہے تو خدا سے بحق محمدؐ و آل محمدؐ دعا کرو کہ وہ ان لوگوں کو زندہ کر دے تاکہ ہم ان سے پوچھیں کہ کس سبب سے ان پر بجلی گری۔ موسیٰ نے دعا کی اور وہ لوگ زندہ ہو گئے۔ بنی اسرائیل نے ان سے پوچھا انہوں نے بتایا کہ یہ عذاب ہم کو اس سبب سے پہنچا کہ ہم نے محمدؐ کی پیغمبری اور علی اور ان کی ذریت کے اماموں کے اعتقاد سے انکار کیا تھا۔ پھر ہم نے مرنے کے بعد اپنے پروردگار کی سلطنت آسمانوں میں دیکھی۔ حجابات' کرسی' عرش اور دوزخ میں دیکھا وہاں کسی کی حکومت محمدؐ و علی و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام سے زیادہ جاری اور بزرگ تر نہیں پائی۔ جب ہم اس بجلی کے سبب سے مر گئے اور ہماری روحیں فرشتے جہنم کی طرف لے چلے تو محمدؐ و علی نے ملائکہ کو آواز دی کہ اس جماعت سے اپنے عذاب کو روکے رہو۔ یہ لوگ اس کی دعا سے پھر زندہ کئے جائیں گے جو ہمارے اور ہماری آل طاہرہ کے حق سے خدا سے سوال کریں گے۔ یہ آواز اس وقت پہنچی جبکہ قریب تھا کہ ہم ہاویہ میں پھینک دیئے جائیں۔ مگر یہ سن کر فرشتے ہمارے عذاب سے رک گئے یہاں تک کہ اے موسیٰ تمہاری دعا سے ہم زندہ ہوئے لہٰذا حق تعالیٰ نے محمد کے اہل عصر سے فرمایا جبکہ تمہارے ظالم بزرگ محمدؐ اور ان کی آل اطہار کے توسل سے زندہ ہوئے تو تم ان کے حق سے انکار نہ کرو اور خود سے غضب الٰہی کے سزاوار نہ بنو۔ **و اذ اخذنا میثاقکم** اس وقت کا یقین کرو جبکہ ہم نے تمہارے آباؤ اجداد سے عہد لیا کہ

Presented by www.ziyaraat.net/

اس پر عمل کریں تو ہم نے توریت میں نازل کیا اور اس مخصوص نامہ کے ساتھ جو محمدؐ اور ان کی آل یٰسین کے بارے میں بھیجا تھا کہ وہ بہترین خلق ہیں اور حق کے ساتھ دنیا میں قیام کرنے والے ہیں لازم ہے کہ تم لوگ اس کا اقرار کرو اور اپنی اولاد کو بھی اس حکم خدا سے آگاہ کرو اور ان کو مامور کرو کہ وہ اپنے فرزندوں تک یہ عہد پہنچائیں اسی طرح آخر دنیا تک عمل کیا جائے کہ پیغمبر خدا محمدؐ پر ایمان لائیں۔ اور وہ باتیں جو خدا کی جانب سے ان کے ولی علی بن ابی طالب کے حق میں حضرت فرمائیں اور جو علی کے بعد خدا کے حق کے ساتھ قیام کرنے والے آئمہ کے بارے میں ارشاد فرمائیں ان کو قبول و منظور کریں۔ لہٰذا اے بنی اسرائیل تمہارے اسلاف نے ان کو قبول کرنے سے انکار کیا۔ **و رفعنا فوقکم الطور** تو ہم نے جبرئیل کو حکم دیا تو فلسطین کے پہاڑ سے اس نے موسیٰ کے لشکر گاہ کے برابر ایک فرسخ مربع ایک ٹکڑا جدا کیا اور ان کے سروں پر لا کر ٹھہرا رکھا تو موسیٰ نے کہا کہ آیا قبول کرتے ہو جس کا میں نے تم لوگوں کو حکم دیا ہے ورنہ یہ پہاڑ تمہارے سروں پر گرا دیا جائے گا۔ تو ان لوگوں نے پناہ مانگی اور خوف جان کے سبب قبول کیا اور جن لوگوں نے دل کی رغبت و اختیار سے مانا خدا نے ان دشمنوں سے محفوظ رکھا غرض جب کیا تو سجدہ میں گر پڑے اور اپنے رخساروں کو خاک پر رکھا لیکن اکثر لوگوں نے اپنے رخساروں کو اس لیے زمین پر رکھا کہ دیکھیں کہ پہاڑ ان کے سروں پر گرتا ہے یا نہیں اور بہت کم لوگوں نے دلی رغبت سے خدا کے نزدیک عجز و انکساری سے سر کو زمین پر رکھا۔ **خذوا ما اتینا کم بقوۃ** یعنی لو اور قبول کرو جو کچھ ہم نے تم کو عطا کیا ہے ان فرائض میں سے جو ہم نے تم پر واجب کیا اس قوت کے ساتھ جو ہم نے تم کو عطا کی ہے اور شرائط تکلیف ہم نے تم میں پوری عطا کی ہے اور علتوں کو تم سے اٹھا لیا ہے۔ **و اسمعوا** اور سنو جس کا تم کو حکم دیتا ہوں۔ **قالوا سمعنا و عصینا** ان لوگوں نے کہا تمہارے قول کو ہم نے سنا اور انکار کیا یعنی اس کے بعد معصیت کی یا اسی وقت دل میں ٹھان لیا کہ اطاعت نہ کریں گے۔ **و اشربوا فی قلوبھم العجل** یعنی وہ لوگ مامور ہوئے کہ وہ پانی پئیں جس میں گوسالہ کے ٹکڑے پھینکے تھے تاکہ ظاہر ہو جائے کہ کون گوسالہ پرست ہے اور کس نے اس کی پرستش نہیں کی ہے۔ **بکفرھم** یعنی اپنے کفر کے سبب سے وہ اس پر مامور ہوئے۔ **قل بئسما یا مرکم بہ ایمانکم ان کنتم مومنین** اے محمدؐ ان سے کہو کہ اگر تم توریت پر ایمان رکھتے ہو تو سمجھ لو کہ بری چیز ہے جس کا وہ لوگ تم کو حکم دیتے ہیں یعنی تمہارا موسیٰ پر ایمان لانا تاکہ تم لوگ محمد اور علی اور ان کے اہل بیت سے جو دوستان خدا ہیں انکار کرو۔ لیکن خدا کی پناہ ہرگز توریت کا ایمان تم کو حکم نہیں دیتا کہ محمدؐ و علی سے انکار کرو بلکہ وہ تم کو حکم دیتا ہے کہ ان بزرگواروں پر ایمان لاؤ امام نے فرمایا کہ حضرت امیر المومنین نے فرمایا کہ جب موسیٰ بنی اسرائیل کی جانب واپس ہوئے اور جن لوگوں نے گوسالہ کی پرستش کی تھی ان حضرت کے پاس آئے اور توبہ و پشیمانی کا اظہار کیا تو موسیٰ نے کہا کہ کس نے بچھڑے کی پرستش کی بتاؤ کہ خدا کا حکم اس پر جاری کروں۔ سب نے انکار کیا اور ہر

ایک نے کہا کہ میں نے یہ فعل نہیں کیا بلکہ دوسروں نے کیا۔ اس وقت موسیٰ نے سامری سے کہا کہ نظر کر اپنے خدا کی جانب جس کی تو پرستش کرتا تھا اس کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے دریا میں پھینک دیتا ہوں۔ پھر حکم دیا کہ تو اس کو ہتھوڑے سے پاش پاش کرکے شیریں دریا میں ڈال دے اور بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ اس دریا کا پانی پئیں۔ تو جس نے اس کی پرستش کی تھی اگر وہ گورا چٹا تھا تو اس کی ناک اور ہونٹ سیاہ ہو گئے اور اگر وہ سیاہ فام تھا تو اس کے یہ اعضاء سفید ہو گئے۔ پھر اس وقت ان میں حکم الٰہی جاری فرمایا۔ حضرت امیر المومنین نے فرمایا کہ موسیٰ نے بنی اسرائیل سے وعدہ کیا تھا کہ جب تم لوگ فرعون سے نجات پاؤ گے تو حق تعالیٰ تمہارے لیے ایک کتاب بھیجے گا جو اوامر و نواہی پر مشتمل ہو گی اور اس میں حدود و احکام اور فرائض ہوں گے۔ جب ان لوگوں نے نجات پائی اور شام کے قریب پہنچے تو موسیٰ کتاب لائے۔ اس میں یہ لکھا تھا کہ میں اس شخص کے عمل کو قبول نہیں کرتا۔ جو محمدؐ اور علی اور ان کے آل اطہار کی تعظیم نہیں کرتا۔ اور ان کے دوستوں اور اصحاب کو گرامی نہیں رکھتا جیسا کہ حق ہے۔ اے خدا کے بندو سمجھو اور گواہ رہنا کہ محمدؐ میری مخلوق میں سب سے بہتر اور افضل اور خلائق ہیں اور ان حضرت کے بھائی علی ان کی امت میں ان کے وصی اور علم کے وارث اور جانشین ہیں اور ان کے بعد بہترین خلق ہیں اور آل محمدؐ بہترین آل پیغمبران ہیں اور ان حضرات کے اصحاب بہترین صحابہ پیغمبران ہیں اور ان کی امت بہترین امتہائے پیغمبراں ہے۔ تو بنی اسرائیل نے کہا کہ ہم یہ قبول نہیں کرتے۔ اے موسیٰ یہ تمہارے لیے سخت اور دشوار ہے بلکہ ہم اس کے شرائع قبول کرتے ہیں کہ یہ آسان ہے اور کیونکہ ہم یہ قبول کریں جبکہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا پیغمبر تمام پیغمبروں سے بہتر اور اس کی امتوں سے بہتر ہیں ہم اس گروہ کی فضیلت کا اعتراف نہیں کرتے جس کو نہ ہم نے دیکھا ہے نہ پہچانتے ہیں اس وقت حق تعالیٰ نے جبرئیل کو حکم دیا تو انہوں نے اپنے بازوؤں سے فلسطین کے ایک پہاڑ کو موسیٰ کے لشکر گاہ کے برابر جو ایک فرسخ مربع تھا اکھاڑا اور ان کے سروں پر لا کر بلند کیا اور کہا کہ جو کچھ موسیٰ تمہارے لیے لائے ہیں اس کو قبول کرو ورنہ اس پہاڑ کو تمہارے اوپر گرائے دیتا ہوں کہ تم کچل کر فنا ہو جاؤ گے۔ تو وہ لوگ بیقرار ہو کر فریاد کرنے لگے کہ اے موسیٰ ہم کیا کریں۔ موسیٰ نے فرمایا کہ خدا کا سجدہ کرو اور اپنی پیشانی اور دونوں رخساروں کو خاک پر ملو اور کہو خداوندا ہم نے سنا اطاعت کی قبول کیا۔ اعتراف کیا۔ تسلیم کیا اور راضی ہوئے۔ پھر جو کچھ موسیٰ نے ان سے کہا ان لوگوں نے عمل کیا ان میں سے اکثر لوگوں نے جو کچھ بظاہر کہا اور کیا دل میں اس کے مخالف تھے اور کہہ رہے تھے کہ ہم نے سنا اور مخالفت کی برخلاف اس کے جو کچھ زبان سے کہتے تھے اور اپنے داہنے رخسار کو زمین پر رکھے ہوئے تھے۔ لیکن خدا کی بارگاہ میں ان کا قصد عاجزی اور انکساری اور اپنے اعمال گذشتہ کی پشیمانی کا نہ تھا بلکہ یہ اس لیے انہوں نے کیا تھا کہ دیکھیں پہاڑ ان پر گرتا ہے یا نہیں پھر بائیں رخسار کو اسی قصد سے رکھا۔ تو جبرائیل نے موسیٰ سے کہا کہ ان میں سے اکثر لوگوں کو برباد

Presented by www.ziyaraat.net/

کر دوں گا کیونکہ انہوں نے ظاہری طور پر اعتراف کیا ہے اور چونکہ حق تعالیٰ بھی دنیا میں لوگوں کے ظاہر حال کے موافق سلوک کرتا ہے اس لیے ان کا خون محفوظ ہے اور وہ امان میں رہیں گے لیکن آخرت میں ان کا معاملہ خدا پر ہے کہ وہاں وہ ان کے برے اعتقاد اور فاسد نیت کے سبب سے ان پر عذاب کرے گا۔ پھر بنی اسرائیل نے دیکھا کہ وہ پہاڑ دو ٹکڑے ہوا اور ایک ٹکڑا مروارید سفید کا ہو کر آسمان کی جانب گیا اور آسمانوں کو پھاڑتا ہوا ان کی نگاہوں سے غائب ہو گیا اور دوسرا ٹکڑا آگ بن کر زمین میں چیرتا ہوا ان کی آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔ ان لوگوں نے موسیٰ سے اس کا سبب دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ جو ٹکڑا آسمان کی جانب گیا ہے وہ جا کر بہشت سے ملحق ہو گیا خدا نے اس میں بیشمار اضافہ فرمایا۔ جس کی تعداد سوائے اس کے کوئی نہیں جان سکتا اور اس نے حکم دیا کہ اس سے ان لوگوں کے قصر۔ عمارات اور منزلیں تعمیر کی جائیں جو حقیقت میں ایمان لائے ہیں۔ ان عمارتوں میں ہر ایک طرح طرح کی نعمتوں پر مشتمل ہو گی مثل درخت، باغات، میوہ جات، خوش سیرت حوروں اور ہمیشہ حسن رکھنے والے غلاموں کے جو بکھرے ہوئے موتیوں کی طرح ہوں گے۔ انہیں بہشت کے مانند وہ تمام نعمتیں حاصل ہوں گی جن کا خدا نے اپنے پرہیزگار بندوں سے وعدہ کیا ہے۔ اور وہ ٹکڑا جو زمین میں گیا۔ وہ جہنم سے ملحق ہوا اور حق تعالیٰ نے اس میں بھی بیشمار ٹکڑوں کا اضافہ کیا اور حکم دیا کہ اس سے ان کافروں کے لیے جو اس کتاب کے حکم سے منکر ہوئے قصر و مکانات اور منزلیں بنائیں جو طرح طرح کے عذاب سے بھری ہوں گے مثل آتشیں دریاؤں غسلیں و غساق کے حوضوں خون و پیپ اور میل کچیل کے رود خانوں کے اور ان میں موکلان دوزخ ان کے عذاب کے لیے ہاتھ میں گرز لیے ہوں اور تھوہڑ کے درخت اور زہردار گھاس سانپ، بچھو اور گولیاں، غلے اور زنجیریں اور تمام قسم کے عذاب اور ہر طرح کی بلائیں بھی ہوں گی۔ خدا نے اہل دوزخ کے لیے مہیا کی ہیں۔ حضرت رسولؐ نے اپنے زمانہ کے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ کیا خدا کے عذاب سے نہیں ڈرتے ان فضائل کے انکار کرنے میں جن سے خدا نے مجھ کو اور میرے پاک و پاکیزہ عترت کو مخصوص کیا ہے۔

مقتول حضرت محمدؐ کے نام سے زندہ ہو گیا

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی تفسیر میں قول خدا وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِہٖ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَۃً کے بارے میں مذکور ہے کہ حق تعالیٰ نے مدینہ کے یہودیوں سے خطاب فرمایا کہ یاد کرو اس وقت کو جبکہ موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ خدا تم کو بیشک حکم دیتا ہے کہ ایک گائے کو ذبح کرو اور اس کے کسی ٹکڑے کو مقتول کی لاش پر مارو کہ وہ بحکم خدا زندہ ہو کر بتائے کہ کس نے اس کو قتل کیا ہے۔ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جبکہ بنی اسرائیل کے ایک قبیلہ کے درمیان ایک مقتول پڑا تھا اور موسیٰ نے اس قبیلہ کے

لوگوں پر لازم کیا کہ ان کے پچاس سربرآوردہ اشخاص خداوندی قوی و شدید کی قسم کھائیں جو بنی اسرائیل کا خدا اور جو محمدؐ اور ان کی آل اطہار کو فضیلت دینے والا ہے کہ ہم لوگوں نے اس کو نہیں قتل کیا ہے اور نہ اس کے قاتل کو جانتے ہیں۔ اگر وہ لوگ قسم کھالیں اور خونبہا دے دیں تو بہتر ہے۔ اگر قسم نہ کھائیں تو قاتل کا پتہ بتا دیں تاکہ اس کے عوض اس کو قتل کیا جائے اگر قتل نہ کریں تو اس کو ایک تنگ قید خانہ میں قید کر دیں۔ غرض کہ دو میں سے ایک کام کریں۔ ان لوگوں نے کہا کہ اے پیغمبر خدا ہم قسم بھی کھائیں اور خونبہا بھی دیں حالانکہ خدا کا ایسا حکم نہیں ہے۔ یہ قصہ یوں ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک نہایت حسین و جمیل، صاحب فضل و کمال، صاحب حسب و نسب اور پردہ نشین عورت تھی۔ بہت سے لوگ اس کے خواستگار تھے۔ اس کے چچا کے تین لڑکے تھے ان میں سے جو ایک سب سے زیادہ عالم اور پرہیزگار تھا اس کے ساتھ وہ عورت راضی ہو گئی اور چاہا کہ اس کے عقد میں آ جائے اس کے دوسرے دونوں چچا زاد بھائیوں نے اس پر حسد کیا اور ایک رات اس کی ضیافت کے حیلہ سے بلا کر مار ڈالا۔ پھر اس کی لاش کو بنی اسرائیل کے سب سے بڑے قبیلے کے درمیان ڈال دیا۔ جب صبح ہوئے تو وہ دونوں بھائی جو قاتل تھے گریبان چاک کئے سر پر خاک ڈالے حضرت موسیٰ کے پاس داد خواہی کے لیے آئے حضرت نے اس قبیلہ کے تمام لوگوں کو بلا کر اس مقتول کے بارے میں دریافت کیا ان لوگوں نے کہا کہ ہم نے اس کو نہیں قتل کیا ہے اور نہ ہم جانتے ہیں کہ کس نے قتل کیا ہے۔ موسیٰ نے کہا کہ حکم خدا یہ ہے کہ تم پچاس آدمی قسم کھاؤ اور خونبہا دو یا قاتل کا پتہ بتاؤ ان لوگوں نے کہا کہ جب ہم کو قسم کھانے کے باوجود خونبہا دینا بھی ضروری ہے تو قسم کھانے سے کیا فائدہ اور خونبہا دینے کے ساتھ ہم قسم بھی کھائیں تو خونبہا دینے کا کیا نتیجہ۔ موسیٰ نے کہا تمام فائدے خدا کی فرمانبرداری میں ہیں جو کچھ وہ فرماتا ہے عمل میں لانا چاہئے ان لوگوں نے کہا کہ اے پیغمبر خدا جرمانہ اور گناہ کا الزام بہت سخت ہے حالانکہ ہم نے کوئی خیانت نہیں کی ہے اور یہ قسم بہت گراں ہے کیونکہ ہماری گردنوں پر کسی کا کوئی حق نہیں ہے۔ لہٰذا درگاہ خدا میں دعا کیجئے کہ وہ ہم پر قاتل کو ظاہر کر دے تاکہ جو مستحق ہو اس کو سزا دیجئے اور ہم جرمانہ اور سزا سے نجات پائیں۔ حضرت موسیٰ نے کہا کہ حق تعالیٰ نے اس واقعہ کا حکم مجھ سے بیان کر دیا ہے اور مجھ میں تاب نہیں ہے کہ جرأت کروں اور اس کے کسی امر کا سوال کروں بلکہ ہم لوگوں پر لازم ہے کہ اس کے حکم پر سر تسلیم خم کریں اور اپنے اوپر لازم سمجھیں اور اس پر اعتراض نہ کریں کیا تم لوگ نہیں دیکھتے ہو کہ اس نے ہم پر روز شنبہ کے روز کام کرنا اور اونٹ کا گوشت کھانا حرام کر دیا ہے تو ہم کو لازم نہیں ہے کہ اس کے حکم میں تغیر کریں بلکہ چاہئے کہ اطاعت کریں۔ حضرت نے چاہا کہ اس حکم کو ان لوگوں پر لازم قرار دیں تو حق تعالیٰ نے ان پر وحی فرمائی کہ ان کے سوال کو قبول کر لیں تاکہ میں قاتل کو ظاہر کروں ور دوسرے لوگ گناہ اور تہمت سے نجات پائیں اس لیے کہ اس سوال کی اجابت کی ضمن میں اس شخص کی روزی کو فراخ کروں گا

Presented by www.ziyaraat.net/

جو تمہاری امت کے نیک لوگوں میں سے ہے اور محمدؐ و آل محمدؐ صلوات اللہ علیہم اجمعین پر درود بھیجے اور محمدؐ کو اور ان کے بعد علی کو تمام خلائق پر فضیلت دینے کا معتقد ہے میں چاہتا ہوں کہ اس سلسلہ میں دنیا میں اس کو غنی کر دوں تاکہ محمد اور ان کی آل اطہار صلوات اللہ علیہم کے فضیلت دینے پر اس کے ثواب کا کچھ حصہ ادا ہو۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ پروردگارا مجھ سے اس کے قاتل کو بیان فرما۔ وحی آئی کہ بنی اسرائیل سے کہو کہ خدا تم سے قاتل کا پتہ اس طرح بتائے گا کہ ایک گائے کو ذبح کرو اور اس کا گوشت مقتول کی لاش پر مارو تو میں اس کو زندہ کر دوں گا اگر تم لوگ فرمان خدا کی اطاعت کرتے ہو اور جو کچھ میں کہتا ہوں اس کو عمل میں لاتے ہو ورنہ حکم اول کو قبول کرو لہٰذا قول خدا **و اذ قال موسی لقومہ ان اللہ یا مرکم ان تذبحو بقرۃ** کے معنی یہ ہیں۔ کہ موسیٰ نے ان سے کہا کہ خدا تم کو حکم دیتا ہے کہ ایک گائے کو ذبح کرو اگر اس مقتول کے قاتل کا پتہ چاہئے اور اس کے کسی حصہ کو مقتول کی لاش پر مارو تو وہ زندہ ہو جائے گا۔ اور اپنے قاتل کو بتا دے گا۔ **قالوا اتتخذ نا ھزوا قال اعوذ باللہ ان اکون من الجاھلین** ان لوگوں نے کہا کہ اے موسیٰ کیا ہم لوگوں سے مذاق کرتے ہو کہ ہم ایک کے ٹکڑے کو دوسری میت پر ماریں تو وہ زندہ ہو جائے گی۔ موسیٰ نے کہا کہ میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں کہ جاہل اور بے عقل ہوں یعنی خدا کی جانب اس چیز کی نسبت دوں جسے اس نے نہیں فرمایا ہے یا خدا کے حکم کو اپنے باطل قیاس اور اپنی ناقص عقل کے خلاف سمجھ کر انکار کر دوں جس طرح تم لوگ کرتے ہو۔ پھر فرمایا کہ کیا مرد اور عورت کا نطفہ بیان نہیں ہے اور جب دونوں رحم میں جمع ہوتے ہیں تو خدا دونوں سے زندہ انسان پیدا کرتا ہے۔ کیا ایسا نہیں ہے کہ مردہ تخم و بیج مردہ زمین میں پہنچنے سے خدا طرح طرح کی گھاس اور درخت کو زندہ کر دیتا ہے۔ **قالوا ادع لنا ربک یبین لنا ماھی** فرمایا کہ جب موسیٰ کے حجت ان پر تمام ہوئی تو ان لوگوں نے کہا کہ اے موسیٰ اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ وہ ہمارے لیے اس گائے کی صفت بیان کرے وہ گائے کیسی ہو **قال انہ یقول انھا بقرۃ لا فارض و لا بکر عوان بین ذلک فافعلوا ما تومرون** یعنی پھر موسیٰ نے اپنے پروردگار سے سوال کیا اور ان لوگوں سے کہا کہ خدا فرماتا ہے کہ وہ گائے نہ بڈھی ہو نہ بہت جواں بلکہ درمیانی عمر کی ہو تو تم جس پر مامور ہوئے ہو اسے بجا لاؤ۔ **قالوا ادع لنا ربک ما لونھا** ان لوگوں نے کہا کہ اے موسیٰ اپنے پروردگار سے سوال کرو کہ اس گائے کا رنگ بیان کرے۔ **قال انہ یقول انھا بقرۃ صفراء فاقع لونھا تسر الناظرین** موسیٰ نے خدا سے سوال کے بعد کہا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ گائے زرد ہو اور اس کی زردی خالص اور گہری ہو نہ کہ کم رنگ ہو کہ سفیدی ظاہر ہو اور نہ ایسی زیادہ رنگین ہو کہ سیاہی مائل ہو بلکہ اس کی خوش رنگی اور حسن دیکھنے والوں کو خوش اور مسرور کر دے۔ **قالوا ادع لنا ربک یبین لنا ماھی ان البقر تشابہ علینا و انا ان شاء اللہ لمھتدون** ان لوگوں نے کہا کہ اے موسیٰ اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ جس قدر اس گائے کے اوصاف بتائے گئے ان کے علاوہ اس کی کچھ اور صفت بیان کرے اس لیے کہ وہ ہم

پر مشتبہ ہو گئی ہے کیونکہ اس صفت کی بہت سی گائیں ہیں اب اگر خدا نے چاہا تو ہم اس گائے کو سمجھ لیں گے جس کے ذبح کرنے کا حکم اس نے دیا ہے۔ **قال انہ یقول انھا بقرۃ لا ذلول تثیر الارض و لا تسقی الحرث مسلمۃ لاشیۃ فیھا** موسیٰ نے کہا خدا فرماتا ہے کہ وہ گائے نہ تو اتنی سدھائی ہوئی ہو کہ زمین جوتے اور نہ زراعت میں آب پاشی کرے بلکہ ان کاموں سے اس کو علیحدہ رکھا ہو اور عیبوں سے پاک ہو یعنی اس کی خلقت میں کوئی عیب نہ ہو اور نہ اس میں اس کے اصل رنگ کے علاوہ کوئی اور رنگ ہو۔ **قالوا الئن جئت بالحق فذبحو ھا و ما کادوا یفعلون** ان لوگوں نے کہا کہ اب جا سب گائے کے اوصاف بیان ہوئے جیسا کہ حق اور سزاوار تھا۔ آسان نہ تھا کہ وہ لوگ اس گائے کی زیادہ قیمت کی وجہ سے اس حکم کی تعمیل کرتے لیکن اس کے لیے ضروری تھا اور چونکہ ان لوگوں نے موسیٰ کو متہم کیا کہ وہ اس چیز پر قادر نہیں ہیں جس کا وہ لوگ سوال کرتے ہیں اس لیے گائے ذبح کرنے پر وہ لوگ مجبور ہوئے۔ امام نے فرمایا کہ جب ان لوگوں نے ان صفات کو سنا کہا اے موسیٰ کیا ہمارے خدا نے ہم کو ایسی گائے کے ذبح کرنے کا حکم دیا ہے جو ان صفات کی ہو فرمایا ہاں حالانکہ موسیٰ نے ابتداء میں جب ان سے کہا تھا اور وہ لوگ بلاچون و چرا کسی گائے کو ذبح کر دیتے تو کافی تھا۔ اور ان کے سوال کے بعد ضرورت نہیں تھی کہ موسیٰ خدا سے گائے کی کیفیت کے بارے میں سوال کرے بلکہ چاہیے تھا کہ ان کے جواب میں فرما دیتے کہ جس گائے کو بھی ذبح کر لو کافی ہے غرض جب اس صفت کی گائے پر معاملہ ٹھہرا تو ان لوگوں نے اس کی تلاش کی کہیں نہ ملی مگر ایک جوان کے پاس جو بنی اسرائیل ہی سے تھا اور جس کو خدا نے خواب میں محمدؐ و علی اور ان کی ذریت میں سے اماموں کو دکھایا تھا ان بزگواروں نے اس سے فرمایا تھا کہ چونکہ تو ہم کو دوست رکھتا ہے اور دوسروں پر فضیلت دیتا ہے لہٰذا ہم چاہتے ہیں کہ تری جزا میں سے کچھ تجھ کو دنیا ہی میں عطا کریں۔ لہٰذا جب تیرے پاس لوگ گائے خریدنے کے لیے آئیں تو تو بغیر اپنی ماں کے مشورہ کے فروخت نہ کرنا اگر تو ایسا کرے گا تو خدا تیری ماں کو چند امور الہام فرمائے گا جو تیری اور تیرے فرزندوں کی تونگری کا باعث ہو گا۔ وہ جوان یہ خواب دیکھ کر خوش ہو گیا۔ صبح ہوئی تو بنی اسرائیل اس کے پاس گائے خریدنے کے واسطے آئے اور گائے کی قیمت پوچھی۔ اس نے کہا دو دینار لیکن کم و بیش میری ماں کو اختیار ہے ان لوگوں نے کہا ہم ایک دینار دیں گے جوان نے اپنی ماں سے مشورہ کیا اس نے کہا چار دینار پر فروخت کرو۔ اس نے بنی اسرائیل سے آکر کہا میری ماں چار دینار قیمت کہتی ہے۔ ان لوگوں نے دو ر دینار منظور کئے اس نے پھر اپنی ماں سے رائے لی۔ اس نے سو دینار کہے بنی اسرائیل نے پچاس منظور کیے اسی طرح وہ لوگ جتنی قیمت پر راضی ہوتے تھے اس کی ماں اس پر اور اضافہ کرتی جاتی تھی جس قدر وہ اضافہ کرتی تھی وہ اس کا نصف منظور کرتے تھے یہاں تک کہ اس کی قیمت اس حد کو پہنچی کہ اس گائے کی کھال کو سونے سے بھر دیں چنانچہ اسی قیمت پر ان لوگوں نے اس گائے کو خرید کیا اور ذبح کرکے اس کی دم کو پکڑ

Presented by www.ziyaraat.net/

کے جس سے آدم ابتدا میں مخلوق کہتے ہیں اور قیامت میں بھی وہ آدمی کے اجزا اس پر ترکیب پائیں گے اس مقتول کی لاش پر مارا اور کہا خداوندا بجاہ محمدؐ و آل محمدؐ صلوات اللہ علیہ اس مردہ کو زندہ اور گویا کر دے کہ وہ بتائے کہ کس نے اس کو قتل کیا تھا تو وہ شخص فوراً" صحیح و سالم اٹھ بیٹھا اور کہا اے پیغمبر خدا میرے چچا کے ان دو لڑکوں نے میری چچا زاد بہن کے بارے میں مجھ پر حسد کیا اور مجھ کو مار ڈالا اس کے بعد مجھ کو اس محلّہ میں پھینک دیا تاکہ میرا خونبہا یہاں کے رہنے والوں سے وصول کریں۔ موسٰی نے ان دونوں کو قتل کیا۔ جب پہلی بار اس گائے کے جزو کو میت پر مارا تو وہ شخص زندہ نہ ہوا۔ بنی اسرائیل نے کہا اے پیغمبر خدا وہ وعدہ کیا ہوا جو آپ نے ہم سے کیا تھا۔ حق تعالیٰ نے موسٰی پر وحی فرمائی کہ میرا وعدہ خلاف نہیں ہوتا لیکن جب تک اس گائے کی کھال کو سونے سے نہ بھریں گے اور اس کے مالک کو نہ دیں گے یہ مردہ زندہ نہ ہو گا۔ یہ سن کر ان لوگوں نے اپنے اموال کو جمع کیا حق تعالیٰ نے اس گائے کی کھال کو اور زیادہ کشادہ کر دیا یہاں تک کہ اس میں پچاس لاکھ دینار کی مقدار تک سونا بھر گیا۔ اور جب سونے کو اس جوان کے سپرد کر دیا پھر اس گائے کے عضو کو میت پر مارا تو وہ شخص زندہ ہو گیا۔ اس وقت بنی اسرائیل کے بعض لوگوں نے کہا کہ خدا کے اس مردہ کو زندہ کرنے اور اس جوان کو اس قدر مال فراواں سے غنی کرنے سے زیادہ تعجب خیز کوئی بات نہیں ہو سکتی۔ کہ میں اس کو دنیا میں پاک و بہتر زندگی عطا کروں اور بہشت میں اس کا مقام بلند کروں اور آخرت میں بھی اس کو محمدؐ اور ان کی آل اطہار کے ساتھ رکھوں تو وہ بھی ایسا ہی عمل کرے جیسا کہ اس جوان نے کیا اس نے موسٰی سے محمدؐ و علی اور ان کی آل طاہرہ کا نام سنا تھا اور ہمیشہ ان پر صلوات بھیجا کرتا تھا اور ان بزرگواروں کو جن و انس و ملائکہ پر فضیلت دیتا تھا اس سبب سے میں نے اس قدر مال اس کو عطا فرمایا تاکہ وہ نیک لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے اور اپنے دوستوں پر مہربانی کرے اور اپنے دشمنوں کو ذلیل کرے پھر اس جوان نے موسٰی سے کہا کہ اے پیغمبر خدا میں ان اموال کی حفاظت کیونکر کروں اور کیسے دشمنوں کی عداوت اور حاسدوں کے حسد سے محفوظ رہوں فرمایا کہ اس مال پر درست اعتقاد سے محمدؐ و آل محمدؐ پر درود پڑھو جیسا کہ پہلے پڑھا کرتا تھا تو خدا اس مال کی حفاظت کرے گا اگر کوئی چور، ظالم یا حاسد تیرے ساتھ بدی کا ارادہ کرے گا خدا اپنے احسان و کرم سے اس کے ضرر کو تجھ سے دفع کرے گا۔ اس وقت اس جوان نے جو زندہ ہوا تھا یہ گفتگو سنی تو کہا خداوندا میں تجھ سے بحق محمدؐ و آل محمدؐ اور ان کے انوار مقدسہ سے متوسل ہو کر تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھ کو دنیا میں باقی رکھ تاکہ میں اپنے چچا کی لڑکی سے بہرہ مند ہوں اور میرے دشمنوں اور حاسدوں کو ذلیل کر اور مجھ کو اس کے سبب سے کثیر نیکیاں روزی فرما خدا نے اسی وقت موسٰی پر وحی فرمائی کہ اس جوان کو ان کے انوار مقدسہ کے توسل کی برکت سے میں نے ایک سو تیس سال عمر عطا فرمائی کہ وہ اس مدت میں صحیح و سالم رہے گا اور اس کے قویٰ میں کمزوری نہ ہو گی اور اپنی زوجہ سے بہرمند ہو گا۔ جب یہ مدت ختم ہو جائے گی دونوں کو

ایک دوسرے کے ساتھ دنیا سے اٹھاؤں گا اور اپنی بہشت میں جگہ دوں گا جہاں وہ دونوں نعمات سے فیض یاب ہوں گے اے موسٰی اگر وہ قاتل بدبخت بھی مجھ سے اسی طرح سوال کرتے جیسا کہ اس جوان نے کیا اور ان بزرگواروں کے انوار مقدسہ سے صحیح اعتقاد کے ساتھ متوسل ہوتے تو یقیناً میں ان کو حسد سے محفوظ رکھتا اور جو کچھ ان کو عطا فرمایا تھا اس پر قانع رکھتا اور اگر اس فعل کے بعد بھی توبہ کر لیتے اور ان انوار مقدسہ سے متوسل ہو جاتے کہ میں ان کو رسوا نہ کروں تو یقیناً" ان کو رسوا نہ کرتا اور قاتل کا پتہ لگانے میں بنی اسرائیل کی خاطر کرتا اور اگر رسوائی کے بعد توبہ کر لیتے اور ان انوار پاک و پاکیزہ سے توسل کرتے تو میں ان کے اس فعل کو لوگوں کے دلوں سے فراموش کر دیتا اور مقتول کے وارثوں کے دل میں ڈال دیتا کہ وہ قصاص سے اس کو معاف رکھیں۔ لیکن ان بزرگواروں کی محبت و ولایت اور ان کی افضلیت کے ساتھ ان سے توسل کرنا جس کو چاہتا ہوں اپنی رحمت سے عطا کرتا ہوں۔ اور جس سے چاہتا ہوں اپنی عدالت سے اس کے عمال کی بدی کے سبب سے روک دیتا ہوں اور میں غالب اور حکیم خدا ہوں۔ پھر بنی اسرائیل کے اس قبیلہ نے موسٰی سے فریاد کی کہ ہم نے بوجہ فرمانبرداری اپنے تئیں پریشانی میں مبتلا کر دیا اور اپنا سب قلیل و کثیر مال اس گائے کی قیمت میں دے دیا۔ لہٰذا دعا کیجئے کہ خدا ہماری روزی کو فراخ کرے موسٰی نے کہا افسوس ہے تم پر تمہارے دل کی آنکھیں کس قدر اندھی ہیں۔ شاید تم نے اس جوان اور اس زندہ ہونے والے مقتول کی دعائیں نہیں سنیں اور نہیں دیکھا کہ کیا فائدہ ان کو حاصل ہوا تم بھی اسی طرح دعا کرو اور ان بزرگواروں کے انوار مقدسہ سے توسل حاصل کرو۔ خدا تمہارے فاقہ اور احتیاج کو بند کر دے گا اور تمہاری روزی کو فراخ کرے گا۔ تو ان لوگوں نے کہا خداوندا ہم لوگ تجھ سے التجا کرتے ہیں اور تیرے فضل و کرم پر بھروسہ رکھتے ہیں لہٰذا بحق محمدؐ و علی و فاطمہ و حسن و حسین و ائمہ طاہرین ہمارے فقر و احتیاج کو زائل کر دے۔ اس وقت حق تعالیٰ نے موسیٰ پر وحی فرمائی کہ ان سے کہیں کہ فلاں خرابہ میں جائیں اور فلاں مقام کو کھودیں اس جگہ ایک کروڑ دینار مدفون ہیں اس کو لے لیں اور جن جن اشخاص سے گائے کی قیمت وصول کی گئی ان کو واپس دے دیں اور باقی اپنے درمیان تقسیم کر لیں تاکہ ان کے مال میں اور اضافہ ہو جائے اس جزاء میں کہ ارواح مقدسہ محمدؐ و آل محمدؐ سے متوسل ہوئے اور تمام مخلوق پر ان کے فضل و کرامت کی زیادتی کا اعتقاد کیا اسی قصہ پر قول خدا **و اذ قتلتم نفسا فادٰرء تم فیھا** کا اشارہ ہے یعنی اس وقت کو یاد کرو اے بنی اسرائیل جبکہ تم نے ایک شخص کو قتل کیا اور قاتل کے بارے میں اختلاف کیا اور تم میں سے ہر ایک نے الزام قتل سے اپنے کو بری اور دوسرے کو ملزم قرار دیا۔

Presented by www.ziyaraat.net/

حضرت خضر کا ذکر محمدؐ مصطفیٰ کرنا

خضر نے پوچھا تم کون ہو موسٰی نے کہا میں موسٰی ہوں کہا پسر عمران جس سے خدا ہمکلام ہوا کہا ہاں پوچھا کس کام سے آئے ہو کہا اس لیے کہ آپ کے علم میں سے کچھ میں بھی سیکھوں کہا میں ایسے امر پر موکل ہوا ہوں جس کی تاب تم نہیں رکھتے پھر خضر نے محمدؐ و آل محمدؐ کے حالات اور ان کی بلاؤں کا موسٰی سے تذکرہ کیا اور دونوں بزرگوار بہت روئے اور محمدؐ و علی و فاطمہ و حسن و حسین اور ان کی ذریت سے اماموں کی اس قدر فضیلتیں بیان کیں کہ موسٰی بار بار کہتے تھے کہ کیا اچھا ہوتا کہ میں بھی امت محمد میں سے ہوتا۔ پھر حضرت صادق نے کشتی اور لڑکے اور دیوار کا قصہ بیان کیا اور فرمایا کہ اگر موسٰی صبر کرتے تو خضر تعجب خیز ستر امور ان کو دکھاتے۔ اور دوسری روایت میں فرمایا کہ خدا موسٰی پر رحمت فرمائے کہ خضر سے عجلت کی اور اگر صبر کرتے تو یقیناً بہت سے عجیب امور دیکھتے جو کبھی نہیں دیکھے تھے اور دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ رب کعبہ کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر میں موسٰی اور خضر کے درمیان ہوتا تو میں ان کو آگاہ کرتا کہ میں ان دونوں سے زیادہ جاننے والا ہوں اور یقیناً ان کو چند ایسی باتوں کی خبر دیتا جو ان کے علم میں نہ تھی۔ اس لیے خدا نے موسٰی اور خضر کو علم گذشتہ عطا فرمایا تھا اور ہمارے پاس آئندہ قیامت تک کا علم ہے جو پیغمبروں کی وراثت سے ہم تک پہنچا ہے۔

حضرت موسٰی کو حضرت محمدؐ مصطفیٰ کے متعلق وصیت

اے موسٰی میں تم کو وصیت کرتا ہوں صاحب شتر سرخ کے بارے میں وہ پاکیزہ طبعیت' پاکیزہ اخلاق' گناہوں اور برائیوں سے مطہر ہو گا اس کے اوصاف تمہاری کتاب میں ہیں کہ وہ خدا کی تمام کتابوں پر ایمان لانے والا اور گواہی دینے والا ہے وہ رکوع و سجود کرنے والا ثواب کی جانب رغبت کرنے والا اور عذاب سے ڈرنے والا ہو گا مساکین اور محتاج لوگ اس کے بھائی ہوں گے۔ اس کے انصار و مصاحب غیر قبیلہ کے ہوں گے اور اس کے زمانہ میں تنگیاں' شدتیں' فتنے' فسادات اور مال کی کمی ہو گی اس کا نام احمد۔ محمدؐ اور امین ہے اور وہی گذشتہ پیغمبروں کا خلاصہ ہو گا۔ وہ خدا کی تمام کتابوں پر ایمان لائے گا اور جمیع پیغمبروں کی تصدیق کرے گا۔ اور ان تمام پیغمبروں کی خلوص کے ساتھ شہادت دے گا اور اس کی امت ایسی امت ہے جس پر رحم کیا گیا ہے اور بابرکت ہے تاکہ اس کے دین پر باقی رہے اور اس کے دین کو ضائع نہ کرے ان لوگوں کو چند ایسی ساعتیں معلوم ہیں جو اس غلام کی طرح نمازیں ادا کریں گے جو اپنے

زیادہ وقت کو اپنے آقا کی خدمت میں صرف کرتا ہے لہٰذا اس پیغمبر کی تصدیق کرو اور اس کے طریقوں کی پیروی کرو کیونکہ وہ تمہارا بھائی ہے۔ اے موسٰی وہ امی ہے کسی سے پڑھنا نہ سیکھے گا وہ ایک نیک بندہ ہے وہ جس چیز میں ہاتھ ڈال دے گا۔ میں اس میں برکت دوں گا اور اس کے علم میں بھی برکت و زیادتی عطا کروں گا اس کو میں نے خود بابرکت خلق کیا ہے اسی کے زمانہ میں قیامت قائم ہو گی۔ اسی کی امت پر دنیا کا خاتمہ کروں گا لہٰذا بنی اسرائیل کے ظالم لوگوں کو حکم دو کہ اس کے نام کو میری کتابوں سے محو نہ کریں حالانکہ میں جانتا ہوں کہ وہ مٹا دیں گے اس کی محبت میرے نزدیک ایک بہت بڑی نیکی ہے۔ میں اس کے ساتھ ہوں اس کے مددگاروں میں سے ہوں وہ میرے لشکر میں سے ہے اور میرا لشکر تمام لشکروں پر غالب ہے۔ غرض میرا کلمہ اور میری تقدیر پوری ہو چکی ہے کہ یقیناً" اس کے دین کو تمام دینوں پر غالب کر دوں گا تاکہ ہر مکان میں لوگ میری یکتائی کے ساتھ پرستش کریں اور میں اس پر ایسا قرآن نازل کروں گا جو علوم کا مجموعہ اور باطل سے حق کو جدا کرنے والا ہو گا اور شیطان کے وسوسوں سے دلوں کو شفا بخشنے والا ہو گا لہٰذا اے پسر عمران تم اس پر صلوات بھیجو کیونکہ میں اور میرے فرشتے اس پر صلوات بھیجتے ہیں۔

ولی اللہ حضرت محمدؐ مصطفیٰ ہیں

حدیث معتبر میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ شیطان ایک روز حضرت موسٰی کے پاس آیا۔ جس وقت کہ وہ اپنے پروردگار سے مناجات کر رہے تھے۔ ایک فرشتہ نے اس سے کہا کہ ایسی حالت میں تو ان سے کیا امید رکھتا ہے۔ شیطان نے کہا کہ میں وہی امید رکھتا ہوں جو ان کے پدر (آدم) سے رکھتا تھا۔ جبکہ وہ بہشت میں تھے۔ امام نے فرمایا کہ ان موعظوں میں سے کچھ یہ ہیں جو حق تعالیٰ نے موسٰی سے فرمائے یعنی کہا اے موسٰی میں نماز اس کی قبول کرتا ہوں جو تواضع اور فروتنی کرتا ہے میری عظمت کے لیے اور اپنے دل پر میرا خوف لازم کر لیتا ہے اور اپنا دن میری یاد میں گزارتا ہے اور رات اپنے گناہوں کے اقرار میں بسر کر لیتا ہے اور میرے ولیوں اور دوستوں کے حق کو پہچانتا ہے موسٰی نے پوچھا خداوندا ولیوں اور محبوں سے کیا تیری مراد ابراہیم و اسحٰق اور یعقوب سے ہے فرمایا کہ اے موسٰی وہ لوگ ایسے ہی ہیں اور میرے دوست ہیں مگر میری مراد ان سے نہیں بلکہ میرا مقصود وہ ہے جس کے لیے آدم و حوا کو میں نے بنایا اور بہشت و دوزخ کو پیدا کیا۔ موسٰی نے کہا اے میرے پروردگار وہ کون ہے فرمایا کہ محمدؐ۔ اور اس کا نام احمد ہے اور اس کے نام کو میں نے اپنے نام سے مشتق کیا ہے اس لیے کہ میرا ایک نام محمود ہے موسٰی نے کہا خداوندا مجھ کو ان کی امت میں قرار دے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسٰی جب ان کو پہچان لو گے اور ان کی امت اور ان کے اہل بیت کی میرے نزدیک قدر و منزلت سمجھ لو گے تو تم ان کی امت میں ہو۔

Presented by www.ziyaraat.net/

یقیناً" میری تمام مخلوق میں ان کی اور ان کے اہل بیت کی مثال تمام باغوں میں فردوس کی سی مثال ہے جس کی پتیاں کبھی خشک نہیں ہوتیں اور جس کا مزہ تبدیل نہیں ہوتا جو شخص ان کے اور ان کے اہل بیت کے حق کو پہچانے اس کے لیے نادانی کے نزدیک دانائی اور تاریکی کے نزدیک روشنی قرار دوں گا اس کی دعا قبول کروں گا قبل اس کے کہ وہ مجھ سے دعا کرے اور عطا کروں گا قبل اس کے کہ مجھ سے سوال کرے۔

حضرت موسیٰ کی تختیاں حضرت محمد مصطفیٰؐ کے پاس

دوسری معتبر حدیث میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب موسیٰ نے لوحوں کو زمین پر پھینک دیا تو ان میں سے کچھ ایک پتھر سے ٹکرا کر ٹوٹ گئیں اور اس پتھر کے اندر چلی گئیں اور اس میں محفوظ ہو گئیں۔ یہاں تک کہ حضرت رسولؐ مبعوث ہوئے تو اس پتھر نے اپنے کو حضرت تک پہنچایا۔ اور اس بارے میں بہت سی حدیثیں ہیں کہ کوئی کتاب کسی پیغمبر پر نازل نہیں ہوئی اور کوئی معجزہ خدا نے کسی پیغمبر کو نہیں دیا مگر یہ کہ وہ سب اہل بیت رسالت کے پاس ہیں۔ انشاء اللہ وہ حدیثیں اس کے باب میں اپنے مقام پر ذکر کی جائیں گی۔ (۲)

بنی اسرائیل کو نجات صلوات بر محمدؐ کے صدقے میں

تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں زیر آیہ **و اذ نجینا کم من ال فرعون الخ** (پ۱۴) مرقوم ہے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے کہ اے بنی اسرائیل تم اس وقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے تم کو یعنی تمہارے اسلاف کو قوم فرعون کے ہاتھوں سے چھڑایا اور آل فرعون (وہ لوگ تھے جو فرعون کے مذہب اور دین کی قرابت کے سبب سے اس سے منسوب تھے) کہ وہ تم کو سخت عذابوں میں مبتلا کرتے تھے اور بڑی تکلیفیں پہنچاتے تھے۔ منجملہ ان عذاب ہائے شدیدہ کے جو فرعون کے ہاتھ سے بنی اسرائیل کو پہنچتے تھے یہ تھے کہ ان کو عمارتوں کے بنانے اور مٹی گارے کے کاروبار کی تکلیف دیتا تھا۔ اور بھاگنے کے خوف سے پاؤں میں بیڑیاں ڈالنے کا حکم دیا تھا کہ اسی حال میں سیڑھیوں کی راہ کوٹھوں پر گارا لے کر چڑھا کریں۔ بعض وقت کوئی سڑھیوں پر سے گر پڑتا تھا تو وہ فوراً" مرجاتا تھا یا اس کو سخت چوٹیں آتی تھیں اور وہ لوگ ان کے گرنے اور مرنے کی کچھ پرواہ نہ کرتے تھے۔ یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ پر وحی نازل کی کہ اے موسیٰ ان سے کہہ دے کہ وہ محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیجے بغیر کسی کام کو شروع نہ کیا کریں تاکہ یہ کام ان پر سہل معلوم ہو اور جو کوئی درود بھیجنا بھول جائے اور گر کر مجروح ہو جائے اس کے لیے حکم دیا تھا کہ

اگر اس کو ممکن ہو تو خود محمدؐ و آل محمدؐ پر درود اپنے اوپر پڑھ لے، اگر اس سے نہ ہو سکے تو کوئی دوسرا اس پر پڑھے جب ایسا کیا جائے گا تو وہ فوراً" تندرست ہو جائے گا، اور اس کو گرنے سے کچھ ضرر نہ پہنچے گا۔ الغرض وہ ایسا ہی کرتے تھے اور صحیح و سالم رہتے تھے۔ **یذبحون ابناء کم** تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے تھے اور اس کا باعث یہ تھا کہ فرعون کو جتلایا گیا تھا کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہو گا کہ تیری ہلاکت اور تیری سلطنت کا زوال اس کے ہاتھ سے وقوع میں آئے گا۔ اس لیے اس نے حکم دیا تھا کہ بنی اسرائیل میں جو لڑکا پیدا ہو قتل کیا جائے یہ حال دیکھ کر تمام عورتیں دائیوں کو رشوتیں دیتی تھیں تاکہ وہ ان کی چغلی نہ کھائیں اور ان کے حمل کے ایام پورے ہو جائیں۔ جب بچہ پیدا ہو جاتا تو اس کو جنگل میں یا کسی پہاڑ کے غار میں یا کسی اور پوشیدہ مقام میں ڈال دیا کرتی تھیں اور اس پر دس بار درود بر محمدؐ و آل محمدؐ پڑھ کر دم کیا کرتی تھیں۔ اس کی برکت سے پروردگار عالم ایک فرشتے کو اس لڑکے کی پرورش کے لیے مقرر فرماتا تھا اور اس کی ایک انگلی سے دودھ پیدا ہوتا تھا جس کو وہ چوستا تھا اور دوسری انگلی سے نرم کھانا نکلتا تھا جو اس کی غذا بنتا تھا۔ یہاں تک کہ اسی طرح بنی اسرائیل نے پرورش پائی اور اس ترکیب سے جن بچوں نے پرورش پائی اور سلامت رہے ان کی تعداد قتل شدہ بچوں سے بہت زیادہ تھی۔ **"و کان من سلم منھم و نشاء اکثر ممن قتل"** **"و یستحیون نساء کم"** اور تمہاری عورتوں (لڑکیوں) کو زندہ رکھتے تھے، یعنی ان کو نہ مارتے تھے اور اپنی لونڈیاں بناتے تھے۔ تب بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ سے جا کر فریاد کی کہ وہ ہماری بیٹیوں اور بہنوں کو اپنی بیویاں بناتے ہیں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان لڑکیوں کو حکم دیا کہ جب ان کی نسبت اس قسم کا ارادہ کیا جائے تو وہ محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیجا کریں۔ القصہ خدا ان عورتوں سے فرعونوں کے شر کو دور کرتا تھا کہ یا تو ان کو کسی شغل میں مشغول کر دیتا یا کسی بیماری حادثے میں گرفتار کرتا یا اس پر کوئی خاص لطف فرماتا۔ پس کوئی عورت بنی اسرائیل میں سے ان کی زوجیت میں نہ آئی بلکہ حق تعالیٰ نے محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیجنے کی برکت سے ان عورتوں سے اس فعل بد کو دور کیا۔ پھر خدا فرماتا ہے۔ **وفی ذالکم بلاء من ربکم عظیم** اور تم کو اس نجات دینے میں تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے لیے بڑی بھاری نعمت تھی۔ (خلاصہ کلام) یہ کہ اللہ تعالیٰ اولاد یعقوب سے فرماتا ہے کہ جب تمہارے باپ دادا پر سے محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیجنے سے بلائیں رد اور خفیف ہو جایا کرتی تھیں تو کیا اتنا نہیں سمجھتے کہ اب جب تم ان کو مشاہدہ کرو اور ان پر ایمان لاؤ تو خدا کی نعمتیں تم پر بہت زیادہ ہوں گی اور اس کا فضل بدرجہ اتم تمہارے شامل حال ہو گا۔ (آثار حیدری ترجمہ تفسیر امام حسن عسکری ص ۲۱۴ طبع لاہور)

بنی اسرائیل حضور اکرمؐ کا نام لے کر دریا عبور کر گئے

Presented by www.ziyaraat.net/

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل سے مخاطب ہو کر ارشاد فرماتا ہے۔ **و اذ فرقنا بکم البحر** تم اس وقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے دریا کے پانی کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ایک ٹکڑا دوسرے ٹکڑے سے الگ ہو گیا تھا۔ **فانجینا کم و اغرقنا آل فرعون و انتم تنظرون** اور وہاں سے تم کو نجات دی اور فرعون کو اس کی قوم سمیت اس میں غرق کر دیا اور تم ان کو ڈوبتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ اور اس کا قصہ اس طرح پر ہے کہ جب حضرت موسٰی دریا کے کنارے پر پہنچے تو خدا نے ان پر وحی نازل کی کہ بنی اسرائیل سے کہہ دے کہ از سر نو میری توحید کی شہادت دیں اور محمدؐ جو میرے بندوں اور کنیزوں کا سردار ہے' اس کے ذکر کو اپنے دلوں میں گزاریں اور اس کے بھائی علی اور اس کی آل اطہار کی ولایت کا اپنے نفسوں میں اعادہ کریں۔ پھر یہ کلمات اپنی زبان پر جاری کریں۔ **"اللھم بجا ھھم فجوزنا علی متن ھذا الماء"** اے اللہ ان حضرات کی قدر و منزلت کا واسطہ ہم کو اس پانی کے اوپر سے گزار دے۔ اسی وقت یہ پانی تمہارے لیے سخت زمین کی صورت میں تبدیل ہو جائے گا۔ حضرت موسٰی نے یہ فرمان ایزدی ان کو پہنچایا' یہ حکم سن کر کہنے لگے' اے موسٰی تم وہی باتیں ہم پر ڈالتے ہو جن کو ہم برا سمجھتے ہیں' تم کو معلوم ہے کہ ہم موت ہی کے ڈر سے قوم فرعون سے بھاگ کر آئے ہیں۔ اب تم کہتے ہو کہ یہ کلمات کہہ کر اس دریائے بے پایاں میں جا پڑیں اور ہم نہیں جانتے کہ اگر ہم ایسا کریں تو ہمارا کیا حال ہو گا۔ تب **"کالب بن یوحنا"** حضرت موسٰی کے پاس آئے اور وہ گھوڑے پر سوار تھے اور اس خلیج کا عرض چار فرسخ تھا اور آ کر حضرت موسٰی سے عرض کی کہ یا نبی اللہ' کیا آپ کو خدا نے حکم دیا ہے۔ ہمارے بارے میں کہ ہم ان کلمات کی تلاوت کریں اور پانی میں چلے جائیں۔ فرمایا۔ "ہاں" پھر انہوں نے عرض کی کہ آپ مجھ کو ایسا کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ حضرت موسٰی نے فرمایا۔ "ہاں۔"

یہ سن کر کالب بن یوحنا نے کچھ توقف کیا اور اپنے دل میں واحدانیت الٰہی اور نبوت محمدی اور ولایت علی و آل احمدی علیہم السلام کی تجدید کی جس کا ان کو حکم دیا گیا تھا' پھر یہ دعا **اللھم بجاھھم حرزنی علی متن ھذا لما** پڑھ کر اپنے گھوڑے کو پانی میں ڈال دیا۔ ان کا گھوڑا سطح آب پر دوڑتا جاتا تھا اور پانی ان کے نیچے زمین کی طرح معلوم ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ خلیج کے پاس جا پہنچے۔ پھر دوبارہ گھوڑا اڑا کر واپس آئے اور بنی اسرائیل سے کہنے لگے کہ تم حضرت موسٰی کا کہنا مانو' یہ دعا درہائے جنت کی کنجی اور دوزخ کے دروازوں کا قفل اور رزقوں کے نازل ہونے کا باعث اور رضائے خداوند خلائق و مہربان کو اس کے بندوں اور کنیزوں کی طرف کھینچ لانے والی ہے۔ ہرچند اس شخص نے سمجھایا مگر بنی اسرائیل نے نہ مانا اور کہا کہ ہم تو زمین پر چلیں گے اس وقت خدا نے وحی کی۔ "اے موسٰی **اضرب بعصاک البحر**" اپنے عصا کو دریا پر مارو' اور یہ کلمات زبان پر جاری کرو۔ **"اللھم بجاہ محمد و الہ الطیبین لما فلقتہ"** یعنی اے خدا مرتبہ محمدؐ و آل محمدؐ کا واسطہ اس دریا کو پھاڑ دے۔ حضرت موسٰی نے ایسا ہی کیا اور دریا کا پانی ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور خلیج کے

دوسرے کنارے تک زمین نظر آنے لگی' تب حضرت موسٰی نے اپنے قوم کو اس میں داخل ہونے کا حکم دیا' انہوں نے جواب دیا کہ یہ زمین تو گیلی ہے۔ ہم ڈرتے ہیں کہ کہیں اس میں دھنس نہ جائیں' اس وقت فرمان خدا یوں نازل ہوا کہ اے موسٰی یہ دعا پڑھ **اللھم بحق محمد و الہ الطیبین جففھا** یعنی اے خدا محمدؐ اور ان کی آل اطہار کا واسطہ اس زمین کو خشک کر دے۔ حضرت موسٰی نے اسی طرح دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے بادصبا کو اس زمین پر بھیجا وہ فوراً خشک ہو گئی۔ جب کلیم اللہ نے اپنی قوم سے کہا کہ اب تو داخل ہو' وہ بولے یا نبی اللہ ہم "بارہ قبیلے" بارہ باپوں کی اولاد ہیں' اگر ہم اس میں داخل ہوں تو ایک فریق دوسرے فریق پر سبقت کرنے کی خواہش کرے گا۔ اس لیے ہم کو خوف ہے کہ باہم فساد نہ ہو جائے۔ اگر ہر ایک فریق کے لیے الگ الگ راستہ ہو تو ہم اس خوف سے مطمئن ہو جائیں' جب بارگاہ خداوندی سے یہ حکم صادر ہوا کہ اے موسٰی اپنے عصا کو دریا پر اس سمت میں ان کے بارہ فرقوں کی تعداد کے موافق بارہ دفعہ مارو اور زبان سے یوں دعا کرو' اے خدا محمدؐ اور ان کی آل اطہار کے مرتبے کا واسطہ زمین کو ہمارے لیے ظاہر کر اور پانی کو ہماری طرف آنے سے روک دے۔ حضرت موسٰی نے ایسا ہی کیا اور دریا میں "بارہ راستے" ہو گئے اور بادصبا نے زمین کو خشک کر دیا۔ اس وقت حضرت موسٰی نے بنی اسرائیل کو داخل ہونے کا حکم دیا۔ وہ بولے ہم میں سے ہر ایک فریق اپنے اپنے کوچہ میں داخل ہو گا اور ایک کو دوسرے کے حال سے اطلاع نہ ہو گی کہ اس پر کیا گذری۔ تب خدا نے فرمایا کہ اے موسٰی پانی کے ان ٹیلوں پر جو ان راستوں کے مابین حائل ہیں اپنا عصا مارو اور یوں دعا کرو۔ "اے خدا محمدؐ اور اس کی آل اطہار کے مرتبے کا واسطہ اس پانی میں بڑے بڑے طاق بنا دے جن میں سے ہر ایک دوسرے کو دیکھتے رہیں۔" حضرت موسٰی نے ایسا ہی کیا اور بڑے بڑے وسیع طاق پانی میں پیدا ہو گئے تاکہ وہ ایک دوسرے کو دیکھ سکیں' آخر کار وہ دریا میں داخل ہوئے اور جب وہ خلیج کے دوسرے کنارے پر پہنچ گئے تو فرعون اور اس کی قوم بھی آ کر دریا میں داخل ہو گئی۔ جب اگلے آدمی نے دریا کے آخری سرے پر پہنچ کر باہر نکلنے کا ارادہ کیا اور ادھر سب سے پچھلا آدمی دریا میں داخل ہو چکا تو خدا کے حکم سے دریا کے طبقے آپس میں مل گئے اور وہ سب اس میں غرق ہو گئے اور حضرت موسٰی کے ہمراہی ان کو غرق ہوتے دیکھ رہے تھے۔ اسی سبب سے حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ **"و اغرقنا آل فرعون و انتم تنظرون"** یعنی ہم نے آل فرعون کو غرق کیا اور اس وقت تم ان کو دیکھ رہے تھے۔

اب اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے جو بنی اسرائیل میں سے حضرت محمد مصطفیؐ کے زمانے میں موجود تھے فرماتا ہے کہ جب میں نے محمدؐ کی بزرگی اور کرامت کے سبب تمہارے بزرگوں کے ساتھ یہ تمام نیک سلوک کئے' اور موسٰی نے ان کے توسل سے دعا کی اب کہ تم نے خود ان کو دیکھ لیا تو تم اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ محمد و آل محمد پر ایمان لانا تم پر واجب اور لازم ہے۔ (آثار حیدری ترجمہ تفسیر حضرت امام حسن عسکری ص۲۱۶)

Presented by www.ziyaraat.net/

رویئت کا سوال کرنے والے حضور اکرمؐ کے صدقے میں زندہ ہو گئے

عرض کرنے لگے میرے پالنے والے یہ میری قوم کے لوگ ہیں انہیں میں لایا تھا۔ خدایا ان کی خطا معاف فرما اور ان کو پھر زندہ کر دے تاکہ میں انہیں اپنے ہمراہ لے کر واپس جاؤں۔ چنانچہ خداوند عالم نے بتصدق محمدؐ و آل محمدؐ انہیں زندہ کر دیا۔ ایک روایت میں ہے کہ کچھ لوگ موسیٰ کے ہمراہیوں میں سے مر گئے تھے اور کچھ بیہوش ہو کر بچ گئے تھے۔ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام زیر آیہ **"اذ قلتم یا موسی لن نومن لک حتی نری اللہ جھرۃ"** ارشاد فرماتے ہیں کہ اس کا واقعہ اس طرح ہے کہ جب حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل سے فرقان یعنی اہل حق اور اہل باطل کے درمیان فرق کرنے والی چیز یعنی محمدؐ کی نبوت اور علی اور آئمہ طاہرین کی امامت کا عہد لیا تو انہوں نے جواب دیا کہ اے موسیٰ ہم تیری اس بات کو قبول نہ کریں گے یہ کہ خدا کی طرف سے ہے۔ جب تک کہ خدا کو ظاہر طور پر اپنی آنکھوں سے مشاہدہ نہ کر لیں اور وہ خود ہمارے سامنے اس امر کی ہم کو خبر نہ دے۔ تب بجلی ان پر گری اور وہ اس کو آسمان سے اپنی طرف اترتے ہوئے دیکھ رہے تھے اور خدا نے فرمایا' اے موسیٰ میں اپنے دوستوں اور برگزیدہ لوگوں کی تصدیق کرنے والوں کی عزت کرتا ہوں اور کچھ پرواہ نہیں کرتا اور ایسا ہی اپنے دشمنوں کو جو میرے اصفیاہ (برگزیدگان) کے حقوق کو دفع کرتے ہیں عذاب دیتا ہوں اور کچھ پرواہ نہیں کرتا' اس وقت موسیٰ نے باقی لوگوں سے جن پر بجلی نہیں گری تھی فرمایا کہ تم اس باب میں کیا کہتے ہو؟ اور اس کے مقر ہوتے ہو' ورنہ تم بھی انہیں کے ساتھ ملحق ہو گے۔ انہوں نے جواب دیا کہ اے موسیٰ ہم کو معلوم نہیں کہ ان پر یہ مصیبت کس وجہ سے وارد ہوئی' یہ بجلی جو تیرے سبب سے ان پر گری ہے۔ منجملہ آفات زمانہ کے ایک آفت ہے۔ جو نیکوکاروں اور بدکاروں سب ہی پر پڑا کرتی ہے اور اگر یہ صرف محمدؐ و علی اور ان کی آل اطہار کے باب میں تمہاری تردید کرنے کی وجہ سے ان پر وارد ہوئی تو تم اپنے پروردگار سے محمدؐ اور ان کی آل اطہار کا جن کی تم ہم کو دعوت کرتے ہو' واسطہ دے کر دعا کرو کہ وہ ان ضعیف لوگوں کو زندہ کرے تاکہ ہم ان سے دریافت کریں کہ یہ مصیبت تم پر کس لیے وارد ہوئی۔ تب حضرت موسیٰ نے ان حضرات طاہرین کا واسطہ دے کر دعا کی اور خدا نے ان کو زندہ کر دیا اور حضرت موسیٰ نے ان لوگوں سے کہا کہ تم ان سے اس مصیبت کے وارد ہونے کی وجہ دریافت کر لو۔ جب ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ اے بنی اسرائیل یہ مصیبت ہم پر اس لیے وارد ہوئی کہ ہم نے نبوت محمدؐ کا اقرار کرنے کے بعد امامت علی کے اعتقاد کرنے سے انکار کیا تھا اور ہم نے اپنے مرنے کے بعد دیکھا کہ آسمانوں اور حجابوں اور عرش و کرسی اور بہشت و دوزخ تمام ممالک پروردگار میں محمدؐ و علی و فاطمہ و حسن و حسین سے بڑھ کر کسی کا حکم نہیں

چلتا اور سب پر انہیں کو غلبہ حاصل ہے۔ جب ہم اس بجلی کے صدمے سے مر گئے تو فرشتے ہم کو آتش دوزخ کی طرف لے گئے۔ اسی اثناء محمدؐ اور علی نے ان فرشتوں کو پکارا' ان لوگوں پر سے اس عذاب کو ہٹا لو۔ کیونکہ ان کے لیے ہمارے اور ہماری آل اطہار کے توسل سے دعا کی جائے گی اور خدا ان کو دوبارہ زندہ کرے گا۔ اس وقت تک ہم کو ہاویہ میں نہیں ڈالا گیا تھا اور روک رکھا تھا۔ یہاں تک کہ اے موسیٰ بن عمران حضرت محمدؐ اور ان کی آل اطہار کے توسل سے تمہارے دعا کرنے کے سبب سے خدا نے ہم کو زندہ کر دیا۔

الغرض اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے جو آنحضرتؐ کے عہد نبوت میں موجود تھے مخاطب ہو کر فرماتا ہے کہ جب محمدؐ اور ان کی آل اطہار کا واسطہ دے کر دعا کرنے سے تمہارے بزرگوں کی جو اپنے گناہ کے باعث بجلی کے صدمے سے ہلاک کئے گئے تھے خطا معاف ہو گئی اور خدا نے ان کو دوبارہ زندہ کر دیا تو تم پر واجب و لازم ہے کہ تم ایسے حرکات سے معترض نہ ہو جو ان کی ہلاکت کا باعث ہوئے تھے۔ (تفسیر امام حسن عسکری)

رجعت کا ذکر

بسند حسن منقول ہے کہ حمران نے حضرت امام محمد باقر سے پوچھا کہ کیا کوئی بنی اسرائیل میں ایسی بھی رہی ہے جس کی نظیر اس امت میں نہیں ہے؟ فرمایا کوئی بات ایسی نہیں گذری۔ اس کے بعد اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ وہ لوگ دوبارہ زندہ ہوئے اور اتنی دیر زندہ رہے کہ اور لوگوں نے ان کو (اچھی طرح) دیکھا۔ پوچھا کہ اسی روز مر گئے یا اپنے مکانوں کو واپس گئے۔ فرمایا کہ اپنے اپنے مکانوں میں واپس گئے۔ آباد ہوئے۔ عورتوں سے نکاح کیا اور مدتوں زندہ رہے اس کے بعد اپنی موت سے مرے اور وہ لوگ جو اس امت میں رجعت کے زمانہ میں زندہ ہوں گے ایسے ہی ہوں گے۔ (۳)

میں قاتل حسین کو نہیں بخشوں گا

بسند معتبر حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت موسیٰ نے حق تعالیٰ سے سوال کیا کہ خداوند میرا بھائی مر گیا تو اس کو بخش دے حق تعالیٰ نے موسیٰ پر وحی کی کہ اے موسیٰ اگر گذرے ہوؤں اور آئندہ کے لوگوں کی بخشش کی خواہش کرو تو سب کو بخش دوں سوائے حسین بن علی کے قاتلوں کے یقیناً ان کے قتل کرنے والوں سے میں انتقام لوں گا۔

Presented by www.ziyaraat.net/

زمین کربلا کی مصیبت

بسند معتبر حضرت صادق سے منقول ہے کہ زمین کے ٹکڑوں نے آپس میں ایک دوسرے پر فخر کیا اور کعبہ نے زمین کربلا پر فخر کیا۔ حق تعالیٰ نے اس پر وحی کہ خاموش ہو اور کربلا پر فخر نہ کر کیونکہ وہ ایسا مبارک ٹکڑا ہے جہاں میں نے درخت کے ذریعہ سے موسیٰ کو ندا کی اور دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ وادی ایمن کی ایک نہر ہے جس کو خدا نے قرآن میں ذکر فرمایا ہے۔ وہ نہر فرات ہے اور وہ زمین کربلا کا ایک مبارک ٹکڑا ہے اور وہ روشن درخت جس کو موسیٰ نے دیکھا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آل کا نور تھا جو اس وادی میں ان پر ظاہر ہوئے۔

اہل بیت محمد مصطفیؐ مثل حطہ ہیں

متواتر حدیثوں میں عامہ اور خاصہ سے منقول ہے کہ حضرت رسول نے فرمایا کہ اس امت میں میرے اہل بیت کی مثال بنی اسرائیل کے باب حطہ کی سے ہے جس طرح بنی اسرئیل میں سے جو ازروئے تواضع و انقیاد باب حطہ میں داخل ہوا اس نے نجات پائی اور جو شخص اس طرح داخل نہ ہوا یعنی تکبر کیا اور نافرمانی کی وہ ہلاک ہوا اسی طرح اس امت میں جو شخص ازروئے تسلیم و انقیاد میرے اہل بیت کی محبت میں داخل ہو گا۔ ان کی امامت کا اعتقاد کرے گا۔ ان کی متابعت اپنے اوپر لازم کرے گا اور ان کو اپنی بخشش کا وسیلہ سمجھے گا وہ نجات پائے گا اور جو شخص ان کی اطاعت سے سرتابی کرے گا اور دنیائے باطل کی پیروی کرے گا جس طرح سے ان لوگوں نے سرخ گندم طلب کیا وہ کافر اور ہلاک ہو گا۔ (۲)

وادخلو الباب سجدا"

حضرت یوشع بن نون نے بنی اسرائیل کو دیگر ہدایا کے علاوہ فتح اریحا سے قبل یہ بھی کہا تھا کہ جب اریحا کے اندر داخل ہونے لگنا تو گردش تیہہ سے نجات پانے اور اپنی کامیابی اور کامرانی کے لیے خدا کی بارگاہ میں دعائے مغفرت اور ادائے شکر کے طور پر دروازہ میں سجدہ ریز ہو کر یا سر جھکا کر داخل ہونا اور زبان سے "حطہ" کہتے جانا۔ لیکن وہ لوگ حسب عادت متمردانہ داخل اریحا ہو گئے اور انہوں نے حضرت یوشع کے کہنے کی کوئی پرواہ نہ کی اور تمسخر کے طور پر حطہ کے بجائے حنطہ کہتے رہے' حطہ کے معنی بخشش کے ہیں اور حنطہ کے معنی گندم کے۔ البتہ اس حکم کی تعمیل ان لوگوں نے کی جو عقل و ہوش رکھتے تھے اور نبی کے

حکم کو خدا کا حکم جانتے تھے' مقدس تھے اور صفائے باطن رکھتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جن لوگوں نے تمسخر کیا تھا جن کی تعداد بروایت روضتہ الصفاء ستر ہزار اور بروایت ناسخ التواریخ چوبیس ہزار تھی ان پر خدا نے طاعون کا عذاب نازل کر دیا اور سب کے سب واصل جہنم ہو گئے اور بچے صرف وہی جن لوگوں نے حکم نبی کے تعمیل کی تھی۔

باب حطہ اور اہل بیت رسولؐ

علمائے فریقین اس پر متفق ہیں کہ حضرت رسول کریمؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ میرے اہل بیت کی مثال میری امت میں بالکل ویسی ہی ہے جیسی بنی اسرائیل میں باب حطہ کی تھی' جس نے حضرت یوشع بن نون کے کہنے کے مطابق لفظ "حطہ" زبان پر جاری کیا تھا اس نے نجات پا لی تھی۔ اور جس نے اس کی پرواہ نہیں کی تھی وہ تباہ و برباد ہو گیا تھا۔ بالکل اسی طرح میری امت کے لیے یہ ہے کہ جو ان میں سے باعتقاد و صحیح میرے اہل بیت کے تابع فرمان ہوں گے اور ان سے بدل و جان محبت کریں گے وہی نجات پائیں گے اور جو ان کی نافرمانی کریں گے۔ داخل عذاب ہوں گے۔

تفسیر امام حسن عسکری میں ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے' اے بنی اسرائیل تم اس وقت کو یاد کرو **"اذ قلنا"** جبکہ ہم نے تمہارے باپ دادا سے کہا کہ **"ادخلوا هذه القريته"** تم اس بستی میں داخل ہو اور وہ "اریحا" بلاد شام سے ایک شہر ہے اور یہ حکم اس وقت ہوا تھا جبکہ وہ "صحرائے تیہہ" سے نکلے تھے۔ **فكلوا منها حيث شئتم رغدا** اور اس شہر میں سے جہاں سے تمہارا جی چاہے بے زحمت و رنج پیٹ بھر کر اور سیر ہو کر کھاؤ **و ادخلوا الباب سجدا** اور شہر کے دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے اندر داخل ہو اور حق تعالیٰ نے شہر کے دروازے پر ان کے لیے محمدؐ اور علی کی صورتوں کو متمثل کیا تھا اور ان کو حکم دیا تھا کہ ان مثالی صورتوں کی تعظیم کے لیے سجدہ کریں اور ان کی بیعت اور محبت کے ذکر کو اپنے نفسوں میں تازہ کریں اور جو اقوام ان کی ولایت و اعتقاد افضلیت کا ان سے لیا گیا ہے اس کو یاد کریں۔ **"و قولوا"** **"حطة"** کہو یعنی یہ کہو کہ ہمارا محمد و علی کی مثالوں کو تعظیم کے لیے خدا کو سجدہ کرنا اور ان کی ولایت کا اعتقاد کرنا ہمارے گناہوں کا کھونے والا اور ہمارے قصوروں کو مٹانے والا ہے۔ **نغفر لكم خطايا كم** تاکہ ہم اس عمل کے سبب تمہاری گذشتہ خطاؤں کو بخش دیں اور پہلے کے گناہوں کو زائل کر دیں۔ **سنزيد المحسنين** اور جلد ہم نیکوکاروں کے ثواب کو زیادہ کریں گے۔ یعنی جو لوگ تم میں سے ایسے ہیں کہ انہوں نے وہ گناہ نہیں کیے جو مخالف ولایت نہیں ہیں اور ان کی ولایت کا عہد جو اپنے نفس میں خدا سے کیا تھا اس پر ثابت قدم رہے۔ اس عمل کے بجا لانے سے ہم ان کے درجات اور ثواب زیادہ کریں گے۔ اور

سیدہ سکینہ سلام اللہ علیہا

Presented by www.ziyaraat.net/

"آیہ" **سنزید المحسنین** سے یہ مراد ہے۔ **فبدل الذین ظلموا قولا غیر الذی قیل لھم** پس اس گروہ نے کہ جنہوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا تھا اس قول کو جو ان سے کہا گیا تھا اور طرح بدل دیا۔ خدا نے ان کو سجدہ کرنے کا حکم دیا۔ انہوں نے سجدہ نہ کیا اور جس لفظ کے کہنے کا حکم دیا تھا وہ نہ کہا بلکہ دروازہ کی طرف پشت کر لی اور پیٹھ کی طرف سے شہر میں داخل ہوئے۔ نہ تو جھکے اور نہ داخل ہوتے وقت سجدہ کیا اور کہنے لگے کہ اتنے بلند دروازے کے ہوتے ہوئے ہم جھک کر کیوں داخل ہوں۔ دیکھئے یہ موسیٰ اور یوشع ہم سے یونہی مذاق کرتے رہیں گے۔ اور بیکار اور فضول امور کے لیے ہم سے سجدہ کرائیں گے اور بجائے "حطہ" کہنے کے "**حنطتہ سمقانہ**" کہا یعنی لال گیہوں جو ہم کھاتے ہیں۔ کہا کہ وہ اس قول و فعل سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ "**فانزلنا علی الذین ظلموا رجزامن السماء بما کانو یفسقون**" یعنی ہم نے ان لوگوں پر کہ انہوں نے اس لفظ کو جو ان سے کہا گیا تھا بدل دیا اور محمد و علی اور ان کے آل اطہار کی ولایت کے مطیع و فرمانبردار نہ ہوئے' ان کے فسق و فجور اور حکم اطاعت سے نکل جانے کے سبب آسمان سے عذاب ان پر نازل کیا اور وہ مرض طاعون تھا کہ ایک دن تھوڑے حصہ میں ایک لاکھ بیس ہزار آدمی ان میں سے اس مرض سے ہلاک ہوئے اور وہ لوگ یہ تھے جن کی بابت خدا کے علم میں گزر چکا تھا وہ ایمان نہ لائیں گے اور نہ توبہ کریں گے اور جن کی بابت خدا کو یہ معلوم تھا کہ وہ توبہ کریں گے یا ان کے صلبوں سے ایسے پاک لوگ پیدا ہوں گے جو توحید الٰہی کے قائل ہوں گے اور حضرت محمدؐ مصطفےٰ پر ایمان لائیں گے اور ان کی وصی اور بھائی کی ولایت کو پہچانیں گے ان پر یہ عذاب نازل نہ ہوا اور وہ اس طاعون سے بچ گئے۔"

(آثار حیدری ترجمہ تفسیر امام حسن عسکری ص۲۲۹ و حیات القلوب ج۱ ص۱۸۰)

علی باب حطہ ہیں

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بتحقیق جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ علی توبہ کا دروازہ ہے۔ جو شخص کہ اس میں داخل ہوا وہ مومن ہے اور جو شخص اس سے نکل گیا وہ کافر ہے۔

صواعق محرقہ ص۱۲۵ سطر۱۲۔ منتخب کنز العمال ۲۹ جلد۵۔ کنز العمال جلد۶ ص۱۵۲۔ حدیث۲۰۲۹۔ الجامع الصغیر جلد۲ ص۱۴۰۔ اسنی المطالب ص۱۳۶۔ الفتح الکبیر جلد۲ ص۲۴۲۔ مناقب عینی ص۳۸۔ روضہ ندیہ ص۱۵۲۔ احیاء المیت ص۴۹ سطر۴۔

حضرت یوشع بن نون کی ایک دعا

حضرت امام رضا علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک دن ایک پرچہ کاغذ ایک صحابی لے کر حضرت رسول کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ میں نے اسے ایک مقام پر پڑا پایا ہے معلوم نہیں ہوتا کہ اس میں لکھا کیا ہے اور کس نے لکھا ہے' حضرت رسول کریمؐ نے ایک تاریخ مقرر کر کے اعلان کرا دیا کہ سب مسجد میں جمع ہو جائیں۔ جب سب جمع ہو گئے تو آپ نے فرمایا کہ یہ حضرت یوشع بن نون کا لکھا ہوا ہے اور انہیں کی زبان میں ہے۔ اس میں یہ تحریر ہے کہ "بہترین شخص وہ ہے جو پرہیز گار ہو اور اسی پرہیز گاری میں گمنامی کی زندگی بسر کرتا ہو اور بدترین شخص وہ ہے جو اپنی ریاست کی وجہ سے انگشت نما ہو۔" پھر فرمایا کہ اس میں ایسے شخص کے لیے ایک دعا بھی لکھی ہے جو خدا کی مرضی کا طالب ہو اور وہ دعا یہ ہے۔ (عربی ترجمہ) **سبحان اللہ ینبغی اللہ و الحمد للہ و الا الہ الا اللہ کما ینبغنی اللہ و اللہ اکبر کما ینبغی اللہ' و لا حول ولا قوۃ الا باللہ و صلی اللہ علی رسول و اھل بیت نبی العربی الھاشمی و صلی اللہ علیہ جمیع المرسلین و النبیین**" پھر فرمایا کہ اس دعا کو روزانہ پڑھنا چاہئے۔ (حیات القلوب)

نامہ یوشع میں ذکر حضرت محمد مصطفےٰؐ

بسند معتبر حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک شخص نے ایک نامہ پایا جس کو آنحضرتؐ کی خدمت میں لایا۔ حضرت نے فرمایا کہ ندا کریں کہ تمام اصحاب حاضر ہوں۔ پھر حضرت منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ یوشع بن نون وصی موسیٰ نے یہ نامہ لکھا ہے جس کا مضمون یہ ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم یقیناً تمہارا پروردگار تمہارا دوست اور تم پر مہربان ہے۔ یقیناً" خلق خدا وہ ہے جو ریاست باطل کے ساتھ لوگوں میں انگشت نما ہو۔ پس جو شخص کہ چاہے کہ اس کو کامل ثواب دیا جائے اور خدا کی نعمتوں کا شکر ادا کیا جائے تو چاہیے کہ وہ ہر روز یہ دعا پڑھے۔ **سبحان اللہ کما ینبغی اللہ لا الہ الا کما ینبغی اللہ و الحمد للہ کما ینبغنی ولا حول ولا قوۃ الا باللہ و صلی اللہ علی محمد و اھل بیتہ النبی العربی الھاشمی و صلی اللہ علی جمیع المرسلین و النبیین حتی یرضی اللہ۔**

حضرت علی یوشع کی مثل ہیں

عامہ نے عبداللہ بن مسعود سے روایت کی ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے رسول خداؐ سے پوچھا کہ آپ کی

Presented by www.ziyaraat.net/

وفات کے بعد آپ کو کون غسل دے گا۔ فرمایا کہ ہر پیغبر کو اس کا وصی غسل دیتا ہے میں نے کہا یا رسول اللہ آپ کا وصی کون ہے فرمایا کہ علی بن ابی طالب پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ کے بعد کتنے سال تک وہ زندہ رہیں گے فرمایا تیس سال تک اس لیے کہ یوشع بن نون وصی موسیٰ ان کے بعد تیس سال زندہ رہے اور صفراء دختر شعیب نے جو موسیٰ کی بیوی تھی ان پر خروج کیا اور کہا میں تم سے بنی اسرائیل کی بادشاہی کی زیادہ مستحق ہوں۔ یوشع نے اس سے جنگ اور اس کے لشکر کو قتل کیا اور اس کو قید کیا اور اسیر کرنے کے بعد اس کے ساتھ نیکی کی اور فلاں کی بیٹی میری امت کے کئی ہزار مخصوں کے ساتھ علی پر خروج کرے گی۔ علی اس کے لشکر کو قتل کریں گے اس کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی ہے جس میں خدا نے پیغمبروں کی زبان میں خطاب فرمایا۔ **و قرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاھلیتہ الاولی** یعنی (اے نبی کی بی بیو اپنے مکانوں میں بیٹھ رہو اور اپنے ......

حدیث معتبر میں ہے کہ امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ زوجۂ موسیٰ نے یوشع بن نون پر زرافہ پر سوار ہو کر خروج کیا ......

مخفی خزانہ اسم محمد تھا

بسند صحیح حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ خزانہ خدا کی قسم سونے اور چاندی کا نہ تھا وہ ایک تختی تھی جس پر یہ کلمے تحریر تھے کہ میں وہ خدا ہوں جس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے اور محمد میرے رسول ہیں۔ مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو قیامت کے حساب کا یقین رکھتا ہو کیونکہ اس کا دل شاد ہوتا ہے اور تعجب ہے اس پر جو قیامت کے حساب کا یقین رکھتا ہے کیونکر اس کے دانت ہنسنے کے لیے کھلتے ہیں اور تعجب ہے اس پر جو تقدیر پر یقین رکھتا ہے کیونکر رنجیدہ ہوتا ہے اس کی روزی دیر میں پہنچنے سے کیونکر گمان کرتا ہے کہ خدا اس کی روزی دیر میں دے گا اور تعجب ہے اس شخص پر جو دنیا کو دیکھتا ہے تو آخرت کی دنیا سے انکار کرتا ہے۔ (۲)

خلافت موسویہ و امت محمدیہ کے حالات میں توافق

علمائے فریقین کا بیان ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو واقعات و حالات حضرت موسیٰ کی امت میں ظہور پذیر ہوئے ہیں میری امت میں بھی ان سے ملتے جلتے حالات رونما ہوں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ (۱) حضرت موسیٰ کے بارہ جانشین تھے جنہیں نقباء بنی اسرائیل کہا جاتا ہے۔

رسول کریم کے بھی بارہ جانشین تھے جنہیں آئمہ اہل بیت کہا جاتا ہے۔ (۲) حضرت موسیٰ نے اپنے خلیفہ یوشع بن نون کو ایک بہت بڑے اجتماع میں بحکم خدا خلیفہ بنا کر ان کی جانشینی کا اعلان کیا۔ حضرت رسول کریمؐ نے بھی حضرت علی کی خلافت و جانشینی کا اعلان ایک بہت بڑے اجتماع میں بحکم خدا خلیفہ بنا کر بمقام غدیر خم فرمایا۔ (۳) حضرت موسیٰ نے دستاویز خلافت لکھ کر بنی اسرائیل کو دے دی۔ حضرت رسول کریمؐ نے بھی علی بن ابی طالب کی جانشینی کی دستاویز خلافت امت کو دینا چاہی۔ مگر حضرت عمر نے یہ کہہ کر **دعو الرجل انہ لیھجر** اس مرد کو چھوڑو' یہ ہذیان بک رہا ہے۔ (صحیح بخاری و ارشاد الساری) دستاویز خلافت نہ لکھنے دی۔ (۴) حضرت موسیٰ کے جانشین حضرت یوشع بن نون کی تین بادشاہوں نے مخالفت کی اور اپنی زندگی میں انہیں صحیح کام نہ کرنے دیا۔ حضرت رسول کریمؐ کے جانشین حضرت علیہ السلام سے قبل تین بادشاہتیں گذریں۔ ان کے بعد آپ ظاہری خلیفہ ہوئے۔ (۵) حضرت یوشع کی دو منافقوں نے کھلم کھلا مخالفت کی۔ حضرت علی کی بھی دو منافقوں طلحہ و زبیر نے کھلم کھلا مخالفت کی۔ (۶) حضرت یوشع بن نون کی بھابی' یعنی حضرت موسیٰ کی بیوہ بیوی صفورا نے حضرت یوشع کی مخالفت کی اور ایک لاکھ آدمیوں کے ساتھ ان سے جنگ کی۔ حضرت علی کی مخالفت بھی ان کی بھابی یعنی حضرت محمد مصطفےٰؐ کی بیوہ بیوی عائشہ بنت ابی بکر نے کی اور ان کے مقابلہ کے لیے جنگ جمل میں ایک لاکھ بیس ہزار آدمیوں کو لے کر نکلیں اور ان سے جنگ کی۔ (۷) صفورا جنگ میں ناقہ پر سوار تھیں۔ حضرت عائشہ بھی جنگ جمل میں ناقہ پر سوار تھیں (۸) جنگ صفورا میں ستر ہزار قتل ہوئے۔ جنگ جمل میں بھی ستر ہزار قتل ہوئے۔ (۹) حضرت یوشع بن نون نے صفورا بنت شعیب کو گرفتار کر لیا۔ حضرت علی نے بھی حضرت عائشہ کو حراست میں لے لیا۔ (۱۰) حضرت یوشع نے صفورا سے کوئی بدلہ نہیں لیا' حضرت علی نے بھی عائشہ بنت ابی بارک سے کوئی بدلہ نہیں لیا۔ (۱۱) حضرت یوشع نے صفورا کا احترام اس لیے کیا کہ وہ نبی خدا کی بیوی تھیں۔ حضرت علی نے بھی حضرت عائشہ کا احترام اس لیے کیا کہ وہ نبی خدا حضرت رسول کریم کی بیوی تھیں۔ (۱۲) حضرت یوشع کو اس جنگ میں پوری کامیابی حاصل ہوئی' حضرت علی کو جنگ جمل میں پوری کامیابی حاصل ہوئی۔ (۱۳) صفورا کی اولاد کالعدم تھی' عائشہ بنت ابی بکر بانجھ تھیں۔ (۱۴) حضرت موسیٰ کے جانشین یوشع بن نون ۲۱ رمضان کو فوت ہوئے۔ حضرت رسول کریم کے جانشین حضرت علی بھی ۲۱ رمضان کو شہید ہوئے۔ (۱۵) حضرت موسیٰ کے جانشین حضرت یوشع حضرت موسیٰ کے بعد ۲۳ یا ۲۷ سال اور بروایتے ۳۰ سال زندہ رہے۔ حضرت محمد مصطفےٰؐ کے جانشین حضرت علی آنحضرتؐ کے بعد تقریباً" ۳۰ سال زندہ رہے۔ (۱۶) جتنی عمر حضرت موسیٰ کی تھی اتنی ہی عمران کے جانشین یوشع بن نون کی تھی یعنی دونوں کی عمر ۱۲۰ سال کی تھی۔ اسی طرح حضرت رسول کریم کی عمر اور علی کی عمر برابر تھی یعنی ۶۳ سال۔ (۱۷) حضرت موسیٰ کے جانشین حضرت یوشع بن نون کے لیے آفتاب پلٹا' حضرت محمد مصطفےٰؐ کے جانشین حضرت علی کے لیے بھی آفتاب پلٹا' کثیر مورخین عام و خاصہ نے

Presented by www.ziyaraat.net/

لکھا ہے کہ جنگ وادی القراء میں جاتے ہوئے ایک مقام صہبا پر حضرت رسول کریم پر نزول وحی شروع ہو گیا' حضرت علی نے ان کا سر اپنے زانوں پر رکھ لیا' سلسلہ وحی اتنا طویل ہو گیا کہ آفتاب مائل بہ غروب ہو گیا یعنی بالکل ڈوبنے کے قریب پہنچ گیا۔ حضرت نے جب اختتام وحی پر سر اٹھایا اور حضرت علی سے پوچھا کہ تم نے نماز عصر کیونکر پڑھی تو انہوں نے عرض کہ حضور میں نے تو نماز ابھی تک نہیں پڑھی یہ سن کر حضرت رسول کریمؐ نے دست دعا بلند کر دیا۔ اور وہ بارگاہ خداوندی میں عرض پرداز ہوئے **اللھم اردد علیہ الشمس** خدایا علی کے لیے آفتاب کو پلٹا دے۔ چنانچہ آفتاب پلٹ آیا اور حضرت علی نے باطمینان نماز عصر ادا کی۔ (عرائس ثعلبی ص۱۳۹۔ روضتہ الصفاج ا ص۱۰۷۔ وج ۲ ص۱۶۰)

علامہ اقبال فرماتے ہیں:۔ (۳)

ہر کہ در آفاق گردد بو تراب   باز گرداند ز مغرب آفتاب

فضیلت آل محمدؐ

بسند معتبر حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو مبعوث فرمایا اور ان کو برگزیدہ کیا اور دریا کو ان کے لیے شگافتہ کیا۔ اور بنی اسرائیل کو فرعون کے شر سے نجات دی اور الواح و توریت ان کو عطا فرمایا۔ تو موسیٰ نے کہا خداوندا تو نے مجھ کو گرامی فرمایا اس کرامت و بخشش سے جس سے مجھ سے پہلے کسی کو گرامی نہیں کیا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ شاید تم کو معلوم نہیں ہے کہ محمدؐ میرے نزدیک میرے تمام فرشتوں اور مخلوق سے بہتر ہے۔ موسیٰ نے کہا اگر محمد تیرے نزدیک تیرے تمام فرشتوں اور مخلوق سے بہتر ہیں تو کیا پیغمبروں کی آل میں کوئی میری آل سے زیادہ بلند مرتبہ ہے۔ فرمایا اے موسیٰ شاید تم نہیں جانتے کہ آل محمد کی فضیلت تمام پیغمبروں کی آل پر اسی طرح ہے جیسے محمدؐ کی فضیلت تمام پیغمبروں پر موسیٰ نے کہا خداوندا جب آل محمدؐ ایسے ہیں تو کیا پیغمبروں کی امت میں کوئی امت ایسی ہے جو میری امت سے بہتر ہو کیونکہ تو نے ان پر ابر کو سایہ فگن کیا۔ ان کے لیے من و سلویٰ نازل کیا اور دریا کو ان کے واسطے شگافتہ کیا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ شاید تم کو نہیں معلوم کہ (محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی امت کی فضیلت تمام امتوں پر ویسی ہی ہے جیسی تمام مخلوق پر آنحضرتؐ کی فضیلت۔ موسیٰ نے کہا خداوند کیا اچھا ہوتا کہ میں ان کو دیکھتا فرمایا کہ اے موسیٰ تم ہرگز ان کو نہیں دیکھو گے کیونکہ یہ وقت ان کے ظہور کا نہیں لیکن ان لوگوں کو محمدؐ کے سامنے جنت عدن و فردوس میں دیکھو گے۔ کہ بہشت کی نعمتوں میں گرویدہ ان کی لذتوں سے آسودہ ہوں گے کیا تم چاہتے ہو کہ ان کی باتیں میں تم کو سنوا دوں کہا ہاں خداوند عالم نے فرمایا کہ میرے سامنے کمر بستہ ہو کر اس طرح کھڑے ہو جاؤ کہ جیسے بادشاہ جلیل

کے سامنے بندہ ذلیل کھڑا ہوتا ہے۔ موسیٰ نے تعمیل کی۔ حق تعالیٰ نے ندا کی کہ اے محمد کی امت تو سب نے ماؤں کے شکم اور باپوں کے صلب سے بقدرت خدا جواب دیا کہ **لبیک اللھم لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد و النعمۃ لک و الملک لا شریک لک** تو حق تعالیٰ نے ان کی اس اجابت کو ان کے حج کا شعار قرار دے دیا پھر آواز دی کہ اے امت محمدؐ میری قضا اور حکم تم پر یہ ہے کہ میری رحمت میرے غضب سے پہلے ہے اور میرا عفو میرے عذاب سے قبل ہے۔ میں نے تمہارے سوال کو قبول کیا قبل اس کے کہ مانگو اور تم میں سے جو شخص میرے پاس آئے اس طرح کہ میری واحدانیت کی گواہی دے اور شہادت دے کہ محمدؐ میرا بندہ اور رسول ہے اور گفتار میں صادق اور اپنے افعال میں امت میں محق ہے اور گواہی دے کہ علی بن ابی طالب ان حضرت کا بھائی' وصی اور خلیفہ ہے اور اطاعت علی کو اپنے اوپر لازم کر لے۔ جس طرح اطاعت محمد کو لازم کیا ہے اور گواہی دے کہ اس کے معصوم برگزیدہ دوست و اولیاء جو عجائب معجزات خدا اور اس کی حجتوں کی دلیلوں کے ساتھ ان کے بعد ممتاز ہیں خلیفہائے خدا ہیں تو اس کو بہشت میں داخل کروں گا ہرچند اس کے گناہ دریاؤں کے کف کے برابر ہوں۔

پرندے کی بشارت ختمی مرتبت

حضرت خضر اور حضرت موسیٰ کی باہمی ملاقات اور ان کے سفر کے حالات کے سلسلہ میں یہ باتیں بھی معلوم رہنا چاہئیں۔ (۱) جب موسیٰ حضرت خضر کے پاس مجمع البحرین میں پہنچے اور گفتگو شروع ہوئی تو خضر نے مصائب آل محمد کا ذکر کیا اور دونوں دیر تک روئے۔ (حیات القلوب جلد ا ص۲۰۲) (۲) ملاقات کے فوراً" بعد خضر و موسیٰ نے دیکھا کہ دریا میں ایک طائر آیا جسے خطاف کہتے ہیں اور اس نے اپنی چونچ میں پانی کا ایک قطرہ لیا۔ خضر نے موسیٰ سے پوچھا کہ آپ سمجھے کہ اس نے ایک قطرہ پانی کا کیوں اٹھایا ہے۔ حضرت موسیٰ نے کہا کہ آپ ہی بتایئے' حضرت نے کہا کہ وہ یہ بتانا چاہتا ہے کہ ہمارا اور آپ کا علم خدا کے علم کے مقابلے میں وہی حیثیت رکھتا ہے جو قطرہ کی حیثیت دریائے بے پایاں کے مقابلہ میں ہے۔ (عرائس الثعلبی ص۱۲۷) (۳) یہ دونوں محو گفتگو تھے کہ ایک طائر جس کا نام "مسلیم" تھا نمودار ہوا اور اس نے پانی کا ایک قطرہ چونچ میں لے کر مشرق کی طرف ایک مغرب کی طرف ایک آسمان کی طرف ایک زمین کی طرف ایک دریا میں پھینکا' یہ دیکھ کر خضر اور موسیٰ دونوں حیران ہو گئے۔ ناگاہ ایک شخص (ملک) نمودار ہو کر بولا کہ تم لوگوں کے بعد دنیا کے عہد آخر میں ایک نبی مبعوث ہو گا جس کی امت مشرق و مغرب میں پھلی ہوئی ہو گی۔ وہ آسمان پر (معراج) میں جائے گا اور زمین میں دفن ہو گا۔ وہ قطرہ جو اس نے دریا میں پھینکا ہے۔ اس سے اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ دنیا کے تمام عالموں کے علم کی اس کے مقابلہ میں وہی حیثیت رہے

سبیل سکینہ سلام اللہ علیہا

Presented by www.ziyaraat.net/

گی جو قطرہ کو دریا کے مقابلہ میں ہے۔ **"وورث علمه وصيه و ابن عمه"** اس کے علم کا وارث اس کا وصی اور چچا زاد بھائی (علی بن ابی طالب) ہو گا۔ نور المبین جزائری ص۳۴۵ (۴) امام محمد باقر فرماتے ہیں کہ اگر ہم خضر اور موسیٰ کی ملاقات کے وقت ہوتے تو انہیں با آسانی یہ معلوم ہو جاتا کہ ہم ان دونوں سے کہیں زیادہ عالم ہیں۔ ہمیں علوم رسول کریم کی وارثت میں ملے ہیں۔ (الکافی) (۵) جس کشتی کو حضرت خضر نے چھید کر عیب دار بنایا تھا اس کی قیمت ایک ہزار دینار تھی وہ دس زمین گیر عورتوں اور چند لنگڑے لولوں اور بیماریوں کی ملکیت تھی۔ (عرائس الثعلبی ص۱۲۸) (۶) جو بادشاہ کشتی کا پیچھا کر رہا تھا اس کا نام "جلندی بن کرکر" تھا۔ (ناسخ التواریخ ج۱ ص۱۷۶) (۷) وہ دیوار جسے حضرت خضر نے گرنے سے بچایا تھا بروایت تفسیر جلالین و مدارک سو گز لمبی اور سو گز اونچی تھی اور بروایت ثعلبی ۳۰ ہاتھ اونچی ۵۰ ہاتھ چوڑی اور پانچ سو ہاتھ لمبی تھی۔ وہ لوگ سردی سے پناہ لینے کے لیے اس کے قریب گئے تھے وہ دیوار کج تھی' اس کے قریب لوگ نہ گزرتے تھے۔ (عرائس ثعلبی ص۱۲۸) (۸) جس لڑکے کو حضرت خضر نے قتل کر دیا تھا خدا نے اس کے والدین کو لڑکی دی جس کے ذریعہ سے ستر انبیاء پیدا ہوئے۔ (روضتہ الصفاج ص۱۰۳) (۹) اس واقعہ حدم دیوار میں جس خزانہ کا ذکر ہے اس میں اختلاف ہے۔ ابو داؤد نے سیم و زر بتایا ہے اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے سونے کی ایک ایسی تختی کا حوالہ دیا ہے جس پر مرقوم تھا۔ **انی انا الله لا اله لا انا و محمد رسول عجب لمن ايقن بالموت كيف يفرح قلبه و عجبت لمن المقيوم الحساب كيف اضحک سنه عجبت لمن ايقن بالقدر كيف يستطی فی رزقه و عجب لمن يری النشاءة الا ولی كيف ينكر النشاءة الاخرة** میں اللہ ہوں اور میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ مجھے اس شخص پر تعجب ہے جو موت پر یقین کے بعد خوش بھی ہوتا ہے' مجھے اس پر تعجب ہے جو حساب پر یقین کے بعد ہنستا بھی ہے۔ مجھے اس پر تعجب ہے جو قضا و قدر کا قائل ہے وہ رزق کے لیے خدا پر الزام لگاتا ہے۔ مجھے اس پر تعجب ہے جو اپنے عدم سے آنے کو جاننے کے باوجود دوبارہ زندہ ہونے کا قائل نہیں۔ (قصص الجزائری ص۳۴۰ و عرائس ثعلبی ص۱۲۸ و طبری ۱۶۱) (۹) اس کنز (خزانہ کو ایک موحد شخص نے جس کا نام کاشح تھا اپنی اولاد کے لیے فراہم کیا تھا اس کی نسل سے اس وقت دو یتیم باقی تھے جن کا نام احرم اور حریم تھا اور جو اندلس کے قریب "قلعہ مراد" میں مقیم تھے۔ (ناسخ التواریخ ج۱ ص۱۷۶ روضتہ الفصا ج۱ ص۱۰۳) (۱۰) حضرت خضر اور حضرت موسیٰ کی ملاقات اور باہمی ہمراہی ۱۸ دن رہی۔ (ناسخ التواریخ ص۱۷۶ روضتہ الصفات ص۱۰۳)

حضرت خضر کی حضرت موسیٰ کو نصیحت

تاریخ طبری میں ہے کہ حضرت خضر اختتام سفر کے بعد فوراً غائب ہو گئے لیکن اکثر کتابوں میں ہے کہ

حضرت خضر نے اپنی روانگی سے قبل حضرت موسیٰ کو کچھ نصائح بھی فرمائے تھے۔ عرائس ثعلبی ص۱۲۹ میں ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب فرماتے ہیں کہ جب حضرت خضر نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ میں آپ کو خدا کے حوالے کئے جاتا ہوں تو حضرت موسیٰ نے کہا کہ مجھے کچھ نصیحتیں فرمایئے۔ حضرت خضر نے کہا کہ بلا ضرورت کسی کے پاس نہیں جانا چاہئے۔ خوشامد سے بچنا چاہئے۔ بلا وجہ ہنسنے سے پرہیز کرنا چاہئے۔ خطا کرنے والوں پر طعنہ زنی نہیں کرنا چاہئے۔ اپنے گناہوں پر رونا چاہئے۔ آج کا کام کل پر نہیں ٹالنا چاہیے۔ عجائب القصص میں ہے کہ خضر نے کہا کہ ترش روئی نہیں کرنی چاہئے۔ لالچ سے بچنا چاہئے۔ روضتہ الصفا میں عرائس والی روایت مرقوم ہے۔ اس کے ساتھ یہ بھی ہے۔ **کن نفاعا و لا تکن ضارا** دوسروں کو نفع پہنچانے کی عادت ڈالو اور کسی کو نقصان پہنچانے کا خیال نہ کرو۔

حضرت خضر علیہ السلام کے بعض حالات و واقعات

یہ بتایا جا چکا ہے کہ حضرت خضر صور پھونکنے کے دن تک زندہ رہیں گے پھر جبکہ رسول کریم صلعم کا زمانہ آیا تو انہیں ان کا امتی ہونا ناگزیر ہے بنابریں ان کی حاضری محمدؐ و آل محمدؐ کے دروازے پر یقینی امر ہے۔

حضرت خضر حضرت رسول کریمؐ کی تعزیت میں

حضرت امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب جدنامدار حضرت محمد مصطفیٰؐ کا انتقال ہو گیا اور انہیں دفن کیا جا چکا تو حضرت علی حضرت فاطمہ اور حضرت حسنین اسی حجرہ میں غم و اندوہ کے عالم میں بیٹھے تھے کہ ناگاہ یہ آواز آئی۔ **السلام علیکم یا اهل البیت** اے اہل بیت رسول تم پر سلامتی ہو۔ موت سے کسی کو چھٹکارا نہیں۔ تم اس مصیبت عظمیٰ پر صبر کرو اور خدا پر توکل رکھو' خداوند عالم تمہیں اس مصیبت کی جزائے خیر دے گا۔ میرے لیے اور اپنے لیے خالق سے دعا کرو' یہ کہہ کر وہ روانہ ہو گئے۔ تو حضرت علی نے جناب سیدہ اور حسنین سے فرمایا کہ یہ برادرم خضر تھے تمہیں تسلی دینے اور تعزیت ادا کرنے کے لیے آئے تھے۔ (حیات القلوب)

حضرت خضر مسجد سہلہ میں

علامہ مجلسی تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت خضر مسجد سہلہ میں آتے اور ٹھہرتے ہیں اکثر صلحاء نے ان سے وہاں

Presented by www.ziyaraat.net/

ملاقات کی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ مسجد سہلہ یہ وہی جگہ ہے جس جگہ حضرت حجت علیہ السلام ظہور کے بعد قیام فرمائیں گے۔ اور وہیں سے احکام نافذ کریں گے۔ مسجد سہلہ کوفہ میں واقع ہے۔ اسی مسجد سہلہ میں حضرت ادریس نماز پڑھتے اور کپڑا بنتے تھے۔ وہ دعاؤں کے قبول ہونے کا مرکز ہے۔ ابراہیم بن ہاشم قمی نے حضرت خضر سے مسجد سہلہ اور مسجد زید میں ملاقات کی ہے۔ یہ بڑے متقی پرہیزگار اور ثقہ تھے۔

(سفینۃ البحار ج ا ص ۸۱ و ص ۶۰۳)

حضرت خضر جنگ صفین میں

کتاب سفینۃ البحار جو کہ بحار الانوار علامہ مجلسی کا خلاصہ اور بہترین کتاب ہے۔ اس میں حضرت خضر سے متعلق بہت سی ایسی حدیثیں ہیں جن سے ان کے اہل بیتؑ رسول سے روابط و تعلقات کا پتہ چلتا ہے۔ اسی کتاب کی ج ا ص ۳۹ میں مرقوم ہے کہ جنگ صفین میں جب حضرت علی خطبہ دے رہے تھے تو حضرت خضر ان کے پاس موجود تھے' اور پھر ان سے باہمی مکالمہ ہوا' اسی کتاب میں ہے کہ حضرت خضر حضرت علی کو سلام کیا کرتے تھے۔ اسی صفحہ میں ہے کہ حضرت علی سے حضرت خضر نے جہنم سے نجات کے لیے علم سیکھا۔ حضرت خضر نے حضرت علی کی پیشانی کا کوفہ میں بوسہ دیا۔

حضرت خضر حضرت امام محمد باقر کی خدمت میں

حضرت خضر سے حضرت امام محمد باقر کی حج کے موقع پر ملاقات ہوئی تو خضر نے کہا کہ کچھ سوال کر کے سمجھنا چاہتا ہوں امام محمد باقر نے فرمایا کہ میرے بیٹے جعفر صادق سے پوچھ لو چنانچہ انہوں نے ان سے مسائل دریافت کئے۔ (ص ۲۹۰)

حضرت خضر اور حضرت امام زین العابدین میں ملاقات

ابراہیم بن ادھم کا بیان ہے کہ میں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے عالم حج میں ملا۔ میں نے دیکھا کہ ایک خوبصورت جوان آیا اور اس نے سلام کے بعد انہیں گلے سے لگا لیا' جب وہ جوان چلا گیا تو میں نے حضرت سے پوچھا کہ یہ کون شخص تھا' حضرت نے فرمایا کہ **ھذا اخی الخضر یاتینا کل یوم نسلم علینا** یہ میرے بھائی خضر ہیں یہ روزانہ ہمیں سلام کے لیے آتے ہیں۔ ص ۲۹۱

حضرت خضر حضرت علی کی عیادت کے لیے

۲۱ رمضان کو حضرت علی علیہ السلام کی شہادت کا جب ہنگام تھا۔ اس وقت حضرت خضر تشریف لائے اور اظہار رنج و ملال کے بعد کہا کہ **رحمک اللہ یا ابا الحسن کنت اول القوم اسلاما** اے ابو الحسن آپ پر خدا رحم کرے آپ سابق الاسلام تھے۔ ص ۲۹۰

حضرت خضر کا امام حسین پر گریہ

حضرت ابن عباس کا بیان ہے کہ جس دن فرزند رسول کربلا میں شہید ہوئے ہیں اسی دن ہم نے گھر کے ایک گوشہ سے رونے کی آواز سنی' وہ رونے والا کہہ رہا تھا کہ اے مدینہ والو حسین بن علی کربلا میں شہید ہو گئے۔ جب ہم نے تفحص کیا تو معلوم ہوا کہ وہ حضرت خضر علیہ السلام تھے۔ ص ۲۹۰

حضرت خضر امام مہدی کے ساتھی ہوں گے

بسند موثق حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت خضر نے آب حیات پیا ہے اور وہ صور پھونکنے کے وقت تک زندہ رہیں گے اور جو زندہ لوگ مرجاتے ہیں خضر کے ساتھ ہمارے پاس آتے ہیں اور سلام کرتے ہیں ہم خضر کی آواز سنتے ہیں مگر ان کو نہیں دیکھتے۔ جس جگہ ان کا نام ذکر کیا جاتا ہے وہ پہنچ جاتے ہیں لہٰذا جو شخص ان کو یاد کرے لازم ہے کہ ان پر سلام کرے۔ وہ حج کے ہر موسم میں مکہ آتے ہیں حج کرتے ہیں اور عرفات میں کھڑے ہوتے ہیں اور مومنوں کی دعا پر آمین کہتے ہیں اور عنقریب حق تعالیٰ خضر علیہ السلام کو قائم آل محمد صلوات اللہ علیہ کا مونس قرار دے گا جس وقت کہ وہ حضرت لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ ہوں گے تو تنہائی میں حضرت خضر آپ کے رفیق ہوں گے۔

حضرت لقمان حکیم

لقمان بن باعور ابن ارز بن خالہ ایوب علیہ السلام اللہ تعالیٰ نے لقمان کو حکمت عطا کی ان کو بعض نے پیغمبر بھی کہا ہے۔ مگر مشہور یہی ہے کہ وہ حکیم تھے۔ خدا نے ان کے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ یقیناً" ہم نے

سبیل سکینہ سلام اللہ علیہا

Presented by www.ziyaraat.net/

لقمان کو حکمت عطا کی کہ شکر خدا بجا لائے اور جو شکر کرتا ہے اس کا فائدہ اسی کو پہنچتا ہے۔ خدا کو اس کا فائدہ نہیں پہنچتا اور جو کفران نعمت کرے اس کا نقصان بھی اسی کو پہنچے گا۔ کیونکہ خدا بے نیاز ہے اس کو شکر کرنے والوں کا شکر اور عبادت کرنے والوں کی عبادت کی احتیاج نہیں ہے۔ وہ ہر حال میں مستحق حمد ہے اور اس وقت کو یاد کرو جب لقمان نے اپنے بیٹے کو ہنگام نصیحت فرمایا کہ اے میرے فرزند خدا کی ذات میں شرک نہ کرنا کیونکہ شرک بہت بڑا گناہ ہے۔ اے فرزند نیکی یا بدی اگرچہ رائی کے دانہ کے برابر بھی ہو گی وہ پتھر میں چھپی ہوئی یا آسمانوں میں ہو یا خدا کی زمین میں ہو جہاں بھی ہو گی روز قیامت خدا اس کو حاضر کر دے گا اور تم سے حساب ہو گا کیونکہ لطیف و خبیر ہے اس کا علم ہر چیز کو احاطہ کئے ہوئے خواہ کتنی ہی نازک و خفی ہو سب کو جانتا ہے اے فرزند نماز کو پابندی سے ادا کرو اور نیکی کا حکم کرو برائی سے روکو اور مصیبتوں اور بلاؤں پر صبر کرو کیونکہ خدا نے انسان کے لیے یہ لازم و ضروری قرار دیا ہے اور دیکھو لوگوں سے اپنا رخ تکبر کی وجہ سے نہ پھیرو اور دیکھو زمین پر اکڑ کر نہ چلو کیونکہ خدا فخریا اکڑ کر چلنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ اور دیکھو درمیانی چال اختیار کرو اور دیکھو نرمی سے بولا کرو اور سخت آواز میں کلام نہ کرو۔ کیونکہ بدترین آواز گدھے کی آواز ہے۔

حضرت لقمان نے اپنے فرزند کو بکثرت نصیحتیں فرمائیں ہیں۔ چند نصائح ذکر کئے جاتے ہیں۔ اے فرزند تم اپنے لیے ہزار دوست بنا لو تو یہ کم ہیں مگر ایک بھی دشمن بنا لو تو وہ بہت زیادہ ہے۔ اے فرزند خدا روزی رساں ہے۔ لہٰذا اس کے رزاق ہونے پر یقین رکھو کیونکہ تین حالتیں ایسی ہیں جن میں وہ روزی دیتا رہا تو چوتھی حالت میں بھی وہ ضرور دے گا۔ جب تم رحم مادر میں تھے تو وہ روزی دیتا رہا۔ اور جب پیدا کیا تو ماں کے پستان میں دودھ کی نہر شیریں پیدا کر کے روزی دیتا رہا اور جب تم کھانے پینے لگے تو ماں باپ کے دل میں اتنی محبت پیدا کر دی کہ وہ خود کوشش کر کے کما کر کھلاتے رہے اور اپنے سے بہتر غذا دیتے رہے اور اپنے سے زیادہ آرام پہنچاتے رہے۔ یہاں تک کہ تم روزی کمانے کے قابل ہو گئے تو اب چوتھی حالت میں تمہیں ناامیدی کیوں ہو۔ جس نے تین حالتوں میں روزی دی وہ اس چوتھی حالت میں بھی روزی دے گا۔ جو شخص خدا کی روزی سے مایوس اور ناامید ہو وہ بدترین بندہ ہے۔ ایک شخص نے جناب لقمان سے کہا کہ تم فلاں کی اولاد میں نہیں ہو انہوں نے کہا کہ ہاں وہ کہنے لگا کہ تمہیں کس چیز نے اس مرتبہ پر پہنچایا آپ نے فرمایا سچ بولنے اور خیانت نہ کرنے اور ایسی باتوں کو چھوڑ دینے نے جن کا کوئی فائدہ نہ ہو اور ایسی چیزوں سے آنکھیں بند کرنے نے کہ جو خدا نے حرام کی ہیں۔ اور فضول باتوں سے زبان روکنے نے اور حلال روزی کھانے نے۔

اے فرزند اگر عقلمند تجھے زود کوب کرے تو بہتر ہے۔ اس سے کہ نادان تجھے خوش کرے اے فرزند جو تم نہیں جانتے وہ علماء سے سیکھو اور جو تم جانتے ہو جاہلوں کو بتاتے رہو۔ اے فرزند تجھ سے چار چیزوں کا

سوال قیامت کو ضرور ہو گا۔ تجھ سے پوچھا جائے گا جوانی کو کہاں لگایا اور اپنی عمر کو کہاں صرف کیا اور مال کہاں سے حاصل کیا اور کہاں خرچ کیا لہٰذا ان کا جواب تیار کرو۔

اے فرزند! اپنے راز اپنی زوجہ کو نہ بتاؤ اور دیکھو اپنے دروازہ پر اپنی بیٹھک نہ بناؤ۔ اے فرزند عورتیں ٹیڑھی ہڈی سے بنائی گئی ہیں اگر سیدھا کرو گے تو ٹوٹ جائے گی اگر چھوڑ دو گے تو اور ٹیڑھی ہو جائے گی لہٰذا انہیں اپنے گھر سے باہر نہ نکلنے دو۔ اگر وہ نیکی کریں تو قبول کر لو۔ اور اگر بدی کریں تو صبر کرو۔ کیونکہ اس کے سوا کوئی چارہ نہیں۔

اے فرزند چار قسم کی عورتیں ہیں دو شائستہ اور دو ملعونہ پہلی قسم شائستہ عورت کی یہ ہے کہ اپنے قبیلہ و قوم میں عزت و شرافت رکھتی ہے مگر اپنے شوہر کے لیے بالکل ذلیل و مطیع ہو کر رہتی ہے۔ اگر شوہر اس کو کچھ عطا کرے تو شکر ادا کرتی ہے۔ اور نہ دے تو صبر کرتی ہے۔ اور اگر اس کو تھوڑا بھی دو تو وہ اس کو بہت سمجھتی ہے۔ دوسری قسم یہ ہے کہ اولاد زیادہ پیدا کرتی ہے اور شوہر کی خیر خواہی کرتی ہے۔ اور شوہر کے رشتہ داروں کے لیے مادر مہربان کی طرح رہتی ہے۔ اور بچوں پر مہربان اور رحم کرتی ہے۔ اور شوہر کے ان بچوں سے محبت کرتی ہے جو دوسری زوجہ سے ہوں۔ اور اپنے گھر اور مال اور بچوں کی دیکھ بھال کرتی ہے۔ اور اگر شوہر موجود ہو تو اس کی خدمت کرتی ہے اور اگر باہر ہو تو اس کا دھیان رکھتی ہے۔ اور زن ملعونہ کی پہلی قسم یہ ہے کہ اپنے کو بڑا سمجھتی ہے اور قوم قبیلہ میں ذلیل سمجھی جاتی ہے۔ اگر شوہر اس کو کچھ دے تو غصہ کرتی ہے۔ اور اگر نہ دے تو جھگڑا کرتی ہے۔ اور شور مچاتی ہے اس کی وجہ سے شوہر ہمسایہ میں ذلیل و خوار ہوتا ہے۔ اور ہمسائے بھی تنگ ہوتے ہیں۔ وہ ایک درندہ شیر کی طرح ہے کہ اگر اس کو ساتھ رکھو تو کھانے کو آتی ہے اور اگر الگ رہو تو حملہ کرنے کو آتی ہے۔

اور دوسری قسم ملعونہ کی یہ ہے کہ ذرا سی بات پر غصہ کرتی ہے اور ذرا سی بات پر رونے لگتی ہے۔ اگر شوہر موجود ہے تو اس کو فائدہ نہیں پہنچاتی اور اگر باہر ہے تو اس کو رسوا اور بدنام کرتی ہے۔ پس ایسی عورت زمین شور ہے۔ کہ اگر اس کو پانی دو تو اندر چلا جاتا ہے اور کوئی فائدہ نہیں دیتا اور اگر پانی نہ دو تو خشک رہتی ہے ایسی عورت کی اولاد سے تم کو فائدہ نہیں پہنچے گا۔

اے فرزند یہ چار باتیں خوب یاد کر لے کہ تمہارے لیے بہت کافی ہیں۔ (۱) اپنی کشتی مضبوط بناؤ کہ دریا بہت عمیق ہے۔ (۲) اپنا سامان سبک اور ہلکا رکھو کہ اٹھا کر چلنا آسان رہے۔ (۳) توشہ زیادہ جمع کرو کہ سفر دراز ہے۔ (۴) عمل خلوص دل سے کرو کہ قبول کرنے والا دانا و بینا ہے۔

خداوند عالم نے لقمان کے پاس دوپہر کے وقت کچھ فرشتے بھیجے لقمان ان کی آواز تو سنتے تھے مگر دیکھتے نہیں تھے انہوں نے لقمان سے کہا کہ اے لقمان تم چاہتے ہو کہ خدا تمہیں خلیفہ قرار دے اپنی زمین میں اور تم لوگوں کے درمیان فیصلے کرو۔ لقمان نے جواب دیا کہ اگر خدا مجھے حکم دیتا ہے کہ میں خلیفہ بنوں اور فیصلے

Presented by www.ziyaraat.net/

کروں تو میں اپنے رب کی اطاعت کے لیے حاضر ہوں کیونکہ جب وہ اپنے حکم سے مجھے یہ عہدہ سپرد کرے گا تو لازمی مجھے اپنی مدد سے نوازے گا اور غلط فیصلہ اور لغزش سے خود بچائے گا اور اگر خدا مجھے اپنے حکم کے ذریعہ خلیفہ نہیں بناتا بلکہ مجھے اختیار دیتا ہے کہ میں اس عہدہ کو قبول کروں یا نہ کروں تو میں خلیفہ نہیں بننا چاہتا۔ ملائکہ نے پوچھا اے لقمان کیوں نہیں بننا چاہتے لقمان نے جواب دیا کہ خلیفہ کا درجہ بلاشک بلند ہے۔ اور فیصلے کرنے میں عزت ہے کہ خدا کے دین کے مطابق فیصلے کیے جائیں۔ مگر مصیبت و بلا میں اس سے بھی زیادہ عظیم ہے۔ جبکہ خدا خلیفہ کو اس کے حال پر چھوڑ دے اور اس کی امداد نہ کرے کیونکہ وہ ظلم اور تاریکی میں گھرا رہے گا اور یا تو صحیح فیصلہ کرکے اپنی سلامتی حاصل کرے گا یا غلط فیصلہ کرکے گمراہ ہو گا۔ اور بہشت سے دور ہو جائے گا۔ لہٰذا دنیاوی کمزوری اور بے عزتی انسان کے لیے بہتر ہے ایسی حکومت میں جس میں امتحانات اور مصائب و خطرات ہوں کیونکہ جو شخص آخرت کے مقابلہ میں دنیا حاصل کرے گا وہ دونوں سے محروم رہے گا کیونکہ اگر دنیا مل بھی گئی تو وہ فنا ہونے والی اور زائل ہونے والی ہے لہٰذا وہ دونوں کا نقصان اٹھائے گا۔ یہ سن کر ملائکہ نے تعجب کیا کہ اس قدر حکمت کی گفتگو کرتا ہے خداوند عالم نے لقمان کی باتیں پسند کیں اور شب کو جب وہ سو رہے تھے تو خدا نے ان کو اپنے انوار حکمت و علم سے بھر دیا جب بیدار ہوئے تو بہترین حکیم و دانا تھے اور وہ لوگوں کو حکمت کی باتیں سناتے اور خدا کی معرفت کا درس دیتے تھے۔ جب لقمان نے خلیفہ بننا قبول نہ کیا تو خدا نے فرشتوں کو جناب داؤد کے پاس بھیجا انہوں نے بلا شرط قبول کر لیا اور ان کے امتحانات ہونے لگے۔ جب جناب داؤد حضرت لقمان سے ملتے تھے تو کہا کرتے تھے کہ خوشا حال تمہارا کہ تمہیں حکمت ملی اور خلافت نہ ملی کہ تم امتحان اور بلا سے بچ گئے اور مجھے خلافت ملی کہ اب میں امتحان اور بلا میں گھرا رہتا ہوں۔

جن کے رتبے ہیں سوا ان کو سوا مشکل ہے۔ (۴)

حضرت داؤد علیہ السلام

حضرت داؤد پیغمبر بھی تھے اور بادشاہ بھی خداوند عالم نے آپ کو خلیفہ زمین قرار دیا تھا۔ کہ آپ لوگوں کے درمیان دین کے مطابق فیصلے فرمائیں۔ جب حضرت داؤد تسبیح خدا فرماتے اور ذکر الٰہی کی آواز بلند کرتے تو آپ کی آواز سن کر پہاڑ اور پرندے آپ کے ساتھ ساتھ گریہ و نالہ و استغفار و تسبیح کرنے لگتے تھے یعنی پہاڑوں سے آوازیں نکلتی تھیں۔ اور پرندے چہچہانے لگتے تھے اور آپ کے گرد وحشی جانور جمع ہو جاتے تھے آپ کی زبان میں اس قدر کشش تھی کہ وہ آپ کے گرد و پیش ہو کر آپ کی تسبیح اور ذکر الٰہی کو سنتے تھے اور وہ جانور اتنے محو اور مست ہوجاتے تھے کہ صحرائی جانوروں اور پرندوں کو پکڑنا چاہو تو پکڑ لو اور وہ

آپ کے حکم کی اطاعت کرتے تھے حضرت داؤد اہل بہشت کے لیے قاری مقرر ہوں گے تاکہ بہشت والے بھی لحن داؤدی سے فرحت و لذت حاصل کریں اور پہاڑوں کو بھی مطیع کر دیا گیا تھا کہ جب وہ چاہتے تھے با آسانی پہاڑوں سے معدنیات نکالتے تھے۔ اور کنویں باآسانی کھود لیتے تھے اور آپ کے لیے لوہا اتنا نرم ہو گیا کہ جیسے خمیر کیا ہوا آٹا اور آپ اس سے زرہ بناتے تھے کہ جنگ میں ہتھیاروں کے اثر سے محفوظ رہے۔ سب سے پہلے زرہ کی ایجاد حضرت داؤد نے ہی فرمائی ہے۔ آپ کے ہاتھوں کی یہ تاثیر تھی کہ بغیر آگ کے لوہا پگھل جاتا تھا۔ اللہ نے آپ کو کتاب زبور عطا فرمائی جس میں توحید و تمجید الٰہی اور دعا و مناجات بھی تھی اور آئندہ کی خبریں بھی چنانچہ حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ معصومین علیہ السلام کا ذکر بھی تھا۔ جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے کہ ہم نے زبور میں لکھ دیا کہ ہماری زمین کے وارث سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہمارے عباد صالحین ہوں گے یعنی معصومین وارث ہوں گے۔ خداوند عالم نے منگل کے روز حضرت داؤد کے لیے لوہے کو نرم کیا تھا۔ اس لیے اس دن مشکل کام آسان ہو جاتے ہیں۔

حضرت داؤد اپنے گذارہ کے لیے کچھ حصہ بیت المال سے استعمال کیا کرتے تھے۔ تو خدا نے فرمایا کہ اے داؤد تم کیا اچھے بندے ہوتے اگر اپنے ہاتھوں کی کمائی سے اپنا گزارہ کیا کرتے چنانچہ داؤد نے زرہ سازی شروع کر دی اور ہر روز ایک بہترین زرہ تیار کر لیتے تھے اور ایک ہزار روپیہ میں بیچ دیتے تھے چنانچہ انہوں نے ایک سال میں تین سو ساٹھ زرہیں بنائیں اور تین سو ساٹھ ہزار روپیہ کمایا پھر بیت المال سے کبھی کوئی پیسہ نہیں لیا۔

حضرت داؤد کھجور کے پتوں کے زنبیل بنایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ زنبیل بنا کر فروخت کرو اور اپنے کھانے کی چیزیں خریدو یہ ان کا کام زرہ سازی سے پہلے تھا۔ پھر زرہ سازی شروع کی اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر خواہش ہے تو حضرت داؤد کی پیروی کرو کہ وہ زنبیل بنا کر فروخت کرتے اور اپنا کھانا مہیا کرتے تھے۔

حضرت داؤد نے ایک روز ارادہ کیا کہ میں آج ایسی عبادت و تلاوت زبور کروں کہ ایسی کبھی نہ کی ہو چنانچہ جب وہ عبادت سے فارغ ہوئے تو محراب عبادت میں ایک مینڈک کو دیکھا اور وہ بحکم خدا یوں کہنے لگا کہ اے داؤد آج عبادت اور تلاوت تجھے بہت پسند آئی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بیشک اس نے کہا کہ اے داؤد میں ہر رات ایک ہزار تسبیح خدا بجا لاتا ہوں اور ہر تسبیح میں تین تین ہزار حمد الٰہی نکلتی ہے اور پانی کی گہرائی میں تسبیح کرتا ہوں اور جب مجھے پانی کے باہر کسی بھوکے پرندے کی آواز آتی ہے تو میں پانی اوپر سے آتا ہوں تاکہ وہ مجھے کھالے اور اپنا پیٹ بھر لے حالانکہ میں نے کوئی گناہ نہیں کیا ہوا ہے کہ اس کی سزا ہو بلکہ بھوکے کی خدمت مقصود ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام مطابق شریعت کے گواہوں اور قسم پر فیصلے کیا

Presented by www.ziyaraat.net/

کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ نے عرض کی کہ خداوندا مجھے واقعہ کے مطابق فیصلہ کرنا تعلیم دے کہ گواہوں کی ضرورت ہی نہ ہو اور نہ کسی کو قسم دینے کی ضرورت پڑے۔ خداوند عالم نے فرمایا کہ اے داؤد میں تمہیں تعلیم تو دے دوں گا مگر لوگ ایسے فیصلوں کی تاب نہیں لا سکیں گے۔ چنانچہ ایک شخص حضرت داؤد کی خدمت میں پیش ہوا اور اس نے ایک دوسرے شخص پر دعویٰ کیا کہ میرا مال اس نے غصب کر لیا ہے مجھے میرا مال دلوا دیجئے خداوند عالم نے حکم دیا کہ مدعیٰ علیہ کو کہہ کہ اس مدعی کو قتل کر دے اور اس کا سارا مال مدعا علیہ کو دلوا دو چنانچہ جب آپ نے یہ فیصلہ سنایا تو تمام بنی اسرائیل گھبرا گئے اور کہنے لگے کہ تم نے مظلوم کی امداد کرنے کی بجائے مظلوم کو قتل کرانے کا حکم دیا اور مظلوم کا مال بھی ظالم کو دلوانے کا حکم دیتے ہو۔ اور بیچارہ مدعی سخت گھبرایا اور کہنے لگا۔ میں آپ کے پاس فریاد لے کر آیا ہوں اور آپ نے مجھے الٹا کرانے اور مال دلوانے کا فیصلہ کر لیا۔

جب تمام بنی اسرائیل اور مدعی و مدعا علیہ سب حیران و پریشان بلکہ اس فیصلہ سے سخت غیظ و غضب میں آگئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے داؤد اس مدعی نے جو تیرے سامنے فریاد لے کر آیا ہے۔ مدعیٰ علیہ کے باپ کو قتل کیا تھا۔ اور اس کا سارا مال لوٹ لیا تھا۔ لہٰذا میں نے فیصلہ دیا کہ اس سے قصاص لیا جائے اور مقتول کا بیٹا جو اس وقت مدعا علیہ ہے اپنے باپ کا قصاص لے اور اس کو قتل کر ڈالے اور اس کا مال لے لے کیونکہ یہ مال اسی کے باپ کا ہے۔ اے داؤد فلاں باغ میں جاؤ۔ اور فلاں درخت کے نیچے اس کا باپ دفن ہے اس کا نام لے کر پکارو وہ جواب دے گا۔ پھر اس سے پوچھو کہ کس نے قتل کیا ہے۔ وہ قاتل کا پتہ بتائے گا یہ سن کر داؤد بہت خوش ہوئے اور بنی اسرائیل کو ہمراہ لے کر گئے اور باغ میں جا کر اس درخت کے لیے آواز دی۔ قبر کے اندر سے آواز آئی' لبیک اے پیغمبر خدا کیا حکم ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تجھے جس شخص نے قتل کیا ہے اس کا نام و نشان بتا۔ اس نے جواب دیا کہ اے پیغمبر خدا مجھے فلاں شخص نے قتل کیا ہے اور میرا مال بھی اپنے تصرف میں لے لیا ہے۔ یہ حال معلوم کرنے کرکے بنی اسرائیل کو تسلی ہو گئی اور حضرت داؤد سے راضی ہو گئے۔ حضرت داؤد نے عرض کی پروردگارا مجھ سے اپنے اس حکم کو اٹھا لے پس خدا نے وحی بھیجی کہ اے داؤد واقعہ کے مطابق صحیح فیصلہ کی طاقت دنیا والوں میں نہیں ہے لہٰذا تم مدعی سے گواہ طلب کرو اور مدعی علیہ کو قسم دیا کرو اور واقعہ کے مطابق فیصلہ مجھ پر چھوڑ میں خود روز قیامت کروں گا۔

اسی طرح ایک بوڑھا آدمی ایک جوان آدمی کو پکڑے ہوئے حضرت داؤد کے پاس آیا اور اس جوان کے ہاتھ میں انگور کا خوشہ تھا بوڑھے نے شکایت کی کہ اس نے میرے باغ کو خراب کیا ہے اور بغیر میری اجازت کے انگور کھائے ہیں۔ حضرت داؤد نے اس جوان سے پوچھا اس نے کہا جی ہاں یہ درست کہتا ہے۔ میں نے ایسا ہی کیا ہے۔ خداوند عالم نے فرمایا اے داؤد اگر آخرت کے مطابق فیصلہ کیا جائے تو فیصلہ یہ ہے کہ اس

جوان کے ہاتھ میں شمشیر دے دو کہ اس بوڑھے کو قتل کر دے کیونکہ اس نے اس جوان کے باپ کو قتل کیا ہے اور یہ باغ اس کا ہے اور چالیس ہزار درہم بھی اس کے لوٹ لیے ہیں جو فلاں درخت کی جڑ میں دفن ہیں اس جوان کو کہہ دو کہ وہاں سے کھود کر نکال لے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اسی طرح کے اور بھی واقعات ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد کو حکم دیا کہ تم مطابق ظاہر ان کے درمیان فیصلہ کیا کرو باطن کا فیصلہ میرے لیے چھوڑ دو میں روز قیامت خود کروں گا۔ معلوم ہوا کہ شریعتوں کے ظاہر حال پر فیصلے ہوتے ہیں باطن کے مطابق فیصلہ کرنا پیغمبروں کے سپرد نہیں ہے۔ بلکہ خدا کے حوالہ ہے وہ جس طرح چاہے کرنے کا حق رکھتا ہے۔ نیز منقول ہے کہ حضرت داؤد کے زمانہ میں ایک زنجیر بھی جو آسمان کی طرف سے نیچے لٹکی ہوئی تھی اور اس کے ذریعہ حق و باطل کا فیصلہ ہوا کرتا تھا جو حق پر ہوتا تھا اس کا ہاتھ زنجیر تک پہنچ جاتا تھا اور جس کا حق نہیں ہوتا تھا اس کا ہاتھ نہیں پہنچتا تھا۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے کسی کے پاس اپنا موتی امانت رکھا اس نے وہ امانت دینے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ دونوں زنجیر کے پاس آئے جس کا موتی تھا اس نے ہاتھ بڑھا کر زنجیر پکڑ لی اور دوسرے نے یہ کام کیا کہ اس کا موتی اپنے عصا میں سوراخ کرکے رکھ لیا تھا۔ جب اس نے زنجیر پکڑنے کا ارادہ کیا تو اپنی عصا اس شخص کو پکڑا دی جس کا موتی تھا اور ہاتھ بڑھا کر زنجیر پکڑ لی دونوں سچے ثابت ہوئے کیونکہ جس کا موتی تھا وہ عصا کے اندر چھپا ہوا اس کے پاس تھا۔ جب لوگوں نے ایسے حیلے بہانے شروع کر دیئے تو خدا نے زنجیر اٹھا لی اور حکم دیا کہ گواہوں اور قسم کے ذریعہ فیصلہ کیا کرو۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ ایک جوان مسجد میں رو رہا تھا۔ اور ایک جماعت اس کو تسلیاں دے رہی تھی کہ حضرت امیر المومنین داخل مسجد ہوئے حضرت نے پوچھا کیوں رو رہے ہو اس نے کہا کہ شریح قاضی نے ایک فیصلہ کیا ہے وہ میں نہیں سمجھ سکا ہوں۔ یہ جماعت جو مجھے تسلیاں دے رہی ہے میرے بابا کو ایک سفر میں ہمراہ لے گئے تھے۔ یہ لوگ واپس آئے مگر میرا بابا نہیں آیا۔ میں نے ان سے پوچھا تو کہتے ہیں کہ وہ مر گیا۔ میں نے پوچھا اس کا مال کہاں گیا تو کہتے ہیں کہ اس کا مال کچھ بھی نہ تھا۔ حالانکہ میرے بابا کا بہت کافی مال تھا۔ آپ اس کو ساتھ لے کر شریح قاضی کے پاس تشریف لے گئے اور اس سے پوچھا تم نے کیونکر فیصلہ کیا۔ شریح نے جواب دیا کہ میرا کوئی گناہ نہیں ہے پس میں نے مدعی علیہم کو قسم دی اور قسم کھا گئے۔ اس لیے میں نے سب کو بری کر دیا۔ حضرت نے فرمایا کہ ایسے واقعہ کا فیصلہ اس طرح کرتے ہیں۔ واللہ میں ان کا فیصلہ کروں گا اور اس طرح کروں گا کہ داؤد کے سوا اور کسی نے نہیں کیا۔ آپ نے قنبر کو حکم دیا کہ لشکر سے کچھ اچھے پہلوان بلاؤ چنانچہ پہلوان آ گئے۔ آپ نے حکم دیا کہ ان لوگوں کو الگ الگ ایک ایک کرکے لے جاؤ اور ان کا منہ اور سر چادر سے باندھ دو اور مسجد کے ہر ستون کے پیچھے ایک ایک آدمی چھپا کر کھڑا کر دو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا پھر آپ نے عبداللہ ابی رافع کاتب کو بلایا اور فرمایا کہ دوات و

سبیل سکینہ سلام اللہ علیہا

Presented by www.ziyaraat.net/

قلم حاضر کر اور آپ مسند قضا پر بیٹھ گئے کافی لوگ جمع ہو گئے آپ نے فرمایا کہ جب میں اللہ اکبر کہوں تو اس جماعت کے ایک آدمی کو لے آؤ۔ چنانچہ ایک آدمی لایا گیا اور آپ نے اس کو اپنے سامنے بٹھایا اور فرمایا کہ میں جو کچھ کہتا جاؤں اور یہ جواب دیتا جائے وہ سب لکھتے جاؤ۔ چنانچہ آپ نے اس کا منہ اور سر کھول دیا اور فرمایا کہ تم لوگ کس دن اپنے گھر سے اس جوان کے باپ کے ہمراہ روانہ ہوئے تھے۔ اس نے کہا کہ فلاں روز آپ نے فرمایا کونسا مہینہ تھا۔ اس نے کہا فلاں مہینہ آپ نے پوچھا کس منزل پر اترے کہا فلاں منزل پر آپ نے فرمایا کس شخص کے مکان پر اس نے کہا فلاں شخص کے مکان پر آپ نے پوچھا اس کو کیا مرض ہوا تھا۔ اس نے کہا فلاں مرض دریافت کیا کہ کتنے دن بیمار رہا۔ کہا اتنے دن پھر پوچھا کہ کس دن مرا تھا کہا کہ فلاں دن پوچھا کس نے غسل دیا کہا کہ فلاں نے پوچھا کہ کس نے کفن دیا کہا کہ فلاں نے پوچھا کہ کفن کس قسم کا تھا کہا فلاں قسم کا پوچھا کہ کس نے نماز پڑھائی۔ کہا کہ فلاں نے پوچھا کہ کس نے قبر میں اتارا کہا کہ فلاں نے ایک مرتبہ آپ نے باآواز بلند فرمایا اللہ اکبر آپ کے نعرہ تکبیر کے ساتھ تمام حاضرین نے نعرہ تکبیر بلند کیا یہ آواز ان لوگوں نے جب سنی تو وہ سمجھے کہ ہمارے ساتھی نے قتل کا اقرار کر لیا ہے اسی لیے حاضرین نے نعرہ تکبیر بلند کیا ہے۔ چنانچہ اس شخص کو پھر سر اور منہ چادر سے باندھ کر لے گئے اور ستون کے پیچھے کھڑا کر دیا اور دوسرا شخص لے کر آئے آپ نے اس کو اپنے سامنے بٹھایا اور سر اور منہ کھول کر فرمایا کہ تم لوگ یہ سمجھتے ہو کہ مجھے کچھ علم نہیں ہے۔ کہ تم نے اس کے باپ کے ساتھ کیا کیا تھا یہ سنتے ہی وہ کہنے لگا کہ میں اس کے قتل پر راضی نہ تھا۔ اور سب راضی تھے سب نے مل کر قتل کیا تھا آپ نے پھر تیسرے کو بلایا اس نے بھی قتل کا اقرار کیا پھر چوتھے کو بلایا اس نے بھی اقرار کر لیا حتٰی کہ سب نے اقرار کر لیا اور پھر آپ نے اس پہلے کو بلایا کہ اب تم سب نے اقرار کر لیا کہ ہم سب نے اس کے باپ کو قتل کیا ہے اور اس کا مال ہم نے لوٹ لیا ہے۔ حضرت نے اس کا خون اور مال اس جماعت پر عاید کیا اور فیصلہ جوان کے حق میں ہو گیا۔ اس وقت شریح نے کہا کہ مولا بیان فرمائیے کہ حضرت داؤد نے اس طرح کا کیا فیصلہ کیا تھا' تو آپ نے فرمایا کہ جناب داؤد گذر رہے تھے کہ راستہ میں کچھ اطفال کھیل رہے تھے' ایک بچہ کو "**مات الدین**" نام لے کر پکار رہے تھے' جس کے معنی ہیں' "دین مر گیا" آپ نے اس بچہ کو بلایا اور پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے' اس نے کہا "**مات الدین**" آپ نے پوچھا کہ تیرا نام کس نے رکھا ہے۔ اس نے کہا کہ میری ماں نے اس کو ساتھ لے کر اس کی ماں کے پاس آئے اور پوچھا کہ کس طرح اس نے کہا کہ اس کا باپ ایک جماعت کے ساتھ سفر میں گیا تھا اور اس وقت یہ بچہ میرے شکم میں تھا وہ لوگ تو آ گئے مگر میرا شوہر واپس نہیں آیا۔ جب میں نے ان لوگوں سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ وہ مر گیا۔ میں نے پوچھا اس کا مال کیا ہوا تو انہوں نے بتایا کہ اس کا کوئی مال نہ تھا۔ میں نے پوچھا کہ کیا اس نے کوئی وصیت کی ہے انہوں نے بتایا کہ اس نے کہا تھا کہ میری زوجہ حاملہ ہے اس کو

کہہ دینا کہ جب لڑکا پیدا ہو یا لڑکی اس کا نام "**مات الدین**" رکھے چنانچہ میں نے وصیت کے مطابق "**مات الدین**" نام رکھ دیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم گروہ کو پہچانتی ہو' اس نے کہا کہ خوب پہچانتی ہوں جن کے ساتھ میرا شوہر سفر میں گیا تھا آپ نے فرمایا کہ وہ سب زندہ ہیں۔ اس نے کہا جی ہاں زندہ ہیں آپ نے اس کو اپنے ہمراہ لیا اور ان کے گھروں میں پہنچے اور ان کو باہر بلایا اور سب کو الگ الگ کر دیا اور ان کے منہ اور سر چادر سے چھپا کر اسی طرح سوالات کئے اور قاتلوں نے اقرار کر لیا پھر آپ نے اس کا خون اور مال اس جماعت پر عاید کر دیا۔ اور عورت کو کہا کہ اب اس بچہ کا نام **عاش الدین** رکھ دو' یعنی دین زندہ ہو گیا۔

جناب داؤد کی عمر سو سال ہوئی' جس میں چالیس سال بادشاہت کی اور حضرت موسٰی اور حضرت داؤد کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے اور حضرت داؤد اور حضرت عیسٰی کے درمیان گیارہ سو سال کا فاصلہ ہے۔

امتحان حضرت داؤد

حضرت داؤد کا امتحان اس طرح ہوا کہ ان کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ وہ بہترین دانشمند ہیں اور ان سے بہتر کوئی دانا نہیں ہے تو خدا نے دو فرشتے بھیجے جو حضرت داؤد کی محراب عبادت کی دیوار کی ایک کھڑکی سے جو محراب کے اوپر تھی نمودار ہو گئے حضرت داؤد ان کو دیکھ کر خوفزدہ ہونے لگے تو ان دونوں نے کہا کہ آپ گھبرائیں نہیں ہم دونوں مدعی مدعا علیہ ہیں آپ سے فیصلہ کرانے آئے ہیں اور ہمارا تنازعہ یہ ہے کہ ایک بھائی کی ننانویں دنبیاں ہیں اور ایک بھائی کی ایک دنبی ہے۔ جس کی ننانویں دنبیاں ہیں وہ اپنے بھائی سے ایک دنبی بھی لینا چاہتا ہے۔

آپ نے یہ سنتے ہی حکم دیا کہ ننانویں دنبیاں جس کے پاس ہیں وہ اپنے بھائی پر زیادتی کرتا ہے کہ ایک دنبی بھی اس کے پاس گوارا نہیں کرتا اور اس سے وہ بھی لینا چاہتا ہے۔ یہ فیصلہ آپ نے فوراً" دے دیا اور مدعی سے ثبوت طلب نہیں کیا اور نہ مدعا علیہ سے دریافت کچھ کیا۔ چنانچہ آپ نے سمجھ لیا کہ یہ دونوں فرشتے تھے اور خدا نے میرے امتحان کے لیے بھیجے تھے اس وقت اللہ کے دربار میں استغفار شروع کر دیا اور سجدہ میں جھک گئے اور توبہ کرنے لگے۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے داؤد ہم نے تمہیں زمین میں خلیفہ قرار دیا ہے کہ تم لوگوں کے درمیان سوچ سمجھ کر صحیح فیصلہ کرو۔ ایک شخص ان کے زمانہ میں اوریا نامی تھا۔ اس کی زوجہ حسین و جمیل تھی' اوریا کا شوہر ایک جنگ میں شہید ہو گیا اور عدت گزر جانے کے بعد اس کی زوجہ سے حضرت داؤد نے نکاح کر لیا۔

اس زمانہ میں جب کوئی عورت بیوہ ہو جاتی تھی تو پھر اس کا نکاح نہیں ہوتا تھا بلکہ وہ اسی طرح بیوہ ہی مر

Presented by www.ziyaraat.net/

جاتی تھی۔ حضرت داؤد نے پہلی مرتبہ اس رسم کو توڑا اور اوریا کی عدت گزر جانے کے بعد نکاح کر لیا اور پھر یہ طریقہ جاری ہو گیا۔ اس سے پہلے یہ طریقہ نہ تھا اس لیے لوگوں نے چہ میگوئیاں کیں اور غلط سلط واقعات بنا لیے۔ جو پیغمبروں کی شان کے خلاف ہیں بلکہ ایک شریف آدمی کے لیے بھی عیب ہیں چہ جائیکہ خدا کا برگزیدہ پیغمبر ایسے افعال کا مرتکب ہو۔ **انا للہ و انا الیہ راجعون۔**

حضرت داؤد علیہ السلام پر کتاب زبور ایک ہی مرتبہ نازل ہوئی اور اٹھارہ رمضان المبارک کی شب میں نازل ہوئی۔

خداوند عالم نے داؤد کو وحی کی کہ جو بندۂ مومن ایک نیکی کرتا ہے اس کو میں حاکم بنا دیتا ہوں کہ بہشت میں جہاں چاہے رہے ---- حضرت داؤد نے پوچھا کہ وہ کونسی نیکی ہے خدا نے فرمایا کہ وہ نیکی یہ ہے کہ بندہ مومن اپنے بھائی کی حاجت کو پورا کرنے کی کوشش کرے اور اس کی وہ حاجت پوری ہو جائے خواہ پوری ہو یا نہ ہو میں اس کی کوشش کا بدلہ دیتا ہوں۔

زمین میں حضرت محمد مصطفیؐ کو میراث ملے گی

زبور کی سترھویں سورت میں لکھا ہے کہ اے داؤد میں جو کہتا ہوں اس کو سنو اور سلیمان کو حکم دو کہ تمہارے بعد لوگوں کو سمجھا دیں کہ زمین کو محمد اور ان کی امت کو میراث میں دوں گا اور وہ تمہارے برعکس ہوں گے ان کی نماز طنبور اور ساز اور گانا نہ ہو گی لہٰذا میری پاکیزگی زیادہ بیان کرو جب میری تقدیس کا نعرہ بلند کرو تو بہت گریہ و زاری کیا کرو۔ اے داؤد بنی اسرائیل سے کہہ دو کہ مال حرام جمع نہ کریں ورنہ میں ان کی نماز قبول نہ کروں گا (کہہ دو کہ اے شخص) اگر تیرا باپ میری نافرمانی کرتا ہے تو اس سے الگ ہو جا اور اگر تیرا بھائی حرام میں مبتلا ہے تو اس سے کنارہ کشی کر اور بنی اسرائیل کو ان دو مردوں کا قصہ سنا دو جو ادریس کے زمانہ میں تھے اور عین نماز کے وقت دونوں کے مال فروخت کرنے کا موقع آ گیا۔ ایک نے کہا نماز پڑھ کے مال بیچوں گا اور دوسرے نے کہا مال بیچ کر اطاعت خدا میں مشغول ہوں گا تو ایک اپنی تجارت میں مشغول ہو گیا اور دوسرے نماز میں۔ تو میرے حکم سے تجارت میں مشغول ہونے والے کو ابر و باد و برق و بجلی نے ہلاک کر دیا اور وہ ابر و ظلمت میں گرفتار ہو گیا۔ تجارت اور نماز دونوں ہاتھ سے گئی اور اس کے گھر کے دروازہ پر لکھ دیا کہ دیکھو دنیا طلبی اپنے شائق کے ساتھ کیا کرتی ہے۔

امام مہدی زمین کے وارث ہوں گے

معتبر روایتوں میں اس قول حق تعالیٰ **و لقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثها عبادی الصلحون** کی تفسیر میں ہے کہ مراد یہ ہے کہ ہم نے زبور میں لکھا ہے بعد اس کے جو تمام کتب پیغمبروں میں تحریر کیا تھا کہ زمین میرے شائستہ بندوں کو جو قائم آل محمدؐ اور ان کے صحاب ہیں میراث میں پہنچے گی اور فرمایا کہ زبور میں آئندہ کے واقعات کی خبریں ہیں اور تحمید و تمجید و ذکر خدا و دعا پر مشتمل ہے۔(۴۸)

حضرت سلیمان بن داؤد

حضرت سلیمان بن داؤد علیہم السلام کو خداوند عالم نے بادشاہت عطا کی۔ اور ان کے قبضہ میں ہوا کو کر دیا کہ وہ ان کے حکم پر چلتی تھی اور ان کی بساط کو اڑا کر لے جاتی تھی صبح کو چلتی تو ایک ماہ کی مسافت طے کرتی تھی اور اسی طرح شام کو چلتی تو ایک ماہ کی مسافت ختم کرتی تھی۔ اور جس جگہ آپ چاہتے تھے لے جاتی تھی۔ اور ان کے قبضہ میں جن اور دیو تھے جو آپ کے حکم کے مطابق کام کرتے تھے اور آپ اپنے باپ حضرت داؤد کے وارث تھے آپ کو مال اور علم ورثہ میں ملا تھا اور آپ پرندوں کی زبانیں جانتے تھے اور آپ کے لیے خدا نے پگھلے ہوئے تانبے کے چشمے جاری کر دیے تھے۔

حضرت سلیمان نے تین میل لمبی ایک بساط بنائی تھی اس کے درمیان آپ کا منبر ہوتا تھا۔ اور تین ہزار کرسیاں اس کے گردا گرد ہوتی تھیں جن پر آپ کے اصحاب بیٹھتے تھے اور ان کے گردا گرد جنات اور دیو ہوتے تھے اور آپ کا وسیع لشکر بھی اس پر سوار ہوتا تھا اور اس بساط کے اوپر پرندے اپنے پروں کو پھیلائے ہوئے سایہ کرتے تھے۔

آپ کی لشکر گاہ تین سو میل تھی ۷۵ میل میں انسانوں کا لشکر ہوتا تھا اور ۷۵ میل دیو اور جنات اور ۷۵ میل وحشی جنات تھے اور ۷۵ میل پرندے ہوتے تھے اور آپ نے ایک ہزار مکانات شیشے کے بنوائے ہوئے تھے اور آپ جس وقت بساط پر سوار ہو کر روانہ ہوتے تھے تو ہوا آپ کے بساط کو کبھی یمن لے جاتی تھی کبھی مدینہ اور کبھی ارض مقدس کبھی مکہ معظمہ آپ کے ساتھ کھانا بھی اور مطبخ کا سامنا ہوتا تھا اور ایسی دیگیں ہوتی تھیں کہ جن میں بیس اونٹ کا گوشت ایک وقت میں پکایا جاتا تھا۔ اور آپ نے ایک تخت بنوایا تھا جس پر بیٹھ کر آپ عدالت کیا کرتے تھے اور وہ تخت و جواہرات سے مرصع تھا حضرت داؤد کی اولاد میں (۸۰) اسی مرد اور عورتیں تھیں۔ جو ہمیشہ شکر خدا اور عبادت میں مشغول رہتے تھے اور کبھی ذکر الٰہی سے غافل نہ رہتے تھے۔ جب داؤد کی وفات ہوئی تو آل داؤد میں سے حضرت سلیمان کو خدا نے ملک و بادشاہی عطا کی اور آپ دین خدا کی تبلیغ کرتے تھے اور روئے زمین کے بادشاہوں کو اسلام کا پیغام دیتے تھے اور آپ کی طاقت اور بادشاہی کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا تھا اور آپ کے حکم سے جنات آپ کے لیے بڑی بڑی

Presented by www.ziyaraat.net/

دیگیں اور حوض اور عالیشان مکان بناتے تھے۔ اور تماثیل بھی یعنی صورتیں بناتے تھے جو غیر روح کی ہوتی تھیں۔

ایک مرتبہ حضرت سلیمان اپنی بساط شاہی پر بیٹھ کر بیت المقدس روانہ ہوئے۔ آپ کے ساتھ تین ہزار افراد کرسیوں پر آپ کی داہنی طرف اور تین ہزار جنات کرسیوں پر بائیں جانب بیٹھے تھے اور ان سب پر پرندے سایہ کئے ہوئے تھے آپ بیت المقدس سے روانہ ہو کر مدائن پہنچے اور پھر ہوا نے آپ کو اٹھایا اور وہاں سے گزرتے ہوئے اصطخر اشیراز ایک جزیرہ میں پہنچے اور ہوا نے آپ کے حکم سے اتنا نیچا آپ کو اڑایا کہ قریب تھا کہ پانی پر ان کے قدم لگے جائیں آپ کے اصحاب آپس میں کہنے لگے کہ ان سے عظیم تر کوئی بادشاہ نہیں ہے پس آسمان سے ایک فرشتہ کی آواز آئی کہ ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنا اس بادشاہ سے عظیم تر ہے۔ کیونکہ بادشاہی فنا ہونے والی ہے اور تسبیح کا ثواب باقی رہنے والا ہے۔

حضرت سلیمان نے جو دعا کی تھی کہ مجھے ایسی بادشاہی عطا کر کہ کسی دوسرے کے لیے ایسی نہ ہو۔ چنانچہ خدا نے ان کو بادشاہی عطا کی اور اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا والوں کی بادشاہیاں جور و ستم اور غصب و ظلم اور قہر و غلبہ سے ہوتی ہیں اور حضرت سلیمان کو خدا نے ایک انگشتری کے ذریعہ تمام جن و انس اور وحش و طیور اور ہواؤں پر حکومت عطا کی اور اسی طرح آل ابراہیم میں دیگر ہستیوں کو بھی خدا نے عطا کی مثلاً" طالوت کو یا ذوالقرنین کو یہ خدا کی عطا ہے کہ کسی کو معجزہ کے ذریعہ عطا کرتا ہے۔ حضرت سلیمان کی وہ انگشتری جس کے ذریعہ وہ بادشاہت کرتے تھے ان کے وصال کے بعد خدا نے فرشتوں کے ذریعہ محفوظ کرلی اور جب سرکار دو جہاں کا زمانہ آیا تو آپ کے ذریعہ وہی انگشتری حضرت علی کو دے دی گئی۔ حضرت علی نے اس کو اپنی انگشت میں پہنا اور نماز پڑھنے لگے۔ انگشتری پہنتے ہی جن و انس اور وحش و طیور خدمت امام میں حاضر ہوئے عرض کرنے لگے جو حکم ہو اطاعت کرنے کو تیار ہیں۔ آپ نے فرمایا ہم خود لوگوں کی مدد کے لیے ہیں نہ کہ لوگوں سے مدد لیں۔ جب رکوع میں پہنچے تو ایک سائل نے مسجد میں سوال کیا مگر کسی نے اس کو کچھ نہ دیا اس نے دربار الہٰی میں عرض کی کہ تیری مسجد اور تیرے نبی کی مسجد میں سوال کیا اور مجھے کسی نے کچھ نہیں دیا۔ اس وقت حضرت رکوع میں تھے اس کی دعا دبار الہٰی میں پہنچی جہاں حضرت کی روح مقدس تھی فوراً" آپ نے انگلی کی طرف رخ کیا اور وہ انگشتری سائل کو بخش دی اور خدا نے آپ کو ولایت کا مالک بنا دیا سلیمان نے انگشتری لے کر بادشاہت کی اور حضرت علی نے انگشتری سائل کو خیرات دے کر ولایت پر قبضہ کیا جیسا کہ قرآن کریم میں ہے کہ تمہارا ولی خدا ہے اور اس کا رسول اور وہ جو نماز پڑھتے ہیں اور رکوع کی حالت میں زکواۃ دیتے ہیں۔

حضرت سلیمان کو یہ انگشتری خدا نے ایک مچھلی کے پیٹ سے عطا کی تھی اور اس کے پہننے سے تمام جن و انس اور وحش و طیور اور ہوا قبضہ میں آگئی۔

ایک مرتبہ حضرت سلیمان نے وقت شام کے قریب اپنے گھوڑے منگوائے اور ان پر ہاتھ پھیرتے رہے کیونکہ جہاد کی وجہ سے انہیں بہت محبوب تھے اور ان کی دیکھ بھال کرتے تھے آپ ان گھوڑوں کا معائنہ کر رہے تھے کہ آفتاب دامن کوہ میں روپوش ہو گیا اور آپ نے ابھی نماز عصر نہیں پڑھی تھی کہ آپ نے فوراً" حکم دیا کہ آفتاب کو واپس لاؤ۔ چنانچہ فرشتوں نے آفتاب کو پلٹا دیا اور آپ نے اور آپ کے اصحاب نے وضو کیا جو اس وقت کا طریقہ تھا کہ گردن اور پنڈلی کا مسح کیا اور نماز ادا کی پھر آپ نے گھوڑوں کو ملاحظہ فرمایا۔

آفتاب چار مرتبہ پلٹا ہے۔ دو مرتبہ بنی اسرائیل کے لیے اور دو مرتبہ امت رسول میں حضرت علی کے بنی اسرائیل میں حضرت یوشع کے لیے پھر حضرت سلیمان کے لیے اور پھر حضرت سلیمان کے لیے اور حضرت علی کے لیے ایک مرتبہ مدینہ کی مسجد فضیح میں زمانہ حیات رسول خدا میں اور دوسری مرتبہ بعد وفات آنحضرتؐ جب مسجد رد شمس اور حضور سرکار دو عالم نے فرمایا ہے کہ جو کچھ بنی اسرائیل میں ہوا ہے میری امت میں بھی ایسا ہی ہو گا۔

ایک مرتبہ جب حضرت سلیمان کے گھر فرزند تولد ہوا تو شیاطین اور جنات کہنے لگے کہ جب یہ بڑا ہو گا تو ہم اس سے خدمت و محنت لیں گے۔ جس طرح سلیمان نے ہم سے خدمت لی ہے۔ حضرت سلیمان کو جب اس کا پتہ لگا کہ جن آسیب میرے بچہ کو تکلیف دیں گے تو اس کو اپنی کرسی پر لٹا دیا اور وہیں رکھا کہ اس کو کرسی پر دودھ پلایا جائے اور جن و آسیب سے محفوظ رہے۔ پس خدا نے اس کو موت دے دی اور بچہ جسد بے روح رہ گیا۔ اور حضرت سلیمان کا یہ امتحان تھا کیونکہ وہ جنات و شیاطین کے شر سے اپنے بچہ کے لیے خوف زدہ ہوئے اور اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرکے اس سے مدد نہیں مانگی۔

ایک مرتبہ حضرت سلیمان کا لشکر ہوا پر جا رہا تھا۔ اور آپ نے ایک وادی میں اترنے کا ارادہ کیا۔ لشکر اترنے لگا۔ ہوا نے آہستہ آہستہ اتارنا شروع کیا کہ وہاں بے شمار چیونٹیاں تھی۔ ایک چیونٹی نے جو ان کی سردار تھی کہا کہ اے چیونٹیو! اپنے اپنے سوراخوں میں چلی جاؤ کیونکہ حضرت سلیمان کا لشکر اتر رہا ہے ایسا نہ ہو کہ تم روندی جاؤ اور انہیں پتہ نہ لگے کہ تم پیروں تلے آگئی ہو۔ ہوا نے یہ آواز حضرت سلیمان تک پہنچا دی آپ نے اس چیونٹی کو بلایا اور فرمایا کہ تونے ایسا کیوں کہا کیا ہم ستمگار ہیں خدا کی مخلوق پر ظلم کرتے ہیں اس نے عرض کی کہ اے پیغمبر مجھے یہ خطرہ تھا کہ آپ کی شان و شوکت کو دیکھ کر یہ چیونٹیاں یاد خدا سے غافل نہ ہو جائیں اس لیے میں نے یہ عرض کیا اور اس میں ایک لفظ یہ بھی ہے کہ وہ گذر جائیں اور تم پیروں تلے کچلی جاؤ اور انہیں علم نہ ہو کہ تم روندی جا رہی ہو پھر اس چیونٹی نے عرض کی کہ آپ کو خدا نے ہوا پر قبضہ دیا ہے اور تمام جن و انس آپ کے تابع ہیں۔ یہ بادشاہت آپ کی اسی طرح ہے جیسے ہوا ہوتی ہے' جلد ہی فنا ہونے والی ہے۔ اسی لیے خدا نے ہوا کے ذریعے آپ کو عظیم بادشاہی دے کر یہ

Presented by www.ziyaraat.net/

اشارہ کیا ہے کہ جس طرح ہوا ہے۔ ویسے ہی دنیا کی بادشاہی ہے۔ حضرت سلیمان نے فرمایا کہ بلبل کہتی ہے کہ اگر آدھا خرما بھی مل جائے تو مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ دنیا نہ ہو اور فاختہ کہتی ہے کہ کاش یہ دنیا پیدا ہی نہ ہوتی اور مور کہتا ہے جیسا کرو گے ویسا بھرو گے ہدہد کہتا ہے' جو کسی پر رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ چڑیا کہتی ہے جس کو صرد کہتے ہیں اور نخلستان میں رہتی ہے کہ اے گنہگارو! استغفار کرو اور طوطا کہتا ہے جو زندہ ہے۔ وہ مرے گا۔ جو نیا ہے وہ پرانا ہو گا۔ کبوتر کہتا ہے کہ اللہ کی تسبیح زمین و آسمان کے برابر۔ قمری کہتی ہے اللہ بلند اور پاک ہے۔ کوا کہتا ہے نفرین ہو نفرین ہو۔ اور چمگادڑ کہتی ہے ہر چیز اللہ کے سوا ہلاک ہے اور تیتر کہتا ہے خدا عرش پر غالب ہے۔

قصہ ملکہ بلقیس

ایک مرتبہ حضرت سلیمان اپنے دربار میں تشریف فرما تھے اور پرندے آپ کے دربار میں اپنے پروں کا سایہ کئے ہوئے تھے کہ ایک جگہ سے دھوپ آپ کے اوپر آ گئی آپ نے دیکھا کہ ایک پرندہ ہدہد نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہدہد کہاں گیا میں اس کو سخت سزا دوں گا یا ذبح کر ڈالوں گا یا وہ صحیح عذر بتائے ابھی تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ ہدہد آ گیا۔ آپ نے پوچھا کہ کہاں گیا تھا۔ اس نے عرض کی کہ میں ایک ایسی خبر لے کر آیا ہوں جس کا آپ کو علم نہیں ہے اور وہ شہر سبا کی یقینی خبر یہ ہے کہ وہاں ایک عورت بلقیس ہے جو ان کی باد شاہ ہے اور شراجیل بن مالک کی دختر ہے اور اس کے پاس بادشاہت کی تمام ضروریات موجود ہیں اور اس کا تخت نہایت عالی شان ہے۔ اور وہ لوگ آفتاب کو سجدہ کرتے ہیں اور شیطان نے انہیں گمراہ کیا ہوا ہے وہ خدا کے سامنے سر نہیں جھکاتے جو زمین و آسمان سے پوشیدہ چیزیں نکالتا ہے اور وہ ظاہر و پوشیدہ کو جانتا ہے اس کے سوا کوئی خدا نہیں وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔ حضرت سلیمان نے فرمایا کہ میں تیرے اس بیان پر غور کروں گا۔ درست ہے یا غلط تو میرا یہ خط لے جا اور انہیں اس طرح پہنچا دے کہ معلوم نہ ہو کہ کس طرح آیا ہے۔ چنانچہ ہدہد نے وہ خط ایک روشندان سے اس کے تخت پر گرا دیا جب بلقیس نے مہر شدہ خط دیکھا تو چند سرداروں کو بلایا اور ان سے کہا کہ میرے پاس ایک خط آیا ہے جو سلیمان کی طرف سے ہے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم سے شروع کیا گیا ہے اور اس کا مضمون یہ ہے کہ تم لوگ سرکشی نہ کرو اور میرے پاس مسلمان بن کر آ جاؤ اے میرے سردارو تم مجھے رائے دو کہ کیا کرنا چاہئے کیونکہ مجھے کوئی تسلی بخش فیصلہ حاصل نہیں ہو سکا ہے۔ سرداران نے عرض کی کہ جو تین سو بارہ تھے اور ہر ایک کے ماتحت ایک ایک ہزار سپاہی تھے کہ اے ہماری ملکہ آپ جانتی ہیں کہ ہمارے پاس کافی طاقت موجود ہے اور ہم شجاعت میں بھی کسی سے کم نہیں ہیں۔ آپ جو حکم دیں ہم اس کے لیے تیار ہیں۔

سبیل سکینہ سلام اللہ علیہا

اس نے کہا کہ جب بادشاہ کسی شہر پر حملہ کرتے ہیں تو اس شہر کو تباہ و برباد کر دیتے ہیں اور عزت داروں کو ذلیل کر دیتے ہیں اور یہ بات اس نے بالکل واقعہ کے مطابق کہی۔ چنانچہ بلقیس نے یہ فیصلہ کیا کہ میں سلیمان کے پاس ایک قیمتی ہدیہ بھیجتی ہوں اگر وہ دنیا دار آدمی ہوا تو قبول کرے گا۔ اور اگر واقعی خدا کا پیغمبر ہے تو واپس کر دے گا۔ چنانچہ ایک عالی شان بڑا موتی بھیجا۔ اس میں سوراخ نہ تھا۔ جب بلقیس کا فرستادہ حضرت کے پاس وہ موتی لایا اور اس نے کہا کہ اس موتی میں بغیر کسی لوہے کے برمے کے سوراخ کر دیجئے آپ نے ایک کیڑے کو حکم دیا اور اس کے منہ میں دھاگہ دے دیا وہ موتی میں ایک طرف سے داخل ہوا اور دوسری طرف نکل گیا اور سوراخ کر دیا اور حضرت نے وہ موتی واپس کرکے فرمایا کہ تم مجھے مال دنیا کی مدد دینا چاہتے ہو مجھے جو کچھ خدا نے عطا کیا ہے وہ اس سے بہتر ہے جو تمہارے پاس ہے۔ یہ موتی تمہیں کو مبارک ہو۔ اور جاؤ یہ کہہ دو کہ ہم لشکر لے کر آئیں گے جس کا مقابلہ وہ لوگ نہ کر سکیں گے اور ہم انہیں شہر سے نکال باہر کریں گے ذلت و خواری کے ساتھ۔ جب بلقیس کا پیغامبر واپس پہنچا اور اس نے حضرت سلیمان کی شان و شوکت اور خدائی طاقت اور عظمت و جلالت بیان کی تو ملکہ بلقیس نے فیصلہ کیا کہ ہمیں ان کی اطاعت قبول کر لینی چاہئے۔ چنانچہ بلقیس روانہ ہوئی اور خدا نے حضرت کو اس کے آنے کی خبر دی کہ وہ نزدیک پہنچ چکی ہے آپ نے شیاطین اور جنات کو جمع کیا اور فرمایا کہ بلقیس نزدیک آ گئی ہے میں چاہتا ہوں کہ جب وہ میرے پاس آئے تو یہاں آ کر وہ اپنے ہی تخت پر بیٹھے چنانچہ آپ نے اپنے سرداران لشکر کو حکم دیا کہ تم میں سے کون اس کے تخت کو میرے پاس لانے کو تیار ہے۔ مگر اتنی جلدی کہ ان کے داخل شہر ہونے سے پہلے تخت پہنچا دے کیونکہ وہ مسلمان ہو کر آ رہے ہیں یہ سن کر ایک عفریت جن بولا جو سخت منہ زور تھا میں تخت بلقیس کو لاؤں گا اور اتنی جلدی کہ آپ اپنا دربار برخواست نہ کرنے پائیں گے کہ میں لے آؤں گا اور یہ طاقت رکھتا ہوں اور امن و امان کے ساتھ لاؤں گا۔ حضرت سلیمان نے فرمایا کہ میں اس سے بہت جلد ملنا چاہتا ہوں یہ سن کر آصف بن برخیا وزیر حضرت سلیمان نے کہا کہ جس کو کتاب کا کچھ تھوڑا سا علم تھا کہ میں اتنی جلد لا سکتا ہوں کہ آپ کی پلک جھپکنے نہ پائے گی کہ تخت موجود ہو گا۔ آپ نے کہا لاؤ اس نے کہا لیجئے حاضر ہے اور فوراً" حضرت سلیمان کے تخت کے نیچے سے تخت بلقیس نکال کر دے دیا۔

جب سلیمان نے تخت بلقیس کو اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا تو کہنے لگا کہ یہ میرے رب کا فضل و کرم ہے وہ امتحان لیتا ہے کہ آیا میں اس کی نعمتوں کا شکر کرتا ہوں یا کفران نعمت کرتا ہوں اور جو شخص بھی شکر کرتا ہے وہ اپنے ہی فائدے کی خاطر ہے اور جو کفران نعمت کرتا ہے اس کا نقصان بھی اس کو ہے میرا رب یقیناً" لوگوں کے شکر سے بے نیاز ہے اور صاحب کرم ہے آپ نے فرمایا کہ اس کے تخت میں تھوڑی سی تبدیلی کر دو تاکہ میں دیکھوں کہ وہ اس کو پہچانتی ہے یا نہیں جب بلقیس پہنچی اور اس نے تخت دیکھا تو اس

Presented by www.ziyaraat.net/

سے کہا گیا کہ تمہارا تخت ایسا ہی ہے۔ اس نے کہا معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے گویا کہ یہ وہی ہے اور ہمیں آپ کے معجزہ اور پیغمبری کا علم پہلے ہی ہو چکا ہے اور ہم مسلمان ہو کر آپ کے پاس آئے ہیں چنانچہ اس کو خدا کے غیر کی پرستش سے روک دیا وہ پہلے کافروں میں سے تھی۔

حضرت سلیمان نے بلقیس کے آنے سے پہلے ایک قصر تعمیر کرایا تھا۔ جس کو جنات نے بنایا تھا اور وہ محل شیشہ کا تھا اور اس کو پانی کے اوپر رکھا گیا تھا۔ جب وہ اس قصر میں داخل ہونے لگی تو وہ سمجھی کہ اس کے اندر پانی ہے اس نے اپنے لباس کو سنبھالا اور پنڈلیوں تک اٹھایا۔ حضرت سلیمان نے فرمایا کہ یہ پانی نہیں ہے۔ یہ شیشہ کا بنا ہوا صحن ہے۔ بلقیس نے جب یہ دیکھا تو کہنے لگی کہ میں نے اپنی سابقہ زندگی میں بڑی غلطی کی کہ میں غیر خدا کی پرستش کرتی رہی۔ اے خدا اب میں اسلام لے آئی ہوں اور حضرت سلیمان پر ایمان اس لیے رکھتی ہوں کہ خدا ہی تمام عالمین کا رب ہے۔ حضرت سلیمان نے بلقیس سے نکاح کر لیا۔ اور وہ آپ کے ازواج میں داخل ہو گئی اس کے حمام بنوائے اور چونکہ اس کی پنڈلیوں وغیرہ میں بال زیادہ تھے اس لیے اس کے لیے نورہ بنوایا یعنی بال صاف کرنے والا سفوف تیار کیا۔

حضرت سلیمان جانوروں اور انسانوں کی زبانیں جانتے تھے جب جنگ ہوتی تھی تو اپنے لشکر سے فارسی میں باتیں کرتے تھے۔ اور جب دربار میں بیٹھتے تھے تو رومی زبان میں باتیں کرتے تھے۔ اور جب اپنی بیویوں سے گفتگو کرتے تھے تو سریانی یا قبطی زبان میں باتیں کرتے تھے۔ اور جب مسند پر بیٹھتے تھے اور بادشاہوں اور سفیروں سے باتیں کرتے تھے تو عربی زبان میں باتیں کرتے تھے اور جب اللہ تعالیٰ سے مناجات کرتے تھے تب بھی عربی زبان میں باتیں کرتے تھے۔

آصف بن برخیا جو کچھ جانتے تھے وہ حضرت سلیمان بھی جانتے تھے مگر آپ کا مقصد یہ تھا کہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ آصف بن برخیا میرا وزیر اور خلیفہ ہے اور وہ یہ علوم رکھتا ہے تاکہ آپ کے بعد حجت خدا پوشیدہ نہ رہے۔

حضرت سلیمان اور ان کے پدر بزرگوار حضرت داؤد کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے دعوٰی کیا کہ فلاں شخص کی بکریاں میرے انگور کے باغ میں شب کو داخل ہو گئیں اور میرے باغ کو چر گئیں بہت کچھ نقصان کیا ہے۔ حضرت داؤد نے اپنے فرزند سلیمان کو حکم دیا کہ ان کا فیصلہ کرو حالانکہ آپ خود بھی فیصلہ کر سکتے تھے مگر اس لیے کہ آپ کے بعد آپ کا وصی لوگوں کو معلوم ہو جائے اور حجت خدا پوشیدہ نہ رہے۔ چنانچہ سلیمان پیغمبر نے فرمایا کہ اگر بکریوں نے درختوں کو جڑوں سمیت کھا لیا ہے تو بکریاں تمہیں دے دی جائیں اور پتوں اور شاخوں کو کھا لیا ہے تو بکریوں کے بچے تمہیں دے دیے جائیں اور اس سال کی اون بکریوں کی جس قدر نکلے وہ بھی صاحب باغ کو دے دی جائیں۔

حضرت سلیمان نے ایک قبہ دریا میں شیشہ کا بنوایا تھا۔ جو اتنا بلند تھا کہ اس پر کھڑے ہو کر اپنی بادشاہی کا

نظارہ کرتے تھے۔ اور آپ نے حکم دیا کہ کوئی شخص میرے پاس نہ آئے۔ چنانچہ آپ اس قبہ میں زبور کی تلاوت کرتے تھے اور سب اپنے اپنے کام کرتے رہتے تھے۔ جنات و شیاطین اور تمام انسان اپنے اپنے خدمات ادا کرتے تھے آپ ایک مرتبہ اسی جگہ اپنی بادشاہی کا نظارہ کر رہے تھے کہ ایک خوبصورت جوان بہترین پوشاک پہنے آپ کے پاس آگیا آپ نے پوچھا تو کون ہے اور کس اجازت سے آیا ہے۔ اس نے کہا کہ میں خدا کی اجازت سے آیا ہوں آپ نے کہا کہ وہ اجازت دینے کا سب سے زیادہ حق رکھتا ہے اچھا تم کون ہو اور کس لیے آئے ہو اس جوان نے کہا کہ میں ملک الموت ہوں آپ کی روح قبض کرنے والا ہوں۔ آپ نے کہا بیشک امر خدا کو پورا کر آپ عصا لیے کھڑے تھے کہ ملک الموت نے روح قبض کر لی اور آپ اسی طرح کھڑے رہے۔ کئی روز گذر گئے اور آپ نے نہ کھایا نہ پیا اور تمام جن و شیاطین کہنے لگے کہ یہ جادوگر معلوم ہوتے ہیں اور مومنین نے کہا کہ وہ خدا برحق پیغمبر ہیں۔ جس طرح چاہے ان سے کام لے اور جس طرح چاہے انہیں رکھے۔ جب اختلافات ہونے لگے تو خدا نے دیمک کو حکم دیا کہ ان کی عصا کو کھا لے چنانچہ دیمک نے عصا کو کھا لیا اور آپ اسی پر ٹیک دیئے ہوئے تھے جب وہ نہ رہا تو آپ کا جسم گر گیا پھر لوگوں کو پتہ چلا کہ آپ وفات پا چکے ہیں۔ جب جنات کو معلوم ہوا تو کہنے لگے کہ ہمیں پہلے سے معلوم ہوتا تو اتنا عرصہ کیوں محنت و مشقت کرتے۔ اور وہ لوگ ایک سال تک محنت و مشقت کرتے رہے اور یہی سمجھتے رہے کہ سلیمان زندہ ہیں اور ہمیں دیکھ رہے ہیں۔

جنات کو چونکہ دیمک کی وجہ سے وفات سلیمان کا پتہ لگا اس لیے وہ دیمک کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور یہ جہاں کہیں ہو اس کو مٹی اور پانی پہنچاتے ہیں۔

جب حضرت سلیمان کی وفات ہو گئی تو شیطان نے جادو کی ایک کتاب لکھی اور اس پر لکھا کہ یہ وہ کتاب ہے جو آصف برخیا نے اپنے بادشاہ سلیمان کے لیے لکھی تھی اس میں قسم قسم کے جادو لکھے کہ فلاں کام کرنا ہو تو یہ کرو اور اس کتاب کو حضرت سلیمان کے تخت کے نیچے دفن کر دیا۔ اور پھر لوگوں کے سامنے وہیں سے اس کتاب کو نکالا۔ اور کافروں نے یہی کہنا شروع کر دیا کہ سلیمان جو کچھ کرتے تھے اور ان کی جتنی بادشاہی تھی وہ صرف جادو کے ذریعہ تھی۔

حضرت سلیمان کی عمر سات سو بارہ سال کی ہوئی۔ اور آپ نے بیت المقدس اور دیگر تعمیرات کیں۔ (۴)

کعبہ کو حضرت محمد مصطفیٰؐ پاک کریں گے

ثعلبی نے روایت کی ہے کہ جب سلیمان بساط پر سوار ہوتے تھے اپنے اہل خانہ کو اور خدمت گاروں اور منشیوں کو اور اپنے تمام لشکر کو اپنے ساتھ لے جاتے۔ یہ لوگ چھتوں پر ایک دوسرے کے سامنے اپنے

Presented by www.ziyaraat.net/

درجوں میں کنارے کنارے ہوتے اور حضرت کا باورچی خانہ لوہے کے تنوروں سمیت ہمراہ ہوتا اور بڑی دیگیں ہوتیں جن میں ایک ساتھ بیس اونٹ کا گوشت پکایا جاتا تھا اور جلسہ گاہ کے سامنے چار پایوں کے واسطے میدان ہوتا تھا جس میں وہ چرا کرتے تھے۔ باورچی کھانے پکانے میں مشغول رہتے اور کاریگر لوگ اپنے کاموں میں لگے رہتے اور گھوڑے حضرت کے سامنے بندھے ہوتے اور بساط ہوا پر رواں ہوتی۔ ایک روز اصطخر شیراز سے یمن کی طرف گئے اور مدینہ طیبہ سے گذرے تو حضرت سلیمان نے فرمایا کہ یہ پیغمبر آخر الزمان کی ہجرت کی جگہ ہے کیا کہنا ہے جو اس کا جو حضرت پر ایمان لائے اور آپ کی متابعت کرے۔ جب مکہ معظمہ سے گذرے تو بتوں کو دیکھا کہ کعبہ کے گرد رکھے ہوئے ہیں۔ حضرت سلیمان کو دیکھ کر کعبہ نے گریہ کیا خدا نے اس پر وحی کی کہ کیوں روتا ہے کعبہ نے عرض کی کہ پالنے والا تیرا ایک پیغمبر اور تیرے دوستوں کی جماعت میرے پاس سے گذری اور نہ میرے پاس اترے نہ نماز پڑھی۔ اور کفار میرے چاروں طرف بتوں کو رکھے ہوئے ان کی پرستش کرتے ہیں۔ تو خدا نے وحی کی کہ گریہ مت کر بہت جلد تیری زمین کو سجدہ کرنے والوں کی پیشانیوں سے بھر دوں گا اور قرآن نازل کروں گا اور آخر زمانہ میں ایک پیغمبر کو بھیجوں گا جو میرے تمام پیغمبروں میں برتر ہو گا اور ایک گروہ کو مقرر کروں گا جو تجھے آباد رکھیں گے اور فریضہ حج ان پر واجب قرار دوں گا کہ اطراف عالم سے تیری طرف آئیں گے جس طرح پرندے اپنے گھونسلوں کی طرف دوڑتے ہیں۔ اور جس طرح اونٹنی اپنے بچے کی جانب رجوع ہوتی ہے اور تجھ کو بتوں اور بت پرستوں سے پاک کر دوں گا۔

اور زمانہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں خدا نے یہ کام حضرت علی علیہ السلام سے کرایا۔

حضرت علی وارث انبیاء تھے ان کے تبرکات آپ کے پاس تھے

دوسری حدیث معتبر میں امام محمد باقر سے منقول ہے کہ ایک رات حضرت امیر المومنین کچھ دیر سونے کے بعد (بیدار ہوئے اور) گھر سے برآمد ہوئے اور آہستہ آہستہ فرمانے لگے کہ تمہارا امام تمہاری طرف آیا ہے۔ پیراہن آدم پہنے ہوئے اس کے ہاتھ میں سلیمان کی انگوٹھی اور موسیٰ کا عصا ہے۔

محمدؐ و آل محمدؐ کو تمام انبیاء سے زیادہ علم دیا گیا

حدیث معتبر میں منقول ہے کہ ایک شخص نے امام موسیٰ کاظم سے پوچھا کہ کیا تمام علوم پیغمبران حضرت محمد مصطفےٰ آخر الزمان کو میراث میں ملے ہیں۔ فرمایا ہاں خدا نے کسی پیغمبر کو مبعوث نہیں فرمایا مگر یہ کہ محمد ان

سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ راوی نے کہا عیسیٰ خدا کے حکم سے مردوں کو زندہ کرتے تھے فرمایا تو نے سچ کہا اور سلیمان بھی پرندوں کی زبان جانتے تھے اور ہمارے رسول حضرت محمد مصطفیٰؐ ان تمام امور پر قادر تھے۔

اگر حضرت سلیمان کم سنی میں خلیفہ ہو سکتے ہیں تو؟

بسند معتبر منقول ہے کہ ایک شخص نے امام محمد تقی کی خدمت میں عرض کی کہ لوگ آپ کی کمسنی کے بارے میں چہ میگوئیاں کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کیسے ممکن ہے کہ نو برس کا لڑکا امام ہو۔ فرمایا کہ حق تعالیٰ نے حضرت داؤد کو وحی کی کہ سلیمان کو اپنا خلیفہ مقرر کریں اور حضرت سلیمان لڑکے تھے اور بکریاں چرایا کرتے تھے۔ حضرت سلیمان خلیفہ مقرر کئے گئے تو عباد و علمائے بنی اسرائیل نے نہیں مانا۔ حضرت کو وحی ہوئی کہ ان لوگوں کی لاٹھیاں سلیمان کی لاٹھی کے ساتھ لے کر ایک مکان میں رکھو اور ان لوگوں سے کہو کہ اپنے اپنے تالے لگا دیں اور تم بھی ایک تالہ لگا دو اور کل کھول کر دیکھنا جس کے عصا میں برگ و بار لگے ہوں وہی میرا خلیفہ ہے۔ حضرت نے جب یہ پیغام الٰہی ان کو پہنچایا تو وہ اس فیصل پر راضی ہو گئے۔ اور اسی کے مطابق عمل کیا گیا تو حضرت سلیمان کے عصا میں پتیاں اور پھل لگے ہوئے تھے۔ پھر ان لوگوں نے خلافت سلیمان کو قبول کیا اور مطیع ہوئے۔

قرآن میں فرماتا ہے کہ اگر ایسا قرآن ہوتا کہ جس کے ذریعہ سے پہاڑ چلنے لگتے۔ زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو سکتی اور مردے زندہ ہو سکتے تو وہ بھی یہی قرآن ہے لیکن ان کا علم ہمارے پاس ہے اور ہم ہوا کے اندر پانی کو جانتے ہیں۔ خدا کی کتاب میں چند آیتیں ہیں کہ ان کو جس مطلب کے لیے ہم پڑھتے ہیں وہ حاصل ہوتا ہے۔ (۲)

حضرت عیسیٰ بن مریم

فرشتوں نے بی بی مریم سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بشارت دیتا ہے کلمتہ اللہ کی جن کا نام عیسیٰ بن مریم اور لقب مسیح ہو گا وہ دنیا و آخرت میں صاحب عزت و جاہ ہوں گے اور خدا کے خاص مقرب ہوں گے۔

کلمتہ اللہ ان کو اس لیے کہتے ہیں کہ بغیر باپ کے کلمہ کن سے پیدا ہوئے ہیں اور مسیح اس لیے کہتے ہیں کہ وہ اپنا ہاتھ بیماروں پر پھیر دیتے تھے تو ان کو شفا ہو جاتی تھی اور مسیح کے معنی ہاتھ پھیرنا اور مسح کے معنی پھیرنے والا۔ اور اے مریم یہ تمہارا بیٹا گہوارہ میں بھی کلام کرے گا اور بڑھاپے میں بھی اور ہمارے صالح

Presented by www.ziyaraat.net/

بندوں میں سے ہو گا۔

بی بی مریم نے عرض کی کہ پروردگارا میرے کس طرح بچہ ہو گا مجھے تو کسی مرد نے چھوا تک نہیں ہے خدا نے فرمایا کہ یہ بات درست ہے مگر اللہ جو چاہے پیدا کر دے۔ وہ جب فیصلہ کرلیتا ہے تو کسی بھی معاملہ کا تو کُن کہتا ہے اور ہو جاتا ہے۔ اور اے مریم خدا تمہارے بچہ کو کتاب و حکمت کی تعلیم دے گا۔ اور تورات و انجیل پڑھا دے گا۔ وہ بنی اسرائیل کا رسول ہو گا۔ اور وہ اپنی امت سے کہے گا کہ میں تمہارے پاس تمہارے رب کی آیت و نشانی لے کر آیا ہوں میں تمہارے لیے مٹی سے پرندے کی شکل بناؤں گا اور وہ اللہ کے حکم سے زندہ ہو کر اڑے گا۔ اور مادر زاد اندھوں کو شفا دوں گا اور کوڑھوں کو صحت دوں گا۔ اور مردوں کو زندہ کروں گا۔ اور یہ سب کچھ بحکم خدا کروں گا اور میں تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ تم کیا کھاتے ہو اور تمہارے گھر میں کیا کچھ جمع کیا گیا ہے۔ اور یہ میری حقانیت کے ثبوت ہیں جو اللہ نے عطا کیے ہیں اگر تم ایمان لاؤ تو بہت کافی ثبوت ہیں۔

اور میں ان چیزوں کی تصدیق کرتا ہوں کہ جو مجھ سے پہلے تورات میں نازل ہوئی ہیں اور میں اس لیے بھیجا گیا ہوں کہ بعض وہ چیزیں جو پہلے حرام تھیں تمہارے لیے حلال کر دوں میں خدا کی طرف سے معجزہ لے کر آیا ہوں اور تم عذاب سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ خدا ہی تمہارا اور میرا رب ہے۔ اسی کی عبادت کرو یہی سیدھا راستہ ہے۔ نیز خدا نے فرمایا ہے کہ عیسٰی کا بغیر باپ کے ہونا اللہ کے نزدیک ایسا ہی ہے جیسا کہ آدم پیدا ہوئے کہ ان کو مٹی سے پیدا کیا اور کہہ دیا کہ ہو جا اور وہ ہو گئے۔

جناب مریم ایک مرتبہ اپنے رشتہ داروں سے الگ ہو کر ایک شرقی مکان میں تنہا ہو کر بیٹھ گئیں۔ اور اپنے رشتہ داروں کے درمیان پردہ ڈال لیا کہ ان کو کوئی نہ دیکھے پس ہم نے اپنی روح خاص جبرئیل کو ان کے پاس بھیجا اور بشری شکل میں مکمل طور پر ان کے پاس آئے اور جب مریم نے اس جوان کو دیکھا تو کہنے لگی کہ میں تجھ سے پناہ خدا چاہتی ہوں اگر تو پرہیز گار ہے تو مجھ سے دور ہو جا وہ کہنے لگا کہ میں تیرے خدا کا فرستادہ ہوں کہ تجھے ایک پاک و پاکیزہ بچہ عطا کروں۔ بی بی مریم نے کہا کہ میرے بچہ کس طرح ہو سکتا ہے مجھے تو کسی بشر نے چھوا تک نہیں اور میں بدچلن بھی نہیں ہوں اس نے جواب دیا کہ یہ بات ٹھیک ہے مگر تمہارے پروردگار نے فرمایا ہے کہ میرے لیے یہ کام آسان ہے اور یہ بچہ اس لیے پیدا کرنا ہے کہ ہم اس کو لوگوں کے لیے خدا کی نشانی اور ثبوت قرار دیں۔ اور اللہ کی رحمت قرار پائے اور یہ ایک فیصلہ شدہ امر ہے۔ بی بی مریم کو حمل ہو گیا اور نو گھنٹہ میں عیسٰی پیدا ہو گئے جب وہ حاملہ ہو گئیں تو اس شرقی مکان میں جہاں تنہا بیٹھی تھیں اٹھ کر گھر آئیں تو آثار حمل نمایاں تھے ان کی خالہ نے جب دیکھا جو زکریا کی زوجہ تھیں تو مریم بوجہ شرمندگی ایک دور دراز جگہ میں چلی گئیں اور انہیں درد زہ شروع ہو گیا اور ایک کھجور کے درخت کے نیچے پناہ لی اور عیسٰی پیدا ہو گئے تو کہنے لگیں کہ کاش میں اس سے پہلے مر جاتی اور لوگ

مجھے بالکل بھول جاتے میں اپنی خالہ سے کیا کہوں گی اور لوگ مجھے پوچھیں گے تو کیا جواب دوں گی پس مریم کو اس درخت کے نیچے سے آواز آئی کہ حزن و ملال نہ کر تیرے خدا نے تیرے قدموں کے نیچے سے نہر جاری کر دیا ہے یہ نہر سال ہا سال سے خشک تھی مگر مریم کی برکت سے ان کے شکم سے عیسٰی پیدا ہوئے نہر جاری ہو گئی اور آواز آئی اے مریم درخت خرما کی شاخ کو پکڑ کر ہلاؤ یہ تازہ تازہ پختہ پھل گرا دے گا اسی لیے تازہ زائیدہ عورت کے لیے بہترین چیز رطب ہے۔ اور وہ درخت خشک اور موسم بھی سردی کا تھا۔ خدا نے یہ میوہ بطور اعجاز پیدا کر دیا تھا۔ اور خدا نے حکم دیا کہ یہ رطب کھاؤ اور نہر کا پانی پیو اور اپنے بچہ سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچاؤ اور جب تمہیں کوئی آدمی ملے تو اشارہ سے کہہ دو کہ میں نے روزہ رکھا ہے۔ میں کسی آدمی سے بات نہیں کروں گی۔

جب بی بی مریم کو سردی لگی تو ایک شخص یوسف نے جو ان کا چچا زاد بھائی تھا وہاں لکڑیاں جمع کر کے آگ روشن کی اور اس کے کچھ اخروٹ تھے سات دانے اس کو دیئے کہ بی بی نے تناول فرمائے کہ اسی لیے نصاری حضرت عیسٰی کی شب ولادت آگ روشن کرتے ہیں اور اخروٹ سے کھیلتے ہیں۔

جب مریم اپنے بچہ کو لے کر اپنی قوم کے پاس آئیں تو اس کی قوم نے کہا اے مریم تو نے بہت برا کیا کہ بغیر شوہر کے بچہ پیدا کیا ہے۔ اے ہارون کی بہن تیرا باپ بھی برا آدمی نہ تھا اور نہ تیری ماں بدچلن تھی۔ یہ ہارون نیک آدمی تھا اور مریم کا مادری بھائی تھا۔

بنی اسرائیل کی عورتیں مریم کے گرد جمع ہو گئیں اور طعنہ و تشنیع کرنے لگیں اور کچھ عورتیں ان پر تھوکنے لگیں کہ تو نے بنی اسرائیل کی ناک کاٹ دی بہت برا کام کیا ہے بی بی مریم نے بچہ کی طرف اشارہ کیا کہ اس سے دریافت کرو یہ سن کر کہنے لگے کہ ہم کس طرح ایسے بچے سے باتیں کریں جو شیر خوار ہو اور گہوارہ میں پڑا ہے یہ لوگ یہ کہہ رہے تھے کہ جناب عیسٰی نے فرمایا کہ میں خدا کا بندہ ہوں۔ خدا نے مجھے کتاب عطا کی ہے اور مجھے نبی بنا کر بھیجا ہے اور مجھے خدا نے بابرکت قرار دیا ہے۔ جہاں کہیں میں ہوں مبارک ہوں مجھے خدا نے حکم دیا ہے کہ تازیست نماز و زکوٰۃ ادا کروں اور اپنی والدہ کے ساتھ نیکی و مہربانی کروں اور مجھے اس نے جبار اور بدبخت نہیں بنایا ہے اور مجھ پر سلامتی ہے۔ جس دن پیدا ہوا اور جس دن مروں گا اور جس دن میں زندہ اٹھایا جاؤں گا جب حضرت عیسٰی کی یہ گفتگو سنی تو لوگوں کو یقین آ گیا کہ بی بی مریم بے گناہ ہے اور یہ خدا کا معجزہ ہے۔

احادیث سے ثابت ہے کہ بی بی مریم کو جب درد زہ ہوا تو بیت المقدس سے نکل کر ایک ایسی جگہ پہنچیں جو بہت دور دراز تھی وہ جگہ کربلائے معلیٰ ہے کہ باعجاز وہاں پہنچی بذریعہ طے الارض اور وہاں درخت خرما سے تازہ رطب پیدا ہوئے اور وہاں سے نجف اشرف کی پہاڑی پر اپنے بچہ عیسٰی کو لے کر گئیں اور اسی کو خدا نے ربوہ کہا ہے اور وہاں لوگوں کے اترنے کی جگہ تھی کہ قافلے قرار لیتے تھے اور وہیں پانی بھی تھا کہ وہ

Presented by www.ziyaraat.net/

دریائے فرات ہے۔ حضرت عیسٰی کا مکان اس جگہ تھا کہ جس جگہ آج مسجد براثا ہے بغداد کے نزدیک ہے۔

حضرت عیسٰی کی ولادت کی خبر مشہور ہوئی تو لوگ دور دور سے ان کے دیکھنے کو آئے اور کچھ تو ان پر ایمان لائے اور کچھ ان کو خدا اور خدا کا بیٹا کہنے لگے اور کچھ لوگ ان کے دشمن ہو گئے۔

حضرت مریم کو روز جمعہ حمل ہوا تھا اور یہ روز عید ہے اور پچیسویں تاریخ ذیقعد تھی۔

حضرت عیسٰی نے جو پرندہ مٹی سے تیار کیا تھا وہ چمگادڑ ہے حضرت داؤد اور حضرت عیسٰی میں چار سو اسی سال کا فاصلہ ہے۔ اور بنی اسرائیل میں پہلا پیغمبر حضرت موسٰی تھے اور آخری پیغمبر حضرت عیسٰی ہیں اور ان کے اور عیسٰی کے درمیان چھ سو پیغمبر بھیجے گئے۔

حضرت عیسٰی بسم اللہ الرحمن الرحیم کہہ کر پانی پر چلتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت عیسٰی نے فرمایا کہ آج جن کی شادی ہوئی ہے یہ دولہا کل مرجائے گا۔ جب دوسرا دن ہوا تو وہ نہ مرا لوگوں نے کہا کہ اے عیسٰی تو نے غلط خبر دی تھی آپ یہ سن کر لوگوں کو ہمراہ لے کر اس کے گھر گئے اور دلہن سے پوچھا کہ رات کو کیا کچھ ہوا تھا۔ اس نے کہا میں نے ایک فقیر کو کھانا دیا تھا۔ آپ نے ان کے بستر کو ہٹایا اور دیکھا کہ ایک سیاہ سانپ موجود ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی موت اس کے بستر پہ ہے مگر اس کے صدقے نے اس کی جان بچالی ہے اور خدا صدقہ کے ذریعہ بلاؤں کو دور کرتا ہے۔

حضرت مریم نے اپنے بچہ کو ایک رنگریز کے پاس پہنچایا کہ وہ اس کی مزدوری کرے۔ رنگریز نے آپ کو کپڑے دیئے اور کہا ہر ایک کپڑے کے ساتھ ایک رنگین دھاگہ بندھا ہوا ہے اسی دھاگے کے رنگ کا کپڑا رنگا کرو اور یہ کہہ کر چلا گیا۔ آپ نے وہ سب کپڑے ایک ہی مٹکے میں ڈال دیئے۔ جب وہ واپس آیا تو پوچھا کہ کپڑے رنگ کر دیئے۔ اس نے پوچھا کہ کہاں ہیں اور آپ نے فرمایا کہ مٹکے میں ہیں اس نے کہا تم نے سب کپڑے برباد کر دیئے۔ میں نے تو الگ الگ رنگ کرنے کو کہا تھا۔ آپ نے فرمایا ناراض نہ ہو یہ کپڑے مٹکے سے نکالو جب نکالے تو ہر ایک جدا جدا رنگ کا تھا۔ جیسا کہ وہ چاہتا تھا۔ وہ یہ دیکھ کر آپ پر ایمان لے آیا۔ اور آپ کو پیغمبر تسلیم کیا۔ جب حضرت عیسٰی تبلیغ پر مامور ہوئے تو آپ نے اپنی طرف سے ہدایت خلق مقامات پر اپنے نائب بھیجے چنانچہ آپ نے ایک مرتبہ دو نائب انطاکیہ کی طرف بھیجے ایک کا نام صادق دوسرے کا صدوق تھا۔ وہ دونوں جب نزدیک شہر کے پہنچے تو دیکھا کہ ایک بوڑھا آدمی بکریاں چرا رہا تھا۔ اس کا نام حبیب نجار تھا۔ جس کو مومن آل یٰسین کہتے ہیں۔ انہوں نے اس کو سلام کیا۔ حبیب نے جواب دے کر پوچھا کہ تم کون ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم حضرت عیسٰی کے فرستادہ ہیں اور لوگوں کو بت پرستی سے روکنے کے لیے آئے ہیں اور خدا کی عبادت کی ہدایت کرتے ہیں اس نے کہا کہ تمہارے پاس کوئی ثبوت ہے۔ انہوں نے کہا ہم بیماروں کو شفا دیتے ہیں اور اندھے کو آنکھیں دیتے ہیں کوڑھی کو صحت دیتے ہیں اس نے کہا میرا لڑکا سال ہا سال سے بیمار ہے اس کو شفا دو۔ چنانچہ وہ ان کو اپنے گھر لے گیا۔

انہوں نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا وہ فوراً صحت یاب ہو گیا اور یہ خبر تمام شہر میں مشہور ہو گئی اور لوگ آپ کے گرد جمع ہونے لگے اور بیماروں کو لانے لگے اور یہ دونوں شفا دینے لگے جب یہ خبر شلاخن نامی بادشاہ کو پہنچی جو رومی بادشاہ تھا اور بت پرست تھا اس نے ان دونوں کو بلایا اور کہا تم کون ہو۔ اور کیوں آئے ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم حضرت عیسٰی کے فرستادہ ہیں اور لوگوں کو ہدایت کرنے آئے ہیں اور ہم بیماروں کو شفا دیتے ہیں' اندھوں کو آنکھیں دیتے ہیں' کوڑھی کو شفا دیتے ہیں اور ہر بیمار کی بیماری کو دور کر دیتے ہیں۔ ہم اس لیے آئے ہیں کہ تمہیں بت پرستی سے روکیں اس بادشاہ نے ان کو پکڑ کر قید کر دیا۔

جب ان کو قید کر دیا گیا تو حضرت عیسٰی نے تیسرا نائب بھیجا جس کا نام سلوم تھا۔ جب وہ بادشاہ کے پاس پہنچا تو کہا کہ میں تمہارے خدا کی پرستش کرتا ہوں چنانچہ اس کو بت خانہ میں پہنچا دیا گیا۔ اور ان پہلے دو پیغمبروں کے ساتھ ایک سال تک رہا اور یہ تینوں خدا کی عبادت کرتے تھے ایک مرتبہ اس نے تیسرے نائب کو بلایا اور اس سے پوچھا تم ہمارے خدا کی پرستش کرتے ہو اس نے کہا ہاں پس بادشاہ نے کہا کہ تم ہمارے دینی بھائی ہو۔ تم کوئی حاجت رکھتے ہو تو بتاؤ اس نے کہا کہ دو آدمی میں نے بت خانے میں قید دیکھے ہیں ان کو بلاؤ' ان سے مباحثہ کیا جائے تاکہ وہ اپنے دین کے دلائل بیان کریں تاکہ ہم سب ایک دین پر ہو جائیں۔ بادشاہ نے یہ بات مان لی۔ اور ان کو بلوا لیا اور ان سے پوچھا کہ تمہارا خدا کون ہے جو پانی برساتا ہے میوے پیدا کرتا ہے۔ درخت اگاتا ہے۔ اس تیسرے شخص نے کہا کہ تمہارا خدا اس پر قادر ہے کہ اگر کسی اندھے کو بلایا جائے تو اس کی آنکھیں دے سکتا ہے کہنے لگے کہ ہمارا خدا اس پر قادر ہے چنانچہ ایک اندھے کو لائے اور ان دونوں نے دعا کی وہ فوراً بینا ہو گیا۔ اس وقت اس تیسرے نے دعا کی وہ اندھا بھی اچھا ہو گیا اور پھر اس نے کہا اے بادشاہ اگر ان دونوں نے مل کر ایک کمال دکھایا تو ہم نے بھی ان کی برابر ایک کمال دکھا دیا ہے۔ پھر اس نے بادشاہ سے کہا کہ ایک زمین گیر اپاہج بلاؤ چنانچہ ایک لولا بلایا گیا پھر ان دونوں نے دعا کی وہ اچھا ہو گیا۔ اس نے کہا کہ ایک اور لولا بلاؤ چنانچہ بلایا گیا اور وہ اس کی دعا سے درست ہو گیا۔ پھر اس نے کہا کہ تم دونوں نے جو کمال دکھایا اس کے برابر ہم نے بھی کمال دکھا دیا ہم تمہارے خدا پر ایمان لے آئیں گے۔ ایک پسر بادشاہ کا مر گیا ہے اس کو زندہ کر دو۔ بادشاہ نے کہا کہ ہاں اگر میرے بیٹے کو زندہ کر دیں تو ہم سب ان کے خدا پر ایمان لے آئیں گے۔ چنانچہ انہوں نے اقرار کیا اور نماز پڑھ کر سجدہ میں چلے گئے اور طولانی سجدہ کے بعد اٹھے اور کہا کہ اے بادشاہ تمہارا بیٹا زندہ ہو گیا ہے۔ اس کی قبر پر آدمی بھیجو وہ باہر کھڑا ہے۔ چنانچہ آدمی دوڑے اور لوگوں نے دیکھا کہ وہ زندہ کھڑا ہے۔ بادشاہ نے اپنے بیٹے سے پوچھا کہ تم کس طرح زندہ ہوئے اس نے کہا کہ دو آدمی ہیں جنہوں نے خدا کے دربار میں دعا مانگی ہے اور وہ سجدہ میں تھے کہ خدا نے مجھے زندہ کر دیا ہے اور ان کی دعا قبول ہو گئی ہے بادشاہ نے کہا کہ تم ان کو پہچان سکتے ہو۔ اس نے کہا یقیناً" پہچان لوں گا۔ چنانچہ بادشاہ نے اپنی رعیت کو کہا کہ باہر صحرا

Presented by www.ziyaraat.net/

میں چلو اور ان دو آدمیوں کو بھی ساتھ لے گیا۔ ایک ایک آدمی اپنے بیٹے کے سامنے گذارتا تھا وہ کہتے تھے یہ نہیں ہے۔ چنانچہ جب ان دونوں میں سے ایک آدمی آیا تو کہنے لگا یہ ایک ہے۔ پھر لوگوں کو اس کے سامنے لایا گیا اور وہ انکار کرتا رہا۔ یہاں تک کہ پھر دوسرے کو سامنے لائے اس نے کہہ دیا کہ یہ دوسرا ہے۔ چنانچہ یہ معجزات دیکھ کر بادشاہ اور اس کے تمام شہر والے مسلمان ہو گئے اور حضرت عیسٰی پر ایمان لے آئے اور کچھ لوگوں نے حضرت عیسٰی کو خدا یا خدا کا بیٹا کہنا شروع کر دیا اور یہودیوں نے آپ کی تکذیب کی اور جو لوگ کافر تھے انہوں نے ان کے قتل کرنے کی تدبیریں کیں۔ جب حبیب النجار کو معلوم ہوا تو اس نے کہا کہ اے قوم ان پیغمبروں کا اتباع کرو۔ اور یہ تم سے کوئی مزدوری نہیں مانگتے ہیں اور خود ہدایت یافتہ ہیں۔ یہ سن کر ان دشمنوں نے حبیب النجار کو پکڑ کر قتل کر دیا اور خدا نے ان پر عذاب نازل کیا اور ایک سخت ہولناک آواز کہ وہ سب ہلاک ہو گئے۔

حضرت رسول کریم نے فرمایا ہے کہ تین صدیق ہیں جنہوں نے کبھی کفر نہیں کیا ایک مومن آل فرعون جس کا حزقیل ہے اور دوسر مومن آل یٰسین جس کا نام حبیب النجار ہے اور تیسرا میرا بھائی علی بن ابی طالب ہے اور یہ ان سے افضل ہے۔

حضرت عیسٰی کے بارہ حواری تھے اور ان کو حواری اس لیے کہتے ہیں کہ حوار کے معنی صاف و شفاف کے ہیں اور یہ گناہوں سے پاک صاف تھے اور لوگوں کو اپنی وعظ و نصیحت کے ذریعہ گناہوں سے پاک کرتے تھے۔ حضرت عیسٰی ان حواریوں کو بھوک لگتی تھی کھانا دیتے تھے اور جب پیاس لگتی تھی تو پانی دیتے تھے اور یہ آپ کے ساتھ رہتے تھے۔ حضرت عیسٰی اپنے ہاتھ کا اشارہ کرتے تھے تو کھانا اور پانی آ جاتا تھا۔

بادشاہ شام کہ جس کا نام بہروس تھا اس نے جب حضرت عیسٰی کی ولادت اور ان کے واقعات سنے تو ان کے قتل کے درپے ہو گیا تو خدا نے حکم دیا کہ حضرت ملک شام سے مصر کی طرف جائیں بی بی مریم کا ایک چچا زاد بھائی یوسف نجار تھا اور وہ حضرت عیسٰی کا محافظ و مددگار تھا۔ وہ ان کو مصر کی طرف لے گیا آپ وہاں بھی تبلیغ و ہدایت کرتے رہے اور بارہ سال مصر میں گزارے جب بادشاہ مر گیا تو پھر اپنے شہر ناصرہ میں آ گئے۔ اور اسی شہر ناصرہ کی وجہ سے آپ کے ماننے والے انصاری کہلاتے ہیں۔

کچھ بنی اسرائیل نے آپ کو نبی مانا اور کچھ منکر ہو گئے۔ چنانچہ ان دونوں گروہوں میں جنگ بھی ہوئی مقام تکریت میں خدا نے ایمان والوں کو غالب فرمایا۔

حضرت عیسٰی شہر بہ شہر تبلیغ و ہدایت فرماتے تھے اور ان کو موعظہ و نصیحت کرتے تھے اور ان کی بیماریوں کا علاج بتاتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک شہر سے گزرے تو ایک نیک عورت نے کہا کہ میرا شوہر مجھ سے محبت نہیں کرتا۔ حالانکہ مجھ میں کوئی عیب نہیں ہے آپ نے شوہر کو بلایا اس نے کہا کہ بے شک یہ نیک عورت ہے مگر یہ بدشکل ہو گئی اس کے چہرہ پر رونق نہیں رہی ہے حالانکہ ابھی بوڑھی نہیں ہوئی آپ نے فرمایا کہ

گا۔ وہ پاک نفس اور میرے لیے (دنیا والوں پر) سخت غضبناک ہوں گے۔ صاحب حیا بیحد کریم ہیں بے شبہ وہ تمام عالمین کے لیے رحمت اور آدم کی تمام اولاد میں قیامت کے روز میرے نزدیک سب سے بہتر و بلند ہوں گے۔ تمام گذرے ہوؤں سے میرے نزدیک رفیع المنزلت ہوں گے اور پیغمبروں میں سب سے زیادہ مقرب ہوں گے۔ عرب میں پیدا ہوں گے بغیر کسی سے کچھ سیکھے اور پڑھے علوم اولین و آخری کے ساتھ مبعوث ہوں گے۔ میرے دل کی دنیا والوں کو تبلیغ کریں گے اور میری خوشنودی و رضا کے لیے بلاؤں اور تکلیفوں پر صبر کریں گے اور میرے دین کی حفاظت کے لیے مشرکوں سے جہاد کریں گے۔ اے عیسٰی میں تم کو حکم دیتا ہوں کہ بنی اسرائیل کو ان کے مبعوث ہونے کی خبر دے دو اور حکم دو کہ وہ سب اس پیغمبر کی تصدیق کریں اور ان پر ایمان لائیں اور ان کی پیروی کریں اور مدد کریں ان کا نام محمدؐ ہے وہ تمام دنیا کے لوگوں پر میرے رسول ہوں گے ان کی منزلت میرے نزدیک سب سے زیادہ اور ان کی شفاعت کا قبول کرنا سب لوگوں کی شفاعت سے زیادہ مجھ پر لازم ہے۔ کیا کہنا ہے اس پیغمبر کا اور کیا کہنا اس کی امت کا اگر لوگ اس کے دین پر مرتے وقت صحیح طور پر قائم رہیں۔ اہل زمین اس (پیغمبر) کی مدح کریں گے اور اہل آسمان اس کی امت کی۔

عیسٰی کو دو اور اہل بیت کو بہتر اسم اعظم آتے تھے

بسند معتبر حضرت صادق سے منقول ہے کہ خدا کے بزرگ نام تہتر ہیں دو نام جناب عیسٰی کو ملتے جن کے ذریعہ وہ تمام معجزات دکھاتے رہے۔ اور بہتر نام خدا نے ہم کو تعلیم فرمائے ہیں۔ ایک اپنی ذات سے مخصوص رکھا ہے وہ کسی کو نہیں سکھایا۔

حضرت عیسٰی بچپنے میں حجت خدا تھے

بسند صحیح منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام محمد باقر سے پوچھا کہ حضرت عیسٰی نے گہوارہ میں جب کلام کیا تو کیا وقت اپنے اہل زمانہ پر حجت تھے۔ فرمایا ہاں پیغمبر اور حج خدا تھے مگر مرسل نہ تھے۔ (یعنی تبلیغ پر مامور نہ تھے) کیا تم نے نہیں سنا کہ خدا فرماتا ہے کہ عیسٰی نے گہوارہ میں کہا میں خدا کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب عطا کی ہے اور نبی بنایا ہے۔ راوی نے پوچھا کہ اس وقت زکریا بھی حجت خدا تھے۔ فرمایا کہ اس حال میں لوگوں کے لیے خدا کی ایک دلیل تھے۔ اور مریم کے لیے رحمت خدا تھے کہ لوگوں کو بدگمانی کے مقابلہ میں حضرت مریم کی پاکدامنی کی گواہی دی۔ اور پیغمبر اور حجت خدا تھے ان لوگوں پر جنہوں نے

Presented by www.ziyaraat.net/

کو بھیج کر آسمان پر بلا لیا اور ایک شخص جس کا نام طیطانوس تھا جو حضرت کو پکڑنے آیا تھا۔ اس کو حضرت عیسٰی کی شکل بنا دیا۔ وہ برابر کہتا رہا کہ میں عیسٰی نہیں ہوں میں طیطانوس ہوں میں تو عیسٰی کو قتل کرنے آیا ہوں اور میں نے ہی عیسٰی کو پکڑا ہے۔ مگر یہودیوں نے اس کو سولی پر چڑھا دیا۔ پھر آپس میں کہنے لگے کہ اگر یہ عیسٰی تھا وہ ہمارا آدمی طیطانوس کہاں گیا اور اگر یہ طیطانوس تھا تو عیسٰی کہاں گئے اسی شبہ میں وہ رہے اور خدا نے اسی شبہ کا ذکر قرآن میں فرمایا ہے کہ وہ شبہ میں رہے اور ہم نے عیسٰی کو اٹھا لیا ہے اور وہ ہرگز قتل نہیں ہوئے اور نہ ان کو سولی دی گئی ہے۔

حضرت عیسٰی نے اپنا خلیفہ حضرت شمعون کو بنایا اور وہ حضرت عیسٰی کی کتاب انجیل کے مطابق ہدایت کرتے تھے، حضرت عیسی ۲۱ رمضان کو آسمان پر گئے۔

حضرت عیسٰی اور ہمارے پیغمبر میں پانچ سو سال کا فاصلہ ہے۔ حضرت عیسٰی کے وصی ڈھائی سو سال تک ظاہر رہے پھر پوشیدہ ہو گئے اور ہدایت کرتے رہے۔

اور حضرت عیسٰی کے بعد ان کی امت کے تہتر فرقے ہو گئے ان میں سے ایک فرقہ نجات پانے والا ہے۔ جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے:۔

منهم امة مقتصدة و كثير منهم ساء ما كانوا يعملون یعنی ان میں سے ایک گروہ درمیان راہ پر رہا اور کثیر تعداد غلط راستہ پر عمل کرتی تھی۔

اس طرح امت کے بھی تہتر فرقے ہوں گے ایک نجات پائے گا باقی جہنمی ہوں گے یعنی جس طرح بنی اسرائیل میں ہوا ہے اس طرح اس امت میں بھی ہو گا۔

حضرت عیسٰی اس وقت آسمان سے اتریں گے جب حضرت امام مہدی آخر الزماں کا ظہور ہو گا اور یہ اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ اور ان کی بیعت کریں گے۔ اور ان کی امداد کریں گے۔ (۴۴)

حضرت فاطمہ کے لیے جنتی کھانا

بسند ہائے معتبر حضرت امام محمد باقر سے منقول ہے کہ ایک روز جناب امیر نے حضرت فاطمہ سے کچھ کھانے کو مانگا۔ معصومہ نے عرض کی کہ خدا کی قسم آج تین روز سے سوائے اس کے کچھ نہیں تھا جو آپ کے لیے میں نے حاضر کیا اور آپ کو اپنے اوپر ترجیح دی جناب امیر نے فرمایا مجھے تم نے خبر نہ کی۔ جناب فاطمہ نے کہا پیغمبر نے مجھے کسی چیز کی فرمائش کرنے سے منع فرما دیا ہے۔ غرض جناب امیر گھر سے نکلے اور ایک شخص سے ایک دینار قرض لیا اور گھر کی طرف واپس ہوئے تاکہ کچھ انتظام کریں راستہ میں حضرت مقداد سے ملاقات ہوئی پوچھا (اس دوپہر کے وقت سخت گرمی اور دھوپ میں) گھر سے کس لیے نکلے مقداد نے کہا

بھوک کی شدت کے سبب سے حضرت نے فرمایا میں بھی اسی غرض سے گھر سے باہر نکلا ہوں اور ایک دینار فراہم کیا ہے لیکن تم لے جاؤ اور اصرار کر کے وہ دینار مقداد کو دے دیا اور خالی ہاتھ گھر واپس آئے دیکھا کہ جناب رسول خدا تشریف فرما ہیں اور جناب فاطمہ نماز پڑھ رہی ہیں اور ان کے درمیان میں کوئی چیز رکھی ہے جس پر خوان پوش ڈھکا ہوا ہے۔ جناب فاطمہ نماز سے فارغ ہوئیں تو اس ظرف کو ان دونوں حضرات کی خدمت میں لائیں اور خوان پوش اٹھایا تو دیکھا کہ ایک پیالہ ہے جو گوشت اور گرم روٹی سے بھرا ہوا ہے اور بھاپ نکل رہی ہے پوچھا اے فاطمہ یہ کہاں سے لائیں۔ فاطمہ نے کہا یہ خدا کی جانب سے آیا ہے۔ بیشک خدا جس کو چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے۔ پیغمبر نے فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہاری اور فاطمہ کی مثال بیان کروں۔ عرض کی ہاں یا رسول اللہؐ بیان فرمایئے۔ حضرت نے فرمایا تمہاری مثال زکریا کی سی ہے کہ جب مریم کے پاس محراب عبادت میں داخل ہوتے تھے ان کے پاس بے فصل کے میوے دیکھتے تو پوچھتے کہ یہ کہاں سے آئے تو وہ کہتی تھیں خدا کی جانب سے جیسا کہ تمہارے جواب میں فاطمہ نے کہا۔ غرض اس کاسہ کے طعام سے ایک مہینے تک اہل بیت رسول کھاتے رہے اور وہ کم نہ ہوا۔ حضرت امام محمد باقر نے فرمایا کہ وہ کاسہ ہمارے پاس ہے اور حضرت صاحب الامر اس کو ظاہر کریں گے اور بہشت کے کھانے اس سے کھائیں گے۔

حضرت فاطمہ کی تیمار داری مریم کریں گی

حدیث معتبر میں ابن عباس سے منقول ہے کہ ایک روز جناب رسالتمآب نے ان مظالم کی خبر دی جو حضرت کے بعد اہل بیت پر گزرنے والے تھے جب جناب فاطمہ کے مصائب بیان کئے تو فرمایا کہ اس وقت حق تعالیٰ فرشتوں کو ان کا مونس و غمخوار بنائے گا۔ کہ ان کو آواز دیں گے جس طرح مریم بن عمران کو ندا دیا کرتے تھے اور کہیں گے کہ اے فاطمہ بیشک خدا نے تم کو برگزیدہ کیا اور مطہر و معصوم بنایا ہے۔ اور تمام عالم کی عورتوں پر تم کو فضیلت دی ہے اے فاطمہ قنوت و خضوع اور اپنے پروردگار کی بندگی کرو اور رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔ جب اس دروازہ کے سبب سے جو عمر کے حکم سے اس کے شکم پر گرایا جائے گا اس کا مرض سخت ہو گا تو خدا مریم بنت عمران کو اس کی تیمار داری کے لیے بھیجے گا جو اس شدت و تکلیف کے عالم میں اس کی خدمت گذار اور مونس و ہمدرد ہوں گی۔

دوسری معتبر سند کے ساتھ منقول ہے کہ حضرت صادق سے لوگوں نے پوچھا کہ فاطمہ زہرا کی میت کو کس نے غسل دیا فرمایا کہ امیر المومنین علیہ السلام نے کیونکہ وہ صدیقہ و معصومہ تھیں اور سوائے معصوم کے کوئی اور ان کو غسل نہیں دے سکتا تھا۔ شاید تم نہیں جانتے کہ مریم کو سوائے عیسٰی کے کسی نے غسل

Presented by www.ziyaraat.net/

نہیں دیا تھا۔

حضرت عیسٰی اور امام حسین ششماہی سے پیدا ہوئے

حدیث معتبر میں حضرت صادق سے منقول ہے کہ جو فرزند چھ مہینے حمل کی مدت میں پیدا ہوتا ہے زندہ نہیں رہتا لیکن حضرت عیسٰی اور حضرت امام حسین زندہ رہے کہ ہر ایک چھ مہینے میں پیدا ہوئے۔

حضرت عیسٰی کا کربلا میں قیام

دوسری معتبر حدیث میں انہیں حضرت سے منقول ہے کہ زمین کے خطوں نے ایک دوسرے پر فخر کرنا شروع کیا تو کعبہ نے زمین کربلا پر فخر کیا کہ خدا نے اس کو وحی کی کہ ساکت رہ اور کربلا پر فخر مت کر کیونکہ وہ مقام وہ ہے جہاں ہم نے موسٰی سے کلام کیا۔ وہی وہ ربوہ ہے کہ مریم و مسیح کو ہم نے جہاں مقیم کیا اور وہ دولابہ ہے جس میں حسین کے سر مبارک کو دھویا گیا اسی جگہ عیسٰی کو ان کی ولادت کا غسل دیا گیا۔

مقام عیسٰی پر نماز علی

بسند معتبر حضرت امام زین العابدین سے منقول ہے کہ جب امیر المومنین خوارج سے جنگ کر کے نہروان سے واپس ہوئے اور مسجد براثا میں قیام فرمایا جو بغداد کے قریب واقع ہے۔ اس جگہ ایک دیر تھا جس میں ایک راہب رہتا تھا۔ اس راہب نے جب حضرت کے رعب و جلال اور اوصاف کو دیکھا جو مقدس کتابوں میں پڑھ چکا تھا دیر سے باہر آیا اور مشرف با سلام ہوا اور کہا میں نے انجیل میں حضور کی ثنا و صفت پڑھی ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ آپ مسجد براثا میں قیام فرمائیں گے۔ جو خانہ مریم اور زمین عیسٰی ہے۔ پھر حضرت امیر المومنین اس دیر کے قریب ایک مقام پر تشریف لے گئے اور اپنے پیر سے زمین پر مارا تو اسی وقت ایک صاف و شفاف چشمہ جاری ہوا اور فرمایا کہ یہ وہ چشمہ ہے جو حضرت مریم کے لیے زمین سے جوش مارتا ہوا نکلا تھا۔ پھر فرمایا کہ سات ہاتھ اس چشمہ سے ناپو اور زمین کھدو۔ لوگوں نے حکم کی تعمیل کی وہاں ایک سفید پتھر نکلا حضرت نے فرمایا کہ اس پر جناب مریم نے حضرت عیسٰی کو اپنی گود سے اتار کر رکھا تھا۔ وہاں حضرت نے نماز پڑھی اور فرمایا کہ یہ زمین براثا خانہ مریم ہے۔

حضرت علی ناقوس کی آواز جانتے تھے

بسند معتبر حارث اعور سے منقول ہے کہ اس نے بیان کیا کہ میں ایک روز حضرت امیر المومنین کے ساتھ شہر حیرہ میں جا رہا تھا۔ اتفاقاً ہم ایک دیر میں پہنچے جس میں ناقوس (سنکھ) بجایا جا رہا تھا حضرت نے فرمایا اے حارث تو جانتا ہے کہ یہ ناقوس کیا کہتا ہے میں نے عرض کی کہ خدا اور رسول اور رسول کا بھائی بہتر جانتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا دنیا اور اس کی خرابی کی مثل بیان کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں خدا کی یکتائی کی گواہی دیتا ہوں وہ حق ہے حق ہے سچا ہے سچا ہے بیشک دنیا نے ہم کو فریب دیا اور آخرت سے بیگانہ کر دیا اور ہماری عقل ضائع کر دی اور ہم کو گمراہ کر دیا اے دنیا کی اولاد و دنیا کے کاموں کو پیچھے ڈال اور ملتوی کر دے۔ اے فرزند دنیا ہر روز مصیبتوں میں تو کچلا جاتا ہے۔ دنیا (کی دولت) جمع کرنے میں یا تم سب ایک دوسرے کو پامال کر دو گے یا تو خود بہت جلد فنا ہو جائے گا۔ اے فرزند دنیا تو مال دنیا کب تک جمع کرتا رہے گا۔ دنیا ایک قرن کے بعد دوسرے قرن کو فنا کرتی رہتی ہے۔ ہماری عمر کا کوئی دن نہیں گذرتا مگر یہ کہ ارکان (جسم) میں سے ایک رکن کو کمزور و لاغر کرتا ہے۔ بے شک خانہ باقی کو ہم نے ضائع کر دیا اور خانہ فانی کو اپنا وطن بنا لیا دنیا میں ہم اپنی اس تقصیر و کمی کا احساس نہیں کرتے مگر مرنے کے بعد (جس کا کچھ فائدہ نہیں) اس کے بعد امیر المومنین نے فرمایا اے حارث کیا نصاری ناقوس کے اس کلام کو سمجھتے ہیں اگر سمجھتے ہیں تو مسیح کو خدا کا شریک نہ قرار دیتے۔ حارث بیان کرتے ہیں کہ میں دوسرے روز ایک نصرانی کے پاس گیا جو اس دیر میں رہتا تھا اور اس سے کہا کہ مسیح کا واسطہ اس ناقوس کو اسی طرح بجا جس طرح پہلے بجا رہا تھا۔ اس نے بجانا شروع کیا اور میں نے ہر فقرہ کو اس کی آواز کے ساتھ ملانا شروع کیا جو جناب امیر نے فرمایا تھا۔ تو ہر ہر لفظ کو آخر تک مطابق پایا۔ اس نصرانی نے پوچھا تم کو تمہارے پیغمبر کے حق کی قسم دیتا ہوں مجھے بتاؤ کہ کس نے یہ تم کو بتایا حارث نے کہا کہ جو بزرگ کل ہمارے ساتھ تھے انہوں نے (ناقوس کے اس کلام سے) مجھ کو آگاہ فرمایا۔ اس نے پوچھا تمہارے پیغمبر سے کوئی رشتہ میں نے کہا وہ ان کے چچا زاد بھائی ہیں۔ پوچھا کیا انہوں نے پیغمبر سے سنا ہے؟ میں نے کہا ہاں یہ سن کر وہ نصرانی مسلمان ہو گیا اور کہا خدا کی قسم میں نے تورات میں پڑھا ہے کہ آخری پیغمبر وہ پیغمبر ہو گا جو ناقوس کی تفسیر کرے گا۔

حضرت عیسٰی کو اطاعت رسولؐ کا حکم

اے کنواری مریم کے بیٹے دنیا سے دور رہنے والے میں تم کو اپنے محبوب، پیغمبروں کے سید و سردار احمدؐ کے بارے میں وصیت کرتا ہوں جو نورانی چہرے والے سرخ اونٹوں کے مالک ہیں جن کا نور دنیا کو روشن کرے

سبیل سکینہ سلام اللہ علیہا

Presented by www.ziyaraat.net/

گا۔ وہ پاک نفس اور میرے لیے (دنیا والوں پر) سخت غضبناک ہوں گے۔ صاحب حیا بیحد کریم ہیں بے شبہ وہ تمام عالمین کے لیے رحمت اور آدم کی تمام اولاد میں قیامت کے روز میرے نزدیک سب سے بہتر و بلند ہوں گے۔ تمام گذرے ہوؤں سے میرے نزدیک رفیع المنزلت ہوں گے اور پیغمبروں میں سب سے زیادہ مقرب ہوں گے۔ عرب میں پیدا ہوں گے بغیر کسی سے کچھ سیکھے اور پڑھے علوم اولین و آخری کے ساتھ مبعوث ہوں گے۔ میرے دل کی دنیا والوں کو تبلیغ کریں گے اور میری خوشنودی و رضا کے لیے بلاؤں اور تکلیفوں پر صبر کریں گے اور میرے دین کی حفاظت کے لیے مشرکوں سے جہاد کریں گے۔ اے عیسٰی میں تم کو حکم دیتا ہوں کہ بنی اسرائیل کو ان کے مبعوث ہونے کی خبر دے دو اور حکم دو کہ وہ سب اس پیغمبر کی تصدیق کریں اور ان پر ایمان لائیں اور ان کی پیروی کریں اور مدد کریں ان کا نام محمدؐ ہے وہ تمام دنیا کے لوگوں پر میرے رسول ہوں گے ان کی منزلت میرے نزدیک سب سے زیادہ اور ان کی شفاعت کا قبول کرنا سب لوگوں کی شفاعت سے زیادہ مجھ پر لازم ہے۔ کیا کہنا ہے اس پیغمبر کا اور کیا کہنا اس کی امت کا اگر لوگ اس کے دین پر مرتے وقت صحیح طور پر قائم رہیں۔ اہل زمین اس (پیغمبر) کی مدح کریں گے اور اہل آسمان اس کی امت کی۔

عیسٰی کو دو اور اہل بیت کو بہتر اسم اعظم آتے تھے

بلسند معتبر حضرت صادق سے منقول ہے کہ خدا کے بزرگ نام تہتر ہیں دو نام جناب عیسٰی کو ملے جن کے ذریعہ وہ تمام معجزات دکھاتے رہے۔ اور بہتر نام خدا نے ہم کو تعلیم فرمائے ہیں۔ ایک اپنی ذات سے مخصوص رکھا ہے وہ کسی کو نہیں سکھایا۔

حضرت عیسٰی بچپنے میں حجت خدا تھے

بلسند صحیح منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام محمد باقر سے پوچھا کہ حضرت عیسٰی نے گہوارہ میں جب کلام کیا تو کیا وقت اپنے اہل زمانہ پر حجت تھے۔ فرمایا ہاں پیغمبر اور حج خدا تھے مگر مرسل نہ تھے۔ (یعنی تبلیغ پر مامور نہ تھے) کیا تم نے نہیں سنا کہ خدا فرماتا ہے کہ عیسٰی نے گہوارہ میں کہا میں خدا کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب عطا کی ہے اور نبی بنایا ہے۔ راوی نے پوچھا کہ اس وقت زکریا بھی حجت خدا تھے۔ فرمایا کہ اس حال میں لوگوں کے لیے خدا کی ایک دلیل تھے۔ اور مریم کے لیے رحمت خدا تھے کہ لوگوں کو بدگمانی کے مقابلہ میں حضرت مریم کی پاکدامنی کی گواہی دی۔ اور پیغمبر اور حجت خدا تھے ان لوگوں پر جنہوں نے

ان کے کلام کو اس وقت سنا۔ پھر وہ خاموش ہو گئے۔ اس کے بعد جب زکریا رحمت خدا سے واصل ہو گئے تو ان کے قائم مقام حضرت یحیٰی ہوئے اور ان کو ان کی میراث و حکمت حاصل ہوئی جبکہ وہ لڑکے اور عمر میں بہت چھوٹے تھے۔ جب عیسٰی سات برس کے ہوئے پیغمبر اور رسالت کا آپ نے دعوٰی کیا اور ان پر خدا کی وحی نازل ہوئی تو حضرت عیسٰی جناب یحیٰی اور تمام لوگوں پر حجب خدا ہوئے اور آدم کی پیدائش سے دنیا ختم ہونے تک زمین کبھی حجت خدا سے خالی نہیں رہتی۔

بسند صحیح منقول ہے کہ صفوان نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے عرض کی کہ خدا مجھے وہ روز نہ دکھلائے جس روز آپ اس دنیا میں نہ ہوں اگر ایسا ہو تو ہمارا امام کون ہو گا تو حضرت نے امام محمد تقی کی طرف اشارہ کیا جو آپ کے پاس کھڑے تھے صفوان نے کہا یہ تو ابھی تین سال کے ہیں فرمایا کیا حرج ہے عیسٰی نے بھی تو پیغمبری کی جبکہ وہ تین سال کے تھے۔ ۲۰

عطیات

جناب سید سعید اظفرِ کاظمی صاحب	کراچی	پندرہ ہزار روپے
جناب سید جواد حیدر صاحب	لاہور	پانچ ہزار روپے
حجتہ الاسلام جناب مولانا حافظ سید ریاض حسین صاحب	لاہور	ایک ہزار روپے
جناب مولانا سید محمد عباس قمر صاحب زیدی	کراچی	" " "
جناب سید ریاض حسین صاحب	مسقط	" " "
جناب محمد صدیق حیدری صاحب	مسقط	" " "
جناب سید قاسم رضا رضوی صاحب	لاہور	" " "
جناب سید طالب علی شاہ موسوی صاحب	کینیڈا	" " "
جناب سید علی رضوی صاحب	کراچی	" " "
جناب سید وسیم حیدر کاظمی صاحب	کراچی	" " "
جناب سید غلام مہدی زیدی صاحب ایڈووکیٹ	کراچی	" " "

سید مظہر علی شاہ کاظمی صاحب۔ لاہور
سیدہ ہاجرہ رضوی صاحبہ۔ کراچی
سید شبیر شہید صاحب کاظمی۔ کنیڈا

سید اختر رضا نقوی صاحب۔ کراچی
مرزا محمد شبیر قزلباش صاحب۔ کراچی
غضنفر علی شبیر صاحب۔ سیالکوٹ

سبیل سکینہ سلام اللہ علیہا

Presented by www.ziyaraat.net/

فہرست

صفحہ

میثاق انبیاء ۶
بشارات انبیاء ۲۹
بشارت حضرت آدم علیہ السلام ۳۶
بشارت حضرت شیث علیہ السلام ۴۰
بشارت حضرت نوح علیہ السلام ۴۰
بشارت حضرت ابراہیم علیہ السلام ۴۱
بشارت حضرت یوسف علیہ السلام ۴۲
بشارت حضرت موسیٰ علیہ السلام ۴۳
بشارت حضرت داؤد علیہ السلام ۴۴
بشارت حضرت سلیمان علیہ السلام ۴۵
بشارت حضرت شعیب علیہ السلام ۴۶
بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام ۴۶
مشکل کشائے انبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ۶۹
افضل الانبیاء حضرت محمدؐ مصطفیٰ ۷۲
خلقت نور محمدؐ قبل از حضرت آدم ۹۸
اسم محمد قبل از حضرت آدم ۱۴۴
حضرت آدم علیہ السلام ۱۴۷
حالات و واقعات ۱۴۷
حضرت حوا کا حق مہر صلوات بر محمدؐ ۱۴۹
نور محمدؐ در صلب حضرت شیث ۱۴۹
پیشانی شیث میں نور محمدی ۱۵۰
حضرت حوا کو ملائکہ کی مبارک ۱۵۰
زوجۂ شیث کو آسمانی مبارک ۱۵۱
نور محمد در صلب حضرت آدم ۱۵۴
حضرت آدم کی انگوٹھی پر اسم محمدؐ ۱۶۳
حضرت آدم کا وسیلہ محمدؐ مصطفیٰ ۱۶۵

صفحہ

حضرت شیث علیہ السلام ۱۶۷
حالات و واقعات ۱۶۷
صلب محمدؐ در صلب حضرت شیث ۱۶۸
حضرت ادریس علیہ السلام
حالات و واقعات ۱۶۹
حضرت نوح علیہ السلام
حالات و واقعات ۱۷۱
کشتی حضرت نوح پر اسم محمدؐ ۱۷۵
اہل بیت محمد مثل سفینۂ نوح ۱۸۲
حضرت ہود علیہ السلام
حالات و واقعات ۱۸۴
حضرت صالح علیہ السلام
حالات و واقعات ۱۸۶
حضرت صالح اور حضرت علی کے واقعات میں
توافق ۱۸۹
حضرت ابراہیم علیہ السلام
حالات و اقعات ۱۹۲
حضرت ابراہیم نور مصطفیٰ کی وجہ سے نہ گھبرائے ۲۰۱
حضرت امام حسینؑ ذبح عظیم ہیں ۲۰۸
حضرت محمد مصطفیٰ کی حفاظت مطلوب تھی ۲۰۸
کلمات ابراہیم سے مراد حضرت محمد ہیں ۲۱۱
حضرت ابراہیم اور حضرت علی کی بت شکنی ۲۱۶
بشارت مصطفیٰ پر حضرت ابراہیم کا تشکر ۲۱۷

صفحہ

حضرت محمدؐ پر درود بھیجنے کی وجہ سے ۲۱۷
حضرت ابراہیم خلیل بنے ۲۱۷
حضرت ابراہیم اور حضور اکرمؐ کے لیے جنتی ۲۱۷
لباس
حضرت ابراہیم و حضور اکرمؐ کے لیے جنتی قبہ ۲۱۷
حضرت ابراہیم اور حضور اکرمؐ کے لیے نوری ۲۱۸
منبر
حضرت ابراہیم کے لیے جنتی محل ۲۱۸
حضرت اسماعیل علیہ السلام
حالات و واقعات ۲۱۹
حضرت اسحاق علیہ السلام
حالات و واقعات ۲۲۰
حضرت لوط علیہ السلام
حالات و واقعات ۲۲۱
حضرت ذوالقرنین علیہ السلام
حالات و واقعات ۲۲۴
عہد امام مہدی میں عدل ذوالقرنین ۲۲۸
حضرت علی ذوالقرنین ہیں ۲۲۸
امام مہدی سخت ابر پر سوار ہوں گے ۲۲۹
حضرت یعقوب و حضرت یوسف
حالات و واقعات ۲۴۰
حضرت یوسف کا وسیلہ محمد مصطفیٰ ۲۴۱
حضرت یعقوب کا وسیلہ مصطفیٰ ۲۴۲
حسن یوسف اور جمال مصطفیٰ ۲۴۳

صفحہ

حضرت علی اصغر اور اطفال مصر ۲۴۴
حضرت ایوب علیہ السلام
حالات و واقعات ۲۴۵
حضرت شعیب علیہ السلام
حالات و واقعات ۲۴۷
حضرت موسیٰ و حضرت ہارون
حالات و واقعات ۲۴۸
اولوالعزم پیغمبر محبت حضرت محمد میں ہوئے ۲۷۱
منزلت ہارونی ۲۷۱
حضرت ہارون کے فرزندوں کے نام ۲۷۲
عصائے موسیٰ امام مہدی لائیں گے ۲۷۳
صلوات بر محمد کی برکت ۲۷۳
حضرت حزقیل محب مصطفیٰ تھے ۲۷۴
بنی اسرائیل کو تعظیم مصطفیٰ کا حکم ۲۷۵
بنی اسرائیل محبت مصطفیٰ چھوڑ بیٹھے ۲۷۶
مقتول حضرت محمد کے نام سے زندہ ہو گیا ۲۸۶
حضرت خضر کا ذکر مصطفیٰ کرنا ۲۸۹
حضرت موسیٰ کو وصیت مصطفیٰ ۲۹۰
حضرت محمد مصطفیٰ ولی اللہ ہیں ۲۹۱
حضرت موسیٰ کی تختیاں حضرت محمد کے پاس ۲۹۲
بنی اسرائیل کو نجات بوجہ صلوات بر محمد ۲۹۲
بنی اسرائیل اسم محمدؐ لے کر دریا عبور کر گئے ۲۹۳
روئیت کا سوال کرنے والے حضور اکرمؐ ۲۹۶
کا نام لے کر زندہ ہو گئے
خدا قاتل حسین کو نہیں بخشے گا ۲۹۷

سبیل سکینہ سلام اللہ علیہا

Presented by www.ziyaraat.net/

	صفحہ
زمین کربلا کی مصیبت	۲۹۸
اہل بیت محمدؐ مصطفیٰ مثل حطہ ہیں	۲۹۹
نامۂ یوشع میں ذکر مصطفیٰ	۳۰۱
حضرت علی مثل یوشع ہیں	۳۰۱
مخفی خزانہ اسم محمد تھا	۳۰۲
خلافت موسوی اور امت محمدیہ	۳۰۲
فضیلت آل محمدؐ	۳۰۴
پرندے کی بشارت ختمی مرتبتؐ	۳۰۵
حضرت خضر	
حالات و واقعات	۳۰۷
حضرت خضر جنگ صفین میں	۳۰۸
حضرت خضر حضرت امام محمد باقر کی خدمت میں	۳۰۸
حضرت خضر کی حضرت امام زین العابدین سے ملاقات	۳۰۸
حضرت خضر حضرت علی کی عیادت کے لیے	۳۰۹
حضرت خضر کا امام حسین پر گریہ	۳۰۹
حضرت خضر امام مہدی کے ساتھی ہوں گے	۳۰۹
حضرت لقمان حکیم	
حالات و واقعات	۳۰۹
حضرت داؤد	
حالات و واقعات	۳۱۲
زمین میں حضرت محمد مصطفیٰؐ کو میراث ملے گی	۳۱۸
امام مہدی زمین کے وارث ہوں گے	۳۱۸
حضرت سلیمان بن داؤد	
حالات و واقعات	۳۱۹
کعبے کو حضرت محمدؐ مصطفیٰ پاک کریں گے	۳۲۵
حضرت علی وارث انبیاء تھے	۳۲۶
حضرت محمدؐ کو تمام انبیاء سے زیادہ علم دیا گیا	۳۲۶
حضرت عیسیٰ بن مریم	
حالات و واقعات	۳۲۷
حضرت فاطمہ کے لیے جنتی کھانا	۳۳۴
حضرت مریم حضرت فاطمہ کی تیمار دار	۳۳۵
حضرت عیسیٰ اور حضرت امام حسین ششماہے پیدا ہوئے تھے	۳۳۶
حضرت عیسیٰ میدان کربلا میں	۳۳۶
حضرت علی ناقوس کی آواز جانتے تھے	۳۳۷
حضرت عیسیٰ کو اطاعت رسول کا حکم	۳۳۷
حضرت عیسیٰ کو صرف دو اور اہل بیت کو بہتر اسم اعظم یاد تھے	۳۳۸

قارئین کرام

ہم نے فلسفہ توحید پر ۱۵، سیرت النبیؐ پر ۳۰ اور انسائیکلو پیڈیا حضرت علی پر ۴۵ جلدیں تالیف کی ہیں۔ جن میں سے بحمد اللہ اب تک ۲۵ کتب شائع ہو چکی ہیں۔ بقیہ کتب کو زیور طباعت سے آراستہ کرانے کے لئے ہمیں آپ کے تعاون کی اشد ضرورت ہے۔

(۱) یا تو آپ خمس۔ زکوۃ یا دیگر صدقات سے ہمارے ادارے کی اعانت فرما سکتے ہیں۔ (ہمارے پاس عراق اور ایران کے مجتہدین کے اجازے موجود ہیں۔)

(۲) یا آپ اپنے بزرگوں کے ایصال ثواب یا تبلیغ دین کی خاطر کچھ جلدیں چھپوا کر مفت تقسیم کر سکتے ہیں۔

(۳) یا آپ کچھ کتب خرید کر مدارس کی لائبریریوں، علماء کرام اور غریب طلبہ کو مفت دے سکتے ہیں۔

(۴) یا آپ ایک ہزار روپے سالانہ کی ممبر شپ اختیار فرما سکتے ہیں۔ اس صورت میں ادارہ آپ کا نام کتاب میں شکریہ کے ساتھ شائع کرنے کے ساتھ ساتھ آپ کو اپنی تمام مطبوعات مفت مہیا کرے گا۔

(۵) یا آپ پچیس روپے ماہانہ کے ممبر بن سکتے ہیں۔ اس صورت میں ادارہ ہر دو ماہ کے بعد ایک جلد اور مجموعی طور پر سال بھر میں چھ جلدیں مفت پیش کرے گا۔

سبیل سکینہ سلام اللہ علیہا

Presented by www.ziyaraat.net/

تالیفات طالب حسین کرپالوی

(۱) فلسفہ توحید (۲) مسئلہ تحریف القرآن (۳) نور الھدیٰ (۴) خلقت نورانیہ (۵) وسیلۂ انبیاء (۶) نورٌ علیٰ نور (۷) وجہ اللہ دربیت اللہ (۸) مسلم اوّل (۹) مومن اکمل (۱۰) سیرت النبیؐ انجیل مقدّس کی روشنی میں (۱۱) سیرت النبیؐ زبور و تورات کی روشنی میں (۱۲) سیرت النبیؐ قرآن مجید کی روشنی میں (۱۳) سیرت النبیؐ فرقان حمید کی روشنی میں (۱۴) سیرت النبیؐ کتاب مبین کی روشنی میں (۱۵) سیرت النبیؐ ہندوؤں اور سکھوں کی نظر میں (۱۶) سیرت النبیؐ مغربی مفکرین کی نظر میں (۱۷) نور حضرت محمدؐ مصطفیٰؐ (۱۸) نور حضرت احمد مجتبیٰ (۱۹) عالم الغیب (۲۰) سیرت النبیؐ انبیاء کرام کی نظر میں (۲۱) والدین مصطفیٰ (۲۲) ابوین مصطفیٰ

ہدیہ فی کتاب ستر روپے رعایت فی کتاب بیس روپے

سید سکینہ سلام اللہ علیہا

Presented by www.ziyaraat.net/